جدید اضافہ شدہ ایڈیشن
مع وفاق کے دس سالہ حل شدہ پرچہ جات

بفضلہ تعالیٰ مختلف تفسیروں سے منتخب گلدستۂ تفاسیر

پارہ عم ۳۰ کی بہترین درسی تفسیر

المسمیٰ بہ

عنبر الیم فی تفسیر عم

سلیس ترجمہ
تفسیری نکات
حل المفردات
حل الترکیب

وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے عین مطابق

از افادات:- استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی زید مجدہٗ
ضبط و ترتیب:- حضرت مولانا مفتی محمد ناصر زید مجدہٗ

شعبہ تحقیق و تصنیف
دار المطالعہ
062-2442059
بالمقابل جامع مسجد اللہ والی حاصل پور شہر ضلع بہاولپور پاکستان
E.mail:darulmutaliah@yahoo.com

جدید اضافہ شدہ ایڈیشن
مع وفاق کے دس سالہ حل شدہ پرچہ جات
بسم اللہ الرحمن الرحیم
بفضلہ تعالیٰ مختلف تفسیروں سے منتخب گلدستہ تفاسیر
پارہ عم ۳۰ کی بہترین درسی تفسیر
المسمی بہ
عنبر الیم فی تفسیر عم
سلیس ترجمہ
تفسیری نکات
حل المفردات
حل الترکیب
وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے عین مطابق
ازافادات
اُستاذ العلماء حضرت مولانا عبد الرحمن جامی زید مجدہ
ضبط و ترتیب
حضرت مولانا مفتی محمد ناصر زید مجدہ
نظرثانی: مولانا حافظ محمد رمضان صاحب مدظلہ ○ فاضل خیر المدارس ملتان
شعبہ تحقیق و تصنیف
دار المطالعہ
062-2442059
E.mail:darulmutaliah@yahoo.com

ضابطہ

نام کتاب ---------- عنبر الیم فی تفسیر عم
افادات ---------- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی مدظلہ
نام مرتب ---------- حضرت مولانا مفتی محمد ناصر مدظلہ
نظر ثانی ---------- مولانا حافظ محمد رمضان صاحب مدظلہ
ناشر ---------- دار المطالعہ ○ حاصل پور
زیر اہتمام ---------- محمد عابد شریف

شعبہ تحقیق و تصنیف
دار المطالعہ
062-2442059
بالمقابل جامع مسجد اللہ والی حاصل پور ضلع بہاولپور پاکستان
E.mail:darulmutaliah@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بادشاہوں کی بادشاہ ذات کے نام
جن کی شاہانہ کلام کی تفسیر لکھنے کی
سعادت حاصل ہوئی۔

عظیم المرتبت والدگرامی کے نام جن کی
بے پائیاں شفقت وتربیت اور خصوصی
دعاؤں کی بدولت یہ تفسیر لکھنے کی توفیق ہوئی

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تقریظ مبارک

شیخ المعقول والمنقول استاذ العلماء والمشائخ

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث طاهر والی ضلع رحیم یار خان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى لاسيما على سيد الرسل والانبياء وعلى اله اصحابه الاصفياء امابعد!

رآيت الكتاب المسمى" **بعنبر اليم فى تفسير عم**" وجدته نافعا ومفيدا وكاملا لمن اراد علم تفسير الجزء الاخير من القرآن المجيد قد التزم المئولف مولانا عبدالرحمن الجامى تفسير القرآن بالمنقولات كما هو طريق السادات وحل المفردات بحسب اللغات وحل التراكيب النحوية وحل الاشكالات فوائد على فوائد مفيده للمستفيدين من الطلبة والمدرسين على الخصوص للذين يريدون امتحان الوفاق لهم معين وكفيل للفوز النجاح وادعو ان يجعله الله تعالىٰ صدقة جارية للمصنف والمرتب فى الاول ذخيرسعيدة فى العقبى وجعلها مقبولة فى حضرته العلى ويوفق للمئولف توفيقًاكاملا۔

لخدمه الدين القويم لتفسير القرآن الكريم والله تعالىٰ نسئل ان يجعل خاتمتنا على الايمان الكامل والاسلام التام صلى الله تعالىٰ على من انزل عليه القرآن المجيد وعلى من اعانه فى تنفيذه وتبليغه الى الناس۔

کتبہ'

منظور احمد نعمانی عفی عنه

فہرست مضامین

تقریظ

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی **محمد صدیق** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مدیر مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ

بسم اللہ الفتاح العلیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم...........امابعد

بندہ نے اس مجموعہ کو از اول تا آخر دیکھا اور بعض قابل اصلاح چیزوں کی نشاندہی بھی کی عزیز مؤلف نے یقیناً محنت شاقہ سے اس مجموعہ کو تیار کیا ہے اور بلاشبہ متعدد کتب کے سینکڑوں اوراق سے یہ فوائد حاصل کیے ہیں گہرے سمندروں میں غوطے لگا کر یہ عنبر حاصل کیا گیا ہے۔عزیز مؤلف نے اس مجموعہ میں اہم اور ضروری مباحث درج کیے ہیں حل المفردات۔حل الترکیب جو کہ ذی استعداد طلباء کے لیے عموماً اور باذوق محنتی اساتذہ کرام کے لیئے خصوصاً قابل قدر تحفہ ہے۔

جبکہ شان نزول اور تفسیری مباحث تو ہر سمجھدار مسلمان کے لیے ایمان میں قوت اور نشاط پیدا کرنے کے لیے قابل دید ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز مؤلف کی اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازیں اور دارین میں سرخروئی کا باعث بنائیں (آمین)

والسلام

محمد صدیق

یکم ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ

تقریظ

مرشد العلماء فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد القادر رحمہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث دار العلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب سے وفاق المدارس کی طرف سے قرآن کریم کے آخری پارہ کو درجہ ثانیہ کے نصاب میں داخل کیا گیا ہے اس وقت سے مدارس میں اس کی تدریس کی اہمیت زیادہ ہوگئی ہے۔ ظاہر ہے کے درجہ ثانیہ کے بچوں کو آخری پارہ کی تفسیر پر حاوی کرنا مقصود نہیں بلکہ ان کو قرآن پاک کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ صرف' نحو' لغت' اور عربی ادب کا ذوق پیدا کرنا بھی مطلوب ہے اور علوم اسلامیہ اور عربیہ کی عمارت کے لیے یہی فنون خشت اول کا درجہ رکھتے ہیں اس لیے ماہر اساتذہ اس پارے کو اس انداز سے پڑھاتے ہیں کہ مبتدی طلباء کو ان بنیادی علوم سے مناسبت پیدا ہوتی چلی جائے اور طویل وعریض اور غامض تقاریر سے طلبہ کے ذہن کو بوجھل نہیں بناتے بلکہ سہل انداز سے الفاظ کے لغوی معنی ترکیب' صیغہ جات کی تشریح بتاتے ہیں اور مخاطبین کی استعداد کو ملحوظ رکھ کر نحوی' صرفی' تفسیری اشکالات اور ان کے جوابات بتلاتے چلے جاتے ہیں اس صحیح طرز سے آخری پارے کو نصاب میں داخل کرنے کا صحیح ثمرہ حاصل ہو جاتا ہے۔

عزیز محترم مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب نصاب کے اس حصے کو مندرجہ بالا طرز کے مطابق پڑھاتے ہیں وہ ایک لائق اور تجربہ کار استاد ہیں دار العلوم کبیر والا میں کافی عرصہ صرف' نحو اور پارہ عم کی تدریس ان کے سپرد رہی ہے اور طلباء کی تفہیم کا خاص انداز ان کو حاصل ہے۔ انہوں نے پارہ عم کے اپنے درسی افادات کو کتابی شکل میں مرتب فرمایا ہے جس سے معلمین اور متعلمین دونوں کے لیے سہولت ہوگئی ہے اگرچہ اکابر علماء بالخصوص مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نہ خود اردو کتب کا مطالعہ فرماتے اور نہ درس نظامی کے اساتذہ اور طلباء کے لیے پسند فرماتے تھے مقصد یہ تھا کہ اس طبقہ کو عربی شروح وحواشی سے

مناسبت ہو حضرت رحمہ اللہ نے جب حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر بیان القرآن کو دیکھا تو فرمایا کہ بعض اردو کتب بھی قابل مطالعہ ہیں لیکن آج کل کے علمی انحطاط کے دور میں اردو شروح وحواشی کا مطالعہ علماء اور طلباء میں اس قدر مروج ہو چکا ہے کہ شاذ ونادر ہی کوئی مدرس اور طالبعلم اس سے بچا ہوا ہوگا اور اس سے انکار بھی نہیں کہ کم استعداد اساتذہ اور طلبہ کے لیے اردو شروح اور حواشی کا مطالعہ ایک سیڑھی کا کام دیتا ہے اور مقصود حاصل کرنے میں ایک درجہ میں مد اور معاون ہے بہر حال مؤلف سلمہ نے کاوش اور محنت سے اس موضوع کے متعلق مرتب معلومات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے جو اساتذہ اور طلباء کے لیے انمول تحفہ ہے بندہ نے مختلف مقامات کو دیکھا اور درست پایا بالاستعاب مطالعہ کی نہ ہمت نہ فرصت ۔حق تعالے اس مجموعہ کو بہت ہی نافع بنائیں اور مؤلف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائیں اور آئندہ ان کو اسطرح کے افادات کے لیے موفق فرمائیں۔آمین یارب العٰلمین بحرمة النبی محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

بندہ عبدالقادر عفی عنہ
یکے از خدام دارالعلوم کبیر والا ضلع خانیوال
۱۸ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الستار رحمہ اللہ تعالیٰ
صدر مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

بندہ نے بھی تفسیر ہذا کو بعض مقامات سے دیکھا۔ بندہ حضرت مفتی عبد القادر صاحب مدظلہٗ کی رائے سے متفق ہے۔ اللہ پاک قبولیت اور اپنی رضائے عالی سے نوازیں۔

فقط بندہ عبد الستار عفی عنہ
جامعہ خیر المدارس ملتان

تقریظ

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب صابر زید مجدہٗ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازیخاں

پارہ عم کی تفسیر وتشریح اور اسکی تعلیم وتعلم کے سلسلہ میں ضروری امور کی تبیین پر مشتمل یہ کتاب مصنفہٗ عزیز محترم فاضل حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی زید مجدہٗ دیکھی دل بہت خوش ہوا۔

دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ ہر طرح نافع بنائے۔ (امین)

العبد المسکین
محمد یٰسین صابر
جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازیخاں

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمونہ اسلاف حضرت مولانا محمد انور رحمہ اللہ مدیر دار العلوم کبیر والا

میرے والد محترم شیخ الحدیث والادب حضرت مولانا علی محمد رحمہ اللہ کو ادب کے ساتھ بہت زیادہ شغف تھا علمی حلقے میں ان کی مقامات کی تدریس کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ کسی سے مخفی نہیں ان کا پڑھانے کا انداز بے نظیر اور منفرد تھا۔ ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ قرآن پاک کے چند آخری پاروں کی اس انداز میں تفسیر پڑھائی جائے جس میں تفسیری نکات کے ساتھ ساتھ لغوی' صرفی ونحوی تحقیق بھی ہوتا کہ طلباء کو تفسیر کے ساتھ ساتھ لغت صرف ونحو میں بھی مہارت حاصل ہو۔ ان کی اس دیرینہ خواہش کو عزیز محترم مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب نے آخری پارے کی تفسیر لکھ کر کسی حد تک پورا کر دیا ہے۔ جامی صاحب نے تقریباً دس بارہ سال ہمارے دار العلوم شعبہ بنات میں طالبات کو اسی انداز میں پارہ عم کی تفسیر پڑھائی۔ جس میں تفسیر کے ساتھ ساتھ حل صیغہ جات حل الترکیب سب کچھ موجود ہے جو طلبہ کے لیے بے حد مفید ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس تفسیر کو علماء طلبا اور طالبات کے لیے مفید بنائے اور مؤلف موصوف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد انور خادم دار العلوم کبیر والا

تقریظ

مخدوم العلماء حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب تونسوی دامت برکاتہم العالیہ

مدیر جامعہ اسلامیہ للبنات تونسہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم............امابعد

برخوردار عزیزی مولانا عبدالرحمٰن جامی میرے قابل اعتماد تلامذہ میں سے ہیں دارالعلوم کبیر والا میں کافی عرصہ میرے ساتھ پڑھاتے رہے ہیں اسی وقت سے تفسیر پارہ عم مرتب کر رہے تھے وقتاً فوقتاً مجھ سے مشورہ لیتے اور مجھے مسودہ دکھلاتے رہتے ماشاءاللہ بہت عمدہ تفسیر ہے معلمین، معلمات طالبین، طالبات سب کے لیے یکساں مفید ہے اللہ تعالیٰ مؤلف عزیز کی محنت کو قبول فرما کر اس تفسیر کو قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

بندہ غلام یٰسین تونسوی

خادم جامعہ اسلامیہ للبنات تونسہ شریف

تقریظ

جامع المعقول والمنقول امام الصرف والنحو حضرت مولانا محمد اشرف شاد رحمہ اللہ

مدیر جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ نے محترم فاضل نوجوان حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب کی تحریر کردہ تفسیر پارہ عم کے چند مقامات کا مطالعہ کیا۔ مولانا صاحب کی محنت و کاوش قابل داد ہے انشاءاللہ طالب علموں کی استعداد کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

حضرت مولانا صاحب دارالعلوم کے مشہور اساتذہ میں سے ہیں یہ تفسیر لکھ کر ابتدائی طلباء کرام پر احسان کیا ہے دل سے دعا ہے اللہ تعالیٰ انکی اس علمی خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

فقط

العارض محمد اشرف شاد

خادم علوم عربیہ جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

تقریظ

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد اشرف صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مدرس مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی علم القرآن ۔خلق الانسان۔علمہ' البیانو الصلوة والسلام علی رسولہ محمد وعلیٰ الہ واصحابہ مادام السموات واختلف الملوان

امابعد۔ بندہ اضعف محمد اشرف عفی عنہ نے مجموعہ پارہ عم مرتبہ عزیز القدر مولوی عبدالرحمٰن صاحب جامی' کومختلف مقامات سے دیکھا اور بعض ضروری اصلاحات کی نشان دہی بھی کر دی ہے۔ ماشاء اللہ مجموعہ ھذا فنی لحاظ سے اردو زبان میں ایک شاندار علمی تحفہ ہے جو اساتذہ اور طلباء کے لیے یکساں مفید ہے۔

تہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علمی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرما کر مؤلف کیلئے فلاح دارین کا ذریعہ بنائے اور جملہ طالبان کے لیے استفادہ آسان بنا کر اپنی رضامندی نصیب فرمائے (آمین یارب العلمین)

محمد اشرف عفی عنہ'
خادم العلوم بالجامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو
۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ۔۵۔۷۔۲۰۰۲ میلادی

تقریظ

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب ہوشیار پوری دامت برکاتہم العالیہ
مدیر جامعہ دار العلوم رحیمیہ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر نظر کتاب پارہ عم (۳۰) کی تفسیر ہے۔ جو گرامی قدر حضرت محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی زیدت معالیکم کے وہ علمی افادات ہیں جو آپ نے دوران درس ارشاد فرمائے اب الحمداللہ مرتب ہونے کی شکل میں سُطر عام پر آ کر اپنی مزید افادیت کا باعث ہونگے۔

حلقۂ طلباء کرام کے لیے یہ ایسی جامع چیز ہے کہ وہ اس کے مطالعہ واستحضار کے بعد محویل تقاریر ومباحث کی ضرورت محسوس نہ فرمائیں گے اختصار و جامعیت دونوں چیزوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ترتیب کتاب میں بالخصوص طالب علمانہ ذوق سلیم کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جس میں طلباء کرام کو یاد کرنے میں آسانی کے ساتھ ساتھ مدرس محترم کے ذوق تدریس کی بھی غمازی ہے آپ علمی دنیا میں ایک کہنہ مشق استاذ اور طلباء کرام کے معتمد طرز تفہیم کے حامل مدرس کے حوالے سے متعارف ہیں اس لیے طلباء کرام کے تقاضے کے پیش نظر مؤلف نے اسکو موجودہ شکل دینے میں بنیادی کردار ادا کیا جو ایک قابل تحسین کاوش ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آسانی اور مطالب ومفہوم تک رسائی کے لحاظ سے پارہ عم کی یہ تفسیر عامتہ الناس کے لیے بھی مفید ہے سلیس اردو عام فہم طرز اسلوب سے آیت سے متعلق گفتگو کی گئی ہے جو ''قال اللہ تعالےٰ'' کے سمجھنے میں راہنمائی کا باعث ہے جس کے لیے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باحوالہ مدد لی گئی ہے۔

حل التراکیب وغیرہ سے درس گاہ کے خالص علمی ماحول کی جھلک بھی عام لوگوں کے سامنے آ سکتی ہے جو اس بات کی طرف بھی مشعر ہوگی کہ محض اردو دانی سے قرآن کریم کے مطالب تک رسائی محض ''ایک بے دلیل دعویٰ'' ہے۔

الحمدللہ صاحب افادات ان دنوں دارالعلوم رحیمہ ملتان میں شیخ بخاری کی حیثیت سے اپنے علمی فیوض و برکات سے طلباء کرام کو مالا مال فرما رہے ہیں اور انکی علمی تشنگی دور کرنے کا سامان کرر ہے ہیں **اللھم زد فزد** یہ ناکارہ اگرچہ شعبہ کتب کا مدرس نہیں تاہم طالب علمانہ ذوق اپنے اساتذہ کرام کی بدولت ایک گونہ اب بھی نصیب ہے اس لیے تفسیر پارہ عم کے مطالعہ کے بعد جو تاثر قائم ہوا اسے حضرت جامی دامت برکاتہم کے حسب ارشاد حوالہ قرطاس کردیا جو ظاہر ہے ان کے علمی مقام میں اعتماد کا ہرگز باعث نہیں تاہم اس ناکارہ کے لیے ضرور باعث عزت ہے اور خدا کرے ہم سب کے لیے باعث نجات بھی ہو جائے۔ آمین

والسلام

محمد ادریس

خادم دارالعلوم رحیمیہ ملتان

تقریظ

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد انور صاحب اکاڑوی مدظلہٗ
استاذ شعبہ الدعوۃ والتحقیق جامعہ خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم.........اما بعد

ترجمہ پارہ عم ثانویہ عامہ بنین و بنات کے نصاب کا اہم جزو ہے اور فہم قرآن پاک سے ان درجات کے اولین تعلق کا ذریعہ اور ذوق فہم قرآن کی بنیاد ہے اور بنیاد کی مضبوطی اور کمزوری، تعمیر کی مضبوطی و کمزوری میں اہم اثر رکھتی ہے کیونکہ یہ (حقیقت) حقیقۃ واقعیہ ہے کہ ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

فہم قرآن کی بنیاد کی مضبوطی وقت کی اہم ضرورت تھی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی زید علمہ نے اس وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پارہ عم کی تفسیر لکھی ہے۔ انشاء اللہ اس سے طلباء و طالبات میں فہم قرآن کا ذوق پیدا ہوگا بلکہ مدرسین کے لیے بھی یہ تفسیر معین و مددگار ثابت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ لامذہبوں کی فہم قرآن کورسوں (جو اصل میں تفسیر بالرأی بلکہ تحریف قرآن کورس ہیں) سے مسلمانوں کو بچا کر اس جیسی حامل مسلک اہلسنت تفاسیر سے رابطہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور طلباء، اساتذہ اور عوام ہر شعبہ میں اس کو شرف قبولیت عطا فرما کر مؤلف مدظلہٗ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کتبہٗ محمد انور اکاڑوی
جامعہ خیر المدارس ملتان

تقریظ

مرجع الطلبہ حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مدظلہٗ

استاذ الحدیث دار العلوم کبیر والا

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم..........اما بعد

اخی المکرم شہنشاہ تدریس جناب حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی مدظلہ نے جامعہ دار العلوم کبیر والا میں تقریباً سولہ سال کا عرصہ تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ ذہانت' لیاقت' شرافت' استعداد اور ملکۂ تفہیم کی وجہ سے علمی حلقہ میں خصوصاً طلبہ و طالبات میں موصوف کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ عنفوان شباب میں اس وقت شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو کر دار العلوم رحیمیہ میں طلباء کرام کو علمی فیض سے مالا مال فرما رہے ہیں۔

موصوف نے دار العلوم لبنات عائشہ میں طالبات کو کئی سال پارہ عم کی تعلیم دی مختلف تفاسیر سے استفادہ کر کے نہایت عرق ریزی سے شہنشاہ تدریس نے شہنشاہ حقیقی احکم الحاکمین کے شاہی کلام کے ایک جز پارہ عم کے لفظی ترجمہ' شان نزول' مختصر تفسیر' حل المفردات' حل التراکیب پر مشتمل یہ مجموعہ تیار فرمایا جو معلمین معلمات طالبین طالبات کے لیے شاہی تحفہ ہے۔

دل کی گہرائیوں سے دعا ہے حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے اپنی شان کے مطابق اس مجموعہ کو شرف قبولیت بخشیں معلمین معلمات طالبین طالبات میں اس سے استفادہ کی سچی طلب پیدا فرمائیں اور مؤلف موصوف کے لیے فلاح دارین کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

ارشاد احمد عفی عنہ

مقیم دار العلوم عیدگاہ کبیر والا خانیوال ۲۰۔ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

تقریظ

صاحب الاوصاف الحمیدہ حضرت مولانا مفتی محمد اویس صاحب زید مجدہ
مدیر جامعہ مکیہ ایمن آباد گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم............اما بعد

بندہ نے تفسیر پارہ عم مصنفہ برادر مکرم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی شیخ الحدیث دارالعلوم رحیمیہ ملتان کو مختلف مقامات سے دیکھا قلبی مسرت ہوئی مبتدی طلبہ وطالبات کی استعداد کو مستحکم کرنے کے لئے ایسی تفسیر کی اشد ضرورت تھی مؤلف موصوف نے بڑی محنت سے مفردات' صیغہ جات اور ترکیب کو حل کر کے ابتدائی طلبہ وطالبات کے لئے سہولت پیدا کر دی ہے دل سے دعا ہے اللہ جل جلالہ اس تفسیر کو طلباء اور طالبات کے لیے نافع بنائے اور حضرت جامی صاحب کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

ابوادریس محمد اویس عفی عنہ
خادم جامعہ مکیہ گوجرانوالا

پیش لفظ

حقیر پر تقصیر بندہ عبدالرحمٰن جامی کو اپنے مادر علمی دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں سولہ سال تدریس کا موقع میسر آیا جو بلاشبہ بندہ کے تدریسی زندگی کے یادگار لمحات تھے دارالعلوم کے علمی اور محنتی ماحول نے اس نکمے آدمی کو بھی محنت کرنے پر مجبور کر دیا بندہ نے دارالعلوم میں تسہیل المبتدی، گلستان، تیسیر المنطق، ایساغوجی سے اپنی تدریس کا آغاز کیا اور مدیر جامعہ حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہ کی بھرپور دلجوئی اور حضرت شیخ طریقت مفتی عبدالقادر صاحب دام ظلہم حضرت الشیخ مولانا غلام یسین صاحب تونسوی زید مجدہم کی دعاؤں اور راہنمائی اور برادر مکرم حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب زید مجدہم کے مفید مشوروں سے بندہ کچھوے کی رفتار سے بڑے اسباق کی تدریس کی طرف بڑھتا رہا پھر اللہ کے فضل و کرم اور اکابرین اساتذہ کے اعتماد کی بدولت بندہ کو اپنی مادر علمی میں ابوداؤد شریف ھدایہ ثالث، توضیح تلویح، شرح جامی جیسے اسباق آٹھ آٹھ دس دس مرتبہ پڑھانے کی توفیق ہوئی فلہ الحمد حمدا کثیرا۔

اسی دوران دارالعلوم میں شعبہ بنات کا اجرا کیا گیا حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بنات کی صرف اور تفسیر پارہ عم بندہ کے سپرد کیے اور تا آخر بندہ کے پاس ہی رہی پارہ عم کی تدریس کے دوران بندہ مختلف تفاسیر کا مطالعہ کر کے ان کا خلاصہ قلم بند کرتا رہا پڑھانے کا طریقہ یہ تھا ہر آیت کے پہلے مفردات حل کرتا پھر ترکیب کرتا پھر لفظی ترجمہ اور چوتھے نمبر پر تفسیری نکات بیان کرتا اور اسی انداز میں بندہ نے پورے پارہ عم کی ایک کاپی مرتب کر لی جو علم دوست احباب نے پسند فرمائی۔

حسن اتفاق یہ ہے کہ دارالعلوم کے درجہ بنین میں ایک لائق اور فائق استاذ عزیز مولانا مفتی محمد ناصر صاحب زید مجدہ درجہ عامہ کو پارہ عم کی تفسیر بڑی محنت جانفشانی سے پڑھا رہے تھے ان سے بھی وقتاً فوقتاً مذاکرہ و مشاورت ہوتی رہتی تھی بندہ نے ان سے

درخواست کی کہ اس مسودہ پر نظر ثانی کریں اور اس کو مرتب کریں تا کہ اس کو شائع کیا جا سکے اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے میری درخواست قبول فرماتے ہوئے بڑی عرق ریزی اور محنت سے اس کو مرتب کیا اور حوالہ جات بھی ساتھ میں نقل کر دیے جس سے مزید تسلی ہوگئی۔

بندہ برملا اعتراف کرتا ہے کہ جو کچھ بھی اس تفسیر میں مواد جمع کیا گیا ہے مختلف تفسیری کتب سے نقل کیا گیا ہے حتی کہ بندہ نے کوشش کی ہے کہ الفاظ بھی انہی حضرات اکابرین کے نقل کیے جائیں بندہ نے صرف اتنی محنت کی ہے کہ اکابرین مفسرین کے بکھرے ہوئے موتی ایک لڑی میں پرو دیے۔ کما قال الشارح جامی رحمہ اللہ

نظمتها فی سلك التقرير و سمط التحرير

اظہار تشکر

بندہ ناچیز اپنے مشفق اساتذہ کرام اور اکابرین کا بے حد ممنون ہے کہ انہوں نے باوجود مشاغل اور علالتوں کے اپنے قیمتی اوقات نکال کر اپنے آراء گرامی سے نواز کر بندہ پر احسان عظیم فرمایا۔فجز اھم اللہ احسن الجزاء

خصوصاً اپنے انتہائی مشفق اور مربی حضرت والد گرامی مدظلہم کا احسان مند ہے کہ حضرت والد صاحب نے قدم قدم پر بندہ کی راہنمائی فرمائی اور تفسیر ہذا کو حرف بہ حرف ملاحظہ فرما کر اپنے قیمتی مشوروں اور اصلاح طلب امور کی طرف متوجہ فرمایا آخر میں عزیز مکرم حضرت مفتی محمد ناصر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس تفسیر کی تسوید و ترتیب میں بڑی محنت جدو جہد کی اور رفاضل نوجوان مولانا محمد محسن صاحب کا بھی ممنوں ہوں کہ انہوں نے بھی تفسیر کی تسوید و تبییض ونظر ثانی وکمپوزنگ میں ہمہ قسم کا تعاون فرمایا ۔اس کے علاوہ عزیزی محمد الیاس صاحب اور محمد افضل صاحب بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اغلاط کی تصحیح میں مدد فرمائی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سب حضرات کو انکی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے بندہ کو ہر قسم کی ریا کاری سے بچاتے ہوئے اپنی رضا کے لیے دین متین کی مزید سے مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مبادیات

①**تعریف علم تفسیر**: لغوی معنی الا بانة و الا ظهار (ظاہر کرنا) اور اصطلاحی معنی علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں یہ بیان کیا ہے:

"هو علم يبحث فيه عن احوال القران من حيث انه يدل على مراد الله تعالى بحسب الطاقة البشرية و بحسب ما يقتضيه القواعد العربية،،

ترجمہ: علم تفسیر وہ ہے جس میں قرآن پاک کے احوال سے بحث کی جائے اس حیثیت سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مراد پر دلالت کرتے ہیں باعتبار طاقت انسانی کے اور باعتبار قواعد عربیہ کے

② **تعریف سورۃ**: لغوی معنی بلندی، اصطلاحی معنی هى طائفه من القران ذى فاتحة و ذى خاتمة سورۃ وہ قرآن پاک کا ایک حصہ ہے جس کی ابتدا اور انتہاء ہو۔ (روح المعانی ص ۳۴ ج ۱)

③**تعریف رکوع**: رکوع کا معنی جھکنا چونکہ اتنی مقدار پڑھ کر انسان نماز کے اندر رکوع میں چلا جاتا ہے اس لیے اس کو رکوع کہتے ہیں (احسن الفتاوی)

④**تعریف آیت**: آیۃ بمعنی نشانی چونکہ آیت بھی نشانی ہوتی ہے اس بات پر کہ اسکا مابعد ماقبل سے جدا ہے اس لیے اسکو آیت کہتے ہیں اسکی جمع آیات اور آی ہے۔

⑤**مکی مدنی**: سورۃ کی دو قسمیں ہیں مکی اور مدنی اسکی تعریف میں مفسرین کے دو قول ہیں ①...... مکی وہ ہے جو مکہ و مضافات مکہ میں نازل ہوئی ہو مدنی وہ ہے جو مدینہ و مضافات مدینہ میں نازل ہوئی ② مکی وہ ہے جو ہجرت سے قبل نازل ہوئی اور مدنی وہ ہے جو بعد از ہجرت نازل ہوئی۔

⑥**فائدہ**: ہر آیت کے متعلق چار چیزیں ذکر کی جائینگی

① حل المفردات ② حل الترکیب ③ ترجمہ ④ مختصر تفسیر

سورة النبا مكية

آیاتها۴۰ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رکوعاتها۲

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ○ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔
کس چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں وہ کفار مکہ پوچھتے ہیں بڑی خبر کے بارے میں وہ جو کفار مکہ اس خبر میں اختلاف کرنے والے ہیں ہرگز نہیں عنقریب وہ کفار جان لیں گے پھر ہرگز نہیں عنقریب وہ کفار جان لیں گے۔

اسم سورۃ: ① اس سورۃ کا نام مشہور سورۃ النباء ہے ② ایک نام سورۃ التسائل بھی ہے ③ اور ایک نام عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ بھی ہے۔ ④ اور ایک نام سورۃ المعصرات بھی ہے۔ (روح المعانی ص۲/ ج۳۰)

حل المفردات: باحرف جار اسکے تقریباً ۱۷ معانی ہیں یہاں تین ہوسکتے ہیں ① مصاحبت جو یہ بتلاتی ہے کہ میرا ماقبل مابعد کیساتھ ہے جیسے اِشْتَرَيْتُ الْفَرَسَ بِسَرْجِهٖ یعنی جب گھوڑا خریدا تو زین بھی ساتھ تھی ② استعانت. جو یہ بتلاتی ہے کہ میرے مدخول سے مدد مانگی جارہی ہے جیسے کتبت بالقلم یعنی میں نے قلم کی مدد سے لکھا ③ برکت جس کے مدخول سے برکت حاصل کی جائے۔

اسم: دراصل سِمْوٌ تھا واؤ کو آخر سے حذف کرکے اس کے عوض شروع میں ہمزہ وصل لایا گیا تو اسم ہوگیا اسکا معنی نشانی اور بلندی ہے۔

اللہ، اصل میں الہ تھا ہمزہ کو حذف کرکے اس کے عوض ال لایا گیا تو ال لہ ہوگیا پھر لام کو لام میں ادغام کردیا گیا تو اللہ ہوگیا لفظ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم ہے علم کی دو قسمیں ہے۔
① ...... علم ذاتی ② ...... علم صفاتی علم ذاتی وہ ہے جو ذات شئی پر دلالت کرے۔ علم صفاتی وہ ہے جسکا نام ہو اسکی کسی صفت کو ظاہر کرے جیسے الرحمان الرحیم الغفار' الرحمن الرحیم دونوں کا مادہ رحم ہے دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔

رحمٰن و رحیم میں فرق:

اس میں چند قول ہیں ① بعض مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں کوئی فرق نہیں مثلاً بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ② بعض مفسرین حضرات فرماتے ہیں

کہ بنسبت رحیم کے رحمان میں مبالغہ زیادہ ہے کیونکہ رحمان کا معنی ایسی رحمت کرنیوالی ذات کہ اسکی سی رحمت کوئی اور ذات نہ کر سکے یہ فقط اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور رحیم کا معنی مطلق رحم کرنے والی ذات خواہ اس جیسی رحمت کوئی اور ذات کر سکے یا نہ کر سکے۔ ③ بعض مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ رحمان عام ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور رحیم آخرت کے ساتھ خاص ہے عبارت یوں بنے گی۔ رحمان الدنیا والاخرۃ ورحیم فی الاخرۃ۔

حل المفردات :عم دراصل عن ماتھا عن حرف جار ما استفہامیہ ہے پھر نون ساکن کے بعد میم واقع ہوئی نون کو میم کیا اور میم کو میم میں ادغام کر دیا تو عما ہو گیا پھر ضابطہ ہے کہ ما استفہامیہ پر اگر حرف جر داخل ہو جائے تو اسکا الف گر جاتا ہے جیسے لم تؤ ذوننی 'بم یرجع المرسلون 'مم خلق اس ضابطہ کی بناء پر یہاں بھی الف گرایا گیا تو عم ہو گیا۔

سوال: ما استفہامیہ کے الف کو کیوں گرایا جاتا ہے؟

جواب: ① کثرت استعمال کی وجہ سے ② ما موصولہ اور ما استفہامیہ میں فرق کرنے کے لئے یتساء لون صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب تفاعل بمعنی ایک دوسرے سے سوال کرنا باب تفاعل ومفاعلہ کا خاصہ ہے مشارکت (دو شخصوں کا ملکر کام کرنا) عن حرف جار بمعنی ① سے ② بارہ میں' النبا' بمعنی خبر اسکی جمع انباء ہے۔

فائدہ: عظیم الشان خبر کو نباء کہتے ہیں اور خبر عام ہے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ العظیم صفت مشبہ از باب کرم بمعنی بڑا ہونا اسکی جمع عظام عظماء ہے مختلفون صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از باب افتعال بمعنی اختلاف کرنا کلا حرف ردع کہلاتا ہے بمعنی ڈانٹنا' جھڑکنا' زجر و توبیخ کرنا۔

فائدہ : کلا دو معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔① کلام ماقبل کی تردید کے لیے آتا ہے کہ میرے ماقبل والی کلام قابل گفت وشنید وقابل توجہ نہیں معنی ہو گا ہر گز نہیں ② بمعنی حقا کے آتا ہے اسوقت مابعد والے مضمون کو پختہ کرنے کے لیے آئیگا معنی ہو گا بیشک۔ سیعلمون صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم بمعنی جاننا' یقین کرنا۔

حل الترکیب: با جار اسم مضاف' لفظ اللہ موصوف الرحمن صفت اول الرحیم صفت ثانی موصوف دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ' مضاف الیہ ملکر مجرور' جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ابتدئ' فعل محذوف کے' ابتدئ' فعل با فاعل فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر لفظا جملہ فعلیہ خبریہ معنیً جملہ انشائیہ ہوا عن حرف جار ما استفہامیہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق مقدم ہوا یتساء لون کے یتساء لون فعل' واؤ ضمیر بارز راجع بسوئے کفار مکہ اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر

جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا عن النبا عن حرف جار نبا موصوف العظیم صفت اول الذی اسم موصول ھم ضمیر راجع بسوئے کفار مکہ مبتدا فیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا مختلفون کے مختلفون صیغہ اسم فاعل ھم ضمیر در و مستتر راجع بسوئے کفار مکہ اسکا فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر یہ خبر ہے ھم مبتدا ء کی مبتدا اپنی خبر سے ملکر صلہ ہے الذی موصول کا موصول صلہ ملکر صفت ثانی ہے النبا کی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور ہوا عن جار کا جار مجرور ملکر متعلق ہوا یتساء لون مذکور یا محذوف کے یتساء لون فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا کلا حرف ردع سین برائے استقبال قریب یعلمون فعل واؤ ضمیر بارز راجع بسوئے کفار مکہ فاعل عذاب القبر یا نفس الحشر مفعول بہ محذوف فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ ثم حرف عطف کلا سیعلمون مثل کلا سیعلمون کے ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا

تفسیر: بسم اللہ والی آیت کو مختصراً آیت تسمیہ کہا جاتا ہے جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سورۃ نازل ہوتی تو سب سے قبل تسمیہ نازل ہوتی جس سے آپکو معلوم ہو جاتا کہ پہلی سورۃ ختم ہوگئی ہے اور اب نئی سورۃ نازل ہورہی ہے۔

فضائل تسمیہ:

① آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا مجھ سے قبل سوا سلیمان علیہ السلام کے کسی نبی علیہ السلام پر یہ آیت نازل نہیں ہوئی ② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ذیشان کام جسکی ابتدا بسم اللہ سے نہ کی جائے تو وہ بے برکت ہوتا ہے ③ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص جہنم کے ۱۹ داروغہ سے بچنا چاہے وہ بسم اللہ پڑھا کرے کیونکہ اس کے بھی ۱۹ حروف ہیں ہر حرف ایک داروغے سے بچائے گا۔ ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے کی ہدایت اس لیے کی گئی ہے کہ کفار جب کوئی کام شروع کرتے تو بتوں کا نام ذکر کرتے **بسم الات و العزی** کہتے اس رسم کو مٹانے کے لیے اللہ کے نام سے ابتدا کرنیکا حکم دیا گیا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو چراغ گل کرو تو بسم اللہ کہو برتن ڈھکو تو بسم اللہ کہو اس طرح کھانا کھاتے وقت وضو کرتے وقت سواری پر سوار ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے۔

حکمت: بسم اللہ پڑھنے کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس میں انسان کی

پوری زندگی کا رخ اللہ جل شانہ کی طرف موڑ دیا گیا ہے کہ ہر کام کے وقت یہ عقیدہ رکھے کہ میرا کوئی کام اللہ جل شانہ کی مشیت اور مدد کے بغیر نہیں ہوسکتا

مسئلہ: قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے وقت تعوذ پڑھنا سنت ہے۔(معارف)

تفسیر: عم یتساء لون ......ثم کلا سیعلمون

① **ربط**: لفظی ربط اس سورۃ کے گزشتہ سورۃ سے الفاظ ملتے جلتے ہیں مثلاً وہاں ہے الم نخلقکم من ماءٍ مھین یہاں ہے خلقنا کم ازواجا وہاں ہے الم نجعل الارض کفاتا یہاں ہے الم نجعل الارض مھادا۔وہاں ہے لیوم الفصل وما ادرٰک مایوم الفصل یہاں ہے ان یوم الفصل کان میقاتا۔

② **ربط معنوی** :اسکا مضمون کے اعتبار سے ما قبل سے ربط ہے وہاں امکان قیامت ومعاد منکرین قیامت کی جزا سزا کا بیان تھا یہاں بھی انہی مضامین کی تفصیلات ذکر کی گئی ہیں (روح المعانی۔بیان القرآن)

شان نزول:

جب آپ ﷺ کے سر پر تاج نبوت رکھا گیا اور آپ ﷺ نے اہل مکہ کو قیامت اور اعمال کی جزا اور سزا کی خبر دی تو کفار ومشرکین کو اس سے بڑی حیرت ہوئی اور حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے اور آپس میں ایک دوسرے سے قیامت اور جزا اور سزا کے بارے میں پوچھتے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو بعید از عقل خیال کر کے اسکا انکار اور استہزاء کرتے اس پر یہ سورت نازل ہوئی جس میں امکان قیامت اور وقوع قیامت پر تفصیل سے کلام کی گئی ہے اور ان کے بے جا انکار و استہزا کو مختلف طریقوں سے رد کر کے قیامت اور اس میں پیش آنے والے واقعات کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ○ مقصد یہ ہے کہ اہل مکہ کیسی عظیم الشان اور ہولناک چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہیں۔استفہام اور سوال کسی مخفی اور پوشیدہ بات کو جاننے کے لیے کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اسلئے قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بارے میں استفہام اور سوال کر رہے ہوں تو معاذ اللہ یہ مقصد نہیں ہوگا کہ اس چیز کا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں تھا بلکہ وہاں مقصد اس چیز کی عظمت واہمیت یا ہولنا کی کو بیان کرنا ہوتا ہے یہاں بھی نبا عظیم (قیامت) کی ہولنا کی بیان کرنا مقصود ہے جب آپ ﷺ نے

کفار مکہ کو قیامت کے بارے میں آیات سنائیں تو وہ اپنی مخصوص مجلسوں میں بیٹھ کر چہ مگوئیاں اور رائے زنی کرنے لگے' ان کے نزدیک قیامت کا آنا مرنے کے بعد زندہ ہونا اور جزا اور سزا یہ سب چیزیں ناممکن تھیں' اس کے بارے میں ان میں آپس میں بکثرت گفتگو چلتی' کوئی تصدیق کرتا کوئی انکار کرتا کوئی استہزا کرتا' تو پہلی آیت میں انکا یہ حال بیان کر کے آگے وقوع قیامت کا دعوی عجیب حاکمانہ انداز میں فرمایا گیا اور قدرت باری تعالیٰ کے مشاہدات کے ذریعہ ان کے اشکال کو دور کیا گیا ہے اس لیے فرمایا: عَمَّ يَتَسَاءلُونَ ○ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ○ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ○ یعنی یہ لوگ آپس میں کس ہولناک چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور اس کے بارے میں آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔

سوال: یہ پوچھنے والے کون تھے اور کن سے سوال کرتے تھے؟

جواب: سائلین کے بارے میں مفسرین حضرات کے تین قول ہیں؟ ① جمہور کے نزدیک مراد کفار ہیں جو ایک دوسرے سے بطور تعجب و انکار اور تمسخر سوال کرتے تھے اسکی تفصیل یوں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی تو آپ ﷺ کفار مکہ کو تبلیغ فرماتے اور فرماتے یہ زندگی عارضی ہے' ایک دن مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے پھر دوبارہ تم نے زندہ ہونا ہے' پھر تمہیں میدان حشر میں جمع کیا جائیگا تمہارے اعمال کا حساب و کتاب ہوگا۔ تو کفار مکہ اپنی مخصوص مجالس میں اس پر تبصرے اور چہ میگوئیاں کرتے اور ایک دوسرے سے بحث کرتے اور باہم اختلاف کرتے' بعض کہتے ایسا محال ہے بعض بالکل آپکے قول کے منکر ہو گئے' بعض کفار شک میں پڑ جاتے کہ ہو سکتا ہے ایسا ہو جائے ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں' ان میں اللہ تعالیٰ کفار کے حال اور ان کے انکار کو بیان فرما کر انکی تردید فرما رہے ہیں کہ تمہارا انکار قیامت اور انکار بعث بالکل غلط ہے' کیونکہ بعث بعد الموت اور قیام قیامت ایک یقینی امر ہے عنقریب تم اس خبر کی سچائی معلوم ہو جائیگی' جبکہ یہ سارے مناظر اور قیامت کی ہولناکیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے اس قول کی دلیل بعد والی ضمیریں ہیں مثلاً ھم مختلفون کی ھم ضمیر سیعلمون کی ھم ضمیر ان کا مرجع کفار ہیں (معارف، حقانی)

② کفار مکہ مسلمانوں سے سوال کرتے تھے کہ تمہارے نبی ﷺ کیا کہتے ہیں؟ اور انکار کرتے مسلمان جواب دیتے اور اس خبر کی تصدیق کرتے اسی سوال و جواب کو اللہ تعالیٰ بیان فرما کر کفار مکہ کی تردید فرما رہے ہیں ③ سائلین سے کفار اور مسلمان دونوں مراد ہیں' دونوں نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے تھے' مسلمان تو اسلئے کہ ان کا یقین مزید پختہ ہو جائے' اور کفار بطور استہزاء کے سوال

کرتے تھے۔قول اول راجح ہے عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ○ یعنی کفار مکہ ایک بہت بڑی خبر کے متعلق بحث و مباحثہ کرر ہے ہیں جسکی عظمت خود قلوب پر اثر ڈال رہی ہے' بشرطیکہ قلوب پر ظلمت نہ ہو اسکی عظمت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ بلا چوں وچرا اسکو مان لیتے' لیکن یہ لوگ اسمیں اختلاف کرر ہے ہیں۔

نبا عظیم سے کیا مراد ہے؟ اسمیں تین قول ہیں ① قیامت مراد ہے' اس قول کے چند دلائل ہیں۔ ① سیعلمون سے دھمکی دینا مقصود ہے اور یہ تہدید اور دھمکی قیامت میں زیادہ محقق ہے ② الم نجعل الارض مهادا میں اپنی قدرت کاملہ کے دلائل بیان فرمائے ہیں جن سے قیامت برپا کرنے پر اپنا قادر ہونا ثابت کرنا مقصود ہے ③ لفظ عظیم کا اور جگہ قیامت پر اطلاق ہوا ہے الا یظن اولئك انهم مبعوثون ليوم عظيم ' قل هو نباء عظيم انتم عنه معرضون ② قرآن مجید مراد ہے اس میں انکا اختلاف تھا کہ جادو ہے یا شعر ہے یا پہلے لوگوں کے قصہ جات ہیں اللہ تعالیٰ تردید فرمار ہے ہیں کہ قرآن پاک کے بارے میں انکا اختلاف درست نہیں' عنقریب اسکی صداقت کو جان لیں گے ③ نبوت مراد ہے کیونکہ یہ بھی عظیم الشان چیز ہے جس نے دینا میں انقلاب عظیم برپا کردیا پرانے رسم ورواج کو پلٹ کر رکھ دیا پرانی سلطنتوں کو ریزہ ریزہ کردیا اور نئی سلطنتیں قائم کردیں کفار مکہ آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے اور اختلاف کرتے کوئی کہتا ساحر ہے' کوئی کہتا شاعر ہے کوئی کہتا کاھن ہے' اللہ تعالیٰ کفار کی تردید اور آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق فرمار ہے ہیں۔ (حقانی)

الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○ اکثر اہل عرب قیامت کے منکر تھے تعجباً کہتے تھے ءَ اِذَامِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ نصاریٰ معاد جسمانی کے منکر روحانی کے قائل تھی بلکہ اب بھی ہیں اور یہود کے بعض فرقے قیامت کے اصلاً منکر تھے اور پھر کیفیت میں شدید اختلاف تھا چنانچہ بعض کہتے مر کر انسان کی روح جنوں یا فرشتوں میں مل جاتی ہے اسی کا نام قیامت ہے دوبارہ اس عالم میں جسم سابق کیساتھ آنا محال ہے اور نہ یہ ارض وسماء اور عناصر فنا ہونگے بلکہ جس طرح یہ قدیم ہیں ابدی بھی ہیں البتہ ان سے مرکب شدہ چیزیں حادث ہیں وہ فنا ہونگی اور مختلفون سے اشارہ کردیا کہ اس بڑی خبر کے بطلان پر انکے پاس کوئی قوی دلیل نہیں۔ (حقانی)

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ کلا کے دو معنی ہو سکتے ہیں ① اگر کلا بمعنی انکار ہو تو مقصد یہ ہوگا کہ کفار کا قیامت کے متعلق بحث ومباحثہ کرنا درست نہیں' کیونکہ یہ بحث ومباحثہ سے سمجھ آنیوالی چیز نہیں اور انکار کفار بھی درست نہیں کیونکہ عنقریب جب عالم آخرت ان پر منکشف ہوگا اور حالات قیامت اور اسکی ہولناکیاں انکے سامنے آئینگی اس وقت

انکواس خبر کی حقیقت وصداقت سمجھ آئیگی۔ ② اگر بمعنی حقا ہوتو مطلب یہ ہوگا کہ وقوع قیامت حق اور یقینی بات ہے عنقریب کفار اسکے وقوع کو جان لینگے۔

سوال: كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ○ کومکرر کیوں ذکر کیا؟

جواب: ① تکرار محض تاکید کے لیے ہے اور مضمون کو پختہ کرنے کے لیے ہے ② پہلے کلا سیعلمون کا مقصد یہ ہے کہ کفار جب قبور سے اٹھیں گے اس وقت اپنا انجام اور اس خبر کی صداقت جان لینگے اور دوسرے کلا سیعلمون سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ کے حضور کھڑے ہونگے اللہ جل شانہ انکو جزا دیں گے اس وقت بھی اپنا انجام جان لینگے ③ اول سے مراد جب ان پر موت آئیگی اس وقت یہ انجام جان لینگے اور دوسرے سے مراد جب دوبارہ قبور سے اٹھائے جائیں گے اس وقت پھر یہ انجام جان لینگے ④ اول سے مراد کافر ہیں کہ اپنی تکذیب کا انجام جان لینگے کہ ان کو سزا ہوگی اور ثانی سے مراد مومن ہیں کہ وہ اپنی تصدیق اور ایمان کا انجام معلوم کر لینگے کہ انکو جنت ملے گی۔ (خازن وغیرہ)

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا ○ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ○ وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا ○ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ○ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ○ وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ○ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ○ وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا ○

ترجمہ: کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں اور پیدا کیا ہم نے تم کو جوڑے جوڑے اور بنا دیا ہم نے تمہاری نیند کو راحت کی چیز اور بنا دیا ہم نے رات کو لباس اور بنا دیا ہم نے دن کو روزی کمانے کا وقت اور بنائے ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط اور بنا دیا ہم نے سورج کو چراغ جگمگانے والا (چمکنے والا) یا (روشن) اور اتارا ہم نے بسبب ہواؤں کے یا اتارا ہم نے بادلوں سے پانی خوب برسنے والا تا کہ نکالیں ہم اس پانی کے ساتھ غلہ اور گھاس اور گنجان (گھنے) باغات۔

حل المفردات: ہمزہ برائے استفہام تقریری لم نجعل صیغہ جمع متکلم بحث نفی جحد بلم از (ف) معنی ہے بنانا۔

فائدہ: جعل تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ① بمعنی صیر اس وقت متعدی بدو مفعول ہوتا ہے ② بمعنی خلق اس وقت متعدی بیک مفعول ہوتا ہے ③ بمعنی صار اس وقت لازم

ہوگا یہاں بمعنی صیــر ہے الا رض معنی زمین اسکی جمع ارضون، اراضی، مھـدا معنی بچھونا اسکی جمع مُھُدٌ اَمھِدَۃٌ عند البعض مھدا خود جمع ہے اس کا مفرد مَھدٌ اہے از (ف) بچھانا و الجبال. الجبال جمع ہے جبل کی معنی پہاڑ مادہ جبل میں قوت اور سختی والا معنی ہے اسی بناء پر طبیعت کو بھی جبلت کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مضبوط ہوتی ہے بدلی نہیں جاسکتی او تــادا جمع ہے وَتدٌ کی معنی ہے میخیں از (ض) ① میخ لگانا ② کھونٹی گاڑنا و خـلـقـنـکـم. خلقنا صیغہ جمع متکلم از (ن) ① معنی پیدا کرنا ② عدم سے وجود میں لانا کـم ضمیر منصوب متصل ازواجا جمع ہے زوج کی بمعنی جوڑا و جـعـلـنـا صیغہ جمع متکلم بمعنی صیـرنـا ـ نـومـکـم نیند از (س'ن) بمعنی سونا سبـاتـا معنی راحت وآرام از (ن'ض) بمعنی کاٹنا ختم کرنا نیند کو اس لیے سباتا کہا گیا ہے کہ یہ تھکاوٹ اور غموم ہموم کو ختم کر دیتی ہے وجعلنا بمعنی صیرنا الیل مفرد ہے اسکی جمع لیالی اور لیائل ہے لبـاسـا پردہ کی چیز اسکی جمع اَلبِسَۃ از (س) بمعنی کپڑا پہننا از (ض) بمعنی خلط ملط کرنا وجعلنا معنی صیرنا 'النھار دن اسکی جمع اَنھُرٌ نُھُرٌ معاشا یا مصدر میمی ہے یا ظرف ہے معنی وہ چیز جس کیساتھ زندگی گزاری جائے یہاں معنی ہوگا روزی کمانے کا وقت از (ض) زندہ رہنا بـنـیـنـا صیغہ جمع متکلم از (ض) معنی بنانا تعمیر کرنا بَنّـاءٌ مستری اور معمار کو کہا جاتا ہے فـوقـکـم لفظ فوق اسمائے ظروف میں سے ہے معنی اوپر بلند از (ن) بلند ہونا سبـعـا معنی سات مراد سات آسمان شدادا جمع ہے شدید کی معنی مضبوط محکم از (ن ض) مضبوط کرنا' باندھنا و جعلنا بمعنی خلقنا یا بمعنی صیرنا' سـراجـا معنی چراغ اسکی جمع سُرُجٌ سراج اللیل رات کا جگنو وھـاجـا صیغہ مبالغہ معنی جگمگانے والا' چمکنے والا' بھڑکنے والا از (ض) معنی آگ کا بھڑکنا' آفتاب کا روشن ہونا 'وانـزلـنـا صیغہ جمع متکلم از (افعال) معنی اتارنا من الـمـعـصـرٰت صیغہ جمع مونث سالم اسم فاعل از (افعال) لغوی معنی نچوڑنا بعض حضرات فرماتے ہیں المعصرٰت سے وہ ہوائیں مراد ہیں جو بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں بعض مفسرین فرماتے ہیں الـمـعـصـرٰت سے بادل مراد ہیں جو پانی سے بھرے ہوئے ہوں لیکن ابھی برسے نہ ہوں برسنے کے قریب ہوں ماء بمعنی پانی اسکی جمع میاہ ثـجـاجـا صیغہ مبالغہ مجاہد رحمہ اللہ نے معنی کیا ہے خوب برسنے والا قتادہ رحمہ اللہ نے معنی کیا ہے مسلسل برسنے والا از (ن) معنی بہنا' برسنا لـنـخـرج صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف از (افعال) معنی نکالنا حـبـا معنی غلہ اناج اسکی جمع حبـوب ہے نـبـاتـا زمین سے جو چیز اگے پودا' بوٹی' گھاس وغیرہ اسے نبات کہا جاتا ہے جمع اسکی نباتات' اَنبِتَۃٌ از (ن) سبزہ زار و جنـت جمع ہے جنۃ کی بمعنی باغ از (ن) چھپنا مادہ جَـنَّ میں پوشیدگی اور چھپنے والا معنی ہوتا ہے مثلاً باغ کو جنت کہا جاتا ہے کیونکہ اسکے نیچے والی زمین چھپی ہوئی ہوتی ہے جن کو بھی جن اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے' مجنون آدمی کے

عقل پر پردہ آ جاتا ہے اس کا عقل چھپ جاتا ہے' جنین اس بچہ کو کہا جاتا ہے، جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے وہ بھی پوشیدہ ہوتا ہے' جنان دل کو کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی پوشیدہ ہوتا ہے' الفافا گنجان' گھنے 'الفافاً جمع ہے اس کے مفرد میں اختلاف ہے علامہ زمخشری رحمہ اللہ کہتے ہیں اسکا واحد نہیں آتا' عند البعض واحد لَفٌّ ہے' عند البعض لُفٌّ ہے' عند البعض لِفٌّ' عند البعض لَفِیْفٌ ہے از (ن) معنی لپیٹنا مادہ لَفٌّ میں لپیٹنے کا معنی پایا جاتا ہے اسی بنا پر گنجان باغ کو الفاف کہا گیا ہے کیونکہ اسکی شاخیں ایک دوسرے کو لپٹی ہوئی ہوتی ہیں' اسی سے لفیف مشتق ہے کیونکہ اسمیں بھی حرف صحیح دو حرف علت میں لپٹا ہوتا ہے' اسی سے لفافہ مشتق ہے جس میں خط لپیٹا جاتا ہے۔

حل الترکیب: أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَاداً ○ وَالْجِبَالَ أَوْتَاداً ○ ہمزہ برائے استفہام تقریر لم نجعل فعل بافاعل. الارض معطوف علیہ مِهٰدًا معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' الجبال معطوف الارض کا' اوتادا معطوف مِهٰدًا کا الارض اپنے معطوف سے ملکر مفعول اول ہے لم نجعل کا مِهٰدًا اپنے معطوف سے مل کر مفعول ثانی ہے لم نجعل کا لم نجعل اپنے فاعل و دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا' و خلقنکم ازواجا واؤ عاطفہ' خلقنا فعل بافاعل کم ضمیر ذوالحال ازواجا حال ذوالحال حال مل کر مفعول بہ ہے خلقنا کا خلقنا اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا' و جعلنا نومکم سباتا واؤ عاطفہ جعلنا فعل بافاعل نوم مضاف کم ضمیر مضاف الیہ مضاف الیہ ملکر مفعول اول جعلنا کا سباتا مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا و جعلنا الیل لباسا. واؤ عاطفہ جعلنا فعل بافاعل' الیل مفعول اول لباسا مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا و جعلنا النهار معاشا واؤ عاطفہ جعلنا فعل بافاعل النهار مفعول اول معاشا مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا' و بنینا فوقکم سبعا شدادا و اؤ عاطفہ بنینا فعل بافاعل فوقکم مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ بنینا کا' سبعا موصوف شدادا صفت موصوف صفت ملکر مفعول بہ بنینا کا بنینا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا' و جعلنا سراجا وهاجا' اگر جعلنا بمعنی خلقنا ہو تو ترکیب اس طرح ہوگی جعلنا فعل بافاعل سراجا موصوف وهاجا صفت موصوف صفت مل کر مفعول بہ جعلنا کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اگر جعلنا بمعنی صیرنا ہو تو ترکیب یہ ہوگی جعلنا فعل بافاعل الشمس مفعول اول محذوف سراجا و هاجا موصوف صفت مل کر مفعول ثانی جعلنا کا' فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا

وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا واؤ عاطفہ انزلنا فعل بافاعل من حرف جارالمعصرات مجرور جار مجرور متعلق انزلنا کا ماء ثجاجا موصوف صفت ملکر انزلنا کا مفعول بہ ہے۔ لنخرج بہ حبًّا ونباتا وجنّٰت الفافا۔

فائدہ: لام دو قسم پر ہے ① لام جحد ② لام کَی۔ ان میں فرق یہ ہے کہ لام جحد کان منفی کے بعد آتا ہے۔

حل الترکیب: اور یہاں لام کَی ہے لنخرج لام کَی بعد ان مقدر ہے نخرج فعل با فاعل با حرف جارہ ضمیر راجع بسوئے ماء مجرور جار با مجرور متعلق لنخرج کے حبا معطوف علیہ واؤ عاطفہ نباتا معطوف اول واؤ عاطفہ جنت موصوف الفافا صفت موصوف با صفت معطوف معطوف علیہ جمیع معطوفات سے مل کر مفعول بہ لنخرج کا فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر بتقدیر ان مصدر یہ مجرور لام جارکا جار با مجرور متعلق انزلنا کے انزلنا فعل اپنے فاعل و مفعول بہ اور دونوں متعلقین سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر و ربط: گذشتہ آیات میں کفار مکہ کے سوال و جواب اور انکار بعث بعد الموت وانکار قیامت کا بیان تھا وجہ انکار یہ تھی کہ کفار دوبارہ زندہ ہونے کو مستبعد اور محال سمجھتے تھے جس سے قدرت باری تعالی کا انکار لازم آتا ہے مابعد والی آیات میں اللہ جل شانہ، توعظیم الشان نشانیوں کو ذکر کر کے اپنی قدرت کاملہ اور صنعت کے عجیب وغریب مناظر بیان فرما رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو ذات ایسی عظیم الشان قدرت کی مالک ہے جس نے اتنی بڑی زمین بنا دی اس پر بڑے بڑے پہاڑ رکھ دیئے آسمان عظیم بغیر ستون کے کھڑا کر دیا کیا وہ ذات اس چھوٹے سے انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے یقیناً ہے لہٰذا کفار کا انکار بعث بعد الموت بے بنیاد ہے نیز اللہ سبحانہ وتعالی اپنے انعامات کا تذکرہ فرما کر کفار کو متوجہ فرما رہے ہیں کہ ان نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کہ اسکی توحید کا اقرار کر لو چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا. کیا ہم نے زمین کو تمہارے چلنے پھرنے بیٹھنے لیٹنے کے لیے بستر کی طرح اور بچھونے کی طرح نہیں بنایا، جہاں چاہو بیٹھ جاؤ لیٹ جاؤ، اگر زمین ہوا کی طرح ہلکی، پانی کی طرح نرم، آگ کی طرح گرم ہوتی، تو تم اس پر کس طرح چل پھر سکتے، یہ اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے جس میں کافر مسلمان برابر کے شریک ہیں، اس نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم اسکا شکر ادا کرو اسکی توحید کا اقرار کرو، نیز جس ذات نے اتنی بڑی زمین کو بچھونا بنایا، کیا وہ انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتی، یقیناً وہ قادر مطلق ذات ایسا کر سکتی ہے وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا جب اللہ سبحانہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ

ڈگمگانے لگی، ملنے لگی، تو اللہ تعالیٰ نے اس پر بڑے بڑے پہاڑ رکھ دیے تب وہ ساکن ہوئی گویا اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں، جس سے اسکا حرکت کرنا ساکن ہو گیا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور جو ذات اتنے بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر سکتی ہے وہ انسان کو بھی دوبارہ زندہ کر سکتی ہے، بقول حکماء یہ زمین ستاروں کی طرح چکر لگاتی ہے، اس قول سے قدرت الٰہی مزید واضح ہو گئی کہ چکر لگانیکے باوجود کسی کو نقصان نہیں پہنچا (حقانی)

وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجاً ○ مقصد یہ کہ ہم نے زمین کا فرش بچھا کر اسکو ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس پر تمہیں جوڑا جوڑا بنا کر پیدا کیا، تاکہ تمہاری اولاد ہو توالد و تناسل ہو تم پھلو پھولو یہ بھی اسکی نعمت ہے، نیز اسکی قدرت کا بیان ہے جب ایک ہی مادہ سے کروڑوں اربوں جوڑے پیدا کیے ہر ایک کی شکل دوسرے سے مختلف ہے بھلا ایسی ذات دوبارہ زندہ نہیں کر سکتی۔ (حقانی)

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتاً ○ مقصد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے تمہیں پیدا کرنے کے بعد تمہاری راحت و آسائش کا بھی انتظام فرمایا اس طرح کہ تمہارے لیے نیند کو راحت و آرام کا ذریعہ بنا دیا اگر غور کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور ہے بھی مفت، جو بادشاہ، وزیر، امیر، فقیر، ہر ایک کو حاصل ہے بلکہ حالات کا مشاہدہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے جس طرح غرباء کو یہ نعمت حاصل ہے امراء کو نہیں، باوجودیکہ سامان راحت ان کو حاصل ہے، بسا اوقات ان کو گولیاں کھانی پڑتی ہیں، حاصل یہ کہ جب انسان کے اعضاء کاروبار میں مشغول ہونے کی وجہ سے تھک جاتے ہیں تو اس تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نیند کی نعمت عطا فرمائی جس سے انسان کے اعضاء دوبارہ قوی اور ھشاس بشاش ہو جاتے ہیں، نیز نیند جبری بھی ہے اگر کوئی شخص چاہتا ہے تمام رات کام کرونگا مگر رحمت باری اس پر نیند کو جبراً مسلط کر دیتی ہے، اور یہ نیند والی نعمت کافر ہو یا مسلمان سب کو یکساں حاصل ہے، نیز نیند موت کے مشابہ ہے گویا انسان مر کر دوبارہ زندہ ہوتا ہے اور اس سے اشارہ ہے جو ذات اس موت سے زندہ کرنے پر قادر ہے وہ بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے (معارف وحقانی)

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاساً ○ مقصد یہ ہے کہ ہم نے نیند کو تمہاری راحت و آرام کا ذریعہ بنایا اور نیند کے لیے جن اشیاء و اسباب کی ضرورت تھی مثلاً تاریکی، اندھیرا، شور و شغب کا نہ ہونا، اسکا بھی ہم نے انتظام فرمایا، اس طرح کہ رات کو تمہارے لیے لباس بنا دیا، کہ رات کی تاریکی اس طرح تمہیں ڈھانپ لیتی ہے جس طرح لباس انسان کے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے، اس تاریکی کی وجہ سے انسان کاروبار شور و شغب نہیں کر سکتا اس لیے وہ سو جاتا ہے (معارف)

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○ مقصد یہ ہے کہ سوکر اٹھنے کے بعد ہم نے تمہاری روزی کے اسباب کا انتظام کر دیا ہے کہ تمہارے لیے دن بنا دیا' صبح اٹھتے ہو تو سورج جگمگا رہا ہوتا ہے تا کہ تم روشنی میں چل پھر کر اپنی روزی اور معاش کا انتظام کر سکو' اگر رات ہی رات ہوتی تو روزی کا انتظام مشکل ہوتا' یہ بھی رب کائنات کا بہت بڑا انعام ہے' تو جس ذات نے دن بنا دیا رات بنائی ارض و سماء پیدا کیے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر یقیناً قادر ہے' یہ کوئی بعید نہیں ہے۔ (حقانی وغیرہ)

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنا انعام اور اپنی قدرت کاملہ کو بیان فرما رہے ہیں کہ ہمارا کتنا کرم ہے کہ تمہارے لیے سات مضبوط آسمان بنا دیئے جو ہماری قدرت کاملہ کا عظیم شاہکار ہیں' کہ مدت طویل اور زمانہ طویل گزرنے کے باوجود نہ پرانا ہوا ہے' نہ کمزور' نہ کوئی سوراخ ہوا ہے' نہ اس میں کوئی قصور آیا ہے' نہ فتور' نہ اس وقت تک چھت کو قائم رکھنے کے لیے ہمیں کسی ستون کی ضرورت پیش آئی ہے' اس سے بڑھ کر اور کیا قدرت ہو سکتی ہے۔

سوال : بناء کا لفظ تو بنیاد کے لیے استعمال ہوتا ہے نہ کہ چھت کے لیے آسمان تو سقف ہے اس پر بنینا کا لفظ بولنا کیسے درست ہے؟

جواب : اللہ تعالیٰ اس سے اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ آسمان اگرچہ سقف ہے لیکن مضبوطی کے اعتبار سے بنیاد کی طرح ہے۔ (رازی ص ۴۳۱)

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ○ اس آیت میں بھی نعمت و قدرت کا بیان ہے کہ ہم نے تمہارے لیے جگمگانے والا سورج بنا دیا تا کہ تم اسکی روشنی میں اپنی ضروریات کا انتظام کر سکو اگر سورج نہ ہوتا تو اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا تو سورج اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے پھر اسکی قدرت دیکھیے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود تمہارے تک تیز روشنی پہنچا رہا ہے' دن کو آفتاب' رات کو ماہتاب' تمہیں روشنی مہیا کر رہے ہیں یہ اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں وھاجا سے روشنی کی تیزی اور گرمی کی طرف اشارہ فرمایا۔

وَأَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ○ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ○ وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا ○

مقصد یہ ہے کہ ہم نے تمہارے لیے رزق کا انتظام فرمایا اس طرح کہ بادلوں سے بارش نازل کی اس بارش کے ذریعے سے غلے اگائے جو تمہارے کھانے پینے کے لیے ہیں' اور گھاس اور جڑی بوٹیاں پیدا کیں جو تمہارے جانوروں کے کام آتی ہیں' اور گھنے باغات پیدا کیے جن کے میوے تم کھاتے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے' اور اس کی قدرت کاملہ کی نشانی ہے' کہ ایک تو بارش عجیب و غریب طریقے سے نازل کی چھوٹی چھوٹی بوندیں پھر بڑے قطرے' پھر ایک

ہی پانی کے ذریعے سے مختلف اشیاء پیدا کیں، تو ایسی قدرت والی ذات تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، آج تمام لوگ ان اشیاء سے استفادہ کر رہے ہیں، ایک دن آئے گا مطیعین فقط استفادہ کریں گے، اس دن نیکوں کے اعمال باغ جنت کی شکل میں اور نافرمانوں کے اعمال جہنم کی شکل میں آئیں گے۔ (حقانی وغیرہ)

سوال : یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے بادلوں سے پانی نازل کیا دوسری آیت میں ہے وَاَنْزَلْنَامِنَ السَّمَاءِ مَآءً ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا بظاہر دونوں آیتوں میں مخالفت ہے۔

جواب: ① کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ سماء اوپر والی فضاء کو کہتے ہیں تو بادل کو بھی سماء کہا گیا ہے، بارش بادل سے ہی نازل ہوتی ہے ② بعض مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کبھی آسمان سے بارش نازل ہوتی ہو کبھی بادل سے، انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے پہلے حبا کو ذکر کیا بعدہ نباتا کو بعدہ جنت الفافا کو اسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ غلہ کی ضرورت بہت زیادہ ہے ہر شخص اس کا محتاج ہے اس لیے اسکو پہلے ذکر فرمایا دوسرے نمبر پر نباتات کی ضرورت ہوتی ہے میوے اور پھل یعنی فواکہ کو صرف تلذذ کے لیے کھایا جاتا ہے بطور غذا نہیں اس لیے اسکو آخر میں ذکر کیا۔ (رازی)

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتاً ○يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِفَتَأْتُوْنَ أَفْوَاجًا○وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا○وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا○

ترجمہ : بے شک فیصلہ کا دن ہے ایک وقت مقرر یعنی جس دن پھونک ماری جائے گی صور میں پس آؤ گے تم فوج در فوج اور کھول دیا جائے گا آسمان پس ہو جائے گا وہ آسمان کئی دروازے اور چلائے جائیں گے پہاڑ پس ہو جائیں گے وہ چمکدار ریت۔

حل المفردات: یوم بمعنی دن جمع ایام الفصل مصدر از (ض) جدا کرنا مراد قیامت کا دن ہے اس دن بھی حق باطل سے جدا ہو جائے گا مومن کافر سے جدا ہو جائے گا کان دراصل کون تھا بقانون قال کان ہو گیا میقاتا صیغہ اسم آلہ معنی وقت معلوم کرنے کا آلہ وعدہ کا وقت یہاں معنی ہو گا مقرر ینفخ از (ن) پھونک مارنا النفاخة پانی کا بلبلہ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول فی الصور صور میں دو قول ہیں ① وہ سینگ کی شکل کی ایک چیز حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے وہ اللہ کے حکم کے منتظر ہیں حکم ہو گا تو اس میں پھونک ماریں گے سارا عالم تباہ و فنا ہو جائے گا روئے ارض کی تمام مخلوق پر موت طاری ہو جائے گی اسکو نفخہ اولی کہا

جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ صور پھونکیں گے تو تمام چیزیں زندہ ہو جائیں گی' اور مردے قبروں سے نکل کر باہر آ جائیں گے' اسکو نفخہ ثانیہ کہا جاتا ہے ② صور صورۃ کی جمع ہے مقصد یہ ہوگا کہ جس دن ان صورتوں (انسانی جسموں) میں روح دوبارہ پھونک دی جائے گی۔ (حقانی)

تــاتــون صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از (ض) بمعنی آنا دراصل **تــاتــیون تھا یا** پر ضمہ ثقیل تھا ما قبل کو دے دیا اجتماع ساکنین ہوا یــا اور واؤ کے درمیان یــا کو گرا دیا **تــاتــون** ہو گیا' **افـواجـا** جمع فوج کی معنی گروہ **وفـتـحـت** صیغہ واحدہ مونثہ غائبہ ماضی مجہول بمعنی کھولنا **الـسـمـاء** بمعنی آسمان اسکی جمع **سمٰوات** از (ن) بلند ہونا آسمان کو بھی اس لیے سماء کہا گیا ہے کہ وہ بلند ہے **ابـوابـا** جمع باب کی معنی دروازہ **وسُیّرت** صیغہ واحدہ مونثہ غائبہ ماضی مجہول از (تفعیل) معنی چلانا **سـرابـا** وہ چٹیل میدان جو عین دوپہر کو وقت پانی محسوس ہو حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہ ہو۔

حل الترکیب : اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل یَوْمَ مضاف الفصل مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر ان کا اسم کان فعل از افعال ناقصہ ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے یوم الفصل کان کا اسم' میقاتا مبدل منہ یوم مضاف' ینفخ مضارع مجہول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل فی حرف جار' الصور مجرور' جار مجرور ملکر متعلق ینفخ کے فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ ہوا یــوم کا' مضاف مضاف الیہ ملکر بدل' مبدل منہ بدل سے ملکر کــان کی خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی ان کی ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فـائـده : یوم یـنـفـخ میں مزید ترکیبی احتمالات بھی ہیں ① یوم الفصل سے بدل ہے ② یوم الفصل سے عطف بیان ہے ③ کان کی خبر ثانی ہے (مظہری اردو) ④ اعنی کا مفعول بہ ہے۔ (املاء ما من بہ الرحمٰن)

فَتَــاْتُــونَ اَفْــوَاجًــا ○ فا فصیحہ۔ فا فصیحہ وہ ہے جو ما قبل کی وضاحت کے لیے آتی ہے اور یہ بتلاتی ہے کہ ما قبل میں شرط محذوف ہے (روح) یہاں **اذا نـفـخ فـی الـصـور** محذوف ہے **فتاتون** تاتون فعل مضارع واؤ ضمیر بارز ذوالحال افواجا حال' ذوالحال حال ملکر فاعل' فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا شرط محذوف کی' شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

فـائـده : فتاتون میں فا عاطفہ بھی ہو سکتی ہے پھر اسکا عطف ینفخ پر ہوگا۔ (اعراب القرآن)

وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ○ واؤ عاطفہ فتحت ماضی مجہول' السماء نائب فاعل' فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ' **فکانت ابوابا** فا عاطفہ کانت فعل از افعال ناقصہ ھی ضمیر مستتر راجع بسوئے السماء کانت کا اسم' ابــوابــا خبر' کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔ (اعراب القرآن)

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ . واؤعاطفہ سیرت فعل ماضی مجہول الجبال نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ' فا عاطفہ کانت فعل از افعال ناقصہ ھی ضمیر اسم' سرابا خبر' کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

فائدہ: فَكَانَتْ أَبْوَابًا اور فَكَانَتْ سَرَابًا کی فاتفسیریہ بھی بن سکتی ہے اس صورت میں یہ جملہ مفسرہ ہونگے۔

تفسیر: ربط ماقبل میں نو دلیلوں سے قدرت باری تعالیٰ کو ثابت کیا گیا جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا اور میدان حشر میں حساب وکتاب کے لیے جمع کرنا کوئی مشکل نہیں ہے بلکہ ایک دن ایسا آئے گا تم سب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے ان یوم الفصل سے اس دن (قیامت) کے کچھ احوال بیان کیے جارہے ہیں' نیز کافر سوال کرتے تھے کہ اگر قیامت کا آنا یقینی ہے تو پھر تاخیر کیوں ہو رہی ہے ابھی کیوں نہیں آتی' اللہ تعالیٰ ان کے سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ قیامت آئے گی تو ضرور لیکن اسکا ایک وقت مقرر ہے جو صرف ہمارے علم میں ہے' نہ اس میں تقدیم ہوسکتی ہے نہ تاخیر' اس لیے تمہارا اصرار کہ ابھی آجائے غلط ہے' اس لیے کہ اسکے لیے تین چیزیں لازم ہیں ① روح کا ابدان سے بارِ دیگر تعلق ہوجائے ② دنیا کا کارخانہ درہم برہم ہوجائے اور اس گھر کی چھت اور فرش اور اسکا سامان رزق راحت جسکا فائدہ عام ہے منقطع کر دیے جائیں ③ تمام آنے والی روحیں اس جہان سے فائدہ اٹھالیں۔ جب تک یہ کام نہ ہونگے قیامت نہ آئے گی۔ (حقانی)

يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ○ اس آیت میں نفخہ ثانیہ کا حال بیان کیا جارہا ہے' مقصد یہ ہے کہ حضرت اسرافیلؑ پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے تو تمام عالم فنا ہوجائے گا دوسری مرتبہ صور پھونکیں گے تو لوگ زندہ ہوجائیں گے' اور گروہ گروہ بن کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونگے حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب لوگ قبروں سے نکل کر دربار خداوندی میں جانے لگیں گے تو ان کے تین گروہ ہونگے ① بعض پیٹ بھرے ہوئے اچھے لباس پہنے ہوئے سواریوں پر سوار ہوکر جائیں گے ② بعض پیدل دوڑ کر جائیں گے ③ بعض منہ کے بل گھسیٹ کر لائے جائیں گے۔ (معارف)

بعض مفسرین کا قول ہے کہ قیامت کے دن بہت سے گروہ ہوں گے' ہر نبی ﷺ کی امت

علیحدہ ہوگی پھر مومنین کا الگ گروہ کافروں کا الگ پھر مومنین میں سے نیکوں کا الگ بدوں کا الگ پھر نیکوں کے کئی گروہ ہونگے۔ (معارف وحقانی)

وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ○ اس آیت میں نفخہ اولی کا حال بیان کیا جارہا ہے جب حضرت اسرافیل علیہ السلام پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے تو آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں دروازے ہی دروازے بن جائینگے۔ ابوابا میں دو قول ہیں ① صور پھونکنے سے آسمان میں دراڑیں پڑ جائیں گی انہی دراڑوں کو ابوابا سے تعبیر کیا گیا ہے جب کوئی مضبوط چھت گرتی ہے تو گرنے سے قبل اس میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ ② جب صور پھونکا جائیگا تو آسمان میں بہت سے دروازے کھول دیے جائیں گے ان دروازوں سے فرشتوں کے لشکر نکلیں گے جو زمین کی ہر چیز کو تباہ وفنا کردیں گے۔

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ مقصد یہ ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر ریت کے ذرات کی طرح اڑتے پھریں گے اور زمین ایک چٹیل صاف ہموار میدان بن جائے گی جس پر نہ کوئی درخت ہوگا نہ کوئی پہاڑ اول پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کیا جائے گا پھر روئی کی طرح نرم کیا جائے گا پھر ان ذرات کو فضا میں غبار کی طرح اڑا دیا جائے گا اور وہ پہاڑ ختم ہو جائیں گے اور پہاڑ کی جگہ سراب کی طرح ہوجائے گی۔ سرابا کا معنی ہے ذھاب یعنی چلا جانا وجہ تسمیہ اسکی یہی ہے کہ دور سے تو پانی نظر آتا ہے قریب جائیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ (معارف)

جیسے دور سے چمکتی ریت پر پانی کا گمان ہوتا ہے ایسے ہی پہاڑوں پر گمان ہوگا کہ پہاڑ ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ پہاڑ نہیں رہیں گے بلکہ ریت کے تودے رہ جائیں گے۔ (عثمانی)

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○ لِلطَّاغِينَ مَآبًا ○ لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ○
لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ○ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ○ جَزَاءً وِفَاقًا ○

ترجمہ: بیشک جہنم ہے تاک یا گھات کی جگہ سرکشوں کے لیے ٹھکانا ہے ٹھہرنے والے ہونگے وہ سرکش اس جہنم میں سالہا سال (لمبی مدت) نہیں چکھیں گے وہ سرکش اس جہنم میں ٹھنڈک کو اور نہ پانی کو مگر کھولتے ہوئے پانی کو اور بہنے والی پیپ کو یہ بدلہ ہے پورا پورا۔

حل المفردات: مرصادا ظرف مکان وہ جگہ جہاں بیٹھ کر انتظار کیا جائے شکار کو پکڑنے کے لیے یا دشمن پر حملہ کرنے کے لیے اس کی جمع مراصید اور مراصد ہے۔ اردو میں اس کو تاک یا گھات کہا جاتا ہے۔ از (ن) گھات میں بیٹھنا انتظار کرنا **للطغین**، جمع مذکر سالم اسم فاعل مفرد اس کا **الطاغی** ہے بمعنی گناہوں میں حد سے بڑھنے والا اصل میں طاغیین تھا اول یاء

پر کسرہ ثقیل تھا گرادیا' اجتماع ساکنین ہوا دو یاء کے درمیان اول یاء کو گرادیا طاغین ہو گیا از (ف 'س) گناہوں میں حد سے بڑھنا۔ مـا بًـا۔ اسم ظرف معنی لوٹنے کی جگہ ٹھکانا دراصل مـاوبٌ تھا یقال والے قانون کے تحت واؤ کا فتحہ ہمزہ کو دیکر واؤ کو الف سے تبدیل کر دیا مالب ہو گیا اس کی جمع ماوب ہے۔ از (ن) قصد کرنا لوٹنا لٰبثین جمع مذکر سالم اسم فاعل از (س) ٹھہرنا۔ احقابًا: جمع ہے اس کا مفرد حقبۃ یا حقب ہے معنی زمانہ دراز سالہا سال لا یذوقون صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف منفی اصل لا یذوقون بقاعدہ یقول واؤ کا ضمہ نقل کر کے ذال کو دے دیا۔ از (ن) معنی چکھنا بـردًا معنی ٹھنڈک نینداز (ن ک) ٹھنڈا ہونا سونا ولا شـرابـا پینے کی چیز جمع اشـربۃ از (س) پینا الا حـمـیـمـا صیغہ صفت مشبہ' سخت گرم کھولتا ہوا پانی' جمع اس کی حمائم از (ن) گرم کرنا۔ غساقا: صیغہ مبالغہ پیپ اور خون بد بودار از (ض) پانی گرنا۔ جزاء مصدر از (ض) بدلہ دینا وفاقًا مصدر از باب مفاعلہ موافق ہونا یہاں معنی پورا۔

حل الترکیب: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل' جھنم اسکا اسم کانت فعل از افعال ناقصہ ھی ضمیر اسکا اسم' مـرصـادًا خبر اول' لام جار' الطٰغین صغیہ اسم فاعل' ھم ضمیر مستتر' مَابًا صیغہ اسم ظرف' لٰبثین صیغہ اسم فاعل ھم ضمیر در ومستتر فیھا جار مجرور متعلق لٰبثین کے' احقابا مفعول فیہ لٰبثین کا' لا نافیہ' یذوقون فعل' واؤ ضمیر بارز فاعل' بردًا معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لا زائدہ شـرابـًا معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مستثنی منہ ہو کر مبدل منہ' الا حرف استثنا ء' حمیما معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' غساقا معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مستثنی ہو کر بدل۔ مبدل منہ (مستثنی منہ) اپنے بدل (مستثنی) سے ملکر مفعول بہ ہے لا یذوقون کا' فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے' مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ہے لٰبثین کی ھـم ضمیر ذوالحال سے ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہے لبثین کا' اسم فاعل اپنے فاعل و متعلق ومفعول فیہ سے' مل کر شبہ جملہ ہو کر حال ہے الطغین کی ھم ضمیر ذوالحال سے' ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہے الطغین کا' صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور' لام جار کا' جار مجرور ملکر متعلق مقدم مـابـا کا' مـابـا اسم ظرف اپنے متعلق مقدم سے ملکر خبر ثانی ہے کانت کی کانت اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اِنَّ کی خبر' ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (اعراب القران)

جزاء موصوف' وفاقا صفت' موصوف صفت ملکر مفعول مطلق ہوا فعل محذوف جو زوا یا جزینا کا' فعل اپنے فاعل ومفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: اب نفخہ ثانیہ کے حالات بیان فرما رہے ہیں جو دربار الٰہی میں پیش ہونے

کے بعد ظاہر ہونگے سب سے قبل ان لوگوں کے حالات جو دنیا میں اس دن کو بھول بیٹھے تھے اور شہوات ولذات میں فریفتہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے باغی ہوگئے تھے اب ان کے لیے دربار الٰہی سے کیا حکم ہوتا ہے تو فرمایا **ان جھنم کانت مرصادا**۔ (حقانی)

مرصادا وہ جگہ جس جگہ بیٹھ کر کسی کی نگرانی یا انتظار کیا جائے اور اس جگہ جہنم سے مراد پل صراط ہے' یہاں ثواب وعذاب دینے والے فرشتے انتظار کرتے ہوں گے اہل جہنم کو جہنم کے فرشتے پکڑ لیں گے اور اہل جنت کو جنت والے فرشتے ان کے مقام پر پہنچا دیں گے۔

للطغین مابا یہ کانت کی خبر ثانی ہے' دونوں جملوں کے معنی ہوئے کہ پل صراط (جہنم) تو ہر نیک و بد کے لیے انتظار گاہ ہے' تمام اسکے اوپر سے گزریں گے۔ اور جہنم طاغین کے لیے مستقر اور ٹھکانہ ہے' طاغی کا معنی حد سے بڑھ جانیوالا سرکشی اور نافرمانی کرنے والا یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ ایمان سے نکل جائے اس لیے طاغین سے مراد یہاں کفار ہونگے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ بدعقیدہ گروہ اور مسلمانوں کے فرقے ہوں جو قرآن وسنت کی حدود سے نکلے ہوئے ہیں اگرچہ صراحتہ کفر اختیار نہیں کیا' جیسے روافض، خوارج' معتزلہ وغیرہ۔ (معارف)

لبثین فیھا احقابا: یعنی کافر لوگ جہنم میں لمبا زمانہ رہیں گے۔ دراز زمانہ کو حقب کہا جاتا ہے۔ مقدار میں چند اقوال ہیں۔ ① ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علیؓ سے اسکی مقدار ۸۰ سال نقل کی ہے اور ہر سال ۱۲ ماہ کا اور ہر ماہ ۳۰ دن کا اور ہر دن ۱۰۰۰ سال کا اسطرح تقریباً دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال کا ایک حقب ہوگا ② حضرت ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ وابن عباسؓ نے ستر سال قرار دی ہے' باقی حساب وہی ہے مگر مسند بزاز میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً یہ منقول ہے۔ لا یخرج احد کم من النار حتی یمکث فیه احقابا والحقب بضع و ثمانون سنة کل سنةثلث مائة وستون یوما مما تعدون اس حدیث میں اگرچہ مذکورہ آیت کی تفسیر نہیں ہے مگر احقاب کے معنی کا بیان ہے' اور چند صحابہؓ نے جو دن کی مقدار ایک ہزار سال بتائی ہے اگر وہ بھی حضور اکرم ﷺ سے سنی ہو تو روایات حدیث میں تعارض ہوا' بوقت تعارض کسی ایک پر جزم اور یقین تو نہیں ہو سکتا مگر اتنی بات مشترک دونوں روایتوں میں ہے کہ حقب حقبہ بہت طویل زمانہ کا نام ہے اس لیے صاحب بیضاوی نے احقابا کی تفسیر **دھور متتابعة** سے کی ہے یعنی پے در پے بہت سے زمانے۔ (معارف)

خلود جہنم پر اشکال:

حقب کی مقدار کتنی بھی طویل سے طویل قرار دی جائے بہر حال وہ محدود اور متناہی ہے اس

سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مدت طویلہ کے بعد کفار اہل جہنم بھی جہنم سے نکل جائیں گے حالانکہ یہ قرآن مجید کی دوسری واضح نصوص کے خلاف ہے جن میں ہے خلدین فیھا ابداً اور اس لیے امت کا اس پر اجماع ہے کہ نہ جہنم کبھی فنا ہوگی اور نہ کفار کبھی جہنم سے نکلیں گے۔

سدی نے حضرت مرۃؓ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ کفار اہل جہنم کو اگر یہ خبر دیجائے کہ انکا قیام جہنم میں دنیا بھر کی جتنی کنکریاں تھیں کے برابر ہوگا' تو وہ اس پر بھی خوش ہونگے کہ بالآخر کنکریاں اربوں کھربوں کی تعداد میں سہی پھر بھی محدود اور متناہی ہیں بہرحال کبھی نہ کبھی نکلنا ہے۔اور اگر اہل جنت کو یہی خبر دی جائے کہ دنیا بھر کی کنکریوں کی تعداد کے برابر تمہارا جنت میں قیام ہے پھر نکال دیے جائیں گے تو غمگین اور پریشان ہونگے کہ کتنی ہی مدت سہی مگر اس جنت سے نکال دیے جائیں گے۔(معارف)

جواب: اس آیت میں لفظ احقابا سے جو یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ چند احقاب کے بعد کفار جہنمی جہنم سے نکال دیے جاوینگے۔تمام نصوص اور اجماع امت کے خلاف ہے اس لیے یہ مفہوم غیر معتبر ہوگا کیونکہ اس آیت میں اسکی تصریح تو ہے نہیں کہ احقاب کے بعد کیا ہوگا' صرف اتنا ذکر ہے کہ مدت احقاب جہنم میں انکو رہنا پڑے گا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ احقاب کے بعد جہنم میں نہیں رہیں گے یا یہ لوگ اس سے نکال لیے جائیں گے۔اسلیے حضرت حسنؒ نے اسکی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کیلئے جہنم کی کوئی میعاد مقرر نہیں فرمائی جس کے بعد انکا نکل جانا سمجھا جائے' بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ایک حقب گزرے گا تو دوسرا شروع ہوجائے گا وہ گزرے گا تو تیسرا الیٰ اخرہ یہاں تک کہ ابدالآباد یہی سلسلہ رہے گا۔

اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے قتادہ رحمہ اللہ سے بھی یہی تفسیر روایت کی ہے کہ احقاب سے مراد وہ زمانہ ہے جس کا انقطاع نہیں' بلکہ ایک حقبہ ختم ہوگا تو دوسرا شروع ہوجائے گا دوسرا ختم ہوگا تو تیسرا شروع ہوجائے گا یہی سلسلہ ابد تک رہے گا۔(معارف)

لا یذوقون فیھا بردا ولا شرابا: پھر اس جہنم میں کیا ہوگا وہاں ان بدبختوں کو کوئی ٹھنڈک میسر نہ آئے گی' نہ ٹھنڈا پانی' نہ مکان' نہ لباس' نہ کھانا' نہ ہوا ان میں سے کوئی ٹھنڈی چیز آنکھوں کے سامنے نہیں ہوگی۔بعض علماء فرماتے ہیں بـردًا سے مراد نیند ہے' عرب میں برد کا اطلاق نیند پر بھی ہوتا ہے کہ اس مصیبت میں انکو نیند نہ آوے گی' بطور استعارہ کے فرمایا چکھنے کی چیز نہیں ملے گی' یعنی استعارہ کے طور پر چکھنے کی نفی کرکے یہ بتلادیا کہ ذرا بھی ٹھنڈک میسر نہ آئے گی۔دل بھر تو کیا نہ بدن کی ٹھنڈک' نہ آنکھوں کی نہ کانوں کی' لفظ کو عام رکھنا بہتر ہے اور شرابا سے مراد پانی ہے کہ اور

تو کیا جو دنیا میں ہلکی چیز ہے یعنی پانی جو قیدی کو بھی پلا دیا جاتا ہے وہاں انکو وہ بھی نصیب نہ ہو گا بلکہ اسکے بدلے حمیم اور غساق میسر آئے گا۔ منہ کے قریب کریں گے جل جائے گا اور یہ اس لیے کہ یہ انکا پورا بدلہ ہو گا ظلم نہ ہو گا ہم عدل وانصاف کریں گے ناحق سزا نہ دینگے شہوت حب جاہ ومال کی آگ جو دل میں بھڑکتی تھی وہی تو یہ آگ ہے۔ (حقانی وغیرہ)

إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ○ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ○ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ○ فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ○

ترجمہ: بیشک وہ سرکش نہیں امید کرتے تھے حساب کی اور جھٹلایا انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلانا اور ہر چیز محفوظ کر لیا ہم نے اسکو درانحالیکہ وہ لکھی ہوئی ہے پس چکھو تم پس ہرگز نہیں زیادہ کریں گے ہم تم کو مگر باعتبار عذاب کے۔

حل المفردات: لایرجون صیغہ جمع مذکر مضارع معروف از (ن) معنی امید کرنا اصل لایرجوون تھا واؤ پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا' اجتماع ساکنین ہوا دو واؤ کے درمیان' ایک واؤ کو گرا دیا۔ حسابا مصدر از (ن) شمار کرنا۔ وکذبوا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معلوم از باب تفعیل معنی جھٹلانا۔ ایٰتنا جمع اسکا مفرد اٰیۃ ہے معنی نشانی۔ وکل شیء جمع اسکی اشیاء بمعنی چیز۔ احصینہ صیغہ جمع متکلم ماضی معروف از افعال معنی شمار کرنا' محفوظ کرنا' ضبط کرنا۔ کتابًا جمع کتب از (ن) لکھنا فذوقوا صیغہ جمع مذکر حاضر امر معروف از (ن) چکھنا دراصل ذوقوا واؤ کا ضمہ نقل کر کے ذال کو دیا بقانون یقول' ہمزہ وصلی ساقط ہو گیا۔ فلن نزیدکم نزید صیغہ جمع متکلم نفی تاکید از (ض) زیادہ کرنا دراصل نزید تھا یاء کا کسرہ نقل کر کے زاء کو دیا بقانون بیع یقول۔ عذابا تکلیف وسزا باعث مشقت چیز اسکی جمع اعذبۃ۔

حل الترکیب: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل' ھم ضمیر اسم کانوا فعل از افعال ناقصہ' واؤ ضمیر بارز اسم' لا نافیہ یرجون فعل' واؤ ضمیر بارز راجع بسوئے الطاغین فاعل' حسابا مفعول بہ' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، وکذبوا بایٰتنا کذابا۔ واؤ عاطفہ کذبوا فعل' ضمیر بارز فاعل بایٰتنا جار مجرور مل کر متعلق ہوا کذبوا کے کذابا مفعول مطلق فعل اپنے فاعل ومتعلق ومفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر کانوا کی خبر کانوا اپنے اسم وخبر سے ملکر ان کی خبر ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وکل شیء احصینٰہ کتابا واؤ عاطفہ یا استینافیہ کل شیٔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ احصینا محذوف کا احصینا فعل بافاعل فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفسّر احصینا فعل بافاعل ہ ضمیر ذوالحال کتابا بمعنی مکتوبا کے ہوکر حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ احصینا کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر تفسیر مفسّر اپنی تفسیر سے مل کر جملہ تفسیریہ ہوا۔

فائد : کتابا احصینا کا مفعول مطلق بھی بن سکتا ہے اس صورت میں احصینا کتبنا کے معنی میں ہوگا۔ **فذوقوا** فاء سببیہ یا نتیجیہ ذوقوا فعل بافاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ۔ **فلن نزید کم الا عذابا** فاء عاطفہ لن نافیہ برائے تاکید نزید فعل بافاعل کم ضمیر مفعول بہ شیئا مستثنیٰ منہ محذوف الاحرف استثناء عذابا مستثنیٰ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے ملکر مفعول بہ ثانی نزید کا فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر : **انھم کانوا لا یر جون حسابا و کذبوا باٰیٰتنا کذابا** ان آیات میں اللہ تعالی سبب جزاوسزا کو بیان فرمارہے ہیں کہ انکو یہ سزا اس لیے دی جائیگی کہ یہ لوگ حساب و کتاب کی توقع نہ رکھتے تھے ان کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ ہمارے اعمال کا کوئی محاسبہ بھی ہوگا بعث بعد الموت کا بھی انکار کرتے تھے اسی بناء پر حدود اللہ کو خاطر میں نہ لاتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انکی زندگیاں اللہ تعالی کی نافرمانیوں حکم عدولیوں سے پر ہوگئیں اب انکوانہی بداعمالیوں کی سزامل رہی ہے آیات عام ہیں خواہ قرآنی ہوں یا آیات قدرت دلائل توحید ورسالت سب کو جھٹلایا اور خوب جھٹلایا کہ حق کے منکر اور باطل پر مصر رہے اس سے معلوم ہوا فساد میں حد سے بڑھ گئے تھے اس لیے جزاء و فاقا کے مستحق ہوئے۔ (حقانی)

وکل شیء احصینٰہ کتابا : یہ جزاء و فاقا کی علت بیان فرمائی کہ ہم نے چونکہ ہر چیز کو لوح محفوظ یا نامہ اعمال میں محفوظ کررکھا اور لکھ رکھا ہے اس لیے ہم کو انکے ہر عمل کی خبر ہے لہٰذا ہم انکو انکے اعمال کے موافق پوری پوری سزادیں گے اور ہم انکو کہیں گے اب اپنے اعمال سیئہ کا مزہ چکھو ہم تمہاری سزا کو بڑھاتے ہی جائیں گے اسمیں کبھی کمی نہیں کریں گے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازاً ○ حَدَائِقَ وَأَعْنَاباً ○ وَكَوَاعِبَ أَتْرَاباً ○ وَكَأْساً دِهَاقاً ○ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْواً وَلَا كِذَّاباً ○ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَاباً ○ رَبِّ

السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَاباً ○

ترجمہ: بیشک پرہیزگار لوگوں کے لیے کامیابی ہے یعنی باغات اور انگور اور نوجوان ہم عمر لڑکیاں ہیں اور چھلکتے ہوئے (بھرے ہوئے) پیالے ہیں نہیں سنیں گے وہ متقی اس جنت میں بے ہودہ بات کو اور نہ جھوٹ کو یہ بدلہ ہے تیرے رب کی طرف سے عطیہ ہے کافی (یا حساب کیساتھ) جو کہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو کہ ان کے درمیان ہیں جو کہ بڑا مہربان ہے نہیں قادر ہونگے لوگ اس اللہ سے گفتگو کرنے کے۔

حل المفردات: متقین جمع مذکر سالم اصل میں موتقیین تھا اتعد والے قانون کے تحت واؤ کو تاء سے تبدیل کر کے تاء کو تاء میں ادغام کر دیا تو متقیین ہو گیا' یاء پر کسرہ ثقیل تھا گرا دیا اجتماع ساکنین ہوا دو یاء کے درمیان ایک یاء کو گرایا تو متقین ہو گیا' از افتعال ڈرنا پرہیز کرنا۔ **مفازا** یا مصدر میمی ہے یا ظرف مکان اصل میں مفوز ایقال والے قانون کے تحت مفازا ہوا از (ن) کامیاب ہونا۔ **حدائق** جمع ہے اسکا مفرد **حدیقة** بمعنی باغ جسکی چاردیواری ہو اسمیں مختلف پھل پھول ہوں از (ض) گھیر لینا۔ **اعنابا** جمع ہے **عنب** کی بمعنی انگور۔ **و کواعب** جمع ہے **کاعب** کی بمعنی نوعمر لڑکی جس کے پستان ابھر رہے ہوں از (ن) ابھرنا مادہ کعب میں ابھرنے کا معنی ہے کعبۃ اللہ کو کعبہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے زمین کا وہی حصہ ظاہر ہوا ابھرا' المخنہ کو کعب بھی اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ **اترابا** جمع' واحد **ترب** (جلالین) معنی ہم عمر' ترب کا لغوی معنی مٹی' ہم عمر کو ترب اس لیے کہا گیا کہ وہ تقریبا ایک ہی وقت میں مٹی (زمین) پر آئیں (ماں کے پیٹ سے نکلیں) **کاسا** پیالہ' اسکی جمع **اکواس**۔ **دھاقا** معنی بھرا ہوا چھلکتا ہوا از (ف) بھرنا۔ **لایسمعون** از (س) سننا۔ **الرب** معنی پالنے والا' ہر چیز کو اسکے مزاج کے مطابق روزی مہیا کرنے والا' اسکی جمع **ارباب**' اسکا معنی سردار بھی آتا ہے از (ن) مالک ہونا **لغوا** بیہودہ بات، چڑیوں کی چوں چوں از (ن' س) غلطی کرنا' بغیر سوچے سمجھے بولنا' **عطاء** عطیہ' جو چیز دی جائے' جمع **اعطیة** از (ن) لینا از افعال دینا۔ **حسابا** اسکے دو معنی کیے گئے ہیں ﴿۱﴾ **کافیا کثیرا** ﴿۲﴾ شمار کرنا۔ **السموات** جمع مفرد **سماء**۔ **لایملکون** صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از (ض) مالک ہونا۔ **خطابا** گفتگو از (ن) وعظ کہنا خطبہ دینا۔

حل التركيب: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل' **للمتقین** جار مجرور ملکر خبر مقدم برائے اِنَّ' **مفازا** مبدل منہ' **حدائق** معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' **اعنابا** معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' کو

اعب موصوف اترابا صفت' موصوف صفت ملکر معطوف علیہ'واؤ عاطفہ کأسا موصوف دھاقا صفت' موصوف صفت ملکر معطوف' معطوف علیہ تمام معطوفات سے مل کر بدل' مفازا سے' مبدل منہ اپنے بدل ملکر اسم مؤخر' برائے اِنَّ' اِنَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ لا یسمعون فعل'واؤ ضمیر بارز راجع بسوئے متقین فاعل'فی جار' ھا ضمیر راجع بسوئے جنت مجرور' جار مجرور ملکر متعلق ہوا لایسمعون کے' لغوا معطوف علیہ'واؤ عاطفہ' لا زائدہ' کذابا معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول بہ لایسمعون کا' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا

فائدہ : لا یسمعون یا تو جملہ مستانفہ ہے یا متقین کی ضمیر سے حال ہے۔ جزاً مبدل منہ' عطاء موصوف' حسابا صفت' موصوف صفت مل کر بدل' مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر موصوف' من جار' رب مضاف' کاف ضمیر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہ' رب مضاف' السموٰت معطوف علیہ'واؤ عاطفہ' الارض معطوف اول' واؤ عاطفہ' ما موصولہ' بین ظرف' ھما مضاف ضمیر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے فعل محذوف ثبت کا' فعل ھو ضمیر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر صلہ ہے ما موصولہ کا' موصول صلہ ملکر معطوف ثانی' معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے ملکر مضاف الیہ ہے رب مضاف کا مضاف مضاف الیہ ملکر بدل اول الرحمٰن بدل ثانی (یہ بھی احتمال ہے کہ الرحمٰن صفت ہو رب السموٰت کی) ربک مبدل منہ اپنے دونوں بدل سے ملکر مجرور ہے من جار کا جار مجرور ملکر متعلق ہے کائنا کے جو کہ صفت ہے جزاء کی' موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق ہے فعل محذوف جزی کا یعنی جزاھم اللہ جزاء فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔ لا یملکو ن منہ خطابا لا نافیہ یملکون فعل' ضمیر بارز فاعل' منہ جار مجرور متعلق یملکون کے' خطابا مفعول بہ' فعل اپنے فاعل و متعلق و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

تفسیر: ربط: پہلے کفار فجار کی سزا کا بیان تھا آگے اسکے مقابل مومنین' متقین کے ثواب اور انعام جنت کا تذکرہ ہے (معارف) چنانچہ فرماتے ہیں ان للمتقین کہ ضرور بضرور پرہیز گاروں کو وہاں ہر طرح کی کامیابی حاصل ہوگی' انکو عذاب سے نجات اور جنت اور ہر طرح کے انعامات ملیں گے' جن میں سے چند یہ ہیں۔ حدائق ، مقصد یہ ہے کہ کھانے اور سیر کے لیے ہر قسم کے باغات ہونگے۔ اعنابا خصوصا انگور ہونگے اسکا ذکر خصوصیت سے اس لیے کیا کہ انگور کے بہت سے فائدے ہیں غذا کا کام بھی دیتا ہے' اس کا سایہ بہت پر لطف ہوتا ہے' پھر اس

عمدہ باغ میں جہاں کھانے پینے کا انتظام ہو اور ہمنشین نہ ہو تو بھی لطف نہیں تو فرمایا و کواعب اترابا کہ وہاں نوخیز دوشیزائیں ہونگی اور آپس میں ہم عمر ہونگی اور انکے شوہر بھی جواں سال ہونگے۔ کیونکہ انسان ہم عمروں سے زیادہ رغبت کرتا ہے اور وہیں اسکا دل کھلتا ہے اور نوجوان لڑکی کبھی بوڑھے سے لطف صحبت نہیں پاتی اس لیے اترابا فرمایا کہ یہ جنتی بھی نوجوان ہونگے جسکی وجہ سے انکی لذتیں کمال کو پہنچی ہونگی۔ (حقانی)

لڑکی کی عمر ۱۶ سال اور مرد کی عمر ۳۳ سال ہوگی۔ (روح المعانی)

پھر یہ سب کچھ ہو اور دل میں حجاب ہو اور ان چونچلوں کیساتھ اچھل کود نہ ہو تو بھی لطف نہیں آتا اس لیے فرمایا کہ اسکا سامان بھی کر دیا جائیگا' جام شراب چلے گا' چھلکتے ہوئے پیالے ہونگے جس کی وجہ سے فرحت و سرور میں ہمہ وقت تازگی پیدا ہوگی۔

لا یسمعون فیھا لغوا و لا کذابا: مقصد یہ ہے کہ شراب کے ساتھ اگر وہ خرابیاں پیدا ہوں جو دنیا کی شراب میں پیدا ہوتی ہیں بے ہوشی، دردسر، مار پیٹ، بے ہودہ بکواس، گالی گلوچ، جھوٹ تو سارا مزہ ہی کرکرا ہو جاتا ہے اور سرور باعث شرور بن جاتا ہے' وہاں کی شراب ان خرابیوں سے پاک ہوگی' جنتی شراب پی کر نہ ہی بے ہودہ باتیں کریں گے' نہ ہی جھوٹ بولیں گے' نہ ہی عقل میں کوئی فتور و قصور آئیگا بلکہ عقل اور زیادہ صاف و شفاف ہوگا۔

جزآء من ربك عطاء حسابا: یعنی اوپر جو جنت کی نعمتوں کا ذکر ہوا وہ مومنین کیلیے جزا ہے ان کے رب کی طرف سے اور عطاء کثیر ہے حسابا کے دو معنی ہو سکتے ہیں ﴿۱﴾ حسابا کافیا یعنی ایسے عطیے ہونگے جو انکی ضروریات کے لیے کافی وافی ہونگے ﴿۲﴾ حسابا بمعنی موازنہ مقابلہ یعنی متقی لوگوں کو عطیے ان کے اخلاص کے حساب سے دیے جائینگے' جتنا اخلاص اتنا بدلہ اخلاص زیادہ بدلہ زیادہ اخلاص کم بدلہ بھی کم جیسے حدیث میں ہے میرا صحابی ایک مد جو راہ اللہ دے دوسرا احد پہاڑ کے برابر سونا دے برابر نہیں ہو سکتے۔

سوال: ان نعمتوں کو پہلے جزائے اعمال بتایا پھر عطائے ربانی بظاہر ان دونوں باتوں میں تعارض ہے کیونکہ جزاء اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کے بدلے میں ہو اور عطاء وہ ہے جو بلا کسی بدلہ کے بطور انعام و احسان ہو؟

جواب: قرآن نے ان دونوں لفظوں کو یکجا جمع کر کیا اس طرف اشارہ کر دیا' جنت میں داخل ہونا اور اسکی نعمتیں صرف صورت اور ظاہر کے اعتبار سے تو اہل جنت کے اعمال کی جزا ہیں لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ خالص عطائے ربانی ہے' کیونکہ انسانی اعمال تو ان نعمتوں کا بدلہ بھی نہیں

ہو سکتے جو دنیا میں دی گئی ہیں' آخرت کی نعمتوں کا حصول تو صرف حق تعالیٰ کا فضل وانعام اور عطائے محض ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل کیوجہ سے جنت میں نہیں جا سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ بھی' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں بھی اپنے عمل سے جنت میں نہیں جا سکتا (معارف)

رب السموت والارض :یہ انعام اسکی طرف سے ہے جو زمین وآسمان اور انکے اندر کی چیزوں کی پرورش کرنے والا ہے، ہر چیز کو غور سے دیکھا جائے تو اسکی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ درختوں کے پتے زمین سے غذا، پھول جو نہایت خوشنما ہیں جنکے نقل کرنے میں بڑے بڑے صنّاع' کاریگر حیران ہیں۔ الرحمٰن دوسری صفت کا بیان فرمایا کہ یہ نعمتیں رحمان کی طرف سے ہیں، جسکی رحمت کا کوئی حساب نہیں، اتنی نعمتیں کہ جن کا کسی کو استحقاق نہیں۔ لایملکون منہ خطابا اور کوئی اپنے استحقاق کیوجہ سے اس سے کچھ نہیں کہہ سکتا جس کو جو کچھ دیا محض فضل ہے جسکو نہیں دیا وہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کیوں نہیں دیا (حقانی) لایملکون اس جملہ کا تعلق جزآء من ربك سے بھی ہو سکتا ہے معنی یہ ہونگے جسکو جو درجہ عطا فرمادینگے اسمیں کسی کو گفتگو کرنے کی مجال نہیں ہوگی فلاں کو زیادہ فلاں کو کم کیوں دیا گیا؟ اور اگر اسکو علیحدہ جملہ قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ محشر میں کسی کو بغیر اجازت حق تعالیٰ خطاب کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور یہ اجازت بعض مواقف حشر میں ہوگی بعض میں نہ ہوگی۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا○ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا○ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا○

ترجمہ :جس دن کھڑے ہونگے جبرائیل علیہ السلام اور تمام فرشتے درانحالیکہ صف باندھنے والے ہونگے نہیں بات کرسکیں گے مگر وہ شخص کہ اجازت دے اسکے لیے رحمٰن اور کہے وہ شخص درست بات یہ دن حق ہے پس جو شخص چاہے بنالے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بیشک ہم نے ڈرایا ہے تم کو عذاب سے جو کہ نزدیک ہے جس دن دیکھے گا آدمی اس چیز کو کہ آگے بھیجا اسکے دونوں ہاتھوں نے اور کہے گا کافر اے کاش کہ ہو جاتا میں مٹی۔

حل المفردات: يَقُوْمُ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف دراصل يَقْوُمُ تھا

از (ن) کھڑا ہونا۔ الروح مراد جبرائیلؑ جمع ارواح۔ اَلْمَلٰئِکَۃُ فرشتے جمع ہے اسکا مفرد اَلْمَلَکُ ہے۔

فائدہ: مَلَك فرشتہ اسکی جمع ملائکہ ہے مَلِكُ (بکسر اللام) بادشاہ اسکی جمع ملوك آتی ہے۔ مُلك (بادشاہی) اسکی جمع ممالك ۔مِلك کسی چیز کا مالک ہونا اسکی جمع املاك۔ صفا مصدر از (ن) صف باندھنا۔ لا یتکلمون صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف منفی از تفعل بات کرنا۔ اذن صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از (س) اجازت دینا۔ صوابا درست ٹھیک مصدر از (ن) تیر کا ٹھیک نشانہ پر لگنا۔ الحق سچ یقین الحق الثابت المتحقق۔ (روح المعانی)

شَآءَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی دراصل شیئ بقانون قال شاء ہوا از (ف) چاہنا۔ اِتَّخَذَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از افتعال بنانا دراصل ائتخذ ہمزہ کو خلاف قیاس تاء سے تبدیل کر کے تاء کو تاء میں ادغام کیا۔ اَنْذَرْنٰکُمْ صیغہ جمع متکلم ماضی معروف از افعال ڈرانا۔ قریبا صیغہ صفت مشبہ از (ک) نزدیک ہونا۔ ینظر صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از (ن) دیکھنا۔ المرء مرد اسکی جمع نہیں آتی المرءۃ یا امرءۃ بمعنی عورت۔ قدمت صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف از تفعیل آگے کرنا۔ یدہ تثنیہ ہے نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا معنی دو ہاتھ جمع اسکی الایدی۔ الکافر صیغہ اسم فاعل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا جمع کافرون 'کفار از (ن) چھپانا۔

فائدہ: مادہ کفر میں چھپانے کا معنی ہوتا ہے کافر کو اس لیے کافر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کر کے ان کو چھپاتا ہے، تاریک رات کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ چیزوں کو چھپا لیتی ہے، کاشت کار کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بیج وغیرہ کو زمین کے اندر چھپاتا ہے۔ سمندر کو بھی کافر کہا جاتا ہے یہ بھی بہت سی اشیاء کو چھپائے ہوئے ہوتا ہے (مصباح) ترابا مٹی جمع اتربۃ از سمع محتاج ہونا۔

حل الترکیب: یوم مضاف یقوم فعل، الروح معطوف علیہ، واو عاطفہ، الملئکۃ معطوف 'معطوف علیہ معطوف سے ملکر ذوالحال، صفا صافین کے معنی میں ہو کر حال، ذوالحال حال ملکر فاعل' فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ یوم کا' مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، لا یملکون یا لا یتکلمون یا اذکر محذوف کا۔ لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابا لا یتکلمون فعل، واؤ ضمیر بارز مبدل منہ، الاحرف استثناء، من موصو لہ، اذن فعل، لام حرف جارہ 'ہ ضمیر راجع بسوئے من مجرور' جار مجرور ملکر متعلق ہوا اذن کے الرحمن فاعل' فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ، قال فعل، ہو ضمیر راجع

بسوئے من فاعل، صوابا صفت ہے، موصوف محذوف قولا کی، موصوف صفت ملکر مفعول مطلق ہے قال کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ، کا موصول صلہ ملکر بدل یتکلمون کی ضمیر سے، مبدل منہ بدل ملکر فاعل ہوا لایتکلمون کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

فائدہ : لایتکلمون میں دو احتمال ہیں، یا یہ جملہ مستانفہ ہے یا ماقبل الروح والملئکۃ سے حال ہے۔ ذلك الیوم الحق فمن شآء اتخذالٰی ربہٖ ماٰبا ۔ ذلك اسم اشارہ متبدا الیوم موصوف، الحق صفت، موصوف صفت ملکر خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا، فاء فصیحیہ یا نتیجیہ، من شرطیہ مبتدا، شاء فعل ہو ضمیر فاعل، رضاء اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ محذوف' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شرط، اتخذ فعل، ہو ضمیر فاعل، الی ربہ الی حرف جار، ربہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا الی کا، جار مجرور مل کر متعلق ہوا ماٰبا کے ماٰبا مفعول فیہ، اتخذ کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا شرط جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ہے مبتدا من کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر جزا شرط محذوف کی، جو کہ اذا کان الامر کذلك ہے شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

انا انذرنکم عذابا قریبا : اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسم، انذرنا فعل با فاعل، کم ضمیر مفعول بہ، عذابا موصوف قریبا صفت اول۔

یوم ینظر المرء ما قدمت یداہ ویقول الکفر یلیتنی کنت ترابا : یوم مضاف، ینظر فعل، المرء فاعل، ما موصولہ، قدمت فعل، یداہ مرکب اضافی ہوکر فاعل' فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ ہوکر صلہ ہوا ما موصول کا، موصول صلہ ملکر مفعول بہ، ینظر کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ، یقول فعل، الکفر فاعل، ، فعل فاعل ملکر قول یا برائے تنبیہ یا تاسفیہ حرف ندا لیت، حرف از حروف مشبہ بالفعل، نون وقایہ، یا ضمیر متکلم، لیت کا اسم، کنت فعل از افعال ناقصہ، تا ضمیر بارز اسم، ترابا خبر کنت اپنے اسم وخبر سے ملکر خبر لیت' لیت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر مقولہ' قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ یوم کا' مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے ثابتا کا، ثابتا صیغہ صفت، اسم فاعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر صفت ثانی عذابا کی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول ثانی ہے انذرنا کا، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

تفسیر: ماقبل والی آیت میں فرمایا کہ لوگ ذات باری تعالیٰ سے گفتگو کرنے کی ہمت ومجال نہیں رکھیں گے آگے اسی کی تفصیل بیان کی جارہی ہے یہ اس دن ہوگا جس روز روح و فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہونگے، رب ذوالجلال کی عظمت وہیبت وجلال کی وجہ سے انکے دل لرزرہے ہونگے عین دوپہر کا وقت ہوگا کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ کلام کرسکے ہاں اگر خود خداوند قدوس کسی کو بولنے کی اجازت دینگے تو وہ بولیگا لیکن اسکے لیے بھی ضروری ہوگا کہ باادب ہوکر صرف بامقصد اور درست بات کرے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔(حقانی)

فائدہ: روح سے حضرت جبرائیلؑ امین مراد ہیں انکا مستقل ذکر انکی عظمت وشان کی وجہ سے ہے، یا روح سے مراد اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان لشکر ہے جو فرشتوں کے علاوہ ہے انکے پاؤں ہاتھ ہیں لیکن وہ نہ انسان ہیں نہ فرشتے، علاوہ ازیں چند اقوال سورۃ القدر میں آرہے ہیں۔

ذلك اليوم الحق: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ماقبل والے مضامین کا خلاصہ بیان فرمارہے ہیں کہ ہماری آیات قدرت سے ثابت ہوگیا کہ انسان دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور قیامت کا وقوع ہوگا لہٰذا یہ قیامت کا دن برحق یقینی ہے پس جو شخص تقویٰ اور اعمال صالحہ کرکے اپنا ٹھکانا اللہ تعالیٰ کے پاس بنانا چاہے تو وہ ایسا کرے ہم نے تو تمہیں اس قریبی عذاب سے خبردار کردیا ہے عقلمند آدمی دور کی مصیبت کو بھی قریب سمجھتا ہے اس لیے عذاب قریب فرمایا، اگرچہ حقیقت میں دور ہے اور موت تو بہت قریب ہے جو اس دن کا دروازہ ہے، اور یہ عذاب اس دن ہوگا جس دن آدمی اپنے اعمال کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے گا، یا تو اسطرح کہ اسکے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائیگا یا اسطرح کہ اعمال روز محشر مجسم ومتشکل ہوکر سامنے آجائیں گے جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ زکوۃ نہ دینے والے کا مال سانپ کی شکل میں آئیگا اور قربانی کا جانور پل صراط پر سواری بنے گا (معارف پارہ نمبر ۱۵) پھر کافر بے چین ہوکر کہے گا کاش میں مٹی میں مل جاتا مجھ سے حساب نہ لیا جاتا حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ روز قیامت ساری زمین ہموار وبرابر کردی جائیگی پھر اس میں انسان جنات وحشی پالتو جانور سب جمع کردیے جائینگے، اگر دنیا میں کسی جانور نے دوسرے پر ظلم کیا تھا مثلاً سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی کو مارا تھا تو اسکا بدلہ دلایا جائیگا، جب اس سے فراغت ہوجائیگی تو اللہ تعالیٰ تمام جانوروں کو حکم دینگے کہ تم سب مٹی ہوجاؤ تو وہ مٹی ہو جائیں گے، اس وقت کافر لوگ تمنا کرینگے اور کہیں گے يليتني كنت ترابا، بعض فرماتے ہیں کافر کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ کاش میں دنیا میں خاک ہوجاتا اپنے کو مٹادیتا۔اور بعض کا قول ہے کہ کافر سے مراد شیطان ہے جس وقت وہ بنی آدم علیہ السلام کی عزت دیکھے گا تو کہے گا کاش میں

مٹی سے پیدا ہوتا۔ (حقانی)

سورة النّٰزعٰت مکیه

رکوعا تہا ۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ آیا تہا ۴۶

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ○ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ○ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ○ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ○ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ○

ترجمہ: قسم ہے (روح) کھینچنے والوں کی غوطہ لگا کر (گھس کر) اور بند کھولنے والوں کی بند کھولنا اور تیرنے والوں کی تیرنا پھر آگے بڑھنے والوں کی دوڑ کر پھر انتظام کرنے والوں کی حکم کا (تم ضرور زندہ کیے جاؤ گے یا بیشک قیامت آنیوالی ہے)

حل المفردات: وائو قسمیہ ، النّٰزعٰت صیغہ جمع مؤنث سالم اسم فاعل، مفرد نازعة معنی کھینچنے والی از (ض) کھینچنا' نکالنا۔ غرقا مصدر از (س) ڈوبنا یہاں بمعنی اغراقا ڈبودینا' غوطہ لگانا۔ والنّٰشطٰت صیغہ جمع مؤنث سالم اسم فاعل، مفرد ناشطة بمعنی گرہ اور بند کھولنے والی از (ض) سختی کیساتھ کھینچنا، از (س) ہشاش بشاش ہونا، نشطا نشطات کا مصدر ہے۔ والسّٰبحٰت صیغہ جمع مؤنث سالم، مفرد سابحة معنی تیرنے والی، از (ف) تیرنا۔ سبحا اسکا مصدر ہے۔ فالسّٰبقٰت صیغہ جمع مؤنث سالم، مفرد سابقہ معنی آگے بڑھنے والی' تیز دوڑنے والی از (ن' ض) آگے بڑھ جانا۔ سبقا اسی کا مصدر ہے۔ فالمدبّرات جمع مؤنث سالم، مفرد مدبرة معنی انتظام کرنیوالی، از تفعیل پورا انتظام کرنا، غور کرنا، انجام سوچنا۔ اَمْرًا از (ن) حکم کرنا۔

حل الترکیب: والنّٰزعٰت غرقا واؤ قسمیہ جارہ النّٰزعٰت صیغہ اسم فاعل، اسمیں ھن ضمیر مستتر فاعل، غرقًا مفعول مطلق من غیر لفظہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر صفت ہے موصوف محذوف الملئکۃ کی، موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، والنشطات نشطا واؤ عاطفہ النشطات اسم فاعل، اس میں ضمیر مستتر فاعل نشطا مفعول مطلق، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر صفت ہے موصوف محذوف الملئکۃ کی' موصوف صفت ملکر معطوف اول، والسّٰبحٰت سبحا وائو عاطفہ السّٰبحٰت صیغہ اسم فاعل، اس میں ضمیر فاعل، سبحا مفعول مطلق، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر صفت ہے موصوف محذوف الملئکۃ کی'

موصوف صفت ملکر معطوف ثانی۔ **فالسّٰبقٰت سبقافا** عاطفہ السّٰبقٰت صیغہ اسم فاعل، اس میں ضمیر فاعل، سبقا مفعول مطلق، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر صفت ہے موصوف محذوف الملئکۃ کی۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف ثالث۔ **فالمدبرات امرا** فاعاطفہ المدبرات صیغہ اسم فاعل، اسمیں ضمیر فاعل، امرا مفعول بہ، یاماًمورات کے معنی میں ہوکر حال، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ یا حال سے ملکر صفت ہے موصوف محذوف الملئکۃ کی، موصوف صفت ملکر معطوف رابع، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر مقسم بہ ہوکر مجرور ہوا واؤ قسمیہ جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم فعل محذوف کے، اقسم فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم لتبعثن یاان **القیٰمۃ واقعۃ** جواب قسم محذوف، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔ (دیکھئے جلالین **والنّٰزعٰت الملئکۃ تنزع ارواح الکفار** حاشیہ نمبر۱۶ **النّٰزعٰت صفۃ لموصوف محذوف کما اشار الیہ الشارح بقولہ الملئکۃ**)۔

تفسیر: نام سورۃ مشہور نام سورۃ النازعات ہے اسکے علاوہ سورۃ الساھرۃ اور سورۃ الطامۃ بھی کہا جاتا ہے۔

ربط ﴿۱﴾: سورۃ النبأ میں اثبات قیامت مع الدلائل اور منکرین قیامت کی جزاوسزا کا بیان تھا، اس سورت میں بھی یہی مضمون بیان کیا جارہا ہے۔

﴿۲﴾: سورۃ النبأ میں قیامت کا بیان تھا، اس سورۃ کی ابتدا میں مبادی قیامت یعنی موت کا بیان ہے، کیونکہ موت سے قیامت کی ابتدا ہوجاتی ہے اسی لیے کہا گیا **من مات فقد قامت قیامتہ** اور موت کی اجمالی کیفیت کا بیان ہے، تاکہ ان نادانوں کو معلوم ہوجائے کہ قیامت دور نہیں ہے بلکہ اسکے مبادی اور اسکے اسباب یعنی موت بہت قریب ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے سورت کے شروع میں فرشتوں کی وہ پانچ صفات ذکر فرمائی ہیں جنکا تعلق انسان کی موت اور نزع روح سے ہے، اور ان پانچ صفتوں کی قسم اٹھائی تاکہ آنے والا معنی پختہ اور مؤکد ہوجائے۔ اور ملائکہ کی قسم اس لیے شاید کھائی گئی کہ آج یہ عالم کے نظام میں دخل رکھتے ہیں اور قیامت کے دن جب اسباب مادیہ کے تمام رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ غیر معمولی حالات و واقعات پیش آئیں گے۔ ان واقعات میں فرشتے کام آئیں گے۔

والنّٰزعٰت غرقا: قسم ہے ان فرشتوں کی جو غوطہ لگا کر روح نکالتے ہیں، اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو کافروں کی روح نکالتے ہیں، چونکہ کافر کی روح مصائب آخرت سے گھبرا کر اسکے بدن میں چھپنے کی کوشش کرتی ہے اس لیے فرشتے اسکے بدن میں گھس کر سختی کیساتھ کھینچ کر

اسکی روح نکالتے ہیں جس سے اسکو شدید تکلیف ہوتی ہے اس تکلیف سے روحانی تکلیف مراد ہے ضروری نہیں کہ وہ سختی دیکھنے والوں کو محسوس بھی ہو، بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کافر کی روح بظاہر آسانی سے نکل جاتی ہے مگر یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہوتی ہے، اسکی روح کو جو تکلیف ہو رہی ہوتی ہے اللہ تعالی کے سوا کسی کو معلوم نہیں، اس سختی سے روحانی سختی اور تکلیف مراد ہے جسکا ہم مشاہدہ نہیں کر سکتے۔

والنّٰشطٰت نشطا: قسم ہے ان فرشتوں کی جو بند کھولنے والے ہیں۔اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو مومن کی روح نکالتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ فرشتے مومن کی روح کو آسانی سے اور نہایت سہولت سے قبض کرتے ہیں، شدت سختی نہیں کرتے، کیونکہ روح مومن کے سامنے برزخ کا ثواب ونعمتیں ہوتی ہیں، اس لیے جلدی نکل کر انکی طرف جانا چاہتی ہے، جس طرح ہوا کسی چیز میں بند ہو یا پانی کسی چیز میں بند ہو اور ڈھکن اور بند کھول دیا جائے تو وہ نہایت آسانی سے نکل جاتی ہے اسطرح مومن کی روح نکلتی ہے یہاں بھی آسانی سے روحانی آسانی مراد ہے، بظاہر کبھی موت مومن کو سختی کیساتھ آتی ہے مگر اسکو روحانی سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

والسّٰبحٰت سبحا: قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیرنے والے ہیں، اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو کفار و مومنین کی روح قبض کرنے کے بعد تیزی سے اسکو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ گویا وہ تیرنے والے ہیں، جس طرح کوئی شخص دریا میں تیرتا ہے تو اس کے سامنے نہ کوئی آڑ ہوتی ہے نہ کوئی پہاڑ، آسانی سے منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے، اسی طرح فرشتے بھی تیزی اور آسانی سے منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔

فالسّٰبقٰت سبقا: پھر یہ فرشتے تیز دوڑ کر آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ جب یہ فرشتے روح کو دربار خداوندی میں پیش کرتے ہیں پھر روح کے بارے میں جو بھی حکم ہوتا ہے جہنم میں لے جانا ہے یا جنت میں اس حکم کی بجا آوری اور تعمیل کیلئے بہت جلدی کرتے ہیں۔

فالمدبّرات امرا فرشتوں کا آخری کام یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظام کرتے ہیں۔ جس روح کو راحت دینی ہے راحت کے اسباب جمع کرتے ہیں جس روح کو تکلیف دینی ہے فرشتے اسکے لیے عذاب کے اسباب کا انتظام کرتے ہیں۔ (معارف)

فائدہ: بعض مفسرین کا قول ہے کہ نازعات سے ستارے مراد ہیں، مقصد ہوگا وہ ستارے جو اپنے آپ کو کھینچ کر لاتے ہیں، ڈوب کر اشارہ ہوگا قدرت کی طرف، کہ جو ذات ستاروں کو ڈوبنے کے بعد دوبارہ روشن وطلوع کر سکتی ہے، تمہیں بھی دوبارہ زندہ کر سکتی ہے اور

ناشطات سے مراد بھی ستارے ہونگے، معنی ہوگا وہ ستارے جو جانے والے (چلنے والے) ہیں السابحات کا مقصد ہوگا وہ ستارے جو اپنے دائرہ میں تیرنے والے ہیں، فالسّٰبقٰت کا مقصد ہوگا وہ ستارے جو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے والے ہیں فالمدبرات یہ فرشتوں کی صفت ہے۔ ستاروں کی نہیں۔ (مظہری اردو)

سوال : غیر اللہ کی قسم کھانا تو جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے یہاں خود غیر اللہ کی قسم کھائی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: ﴿۱﴾ یہ حکم مخلوق کے لیے ہے خود اللہ تعالیٰ کی ذات کسی حکم اور قانون کی پابند نہیں مخلوق کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے اس لیے منع فرمایا کہ کہیں قسم کھانے والا اس چیز کو ایسا معظم نہ سمجھے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کو معظم سمجھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ میں یہ احتمال ہی نہیں کہ وہ کسی مخلوق کو معظم سمجھیں ﴿۲﴾ یہاں مضاف محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے و رب النّٰزعٰت روح کھینچنے والے فرشتوں کے رب کی قسم تو یہ غیر اللہ کی قسم نہ ہوئی۔

ثواب وعذاب قبر کا ثبوت:

﴿۱﴾ فرعونیوں کے بارے میں اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا فرمایا ہے۔ ﴿۲﴾ ان آیات سے ملائکہ کا روح کو قبض کرنا، انتظام جنت جہنم کرنا وغیرہ سے عذاب ثواب کا پہنچانا ثابت ہوگیا۔ یہ ثواب وعذاب قبر کا برزخ میں ہوگا حشر کا عذاب وثواب اسکے بعد ہے احادیث صحیحہ میں اسکی تفصیل مذکور ہے۔

یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ○ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ○ قُلُوۡبٌ یَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ○ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ○ یَقُوۡلُوۡنَ اَئِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَةِ ○ اَئِذَا کُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ○ قَالُوۡا تِلۡكَ اِذًا کَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ○ فَاِنَّمَا هِیَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ ○

ترجمہ: جس دن کانپے گی کانپنے والی، پیچھے آئیگی اس کے پیچھے آنیوالی، کتنے دل اس دن دھڑکنے والے ہونگے' ان (دل والوں) کی آنکھیں جھکنے والی ہوں گی، کہتے ہیں یہ کافر کہ کیا بیشک ہم البتہ لوٹائے جائیں گے پہلی حالت میں، کیا جب ہو جائیں گے ہم بوسیدہ ہڈیاں (دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟) کہا انہوں نے یہ اس وقت لوٹنا ہے نقصان والا پس سوا اس کے نہیں وہ ایک جھڑکی (چیخ) ہے پس اچانک وہ میدان میں ہونگے۔

حل المفردات: ترجف صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع معروف از (ن) لرزنا، کانپنا۔ الراجفۃ اسم فاعل واحدہ مؤنثہ، معنی کانپنے والی مراد نفخۂ اولی۔ تتبعھا صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع معروف، از (س) پیچھے آنا' پیچھے چلنا تابع نحوی کو اس لیے تابع کہا گیا ہے کہ وہ متبوع کے پیچھے آتا ہے تابع نوکر کو کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مالک کے پیچھے چلتا ہے۔ الرّادفۃ صیغہ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، معنی پیچھے آنے والی، مراد نفخہ ثانیہ، از (ن'س) پیچھے ہونا یا پیچھے سوار ہونا، سواری کے پیچھے والے سوار کو ردیف کہا جاتا ہے۔ قلوب جمع ہے، مفرد قلب ہے معنی دل از (ض) الٹنا پلٹنا۔ دل کو اس لیے قلب کہا گیا ہے یہ الٹا ہے اوپر کی طرف لٹکا ہوا ہے۔ ہر وقت الٹتا پلٹتا رہتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا۔ واجفۃ صیغہ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، دھڑکنے والی از (ض) دل کا دھڑکنا۔ ابصار جمع ہے بصر کی، معنی آنکھ۔ خاشعۃ صیغہ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل معنی جھکنے والی از (ف) عاجزی کرنا، جھکنا۔ لمردودون صیغہ جمع مذکر سالم اسم مفعول، معنی لوٹائے جائینگے از (ن) واپس کرنا لوٹانا۔ الحافرۃ صیغہ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، معنی پہلی حالت، از (ض) گڑھا کھودنا۔ عظاما جمع ہے مفرد عظم، معنی ہڈی۔ نخرۃ معنی بوسیدہ' ریزہ ریزہ از (س) بوسیدہ ہونا، چورا چورا ہونا، کرۃ لوٹنا از (ن) لوٹنا۔ خاسرۃ صیغہ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (س) نقصان اٹھانا۔ زجرۃ معنی ہیبت ناک آواز، چیخ از (ن) ڈانٹنا۔ الساھرۃ معنی ہموار و سطح زمین، میدان، مراد میدان قیامت ہے از (س) بیدار ہونا، قیامت کے دن شدت خوف کی وجہ سے آدمی کی نیند اڑ جائے گی وہ بیدار ہی رہے گا، اس لیے میدان محشر کا نام الساھرۃ رکھا گیا۔

حل الترکیب: یوم مضاف، ترجف فعل، الراجفۃ ذوالحال۔ تتبعھا الرادفۃ تتبع فعل ھا ضمیر راجع بسوئے الراجفۃ مفعول بہ، الرادفۃ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال، الراجفۃ سے' ذوالحال حال مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، یوم مضاف کا۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، جواب قسم لتبعثن کا یا، اذکر فعل محذوف کا۔

قلوبٌ یّومئذ واجفۃ ۝ ابصارھا خاشعۃ: اس جملہ کی دو ترکیبیں ہو سکتی ہیں،

﴿۱﴾ قلوب موصوف، یومئذ اصل میں یوم اذ کان کذا یوم مضاف، اذ ظرف، مضاف، کان فعل ناقص، ھو ضمیر اسکا اسم، کذا خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ہے، اذ ظرف مضاف کا مضاف، مضاف الیہ ملکر پھر مضاف الیہ ہے یوم کا' مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ مقدم ہے واجفۃ کا، واجفۃ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے ملکر صفت'

موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدا۔ ابصار مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا، خاشعة خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر پھر خبر ہے قلوب کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا {۲} قلوب مبتدا، یومئذ بترکیب سابق مفعول فیہ واجفة کا' واجفة خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ابصارھا مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا، خاشعة خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یقولون فعل، واؤ ضمیر بارز راجع بسوئے کفار فاعل، فعل فاعل ملکر قول ہمزہ، استفہام کا، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسکا اسم، لمردودون صیغہ اسم مفعول اپنے فاعل ضمیر اور فی الحافرة متعلق سے مل کر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر مقولہ اول قول کا۔

ء اذا کنا عظاما نخرة: ہمزہ برائے استفہام انکاری اذ اظرف، مضاف، کن فعل از فعال ناقصہ، نا ضمیر اسم، عظاما موصوف نخرة صفت، موصوف صفت مل کر کن کی خبر، کن اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ اذا' مضاف کا' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہے نــرد فعل محذوف کا نرد فعل با فاعل' فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مقولہ ثانی، قول اپنے دونوں مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہے مبتدا محذوف ہم کی، اصل میں ھم یقولون تھا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قالوا تلك اذا کرة خاسرة: قالوا فعل، واؤ ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر قول، تلك اسم اشارہ مبتدا، اذا پر تنوین کان الامر کذلك کے عوض میں ہے، اذا ظرف مضاف، کان فعل ناقص، الامر اسم، کذالك خبر، کــان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، اذا کا، مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہے اشیر فعل کا، جوکہ تلک اسم اشارہ سے سمجھا جارہا ہے، کرة موصوف، خاسرة صفت' موصوف صفت ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: اذا کرة میں اذا حرف، جواب وجزا غیر عاملہ بھی ہوسکتا ہے، اس صورت میں اسکا ذکر صرف تاکید کے لیے ہوگا۔ (اعراب القرآن ص ۳۶۴)

فانماھی زجرة واحدة: ف تفریعیہ یا تعلیلیہ انما کافہ، ھی ضمیر راجع بسوئے کرة مبتدا، زجرة موصوف، واحدة صفت موصوف صفت ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فاذا ھم بالسّاھرة: ف فصیحہ (اعراب القرآن ۳۶۸) اذا مفاجاتیہ، ھم ضمیر مبتدا، ب جارہ، الساھرة مجرور، جار مجرور ملکر موجودون کے متعلق ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جزا، شرط محذوف اذا نفخت کی شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

تفسیر وربط: ماقبل میں مبادی قیامت کا بیان تھا، اب نفس قیامت واحوال کا بیان ہے۔

یوم ترجف الرّاجفۃ :مقصد یہ ہے کہ ایک دن ضرور آئیگا کہ ایک ہلا دینے والی چیز سب چیزوں (زمین، پہاڑ، درخت وغیرہ) کو ہلا کر رکھ دے گی، اس سے نفخہ اولی مراد ہے، اس وقت یہ حالت ہوگی ہر چیز لرز جائے گی اور آخر کار فنا اور تباہ ہو جائے گی۔

تتبعھا الرادفۃ: پھر اس نفخہ اولی کے بعد ایک اور چیز آئیگی، اس سے نفخہ ثانیہ مراد ہے، جو نفخہ اولی کے چالیس سال بعد ہوگا، جسکی وجہ سے تمام حیوان و انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ اور سیدھے عدالت الٰہی میں حاضر ہونگے۔ (حقانی)

فائدہ: صورین کے مابین فاصلہ چالیس سال کا ہوگا۔ (۱) حقانی (۲) تفسیر ابن عباس ص۳۸۰ (۳) تفسیر خازن ص۳۵۰ ج۴ (۴) تفسیر رازی ص۴۵۳ ج۸ (۵) روح المعانی ص۲۶ ج۳۰

قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ○ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ○ جب حاضری ہوگی تو انکی حالت یہ ہوگی کہ ذات اقدس کے جلال وغضب اور عذاب جہنم کے خوف کی وجہ سے انکے دل دھڑک رہے ہونگے اور شرم و ندامت کی وجہ سے آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی جس طرح مجرم جب عدالت میں پیش کیا جاتا ہے تو اسکی آنکھیں جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔

یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ○ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً○ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ : مقصد یہ ہے کہ یوم قیامت تو ان کفار کا یہ حال ہوگا، لیکن دنیا میں انکے تکبر و غرور کا یہ عالم ہے کہ جب انکو وقوع قیامت کی خبر دی جاتی ہے تو از راہ تمسخر و مزاح کہتے ہیں کہ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں بن جائیں گے، ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، تو حالت اول پر دوبارہ لوٹائے جائیں گے، یہ انکی ناقص عقل میں محال بات تھی، اس لیے قدرت الٰہی سے خارج سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہوا تو پھر ہمیں بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا، کیونکہ ہم نے تو اس کے لیے کوئی تیاری نہیں کی یہ باتیں کفار بطور مزاح کے کہتے اور کہتے یہ بالکل محال و ناممکن ہے۔

ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ خاسرہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندگی نقصان کی ہوگی یعنی اتنی مدت کے بعد کوئی عضو کہیں کوئی کہیں یعنی انسان کامل الاعضاء نہ ہوگا بلکہ کچھ اعضاء کم ہونگے کسی کی انگلی نہ ہوگی کسی کی آنکھ نہ ہوگی وغیرہ۔ (حقانی)

فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ○ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ○ ہاں سے اللہ تعالیٰ کفار کے ماقبل والے بے ہودہ قول کا جواب دے رہے ہیں، کہ ہمارے لیے بار دیگر زندہ کرنا کوئی مشکل و محال نہیں، صرف ایک چیخ نکلے گی (نفخہ ثانیہ مراد ہے) فوراً اجزاء بدن مجتمع ہو جائیں گے، بدن تیار ہو جائیگا، اور

اسوقت روح کا تعلق ابدان سے ہوجائیگا، زندہ کھڑے ہونگے جیسے سوئے ہوئے کو جگا دیا ہو، اور خود میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کے حضور حساب وکتاب کے لیے جمع ہوجائیں گے۔ (حقانی)

هَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ○ إِذْ نَادٰهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى ○ فَقُلْ هَلْ لَّكَ إِلٰى أَنْ تَزَكّٰى ○ وَأَهْدِيَكَ إِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ○ فَأَرٰهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ○ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ○ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعٰى ○ فَحَشَرَ فَنَادٰى ○ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى ○ فَأَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْأُوْلٰى ○ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○

ترجمہ : کیا آیا ہے آپکے پاس موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جب پکارا اس (موسیٰ علیہ السلام) کو اس کے رب نے پاک وادی یعنی طویٰ میں (فرمایا اللہ تعالیٰ نے) جا فرعون کی طرف بیشک وہ سرکش ہوگیا ہے، پس کہہ تو کیا تیرے لیے رغبت ہے طرف اس بات کے یہ کہ تو پاک ہوجائے اور رہنمائی کروں میں تیری تیرے رب کی طرف پس تو ڈر جائے پس دکھلائی موسیٰ علیہ السلام نے بڑی نشانی اس فرعون کو پس جھٹلایا اس فرعون نے اور نافرمانی کی (ماننے سے انکار کیا) پھر پیٹھ پھیری اس حال میں کہ کوشش کرتا تھا (موسیٰ علیہ السلام کے خلاف) پس اکھٹا کیا (لوگوں) کو پھر تقریر کی پس کہا میں تمہارا رب ہوں بلند پس پکڑا اسکو اللہ تعالیٰ نے آخرت اور دنیا کی سزا کیساتھ اس سزا (نکال) میں عبرت ہے اس شخص کے لیے جو ڈرے۔

حل المفردات : اتٰك اتی واحد مذکر غائب از (ض) آنا حدیث صفت مشبہ، بمعنی قصہ، خبر، بات، نادٰی صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل نادیَ تھا، بقانون قال نادیٰ ہوا، از مفاعلہ بمعنی پکارنا، بلانا۔ بالوادِ وادی دو پہاڑوں یا ٹیلوں کے درمیان، پست جگہ، اسکی جمع اودیۃ ہے از (ض) بہنا۔ المقدس صیغہ اسم مفعول، از (تفعیل) بمعنی مبارک ہونا۔ طوٰی اس وادی کا نام جو کوہ طور میں واقع ہے۔ اذھب امر حاضر معلوم، از (ف) جانا۔ فرعون، مصر کا مشہور ظالم بادشاہ، اسکا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا، اور اسکی عمر ۴۰۰ سال سے زیادہ تھی، (معالم التنزیل سورۃ بقرہ ع ۶) طغٰی اصل میں طغیَ تھا، قال والا قانون لگا تو طغیٰ بن گیا، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، از (ف) بمعنی سرکشی کرنا' حد سے بڑھ جانا۔ تزکیٰ: اصل میں تتزکیٰ تھا، بقانون تائے مضارعت ایک تاء کو حذف کردیا، از (تفعل) بمعنی درست ہونا،

پاک ہونا۔ اھدیك صیغہ واحد متکلم مضارع معلوم، از (ض) بمعنی رہنمائی کرنا۔ فتخشیٰ واحد مذکر مخاطب، بحث مضارع معلوم، از (س) ڈرنا، دراصل تـخشـیُ تھا، قال والا قانون لگا فَـاَرٰهُ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف، از افعال دکھانا، دراصل اَرْاَیَ تھا ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل راکو دیکر ہمزہ کو گرادیا، بقانون یسأل اَرَیَ ہوگیا، بعدہ بقانون قال اَرٰی ہوا ۔الکبری اسم تفضیل واحدہ مؤنثہ۔ فکذب واحد مذکر غائب، از (تفعیل) تکذیب کرنا۔ وعصٰی اصل عَصَیَ (قال والا قانون) واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ض) نافرمانی کرنا ،بات نہ ماننا۔ ادبر واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (افعال) پیٹھ پھیرنا۔ یسعٰی واحد مذکر غائب مضارع معروف، دراصل یسعَیُ از (ف) کوشش کرنا۔ فحشر واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ن، ض) جمع کرنا۔ الاعلٰی اصل میں اعلیُ تھا واحد مذکر اسم تفضیل، فاخذہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از (ن) پکڑنا۔ نکال عبرتناک سزا دینا، از (ن)۔ الاخرۃ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، پیچھے آنیوالی۔ الاولٰی واحدہ مؤنثہ اسم تفضیل۔

حل التركيب:هل اتك حديث موسى : ھل استفہامیہ یا بمعنی قد۔ اتك فعل، ک ضمیر مفعول بہ، حدیث موسی مرکب اضافی ہوکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اذ ناداہ ربہ بالواد المقدس طوی: اذ ظرفیہ مضاف نادی فعل، ہ ضمیر مفعول بہٖ ربہ مرکب اضافی فاعل۔ بالواد باجارہ، الواد موصوف، المقدس صفت، موصوف صفت ملکر مبدل منہ، اور طوی بدل، مبدل منہ اور بدل ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق نادی کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ ہے اذ مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے حدیث کا (اعراب القرآن ص ۳۶۶) یا اذکر محذوف کا۔

اذھب الی فرعون انه طغی ٥ فقل ھل لك الی ان تزکی ٥ واھدیك الی ربك فتخشی ٥اذھب فعل، انت ضمیر فاعل، الی فرعون جار مجرور ملکر متعلق ہوا اذھب کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر معلل ،اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہ ضمیر ان کا اسم، طغی فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے فرعون فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر تعلیل، معلل اپنی تعلیل سے مل کر معطوف علیہ، فاء عاطفہ قل فعل، انت ضمیر فاعل، ھل استفہامیہ، لام جار، کاف مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ثابت کے ہوکر خبر مقدم، رغبۃ مبتدا مؤخر محذوف، الی حرف جار، اَنْ مصدریہ، تزکی فعل

مضارع معروف، انت ضمیر فاعل فعل فاعل، ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اھــدی فعل بافاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، الــی جار، ربك مرکب اضافی ہوکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا احدی کے، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، فاعاطفہ، تخشی فعل، بافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر پھر معطوف ہوا تزکی کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور ہوا الی حرف جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا رغبۃ کے جوکہ مبتدامؤخر ہے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ ملکر جملہ انشائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مقولہ قال محذوف، کا اصل عبارت اسطرح ہے **فقال اذھب الی فرعون** قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى: فاعاطفہ، اری فعل، ہوضمیر اس میں مستتر راجع بسوئے موسیٰ علیہ السلام فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، الایۃ موصوف الکبری صفت، موصوف صفت ملکر مفعول بہ برائے اری، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔

فکذب و عصٰی فاعاطفہ، کذب فعل، ہوضمیر راجع بسوئے فرعون فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، عصی فعل، ہوضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف ثانی۔

• **ثم ادبر یسعیٰ** ثم عاطفہ، ادبر فعل، ہوضمیر مستتر ذوالحال، یسعی فعل، ہوضمیر راجع بسوئے فرعون فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ ہوکر حال ہے ذوالحال کا، ذوالحال اور حال ملکر فاعل ہوا ادبر کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثالث۔ **فحشر فنادیٰ:** فا عاطفہ، حشــــر فعل، ہوضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف رابع، فاعاطفہ، نادی فعل، ہوضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف خامس۔

فقال انا ربکم الا علٰی فاخذہ اللہ نکا ل الاخرۃ و الاولی فاعاطفہ، قال فعل، ہوضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قول، انامبتدا، ربکم مرکب اضافی ہوکر موصوف، الاعلی صفت، موصوف صفت ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا، قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف سادس، فاعاطفہ، اخذ فعل، ہ ضمیر مفعول بہ، لفظ اللہ فاعل، نکال مضاف، الاخرۃ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الاولی معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مضاف الیہ ہوا نکال مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول لہ ہے اخذ کا، یا مفعول مطلق، اس صورت میں اخذ بمعنی نکل کے ہوگا، اخذ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہ یا مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف سابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

ان فی ذلك لعبرة لمن یخشی اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، فی جار، ذلك اسم اشارہ محلاً مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم برائے اِنَّ لام تاکیدیہ، عبرۃ اسم مؤخر، لام جارہ، من موصولہ، یخشی فعل، ھوضمیر راجع بسوئے من فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہے عبرۃ کے جو کہ اسم مؤخر ہے، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر وربط: ماقبل میں کفار کی تکذیب اور انکار کا بیان تھا جسکی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو سخت دلی تکلیف ہوتی تھی، آپ ﷺ غمگین ہو جاتے کہ کفار کیوں تکذیب کرتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک جلیل القدر نبی کلیم اللہ علیہ السلام کا قصہ ذکر فرما کر آپ ﷺ کو تسلی دینا چاہتے ہیں کہ تکذیب وانکار صرف آپکا ہی نہیں ہے بلکہ ہر نبی علیہ السلام کیساتھ یہی سلوک ہوتا رہا اسکی تکذیب کی جاتی رہی اور اسکو تکلیف دی جاتی رہی، اس لیے آپ ﷺ پریشان نہ ہوں چنانچہ ارشاد فرمایا کیا آپ ﷺ کے پاس موسی علیہ السلام کا قصہ نہیں پہنچا جسکا بیان کچھ یوں ہے

اذناداہ ربہ بالواد المقدس طوی: کہ جب موسی علیہ السلام کو ایک پاکیزہ وادی طوی میں پکارا، پوری تفصیل سورۃ طہ میں ہے۔ کچھ تفصیل اسطرح ہے کہ مصر میں ایک بادشاہ فرعون رہتا تھا بڑا ظالم وجابر تھا، اپنے آپکو خدا کہتا تھا، بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنایا ہوا تھا، نجومیوں نے اسکو خبر دی عنقریب بنی اسرئیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری ہلاکت کا سبب بنے گا، فرعون نے حکم دیا جو بچہ بھی پیدا ہو اسکو ذبح کر دیا جائے، اس دوران موسی علیہ السلام کی ولادت ہوئی والدہ نے فرعون کے قتل کے خوف سے بحکم الٰہی انکو صندوق میں بند کر کے دریائے نیل کی لہروں کے حوالے کر دیا، موسی علیہ السلام کی بہن کو کہا دیکھو صندوق کہاں جاتا ہے، بہتے بہتے صندوق فرعون کے محل کے قریب پہنچا، اسکی بیٹی یا نوکرانی نے دیکھا تو اسکو پکڑ لیا، کھولا تو ایک چاند سا لڑکا دکھائی دیا، بہت خوش ہوئی، فرعون کا بیٹا نہ تھا اسکی بیوی آسیہ نے اسکو اپنا بیٹا بنا لیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے دودھ کے بعد فرعون کے گھر میں بڑے ناز سے پرورش پائی، جوان ہو گئے، ایک دن واقعہ یہ ہوا کہ آپ علیہ السلام شہر گئے اتفاقاً وہاں دو آدمی لڑ رہے تھے ایک حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کا تھا دوسرا فرعونی تھا بنی اسرائیلی نے موسی علیہ السلام سے مدد چاہی آپ علیہ السلام نے پہلے تو فرعونی کو زبان سے روکا مگر وہ نہ رکا تو موسی علیہ السلام سے اسکو ایک گھونسہ رسید کیا تو وہ مر گیا موسی علیہ السلام ایک بنی اسرائیلی کے مشورہ کیساتھ (جسکو فرعون کی میٹنگ کا پتہ چل گیا تھا) ڈر سے مصر سے مدین چلے گئے۔ وہاں ایک کنویں پر پہنچے لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے تھے قریب ہی دو لڑکیاں اپنے

گلہ یعنی بکریوں کو روکے ہوئے تھیں موسی علیہ السلام نے ان سے پوچھا تم اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلا رہیں انہوں نے کہا ہم عورتیں ہیں مرد جب چلے جائیں گے پھر ہم پلائیں گی موسی علیہ السلام نے ان پر ترس کھاتے ہوئے انکی بکریوں کو پانی پلا دیا لڑکیاں واپس گئیں تو اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام کو اس نوجوان کی خدمت کے بارے میں بتلایا آپ علیہ السلام نے اپنی لڑکی کو بھیج کر حضرت موسی علیہ السلام کو بلوایا حضرت موسی علیہ السلام نے کھانا کھانے کے بعد سارا قصہ بیان کیا حضرت شعیب علیہ السلام نے تسلی دی اور اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ علیہ السلام کے ساتھ کر دیا لیکن یہ شرط رکھی کہ آٹھ سال آپ کو میرے پاس ہی رہنا ہوگا اگر دس سال رہیں تو آپ کی خوشی پر موقوف ہوگا حضرت موسی علیہ السلام نے یہ مدت پوری کر کے شعیب علیہ السلام سے اجازت مانگی کہ اب میں اپنے وطن مصر واپس جانا چاہتا ہوں آٹھ دس برس ہو گئے ہیں لوگ (تمّہ) والا واقعہ بھول گئے ہونگے تو اجازت لے کر بمع اہل وعیال آپ علیہ السلام واپس تشریف لا رہے تھے سخت سردی تھی رات کا وقت تھا کوہ طور کے قریب جب پہنچے تو راستہ بھول گئے۔ بچوں کو وہاں ٹھہرا کر کہا کہ سامنے آگ نظر آ رہی ہے میں وہاں جاتا ہوں۔ آگ لے کر آتا ہوں یا راستہ پوچھ کر۔ وہاں پہنچے تو دیکھ کر حیران ہو گئے کہ وہ آگ نہ تھی ایک تجلی اور نور ربانی تھا جس نے ایک درخت کو گھیرا ہوا تھا اس سے آواز آئی۔ یٰموسیٰ انی انا اللّٰہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ موسیٰ ہاتھ میں کیا ہے جواب دیا عصا ہے فرمایا اس کو زمین پر پھینکو۔ آپ علیہ السلام نے پھینکا تو سانپ بن گیا۔ آپ علیہ السلام گھبرا کر بھاگے فرمایا اس کو پکڑلو تو یہ پھر لکڑی بن جائے گا اور فرمایا اپنے دائیں ہاتھ کو بغل میں دبا کر نکالو تو آپ علیہ السلام نے ایسا کیا تو وہ آفتاب کی طرح روشن تھا۔ پھر واپس کیا تو پہلے جیسا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلما کو نبوت اور عظیم الشان دو معجزے عطا کئے گئے۔ اذنـــاداٰ ہ ربہ بالواد المقدس طوی میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

اذھب الیٰ فرعون انہ طغیٰ: دو معجزے دے کر فرمایا تم شاہ مصر فرعون کے پاس جاؤ کیوں کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ لوگوں کو تکلیفیں دیتا ہے۔ نہایت بدکار ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام اپنے گھر والوں کو وہیں چھوڑ کر چل دیے۔ (معارف ص۵۹۲ ج۴)

دوسری روایت میں گھر والوں کو ساتھ لیا اور مصر روانہ ہوئے۔ (قصص القران ص۳۹۷ ج۱)

بظاہر راجح روایت ثانی ہے۔ **ھکذا قال شیخی** حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ۔

فقل ھل لک الیٰ ان تزکی: اور اس فرعون کو جا کر کہو کیا تجھے رغبت ہے کہ تو روحانی اور

جسمانی نجاستوں سے پاک ہو جائے۔ تیرے اخلاق بد دور ہو جائیں۔ واھدیك الی ربك فتخشی: اور میں تجھے تیرے رب کی طرف رہنمائی کروں تا کہ تو اس کو پہچان کر اس سے ڈرنے لگے اور اس ڈر کی وجہ سے درست ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر فرعون کے پاس گئے۔ اس کو اللہ رب العزت کا پیغام سنایا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے نبوت کی نشانی طلب کی۔

فارٰہ الایۃ الکبریٰ: موسیٰ علیہ السلام نے ایک بہت بڑی نشانی دکھلائی۔ راجح قول کے مطابق وہ یہ تھی کہ اپنا عصا زمین پر پھینکا تو وہ بہت بڑا سانپ بن گیا، فرعون اور اس کے درباری ڈر کیوجہ سے بھاگ گئے لیکن اسکے باوجود بھی وہ ایمان نہیں لایا بلکہ **فکذب وعصیٰ** اُس نے تکذیب کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور بلکہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے کہنے لگا یہ تو بہت بڑا جادوگر ہے، اور ابھی میں جادوگروں کو بلواتا ہوں اور مقابلہ کرواتا ہوں وہ اس کو شکست دیں گے **ثم ادبر یسعی فحشر فنادیٰ** پھر وہاں سے چلا موسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازشیں کرنے لگا پھر لوگوں کو جمع کیا اُنکے سامنے تقریر کی اور کہا میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں، میرے سوا کوئی اور رب نہیں چنانچہ جادوگروں کا موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا اُنہوں نے اپنی رسیاں لاٹھیاں ڈالیں تو وہ سانپ بن گئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لکڑی ڈالی تو وہ بہت بڑا سانپ بن گیا، اور اُن سب کو نگل گیا سب جادوگر ایمان لائے لیکن فرعون بدبخت پھر بھی نہ مانا۔ **فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولیٰ**: تو جبار و قہار ذات نے اسکو پکڑا، دنیا و آخرت میں عبرتناک سزا دی، اور دنیا میں یہ سزا دی کہ فرعون اور اُسکے لشکر کو دریائے قُلزم میں غرق کر دیا، اور اسکی لاش کو باہر پھینک دیا تا کہ لوگوں کے لیے باعث عبرت ہو یہ لاش آج تک مصر میں محفوظ ہے۔

فائدہ : واپسی پر جب بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام ساتھ لائے تو دریائے قُلزم کے بارہ راستے بن گئے جن پر اسی وقت دھوپ پڑی تھی پھر کبھی نہیں پڑی۔

ان فی ذٰلك لعبرۃ لمن یخشیٰ : اس واقعہ میں خداترس آدمی کے لیے عبرت و نصیحت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے فرمودات برحق ہوتے ہیں، ان کا مقابلہ کرنے والے کا انجام بہت برا ہوتا ہے، وہ سزا سے نہیں بچ سکتے۔ اے نبی کریم ﷺ آپکے مخالفین کا بھی آخر کار یہی انجام ہوگا اس لیے آپ پریشان نہ ہوں تسلی رکھیں۔

ءَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَآءُ بَنَاهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ۝ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ۝ أَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا

وَمَرْعَاهَا ○ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ○ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ○

ترجمہ: کیاتم زیادہ مشکل ہو باعتبار پیدا کرنے کے یا آسمان، بنایا اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کو، بلند کیا اسکی چھت کو پھر برابر کیا اس آسمان کو اور تاریک بنایا اسکی رات کو اور نکالا اسکی روشنی کو، اور زمین کو اسکے بعد بچھایا، اس زمین کو، نکالا اس زمین سے اسکے پانی کو اور اسکے چارے کو اور پہاڑوں کو گاڑ دیا، ان پہاڑوں کو واسطے نفع کے تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے۔

حل المفردات: اَشَدُّ: اسم تفضیل، اصل میں اَشْدَدُ تھا از (ض ن) باندھنا، مضبوط کرنا۔ بنٰها: واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں بَنَیَ تھا بمعنی بنانا، تعمیر کرنا، رفع: واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ف) اٹھانا، بلند کرنا۔ سمکها: بمعنی چھت، از (ن) بلند کرنا، بلند ہونا۔ سوّٰها: واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (تفعیل) معنی برابر کرنا، درست کرنا، اصل میں سَوَّیَ تھا۔ اغطش: واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (افعال) تاریک کرنا۔ اخرج: واحد مذکر غائب، از (افعال) نکالنا۔ ضحٰها: روشنی، دھوپ چڑھتا وقت، از (ن) دھوپ لگنا، دھوپ کھانا دحٰها: واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ف) معنی پھیلانا، اصل میں دَحَیَ تھا۔ ومرعٰها: مصدر میمی، معنی گھاس، یا ظرف مکان بمعنی چراگاہ از (ف) جانور کا گھاس چرنا۔ متاعا: وہ چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے، از (ف) فائدہ اٹھانا۔ ولانعامکم: جمع ہے، اسکا مفرد نعم، معنی جانور، ارسٰها: واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (افعال) گاڑنا، ٹھہرنا اصل اَرْسَیَ تھا بقاعدہ قال ارسیٰ ہوا۔

حل الترکیب: ءانتم اشد خلقا ام السمآء بنٰها: ہمزہ استفہامیہ، انتم مبتدا، اشد اسم تفضیل، ہو ضمیر مبہم ممیز، خلقا تمیز، ممیز تمیز مل کر فاعل، اشد اسم تفضیل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ، ام عاطفہ، السماء مبتداء، اشد خلقا خبر محذوف، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ بنٰها فعل ہو ضمیر راجع بسوئے اللہ فاعل، ها ضمیر راجع بسوئے السماء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبدل منہ۔ رفع سمکها: رفع فعل، ہو ضمیر راجع بسوئے اللہ تعالیٰ اسکا فاعل، سمکها مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا رفع کا، رفع فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ فسوّٰها فا عاطفہ، سوی فعل، ہو

ضمیر راجع بسوئے اللہ تعالیٰ اسکا فاعل، ھا ضمیر راجع بسوئے السماء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول۔ واغطش لیلھا واؤ عاطفہ، اغطش فعل، ھو ضمیر فاعل، لیل مضاف، ھا ضمیر راجع بسوئے السماء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی۔ واخرج ضحٰھا: واؤ عاطفہ، اخرج فعل، ھو ضمیر فاعل، ضحٰھا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثالث۔ والارض بعد ذٰلك دحٰھا: واؤ عاطفہ، الارض مفعول بہ ہے فعل محذوف دحیٰ کا، دحیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل، بعد مضاف، ذلك اسم اشارہ محلا مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے دحیٰ فعل محذوف کا، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسَّر 'دحیٰ' فعل، ھو ضمیر فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفسِّر 'مفسَّر مفسِّر سے ملکر جملہ خبریہ ہوکہ معطوف رابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بدل، بنھا مبدل منہ، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر یا تو یہ جملہ مفسَّرہ ہیاء السماء اشد خلقا کی تفسیر کررھا ہے یا حال ہے السماء کی خبر محذوف اشد کی ضمیر سے، (اعراب القرآن ص ۳۶۹)

اخرج منھا مآءھا ومرعٰھا: اخرج فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے اللہ تعالیٰ اسکا فاعل، من حرف جار، ھا ضمیر راجع بسوئے الارض مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اخرج کے، ماء ھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، مرعٰھا مرعیٰ مضاف، ھا ضمیر راجع بسوئے الارض، مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول بہ ہوا اخرج کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ والجبال ارسٰھا: واؤ عاطفہ، الجبال مفعول بہ ہے ارسیٰ محذوف کا، ارسیٰ فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے اللہ تعالیٰ اسکا فاعل، ھا ضمیر راجع بسوئے الجبال مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفسَّر، ارسیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر تفسیر، مفسَّر اپنی تفسیر سے ملکر معطوف۔

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ: متاعا مفعول لہ ہے اخرج یا ارسیٰ کا، لام جار، کم مجرور' جار مجرور ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لام جارہ، انعام مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوا متاعا مصدر کے جو کہ مفعول لہ ہے اخرج وغیرہ کا، اخرج اپنے معطوف ارسیٰ اور

مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ معطوفہ ہوا۔

فائدہ: اعراب القرآن میں فرمایا ہے کہ متاعا مفعول مطلق ہے متعنا کم کا ای متعنا کم تمتیعا (۲) یہ بھی احتمال ہے متاعا مفعول لہ ہو فعل محذوف کا یعنی فعل ذلک متاعا لکم۔
(جلالین ص۴۸۹ ج۲)

تفسیرو ربط: یہاں سے پھر عود ہے اصل مضمون کی طرف یعنی دلائل قدرت سے اثبات حشر ونشر و منکرین کے شبہ کا جواب کہ دوبارہ زندہ ہونا محال و بعید ہے۔

ء انتم اشد خلقا ام السمآء بنها: مقصد یہ ہے کہ تم ذرا عقل سے سوچ کر یہ بتلاؤ کہ کیا تمہارا دوبارہ زندہ کرنا مشکل کام ہے یا اتنے بڑے آسمان کو عدم سے وجود میں لانا مشکل ہے۔ جواب واضح ہے کہ آسمان عظیم کو پیدا کرنا مشکل ہے، تو جس قادر مطلق نے اتنا عظیم الشان آسمان بنایا، اسکو بلند کیا، بغیر ستون کے قائم کیا' کیا وہ ذات اس چھوٹے سے انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ بلکہ بطریق اولی قادر ہے خصوصا جبکہ اسی انسان کو وہ پہلے پیدا کر چکا ہے، اسکا انکار سوائے حماقت کے اور کچھ نہیں۔ (حقانی وغیرہ)

بنٰھا رفع سمکھا فسوھا: ان آیات میں کیفیت خلق سماء کا بیان ہے کہ کس طرح آسمان بنایا، اسکی چھت کو بہت بلند کیا بغیر ستون اور بغیر کسی دیوار کے پھر اسکو بالکل برابر کر دیا۔ اور درست بنایا، کہیں اونچ نیچ نہیں ہے، بالکل ہموار ہے، کہیں جوڑ و پیوند نہیں ہے، اور سورج چاند ستارے وغیرہ اشیاء پیدا کیں۔ واغطش لیلھا واخرج ضحٰھا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو تاریک بنایا کہ اسمیں آرام کرسکو، اور دن کو روشن بنایا کہ رزق طلب کرسکو، تفصیل سورۃ نبأ میں گزر چکی ہے۔

سوال: اغطش لیلھا واخرج ضحٰھا: میں رات اور دن کو آسمان کی طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے؟

جواب: چونکہ رات سورج کے غروب ہونے سے ہوتی ہے، اور دن سورج کے طلوع ہونے سے اور سورج کا تعلق آسمان سے ہے اس لیے لیل ونہار کی نسبت بھی آسمان کی طرف کر دی گئی۔ (بیان)

والارض بعد ذٰلک دحٰھا: مقصد یہ ہے کہ آسمان کو پیدا کرنے کے بعد زمین کو بچھایا۔

اخرج منھا ماء ھاو مرعٰھا○ والجبال ارسٰھا○ متاعا لکم ولانعامکم: پھر زمین میں پانی کے چشمے پیدا کیے گھاس پیدا کر دی، اور مضبوط پہاڑ بنا دیے، تاکہ زمین میں

اضطراب نہ ہو، یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے جانوروں کے نفع کے لیے کیا تو جو ذات ان چیزوں کو پیدا کرسکتی ہے یقین کرلو تمہیں بھی دوبارہ زندہ کرسکتی ہے

سوال: ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کو پہلے بنایا گیا زمین کو بعد میں، دوسری آیات مثلاً ''**هو الذى خلق لكم ما فى الارض جميعا ثم استوىٰ الى السماء**:'' سے معلوم ہوتا ہے زمین کو پہلے اور آسمان کو بعد میں پیدا کیا گیا بظاہر آیات میں مخالفت ہے۔

جواب: کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ جہاں یہ آیا ہے زمین پہلے پیدا کی گئی آسمان بعد میں، اس سے مراد مادہ زمین ہے جس کو پہلے پیدا کیا گیا جو کہ گول شکل (یعنی بصورت فٹبال) میں تھا، پھر آسمان کے مادہ کو پیدا کیا۔ لیکن جب بچھانے کا وقت آیا، پہلے آسمان کو پھیلایا گیا بعد میں زمین کو، جیسا کہ یہاں ذکر ہے والارض بعد ذلك دحها لہٰذا آیات میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔

فائدہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بیان القرآن میں یوں ذکر فرمایا ہے، اول زمین کا مادہ بنا، اور ہنوز اسکی موجودہ ہیئت نہ بنی تھی کہ اسی حالت میں آسمان کا مادہ بنا، جو دخان یعنی دھویں کی شکل میں تھا، اسکے بعد زمین ہیئت موجودہ پر پھیلا دی گئی، پھر اس پر پہاڑ درخت وغیرہ پیدا کیے گئے پھر آسمان کا مادہ دخانیہ سیالہ کے سات آسمان بنا دیے گئے۔ (بیان القرآن سورۃ بقرۃ ع ۳)

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرٰى ○ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعٰى ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرٰى ○ فَأَمَّا مَنْ طَغٰى ○ وَآثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوٰى ○ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى ○

ترجمہ: پس جس وقت آئے گی بہت بڑی مصیبت (حادثہ) جس دن یاد کرے گا انسان اس چیز کو جو اس نے کمائی اور ظاہر کر دی جائیگی جہنم اس شخص کے لیے جو دیکھے گا پس لیکن وہ شخص جس نے سرکشی کی اور اس نے پسند کرلیا دنیا کی زندگی کو پس جہنم وہی ٹھکانا ہے اور لیکن وہ شخص جو ڈر گیا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روک لیا نفس کو خواہش سے پس بیشک جنت وہی اسکا ٹھکانا ہے۔

حل المفردات: جَآءَتْ واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (ض) آنا، اصل میں جَيَئَتْ تھا بقانون قال جاءت ہوگیا۔ الطَّآمَّةُ واحد[illegible]نثہ اسم فاعل، دراصل طَامِمَةٌ تھا، معنی نا قابل برداشت مصیبت، از (ن) زیادہ ہونا، بھرنا، [illegible]لب ہونا، [illegible]در کو طم کہا جاتا ہے

کیونکہ وہ ہر شئی پر غالب ہوتا ہے۔ طامتہ سے کیا مراد ہے؟ اسکے بارے میں دو قول ہیں ﴿۱﴾ نفحہ ثانیہ مراد ہے، جس کے بعد حشر ونشر ہوگا ﴿۲﴾ قیامت مراد ہے، جو ایسا حادثہ ہے کہ تمام حادثات پر غالب ہے، سب سے بڑی مصیبت ہے۔ یتذکر واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (تفعل) یاد کرنا۔ سعیٰ واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں سَعَیَ تھا از (ف) کوشش کرنا۔ برزت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (تفعیل) ظاہر کرنا۔ الجحیم جہنم کا ایک نام ہے از (ک) آگ کا بھڑکنا۔ یَریٰ واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ف) دیکھنا اصل میں یَرْءَیُ تھا یسئل اور قال والا قانون لگا ہے۔ والٓرَ واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (افعال) ترجیح دینا، فضیلت دینا، اصل اَءْ ثَرَ تھا بقانون ایمان والا اٰثَرَ ہوگیا۔ الدنیا واحدہ مؤنثہ اسم تفضیل، از (ن) قریب ہونا، دنیا بھی بنسبت آخرت کے قریب ہے، از (س) گھٹیا اور ردی ہونا۔ دنیا بنسبت آخرت کے گھٹیا اور ردی ہے۔ ماویٰ واحد مذکر اسم ظرف، معنی جائے پناہ، ٹھکانا از (ض) ٹھکانا، پکڑنا، خَاف واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (س) خوف کرنا، اصل خَوِفَ تھا۔ مَقَامَ واحد مذکر اسم ظرف، اصل میں مَقْوَمْ تھا، بقانون یقال مَقَامْ ہوگیا، کھڑے ہونے کی جگہ۔ نَھیٰ واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں نَھَیَ تھا، از (ف) بمعنی روکنا۔ الھوی خواہش، از (س) محبت کرنا، خواہش کرنا۔

حل الترکیب: فاذاجاءت الطآمة الکبریٰ○ یوم یتذکر الانسان ماسعی: فا عاطفہ یا نتیجیہ، اذاظرفیہ بمعنی شرط، جاءت فعل، الطامتہ موصوف، الکبری صفت، موصوف صفت ملکر مبدل منہ، یوم مضاف، یتذکر فعل، الانسان فاعل، ما مصدریہ یا موصولہ، سعی فعل، ھو ضمیر اس میں مستتر راجع بسوئے انسان فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا ما موصول کا، یا بتاویل مصدر ہوکر مفعول بہ، موصول صلہ ملکر مفعول بہ برائے یتذکر، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ وبرزت الجحیم لمن یریٰ: واوٗ عاطفہ، برزت فعل، الجحیم نائب فاعل، لام جارہ، من موصولہ، یری فعل ھو ضمیر راجع بسوئے من اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا موصول صلہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا برزت کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ یوم، کا مضاف مضاف الیہ مل کر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فاعل جاءت کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر شرط ہے۔

فامامن طغٰی○ واثر الحیوۃ الدنیا○ فان الجحیم ھی الماویٰ: فا جزائیہ،

اما شرطیہ، من موصولہ، طغی فعل،ھوضمیر راجع بسوئے من فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اثر، فعل ھوضمیر فاعل، الحیوۃ موصوف، الدنیا صفت، موصوف صفت ملکر مفعول بہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا' موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط فا جزائیہ،اِنَّ حرف ازحروف مشبہ بالفعل، الجحیم اِنَّ کا اسم، ھی مبتدا، الماوی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہے اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر قائمقام جزا کے' شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ۔

وامامن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ○فان الجنۃ ھی الماویٰ: واؤ عاطفہ، اما شرطیہ، من موصولہ، خاف فعل،ھوضمیر راجع بسوئے من فاعل، مقام مضاف،رب مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے من مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہے مقام مضاف کا' مضاف اور مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، نھی فعل،ھوضمیر فاعل، النفس مفعول بہ، عن حرف جار، الھوی مجرور' جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا نھی کے،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر معطوف' معطوف علیہ معطوف ملکر صلہ ہوا من موصولہ کا،موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط، فا جزائیہ،اِنَّ حرف ازحروف مشبہ بالفعل، الجنتہ اسم،ھی مبتدا، ماوی خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جزا' شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر جزا ہے۔ فاذا جاء ت شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

فائدہ: ﴿۱﴾ یہ بھی احتمال ہے کہ فاذا جآء ت الطآمۃ الکبریٰ شرط کی جزا محذوف ہو یعنی انقسم النا س علی قسمین اس صورت میں فامامن طغیٰ علیحدہ جملہ ہوگا اور فاء استینا فیہ ہوگی۔

فائدہ:﴿۲﴾ یوم یتذ کر الانسان میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اذا سے بدل ہو (جلالین ص۴۸۹ ج۲)

تفسیر وربط: ماقبل میں دلائل قدرت بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے بعث بعد الموت (دوبارہ زندہ ہونے) کو ثابت کیا، اب یہاں سے بعث کے بعد کے واقعات اور روز قیامت کی شدت اور اعمال کے سامنے آجانے اور اہل جنت اور اہل جہنم کے دونوں ٹھکانوں کا بیان ہے، اور آخر میں اہل جنت اور اہل جہنم کی خاص خاص نشانیوں کا بیان ہے۔

فاذا جآء ت الطآمۃ الکبری :مقصد یہ ہے کہ جس وقت بہت بڑی مصیبت

(قیامت) آئیگی تو اس دن ہر انسان اپنے اعمال کو یاد کرے گا، جن کو بہت مدت گزر جانے کے بعد بھول چکا ہوگا، جب نامۂ اعمال اسکے سامنے پیش کیا جائیگا تو اسے دیکھ کر اسکو اپنے اعمال یاد آئیں گے۔ **وبرزت الجحیم لمن یریٰ** اور جہنم ہر شخص کے سامنے ظاہر کردی جائیگی مومن کافر دونوں دیکھیں گے، تمام دیکھیں گے۔ (حقانی)

فامامن طغٰی واثر الحیٰوۃ الدنیا ربط: اب اہل جنت وجہنم کی خاص علامات کا ضابطے کے طور پر بیان کیا ہے، جس سے انسان دنیا میں ہی فیصلہ کرسکتا ہے کہ میرا ٹھکانا جنت میں ہے یا جہنم میں پس اصل ضابطہ دوزخ میں یا جنت میں ٹھکانا کا وہی ہے جوان آیات میں مذکور ہے، ہاں اگر کسی جہنمی کو کسی کی شفاعت کر کے رحمت باری جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچادے جیسا کہ روایات اور آیات میں آیا ہے، ایک استثنائی حکم ہے، پہلے اہل جہنم کی خاص علامات جو بیان کی گئیں وہ دو ہیں ﴿۱﴾ طغیان یعنی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی پابندی کی بجائے سرکشی کرنا۔ ﴿۲﴾ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینا، یعنی جب ایسا کوئی کام سامنے آئے کہ اسکے اختیار کرنے سے دنیا میں تو آرام اور لذت ملتی ہے مگر آخرت میں اس پر عذاب مقرر ہے اس وقت وہ دنیا کی لذت کو ترجیح دیکر آخرت کی فکر کو نظر انداز کردے جو شخص دنیا میں ان دو بلاؤں میں مبتلا ہے اس کے لیے فرمایا **فان الجحیم ھی الماویٰ** یعنی جہنم ہی اسکا ٹھکانا ہے۔ (معارف)

وامامن خاف مقام ربہ و نھی النفس عن الھویٰ اہل جنت کی دو علامات ہیں ﴿۱﴾ یہ کہ جس شخص کو دنیا میں اپنے ہر عمل ہر کام کے وقت یہ خوف لگا رہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک روز پیش ہوکران اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ ﴿۲﴾ جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا ناجائز خواہشات سے اس کو روک دیا، جس نے دنیا میں یہ دونوں وصف حاصل کر لیے اس کو یہ خوشخبری ہے **فان الجنۃ ھی الماویٰ** آیات مذکورہ میں جنت کے ٹھکانے کی دو شرطیں بتلائی ہیں، لیکن غور کیا جائے تو نتیجۃً ایک ہی ہے کیونکہ شرط اول خدا کے حضور جواب دہی کا خوف ہے دوسری شرط نفس کو ھوا سے روکنا ہے اور حقیقت یہ کہ خوف خدا ہی نفس کو اتباع ھوا سے روکنے والی چیز ہے۔ (معارف)

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسَاهَا ○ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ○ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ○ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشَاهَا ○ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْضُحَاهَا ○

ترجمہ: پوچھتے ہیں کفار مکہ آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں کب ہے اسکا قیام کس چیز میں پڑے ہیں آپ ﷺ اس کے ذکر سے تیرے رب کی طرف ہے اسکی انتہا سوا اسکے نہیں آپ ﷺ ڈرانے والے ہیں اس شخص کو جو ڈرتا ہے اس قیامت سے، گویا کہ وہ کفار جس دن دیکھیں گے اس قیامت کو (یوں محسوس کرینگے) کہ نہیں ٹھہرے (دنیا میں) وہ مگر ایک شام یا اس شام کی صبح۔

حل المفردات: یسئلو نك جمع مذکر غائب مضارع معروف، از (ف) سوال کرنا۔ الساعۃ وقت، جمع ساعات، مراد قیامت۔ ایان ظرف زمان متضمن معنی استفہام مبنی بر فتح۔ مُرْسٰهَا اس میں دو احتمال ہیں ﴿۱﴾ مصدر میمی ﴿۲﴾ ظرف زمان اصل میں مُرْسَیٌ تھا قال والے قانون کے تحت مُرْسَانْ ہو گیا پھر التقاء ساکنین والے قانون کے تحت مُرْسًا ہو گیا، معنی ہوگا آنا، یا آنے کا وقت، از (ن) ٹھہرنا، قائم ہونا ثابت ہونا۔ فیم اصل میں فیما تھا، ما استفہامیہ ای شی کے معنی میں ہے۔ ذکریٰ اسم ہے۔ منتھیٰ ﴿۱﴾ بمعنی انتہا کے، مصدر میمی ہے ﴿۲﴾ ظرف مکان، بمعنی آخری حد ﴿۳﴾ ظرف زمان، آخری وقت از (افتعال) انتہا کو پہنچنا' رکنا۔ منذر واحد مذکر اسم فاعل، از (افعال) ڈرانا۔ یَرَوْنَ جمع مذکر غائب مضارع معروف، دراصل یَرْءَ یُوْنَ تھا، لم یلبثوا جمع مذکر غائب نفی جحد بلم، از (س) ٹھہرنا۔ عشیۃ شام، جمع عشیات عشایا۔

حل الترکیب: یسئلو نك عن الساعۃ ایان مرسٰها یسئلون فعل، واؤ ضمیر بارز راجع بسوئے کفار اسکا فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، عن حرف جار، الساعۃ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق، یسألون کے، ایان ظرف زمان متضمن معنی استفہام ہو کر خبر مقدم، مرسٰها مضاف، مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر محلا منصوب مفعول فیہ ہے یسئلون کا، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ و مفعول فیہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فیم انت: فی حرف جار، ما استفہامیہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا، ثَابِتٌ کے ثَابِتٌ صیغہ اسم فاعل کا اپنے متعلق سے ملکر خبر مقدم، من ذکرٰها من جار، ذکرٰها مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثَابِتٌ خبر مقدم کے، انت مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

الی ربك منتھٰها: الی حرف جار، ربك مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثابت کے ہو کر خبر مقدم، منتھٰها مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

انما انت منذر من یخشٰها: انما کافہ، انت مبتدا، منذر مضاف، من موصولہ،

یخشٰھا یخشی فعل، ھو ضمیر فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہے من موصولہ کا، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ہوا منذر کا، مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہے مبتدا انت کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحٰھا: کانھم کَاَنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھم ضمیر اسم، یوم مضاف، یرونھا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ مقدم، لم یلبثوا کا، لم یلبثوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، الا حرف استثنائیہ یہاں زائدہ، عشیۃ معطوف علیہ، او عاطفہ، ضحٰھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول فیہ ہے لم یلبثوا کا، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی کَاَنَّ کی، کَاَنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: جب کفار کے سامنے قیامت کے احوال اور ہولناکیاں بیان کی جاتیں، جزاو سزا کا ذکر ہوتا، تو کفار جھٹ سوال کرتے کہ اچھا قیامت کے آنے کا وقت تو بتادو، جب اسکا وقوع یقینی ہے تو یقیناً اس کا وقت معین ہوگا، یہ ان کا احمقانہ سوال ہے، یہ ایسے سوال ہے جیسے مریض سے طبیب کہے یہ مہلک مرض ہے علاج کراؤ ورنہ مرجاؤ گے۔ تو مریض کہے کب مروں گا حالانکہ اس کو علاج کرنا چاہیے تھا، بہرحال نبی کریم ﷺ بکثرت حضرت جبرائیلؑ اور اللہ تعالیٰ سے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کرتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کفار آپ ﷺ سے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور آپ ﷺ بھی بکثرت اس کو ذکر کرتے ہیں فیم انت من ذکرٰھا لیکن آپ ﷺ کس چیز میں پڑے ہوئے ہیں قیامت کے ذکر میں کیوں پڑے ہوئے ہیں آپ ﷺ بار بار اسکا ذکر نہ کریں، کیونکہ کسی مصلحت کی بنا پر ہم نے اسکا وقت مخفی و پوشیدہ رکھا ہے، اولاً اس لیے اسکا آپ ﷺ ذکر نہ کریں کہ قبل از وقوع خبر کو سچا نہیں مانیں گے۔ اور بعد از وقوع تدبیر ہاتھ نہیں آئیگی اور ثانیاً اس لیے کہ الی ربک منتھٰھا قیامت کے علم کی انتہا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے اگر بتادیا جائے برے لوگ کہیں گے خوب دل کھول کر شہوت پرستی کرلو ابھی قیامت کو دیر ہے انما انت منذر من یخشٰھا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو قیامت کا وقت بیان کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ آپکو شدائد و مصائب قیامت سے ڈرانے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے گویا آپ ﷺ تمام کے لیے منذر ہیں لیکن آپ ﷺ اہل خشیت کو ڈرائیں کیونکہ استفادہ انہوں نے کرنا ہے۔

کانھم یوم یرونھا: کا مقصد یہ ہے کہ کفار اب تو شور مچا رہے ہیں قیامت کیوں نہیں

آتی ؟ جلدی لے آؤ، لیکن جب یہ آئیگی اور یہ کفار اسکی ہولناکیاں اور عذاب دائمی کو دیکھیں گے تو پھر دنیا کی زندگی یاد کرینگے اور اس وقت یوں محسوس کرینگے گویا کہ دنیا میں صرف شام کے وقت یا صبح کے وقت ہی رہے تھے دنیا کی زندگی بالکل ہیچ وقلیل محسوس ہوگی۔

سورۃ عبس مکیہ

اٰیاتہا ۴۲ ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ...... رکوعہا ۱

عَبَسَ وَتَوَلّٰی ○ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی ○ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی ○ اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرٰی ○ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ○ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ○ وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی ○ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰی ○ وَهُوَ یَخْشٰی ○ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ○

ترجمہ: ترش رو ہوئے وہ نبی اور منہ موڑلیا اس وجہ سے کہ آیا انکے پاس نابینا اور کیا پتہ آپ کو شاید وہ پاک ہو جاتا یا نصیحت حاصل کرتا پس نفع دیتی اسکو نصیحت لیکن وہ شخص جو بے پرواہ ہے پس آپ اسکے درپے ہیں (پیچھے پڑے ہوئے ہیں) اور نہیں ہے آپ پر کوئی گناہ یہ کہ وہ پاک نہ ہووے وہ شخص اور لیکن وہ شخص جو آیا آپ کے پاس درانحالیکہ وہ دوڑتا ہے اور وہ ڈرتا ہے پس آپ اس سے غافل ہو جاتے ہیں (ایسا نہ کیجیے)

حل المفردات: عبس واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ض) ترش روئی کرنا، چیں بجبیں ہونا۔ تولّٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں تولّیَ تھا از (تفعل) اعراض کرنا، چھوڑ دینا۔ الا عمٰی معنی نابینا، اسکی جمع عمیان، از (س) اندھا ہونا۔ یُدْرِیْكَ اصل میں یُدْرِیُ واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (افعال) جتلانا' آگاہ کرنا۔ یَزَّكّٰی واحد مذکر غائب مضارع معروف، اصل میں یَتَزَكّٰیُ تھا، تا کو زاء سے تبدیل کر کے زاء کو زاء میں ادغام کر دیا بقانون اطّہر اثاقل، از (از افعال) پاک ہونا سنور جانا۔ یَذَّكَّرُ واحد مذکر غائب مضارع معروف، دراصل یَتَذَكَّرُ بقانون سابق یذکر ہوا، معنی سوچنا، یاد کرنا، نصیحت حاصل کرنا۔ فتنفعہ، تنفع واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع معروف، از (ف) نفع دینا۔ استغنٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں استغنیَ تھا، از (استفعال) معنی بے پرواہ ہونا۔ تصدّٰی واحد مذکر حاضر مضارع معروف، از (تفعل) دراصل تَتَصَدّٰیُ تھا، باب تفعل کی ایک تا کو حذف کر دیا گیا، معنی درپے ہونا' کسی معاملہ کے لیے متوجہ ہونا' پیچھے پڑنا تَلَهّٰی واحد مذکر حاضر، مضارع معروف، از (تفعل) دراصل تَتَلَهّٰیُ تھا، معنی بھول جانا' غافل ہونا' بے پرواہی کرنا۔

حل الترکیب :عَبَسَ وَتَوَلّٰی○أَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی○عبس فعل،ھوضمیراس میں مستتر راجع بسوئے پیغمبر فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، تولی فعل،ھو ضمیر فاعل، ان مصدریہ، جآء فعل،ہٗ ضمیر مفعول بہ، الاعمی فاعل،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر مفعول لہ ہوا تولی کا،یاعبس کا، تولی فعل اپنے فاعل ومفعول لہ سے ملکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

ومایدریك :واؤ عاطفہ،ما استفہامیہ بمعنی ای شی مبتدا،یدری فعل،ھوضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ اول۔لعلہ یزکّٰی○اویذکر فتنفعہ الذکرٰی: لعل حرف از حروف مشبہ بالفعل،ہٗ ضمیر اسم، یزکی فعل،ھوضمیر راجع بسوئے اعمی فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ او عاطفہ یذکر فعل ھوضمیر اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر لعل کی خبر، یا لعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر تمنی، (لعل اگرچہ ترجی کے لیے آتا ہے، لیکن یہاں تمنی کے لیے ہے) فاسببیہ، تنفع فعل،ہٗ ضمیر مفعول بہ، الذکرٰی فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جواب تمنی پھر تمنی اور جواب تمنی،ملکر مفعول بہ ثانی ہے۔یدریک کا،فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہے مبتدا کی،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: فتنفعہ کی فاسببیہ ہے،اور تمنی کے جواب میں ہے اس لیے اسکے بعد ان مصدریہ مقدر ہے،اور تنفع فعل مضارع کو نصب دے رہا ہے۔

اما من استغنی فانت لہ تصدّٰی اما شرطیہ،من موصولہ، استغنی فعل،ھوضمیر راجع بسوئے من اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط، فا جزائیہ انت مبتدا،لام جارہ،ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تصدّٰی کے تصدی فعل،انت ضمیر ذوالحال۔**وما علیك الا یزکّٰی** واؤ حالیہ،ما مشبہ بلیس، علی حرف جار، کاف ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق باُس مصدر کے ہوکر خبر مقدم،اَنْ مصدریہ،لا نافیہ،یزکّی فعل،ھوضمیر اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر ما کا اسم مؤخر، ما اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ہے تصدی کی انت ضمیر ذوالحال سے، ذوالحال وحال ملکر فاعل تصدّٰی، کا فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہے انت مبتدا کی،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوکر قائم مقام جزا،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واما من جاءك یسعٰی○وھو یخشٰی○فانت عنہ تلھّٰی: واؤ عاطفہ، اما شرطیہ،

من موصولہ، جاء فعل، ھوضمیر ذوالحال، کاف ضمیر مفعول بہ، یسعی فعل، ھوضمیر ذوالحال، واؤ حالیہ، ھوضمیر مبتدا یخشٰی فعل، ھوضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ہے یسعی کی ھوضمیر ذوالحال سے، ذوالحال حال سے ملکر فاعل ہے یسعی کا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال ہے جاء کی ھوضمیر سے، ذوالحال حال ملکر فاعل ہے جاء کا۔ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہے من موصولہ کا، موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط (اعراب القرآن ص ۳۷۶) فا جزائیہ انت مبتدا عن جارہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تلھٰی کے تلھٰی فعل، انت ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوکر قائم مقام جزا مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: اس سورت کا مشہور نام عبس ہے اسکے علاوہ اس کا نام سورۃ الصاخہ اور سورۃ مسفرہ ہے۔

ربط: ﴿۱﴾ ماقبل والی سورت میں مضمون قیامت کا ذکر تھا، اس سورت کا اہم مضمون بھی قیامت کا اثبات ہے جو کہ آخر میں ذکر کیا گیا ہے، اور اس میں کافر کے لیے عذاب شدید کی وعید ہے، درمیان سورت **قتل الانسان** سے شدت عذاب کی وجہ (یعنی کافر کی ناشکری) کا ذکر ہے، ایسے شدید الکفر شخص کی ہدایت کے لیے نبی کریم ﷺ بہت زیادہ سعی و کوشش بلکہ مشقت وکلفت اختیار فرماتے، سورت کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوبانہ انداز میں نبی کریم ﷺ کو عتاب کیا گیا ہے، کہ آپ انکی ہدایت کے لیے اتنی تکلیف کیوں اٹھا رہے ہیں جب ان میں طلب ایمان ہے ہی نہیں اور آپ ﷺ کی بات ماننے کیلئے تیار نہیں تو آپ ﷺ کیوں اتنے حریص ہیں منافقین کی طرف توجہ کرنے کی بجائے طالب ومخلصین کی طرف توجہ کریں۔ ﴿۲﴾ **انما انت منذر من یخشٰھا** میں آپ ﷺ کا منصب نبوت ذکر کیا گیا یعنی انذار اس شخص کو جس میں خشیت الٰہی ہے، اس سورت میں اس منصب کے ترک یا غفلت پر عتاب فرمایا گیا۔
﴿۳﴾ سورت نازعات میں فرعون متکبر کی سرکشی اور طغیان کا بیان تھا اس سورت میں ایک نابینا طالب حق کی عاجزی اور خاکساری کا بیان ہے ﴿۴﴾ گزشتہ سورت میں انعامات خداوندی کا ذکر تھا (**اخرج منھا ماء ھا**) اس سورت میں بھی نعمتوں کا ذکر ہے (**فلینظر الانسان الی طعامہ**) ﴿۵﴾ گزشتہ سورت میں تخلیق ارض وسماء کا بیان تھا اس سورت میں تخلیق انسانی کا بیان ہے (**من ای شیء خلقہ**) ﴿۶﴾ ربط لفظی بھی دونوں سورتوں میں موجود ہے پہلی سورت

میں ہے۔ ھل لك الی ان تزکّٰی یہاں ہے لعله یزکّٰی پہلی سورت میں ہے انما انت منذر من یخشٰھا اس سورت میں ہے امامن جاء ك یسعٰی وھو یخشٰی پہلی سورت میں ہے فاذا جاء ت الطآمة الکبرٰی اس سورت میں فاذا جآء ت الصآخه ہے۔

شان نزول: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ رؤساء قریش مکہ، ابو جہل، عتبہ، شیبہ، ابی بن خلف، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، اور عباس بن عبد المطلب، کو دعوت اسلام دے رہے تھے اور انکے ساتھ نہایت اہم گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک نابینا صحابی جس کا نام عبداللہ بن ام مکتوم ہے، تشریف لائے چونکہ نابینا تھے اس لیے انکو معلوم نہ تھا کہ آپ ﷺ سرداران قریش سے گفتگو فرما رہے ہیں، آتے ہی زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں یارسول اللہ ﷺ اقرء نی و علمنی مما علمك الله (مجھے پڑھایئے مجھے علم دین سکھلایئے اس میں سے جو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو سکھلایا ہے) اسکو بار بار دوہرایا، یہ بات نبی کریم ﷺ کو ناگوار گزری، بجائے انکو جواب دینے کے آپ ﷺ نے ان سے رخ انور پھیر لیا، اور کفار کے ساتھ گفتگو جاری رکھی، جب آپ ﷺ گفتگو سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور گھر جانے لگے اس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی آپ ﷺ کو عتاب کیا گیا کہ آپ ﷺ اس لئے چیں بجبیں ہوئے کہ ایک نابینا آپ ﷺ کے پاس طلب صادق لے کر علمی پیاس بجھانے کے لیے آیا اور آپ ﷺ ان کافروں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، ان کی ہدایت کے درپے ہیں، جو بے پرواہ ہیں انکو دین اسلام کی طرف کوئی رغبت نہیں اسکے بعد نبی کریم ﷺ ابن مکتوم ؓ کا بڑا اکرام فرماتے جب بھی وہ آتے آپ ﷺ فرماتے مرحبا لمن عاتبنی فیه ربی اور فرماتے ھل لك حاجة دو مرتبہ انکو نبی کریم ﷺ نے اپنا نائب بنایا خود غزوہ کے لیے تشریف لے جاتے۔ بعض روایات کے مطابق عبداللہ بن ام مکتوم ؓ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے (یہ جنگ حضرت عمر ؓ کے دور خلافت میں لڑی گئی)

عبس وتولّٰی ان جآءہ الاعمٰی: مقصد یہ کہ نبی کریم ﷺ کو عتاب کیا جا رہا ہے کہ آپ چیں بجبیں ہوئے، تیوری چڑھالی اور ایک نابینا مسکین آدمی سے جو نہایت طلب صادق لے کر حاضر ہوا چہرہ پھیر لیا، نبی کریم ﷺ کی اس ناگواری اور رخ انور موڑنے کی چند وجوہ ہو سکتی ہیں ① آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ عبداللہ ؓ میرے جانثار و مخلص صحابی ہیں، ہر وقت حاضر باش ہیں، اگر انکے سوال کا جواب فی الحال نہ دیا جائے تب بھی کوئی دین کا نقصان نہیں، بعد میں جواب دیا جائیگا، لیکن اگر کفار سے اعراض کیا جائے تو وہ اٹھ کر چلے جائیں گے، جسکی وجہ سے ایمان سے محروم ہو جائینگے، جبکہ اس وقت وہ حضور ﷺ کی گفتگو توجہ سے سن رہے تھے اور ایمان

لانے کی توقع تھی، اسی بنا پر آپ ﷺ نے اعراض کیا② آپ ﷺ نے یہ خیال فرمایا کہ کفر وشرک بظاہر سب سے بڑے گناہ ہیں ان کا ازالہ مقدم ہے، بنسبت ایک مسئلہ دینی کے جو عبداللہ بن ام مکتوم ؓ پوچھنا چاہتے تھے اس لیے اعراض فرمایا③ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ کا بار بار پوچھنا اصرار کرنا آداب مجلس کے خلاف تھا، اس لیے آپ نے تنبیہ کرنے کے لیے ادب سکھلانے کے لیے اعراض کیا۔ لیکن اللہ سبحانہ کو نبی کریم ﷺ کا یہ اعراض پسند نہ آیا اس لیے عتاب وتنبیہ فرمائی، وجہ عتاب یہ تھی کہ بظاہر تو نبی کریم ﷺ ازالۂ شرک وکفر کے لیے کوشش فرمارہے تھے جو کہ بہت اہم تھا لیکن جو مخاطب تھے ان میں طلب نہیں تھی وہ منکر تھے، اور ابن ام مکتوم ؓ طالب صادق تھے، جواب دینے میں ان کا نفع یقینی تھا اور کفار کے ساتھ گفتگو کا فائدہ نفع غیر یقینی، بلکہ موہوم تھا، یقینی کو موہوم پر مقدم ہونا چاہیے اسکی مثال ایسے ہے جیسے کسی ڈاکٹر کے پاس دو مریض آجائیں ایک ہیضہ کا دوسرا زکام کا تو ہیضہ والی مرض خطرناک ہے، اس لیے اس کا علاج مقدم ہوگا نزلہ وزکام کا مؤخر، لیکن اگر ہیضہ والا مریض طالب علاج ہی نہ ہو بلکہ انکار کردے تو ڈاکٹر اسکا علاج نہیں کرے گا بلکہ زکام والے مریض کا علاج کریگا، اسی طرح کفار کا مرض شرک وکفر شدید تھا اسکا علاج مقدم ہونا چاہیے تھا مگر کفار طالب علاج تھے ہی نہیں، اس لیے آپ ﷺ کو عتاب کیا گیا اور عبداللہ بن ام مکتوم ؓ طالب علاج بن کر آئے تھے، اس لیے انکی طرف توجہ دینے کا حکم دیا گیا صیغہ خطاب کی بجائے غائب کا لاکر آپ ﷺ کا احترام ملحوظ رکھا گیا اور یہ ابہام کیا کہ جیسے یہ کام کسی اور نے کیا ہو یعنی آپ ﷺ کی شایان شان نہیں تھا اور الاعمی سے اشارہ کہ وہ معذور تھے، قابل اعتراض نہ تھے۔ پس معلوم ہوا اگر معذور سے بات خلاف آداب مجلس ہوجائے تو قابل عتاب نہیں ہوتی۔

فائدہ: ان ابن مکتوم وھو ابن خال خدیجہ واسمہ عمرو بن قیس بن زائدہ وام مکتوم کنیة امہ و اسمھا عاتقہ بنت عبداللہ۔ (روح المعانی ص۳۹)

وما یدریك لعله یزكّٰی اویذكر فتنفعه الذكرٰی: مقصد آیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو کیا خبر، کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ جو بات دریافت کررہے تھے اگر آپ ﷺ انکو تعلیم دیتے تو اسکا فائدہ یقینی تھا، کہ یہ اس تعلیم کے ذریعہ سے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیتے اور اپنے نفس کو ظاہری وباطنی ہر قسم کی گندگیوں سے پاک کرکے کمال حاصل کرلیتے، یا اگر اتنا کمال حاصل نہ کرتے تو کچھ نہ کچھ نصیحت حاصل کرلیتے۔ اللہ کی عظمت وخوف دل میں پیدا ہوجاتا۔ بہر حال فائدہ یقینی تھا۔ صیغہ خطاب یدریک میں آپ ﷺ کی دل جوئی وتکریم ہے کہ اگر خطاب ترک کردیا جاتا تو شبہ ہوسکتا تھا

کہ اس طرز عمل کی ناپسندیدگی ترک خطاب کا سبب بن گئی، جو حضور ﷺ کے لیے ایک ناقابل برداشت رنج والم ہوتا، پس غائب وخطاب صیغہ میں تکریم حضور اکرم ﷺ ہے۔ (معارف)

لعله یزکّٰی او یذکر فتنفعه الذکرٰی: یعنی آپ ﷺ کو کیا معلوم کہ جو صحابی رضی اللہ عنہ بات دریافت کر رہے تھے اسکا فائدہ متعین تھا، آپ ﷺ انکو تعلیم دیتے تو وہ اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتے اور کمال حاصل کر لیتے، اگر اتنا نہ ہوتا تو کم از کم اس ذکر اللہ سے ابتدائی نفع اٹھاتے، جس سے انکے قلب میں محبت الٰہی وخوف الٰہی میں ترقی ہوتی، یزکّٰی' یذکر پہلے کا معنی پاک صاف ہو جانا، دوسرے کا معنی نصیحت حاصل کرنا، اور ذکر سے متاثر ہونا پہلا مقام اتقیاء کو حاصل ہوتا ہے جو اپنے نفس کو ظاہری وباطنی گندگیوں سے پاک کر لیں، دوسرا مقام طریق دین پر چلنے کی ابتدائی حال کا ہے، کہ مبتدی کو یاد الٰہی دلائی جاتی ہے جس سے خوف الٰہی ومحبت الٰہی قلب میں مستحضر ہوتی ہے، مطلب یہ کہ صحابی رضی اللہ عنہ کو ان دونوں میں سے ایک کا حاصل ہونا یقینی تھا اگرچہ دونوں بھی حاصل ہو جاتے۔

تبلیغ وتعلیم کے لیے ایک اصول قرآنی: اس موقع پر یہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے بیک وقت دو کام آ گئے ① تعلیم مسلم ودلجوئی ② غیر مسلموں کو ہدایت کے لیے ان کی طرف توجہ۔ ارشاد ربانی نے یہ واضح کر دیا کہ اول مقدم ہے، دوسرے کی وجہ سے پہلے میں خلل ڈالنا یا تاخیر کرنا درست نہیں ہے، معلوم ہوا مسلمان کی تعلیم واصلاح کی فکر غیر مسلم کو اسلام میں داخل کرنے کی فکر سے اہم اور مقدم ہے۔

ھدایت : جو علماء غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مانوس کرنے اور ان کے شبہات کو دور کرنے کے لیے ایسے کام کرتے ہیں جن سے مسلمانوں کو شبہات یا شکایات ہوتی ہیں درست نہیں ہے، بلکہ قرآنی ہدایت کے مطابق اصلاح علم اور حفاظت علم کو مقدم رکھنا چاہیے۔

بے وفا سمجھیں تمہیں اہل حرم اس سے بچو
دیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

امامن استغنٰی فانت له تصدّٰی وما علیك الایزکّٰی یعنی آپ ﷺ اس فائدہ یقینی کو چھوڑ کر امر موہوم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ایسے شخص کی ہدایت کے لیے کوشش کر رہے ہیں جو آپ ﷺ کے دین کا طالب نہیں ہے، آپ ﷺ سے اور آپ ﷺ کے دین سے بے رخی اور استغنا برت رہا ہے، حالانکہ اگر وہ اسلام نہ لائے اپنا تزکیہ نہ کرے، آپ ﷺ پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے تبلیغ کر کے اپنا فرض منصبی پورا کر دیا۔

واما من جاء ك يسعٰى وهو يخشٰى فانت عنه تلهّٰى: لیکن جو شخص طلب دین وعلم کے لیے دوڑتا ہوا آیا مشتاق بن کر آیا، اور اس میں خشیت الٰہی بھی ہے آپ ﷺ اسکی طرف توجہ نہیں دیتے حالانکہ یہی شخص قابل توجہ ہے۔

اس آیت میں واضح طور پر حضور ﷺ کو ہدایت دی گئی ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کرکے انکو پکا مسلمان بنانا قوی مومن بنانا یہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے اور اسلام میں داخل کرنے کی فکر سے زیادہ اہم اور مقدم ہے۔

كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ○ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ○ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ○ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ○ بِأَيْدِيْ سَفَرَةٍ ○ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ○ قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَآ أَكْفَرَهٗ ○ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ○ ثُمَّ أَمَاتَهٗ فَأَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ إِذَا شَآءَ أَنْشَرَهٗ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں (ایسا نہ کیجیے) بیشک وہ قرآن (آیات قرآنی) نصیحت ہے پس جو شخص چاہے یاد کرلے اس (قرآن مجید) کو وہ قرآن پاک ایسے صحیفوں میں ہے، جو معزز ہیں، جو بلند ہیں، جو پاک ہیں، جو لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں، جو بزرگ ہیں، جو نیک ہیں، قتل کیا جائے انسان کیسا ناشکرا ہے وہ انسان کس چیز سے پیدا کیا اللہ تعالٰی نے اسکو، نطفے سے پیدا کیا اسکو، پھر اندازے سے بنایا اسکو، پھر راستہ کو آسان کر دیا اسکو، پھر موت دی اسکو، پھر قبر میں لے گیا اسکو، پھر جب چاہے گا وہ اللہ تعالٰی زندہ کرے گا اسکو۔

حل المفردات: تذکرۃ مصدر، از (تفعیل) نصیحت حاصل کرنا۔ ذکرہ واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ن) یاد کرنا۔ صحف جمع صحیفۃ کی ہے، معنی لکھا ہوا کاغذ، ورق، یہاں مراد لوح محفوظ ہے، مکرمۃ واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، معنی تعظیم کی ہوئی، از (تفعیل) تعظیم کرنا۔ مرفوعۃ واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، بلند کی ہوئی، از (ف) بلند کرنا مطہرۃ واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، معنی پاک کی ہوئی از (تفعیل) پاک کرنا۔ ایدی جمع ہے ید کی، بمعنی ہاتھ۔ سفرۃ جمع ہے، اسکے مفرد میں دو احتمال ہیں (۱) سافر بمعنی کاتب، لکھنے والے تو مراد کراما کاتبین ہونگے، یا انبیاء علیہم السلام یا کاتبان وحی (۲) مفرد سفیر ہو، معنی ہوگا قاصد، مراد ملائکہ انبیاء علیہم السلام اور کاتبان وحی صحابہ کرامؓ اور علماء کیونکہ وہ بھی حضور ﷺ اور امت کے درمیان قاصد ہیں، از

(ن ،ض) کھلنا واضح ہونا۔ کرام جمع ہے کریم کی، بمعنی معزز۔بررۃ جمع ہے بَرّ کی، معنی نیکوکار، صیغہ جمع مذکر مکسر، از (ن ،ض) اطاعت کرنا، حسن سلوک کرنا، خدمت کرنا۔ قتل واحد مذکر غائب ماضی مجہول، از (ن) مار ڈالنا۔ما اکفرہ صیغہ تعجب۔ فقدرہ واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (تفعیل) اندازہ کرنا۔السبیل راستہ، جمع اسکی سبل۔ یسرہ واحد مذکر غائب، از (تفعیل) معنی آسان کرنا۔ اَمَاتَہٗ واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (افعال) موت دینا، اصل میں اَمْوَتَ بقانون یقال یباع امات ہوگیا۔ اقبرہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از (افعال) معنی دفن کرنا۔ انشرہ واحد مذکر غائب از (افعال) معنی پھیلانا، مردہ کو زندہ کرنا۔

حل الترکیب : **کلا انھا تذکرۃ**: کلا حرف ردع، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھا ضمیر راجع بسوئے آیات قرآن اسکا اسم، تذکرۃ اسکی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔**فمن شاء ذکرہ** فا نتیجیہ، من شرطیہ مبتدا، شاء فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر شرط، ذکر فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے من اسکا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جزا شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ہے من کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ قتل الانسان ما اکفرہ فی حرف جار، صحف موصوف، مکرمۃ صفت اول، مرفوعۃ صفت ثانی، مطھرۃ صفت ثالث، با حرف جار، ایدی مضاف، سفرۃ موصوف، کرام صفت اول، بررۃ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا ایدی مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، با جارہ کا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر، متعلق کائنۃ کے ہوکر صفت رابع ہے صحف کی، موصوف اپنی تمام صفات سے ملکر مجرور ہوا فی حرف جار کا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے ہوکر یا حال ہے انھا کی ضمیر سے، یا صفت ہے تذکرۃ کی، یا خبر ثانی ہے انھا کی۔ان صورتوں میں **فمن شاء ذکرہ** جملہ معترضہ ہوگا، یا خبر ہے مبتدا محذوف ھی کی، یعنی **ھی فی صحف**۔ **قتل الانسان** قتل فعل، الانسان نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معنیً جملہ انشائیہ ہوا (جملہ دعائیہ ہے) (اعراب) ما بمعنی ای شئی مبتدا، اکفرہ اکفر فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ معللہ ہوکر ما قبل والے جملہ کی علت ہوا۔**من ای شئی خلقہ** من حرف جار، ای مضاف، شئی مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا من حرف جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا خلق کے خلق فعل ھو ضمیر اسکا فاعل،

ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

من نطفة خلقهٗ: من حرف جار، نطفة مجرور، جار مجرور ملکر متعلق مقدم ہوا خلقه کے، خلق فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ **فقدرہ** فا عاطفہ، قدر فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول۔ **ثم السبيل يسره**: ثم عاطفہ، السبیل مفعول بہ، برائے فعل محذوف، یسّر فعل، فاعل اور مفعول ملکر مفسَّر، یسّر فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفسِّر، مفسَّر مفسِّر ملکر جملہ تفسیریہ ہوکر معطوف ثانی۔ **ثم اماته** ثم عاطفہ، امات فعل، ھو ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثالث۔ **فاقبرهٗ** فا عاطفہ، اقبر فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف رابع۔ **ثم اذا شآء انشرهٗ** ثم عاطفہ، اذا شرطیہ، شاء فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے اللہ تعالیٰ اسکا فاعل، انشارہ مفعول بہ محذوف فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر شرط، انشر فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف خامس، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا، یہ بھی احتمال ہے کہ من نطفة عطف بیان ہو من ای شئی خلقه سے۔

تفسیر: كلا انها تذكرة فمن شاء ذكرهٗ: اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نبی کریم ﷺ کو آئندہ ایسا کرنے سے منع فرمارہے ہیں، کہ آئندہ ہرگز ایسا نہ کیجیے اپنے مخلصین سے اعراض نہ کیجیے اور ان منافقین ومشرکین کی طرف زیادہ توجہ نہ دیجیے کیونکہ قرآن پاک ایک نصیحت کی چیز ہے، آپ ﷺ کے ذمہ صرف اسی کی تبلیغ ہے، جسکا جی چاہے اسکو قبول کرے، جسکا جی نہ چاہے نہ قبول کرے آپ ﷺ کا کوئی ضرر نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ اتنی مشقت و تکلیف برداشت نہ کریں۔

فی صحف مكرمة مرفوعة مطهرة: اس آیت میں قرآن مجید کے اوصاف اور عالی شان ہونا بیان کیا جارہا ہے کہ قرآن مجید ایسے صحیفوں میں محفوظ ہے، جو کہ مکرم ہیں، مکرم سے مراد مقبول و پسندیدہ، اور وہ صحیفے بلند و عالی شان ہیں، اور رفیع المکان ہیں، کیونکہ لوح محفوظ تحت العرش ہے، اور وہ صحیفے مقدس و پاک ہیں، جنبی، حیض، ونفاس والی عورت اور بے وضو آدمی کے لیے اسکو چھونا جائز نہیں۔ **بایدی سفرة كرام بررة**، مقصد یہ ہے کہ صحیفے ایسے لکھنے والوں کے

ہاتھوں میں ہیں جو مکرم ہیں، نیکوکار ہیں، اس سے مراد فرشتے ہیں، یا انبیاء کرام علیہم السلام یا کاتبین وحی ہیں، اگر سفرۃ سفیر بمعنی قاصد ہو تو پھر علماء بھی داخل ہونگے، کیونکہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے مابین قاصد و سفیر ہیں، یہ سب اوصاف قرآن مجید کے من جانب اللہ ہونے پر دال ہیں۔

قتل الانسان ما اکفرہٗ من ای شیء خلقہٗ: اس آیت میں کفار کی قرآن پاک سے نصیحت حاصل نہ کرنے پر مذمت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ انکار کی وجہ تکبر وغرور تھا، اللہ تعالیٰ انسان کافر کو اسکی اصل بتلا کر اسکی حیثیت بتلا رہے ہیں، کہ تمہارا اصل تو گندے پانی کا ایک قطرہ ہے، نیز انعامات کا ذکر بھی ہے جو تخلیق سے لے کر موت تک جاری کیے ہیں اس لیے فرمایا انسان پر خدا کی مار ہو (جملہ بدعائیہ) یہ انسان کتنا ناشکرا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے انعامات سے نوازا ہے، پھر بھی اس پر ایمان نہیں لاتا، اے انسان ذرا بتلا تو سہی تجھے کس چیز سے پیدا کیا گیا، چونکہ جواب متعین تھا۔ اس لیے خود جواب دیا کہ تجھے پانی کے ایک گندے قطرے سے بنایا گیا، پھر مختلف تصرفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور خاص اندازے سے، اور بڑی حکمت سے بنایا اسکی قد و قامت اور جسامت و شکل، اعضاء، جوڑ و بند، آنکھ، ناک، کان، ایک خاص اندازے سے پیدا کیا، ذرا اس کے خلاف ہو جائے تو صورت انسان بگڑ جائے۔ فَقَدَّرَہٗ کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کا اندازہ مقرر کیا کہ کتنی عمر ہوگی، مال کتنا ہوگا، رزق کتنا ملے گا، کیا کیا عمل کرے گا سعید ہوگا، یا شقی ہوگا۔ (معارف)

ثم السبیل یسرہٗ: یعنی اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسان اپنی حکمت بالغہ سے بطن مادر میں تین اندھیروں میں ایسے محفوظ مقام میں فرمائی کہ جس کے پیٹ میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اسکو بھی اسکی تخلیق کی تفصیل کچھ معلوم نہیں، پھر زندہ تمام اعضاء جوارح سے مکمل انسان جس جگہ بنا ہے وہاں سے اس دنیا میں آنے کا راستہ بھی باوجود تنگ ہونے کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے آسان کر دیا کہ چار پانچ پونڈ کا وزنی جسم صحیح سالم برآمد ہوتا ہے اور ماں کو بھی خاص نقصان نہیں پہنچتا **فتبارك الله احسن الخالقين**۔ (معارف)

ثم اماتہٗ فاقبرہٗ: تخلیق انسان کی ابتداء بیان کرنے کے بعد اسکی انتہا موت اور قبر پر ہے، اسکو انعامات میں شمار فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ موت انسان درحقیقت کوئی مصیبت نہیں، بلکہ نعمت ہی نعمت ہے، حدیث شریف میں ہے **تحفه المؤمن الموت** اور اس میں مجموعہ عالم کے اعتبار سے بڑی حکمتیں ہیں **فاقبرہ** کے معنی پھر قبر میں داخل کیا، یہ بھی ایک انعام ہے کہ انسان کو عام جانوروں کی طرح اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھا کہ مر گیا وہیں جل سڑ گیا بلکہ غسل کفن وغیرہ

دیکر احترام سے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ (معارف)

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مردہ انسان کو دفن کرنا واجب ہے۔

ثم اذا شآء انشرہٗ جب اللہ کی مرضی ہوگی انسان کو دوبارہ زندہ کریگا۔ پھر حساب و کتاب ہوگا ان سب انعامات کا تقاضا یہ تھا کہ انسان شکریہ ادا کرے اور توحید کا اقرار کرلے لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهٗ ○ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهٖ ○ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ○ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ○ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ○ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ○ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ○ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ○ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ○ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں (انسان نے شکریہ ادا نہیں کیا) ابھی تک نہیں پورا کیا اس انسان نے اس چیز کو جو حکم کیا اللہ تعالی نے اسکو پس چاہیے کہ دیکھے انسان اپنے کھانے کی طرف بیشک ڈالا ہم نے پانی کو ڈالنا پھر چیرا ہم نے زمین کو چیرنا پس اگایا ہم نے اس میں سے دانے کو اور انگور کو اور ترکاری کو اور زیتون کو اور کھجور کو اور گنجان باغات اور میوے کو اور گھاس کو واسطے نفع کے تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے۔

حل المفردات: لَمَّا يَقْضِ واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (ض) پورا کرنا، اصل میں یَقْضِیُ تھا، لما حرف جازم داخل ہونے کی وجہ سے آخر سے یا گرگئی، بقانون لم یخش لم یرم۔ **فلینظر** واحد مذکر غائب امر غائب معروف، از (ن) دیکھنا۔ **طعامہ** کھانا، اسکی جمع **اطعمة** آتی ہے، از (س) کھانا۔ **صببنا** جمع متکلم ماضی معروف، از (ن) پانی انڈیلنا، صَبًّا مصدر۔ **شققنا** جمع متکلم ماضی معروف، از (ن) مصدر شقا، چیرنا پھاڑنا، مصدر مشقة، دشوار ہونا' مشقت میں ڈالنا۔ **فانبتنا** جمع متکلم ماضی معروف، از (افعال) اگانا، **قضبا** ترکاری، ساگ، از (ض) کاٹنا، سبزی کو قضب کہا گیا، کیونکہ وہ بھی کاٹ کر پکائی اور کھائی جاتی ہے، **غلبا** معنی گنجان، جمع ہے، اسکا مفرد غلباء ہے، از (ض) غالب ہونا۔ ابا خشک یا تر گھاس، اور چارہ، از (ن) مشتاق ہونا۔

حل الترکیب: **کلالمایقض ماامرہٗ**: کلا حرف ردع، لما حرف جازمہ، یقض فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے انسان اسکا فاعل، ما موصولہ، امر فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر صلہ، ما موصولہ کا، موصول صلہ سے ملکر مفعول بہ

ہوا، یقض فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فلینظر الانسان الی طعامہٖ تفسیریہ، ینظر فعل، انسان فاعل، الی حرف جار، طعامہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہ۔ **انا صببنا الماء صبا** انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسکا اسم، صببنا فعل با فاعل، الماء مفعول بہ، صبا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔

ثم شققنا الارض شقا ثم عاطفہ، شققنا فعل با فاعل، الارض مفعول بہ، شقا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر معطوف اول۔ فانبتنا فا عاطفہ انبتنا فعل با فاعل، فی جار، ھا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا انبتنا کے، حبا معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ، عنبا معطوف اول، و قضبا معطوف ثانی، وزیتونا معطوف ثالث، ونخلا معطوف رابع، وحدائق غلبا موصوف صفت ملکر معطوف خامس، وفاکھۃ معطوف سادس، وابا معطوف سابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مفعول بہ انبتنا کا، متاعا مفعول لہ برائے انبتنا، لام جارہ، کم مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ، انعامکم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا، لام جار کا، جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر متعلق ہوا متاعا کے، جو کہ مفعول لہ ہے برائے انبتنا، انبتنا فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر معطوف ثانی، صببنا اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر خبر ہے انَّ کی انَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر بدل الاشتمال ہے، طعامہٖ مبدل منہ بدل سے ملکر مجرور ہے الی جار کا، جار مجرور ملکر متعلق فلینظر کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

فائدہ: متاعا لکم کی دوسری ترکیبیں سورۃ النازعات میں گزر چکی ہیں وہاں دیکھ لیں۔

تفسیر وربط: ماقبل میں تخلیق انسانی کی ابتداء اور انتہاء کا ذکر تھا، اور اس سے مقصد انعامات اور ان دلائل قدرت کو بیان کرنا تھا، جن کا تعلق خود انسان کی ذات وپیدائش کیساتھ ہے۔ ان انعامات کے ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں منکر انسان کو تنبیہ کی گئی ہے، کہ ان انعامات کا تقاضا یہ تھا کہ انسان ان میں غور کر کے اللہ پر ایمان لاتا اور اس کے احکام کی تعمیل کرتا، مگر اس بدنصیب نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ فرمایا **کلا لما یقض ما امرہٗ** ہرگز نہیں انسان کو جو حکم دیا گیا تھا اس نے اسکو پورا نہیں کیا، نہ توحید کا اقرار کیا، نہ رسالت کا، نہ قیامت کا، حالانکہ جو دلائل وانعامات ذکر کیے گئے ہیں ہر ایک کا تقاضا یہی ہے کہ انسان شکر کرتا، توحید کا اقرار کرتا۔

فلینظر الانسان الی طعامہ یہاں سے ان انعامات کا ذکر ہے جو تخلیق انسانی کی ابتدا

اور انتہا کے درمیانی زمانے میں انسان پر مبذول ہوتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے کھانے کی طرف غور کرے، یہ لقمہ جس کو وہ منہ میں ڈالتا ہے، ہم نے اس کو اس کے لیے کس طرح تیار کیا۔ **انا صببنا الماء صباسب** سے پہلے ہم نے بادل اٹھائے، بادلوں میں پانی بھرا، پھر پانی کو عجیب انداز سے زمین پر برسایا، بھلا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ذات ہے جو اس پر قادر ہو۔ **ثم شققنا الارض شقا** پھر ہم نے اپنی حکمت سے زمین میں پانی چوسنے کی استعداد رکھی، اور زمین کو نرم بنایا اور اسکو چیرا۔

ابتنا فیھا حبا و عنبا و قضبا: چیرنے کے بعد اس سے مختلف چیزیں پیدا کیں، مثلاً حبّ غلہ، گندم، جو، باجرا، جوار وغیرہ نیز انگور پیدا کیا، جو تلذذ و غذائیت دونوں کا فائدہ دیتا ہے اور اس سے مختلف قسم کے مشروبات تیار کیے جاتے ہیں۔ **و قضبا** اور کھانے کے لیے مختلف سبزیاں، جو کہ پکا کر اور بغیر پکائے کاٹ کر کھائی جاتی ہیں، جیسے مولی، گاجر، شلغم، پیاز، کھیرا، ککڑی، خربوزہ، تربوز وغیرہ۔ **وزیتونا** اور زیتون کو پیدا کیا، جس کو سالن کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، سر میں بھی لگایا جاسکتا ہے، علاج کے لیے بھی کار آمد، اسکی لکڑی بھی بہت مفید ہے۔ **ونخلا** کھجور کو بھی پیدا فرمایا جس کو تازہ یا خشک کر کے، پورا سال کھایا جاتا ہے، اس سے سرکہ اور مختلف شربت بنائے جاتے ہیں۔ **وحدائق غلبا** اور گنجان باغات بھی پیدا فرمائے جن میں مختلف اقسام کے پھل و پھول ہوتے ہیں، جن کا سایہ بڑا عمدہ ہوتا ہے، پھل بڑے لذیذ ہوتے ہیں، مثلاً سیب، انار، خوبانی، بادام۔ **وفاکھۃ** اسکے علاوہ اور میوہ جات اخروٹ اور جنگلی میوے مثلاً پیلو وغیرہ۔ **وابا** اور گھاس اور چارہ پیدا فرمایا۔ **متاعالکم و لا نعامکم** یہ سب چیزیں تمہارے فائدہ کے لیے ہیں اور تمہارے جانوروں کے لیے پیدا فرمائی اور پھر جانور تمہارے نفع کے لیے بنائے، تاکہ ان کا دودھ پیو، اور ان کا گوشت کھاؤ، اور ان کے چمڑوں سے جوتے بناؤ، لباس بناؤ، اور ان کے بالوں سے عمدہ قسم کی شالیں تیار کرو، یہ سب قدرت کاملہ کے نمونے ہیں، تو جس ذات نے پانی کی ایک بوند سے ہزاروں چیزوں کو پیدا کیا، وہ تمہیں بھی دوبارہ زندہ کرسکتا ہے، نیز یہ سب انعامات ہیں، انکا تقاضا یہ ہے کہ منعم کا شکر ادا کیا جائے، اور شکر یہی ہے کہ اس کو وحدہ لاشریک لہ مانا جائے اسکے احکام پر عمل کیا جائے۔

فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ○ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ

مُّسْفِرَةٌ ○ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ○وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ○تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ○أُولَئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ○

ترجمہ: پس جب آئیگی کانوں کو بہرا کردینے والی سخت آواز جس دن بھاگے گا مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے ہر آدمی کیلئے ان سے اس دن ایک حال ہوگا جو بے پرواہ کردیگا اسکو کئی چہرے اس دن روشن ہونگے ہنسنے والے ہوں گے خوش ہونے والے ہوں گے اور کئی چہرے اس دن ان پر غبار ہوگی چھا جائے گی ان پر سیاہی یہ لوگ وہی کافر بدکار ہیں۔

حل المفردات: الصَّآخَّةُ :واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، اصل میں صَاخِخَةٌ تھا معنی سخت آواز جو کانوں کو بہرہ کردے، مراد نفخہ ثانیہ، از (ن) آواز کا کانوں کو بہرہ کردینا۔ یفر واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (ض) معنی بھاگنا، المرء بمعنی مرد، جمع رجال، اور مرء ون بھی سنی گئی ہے۔ (مصباح ص۸۱۳) اخیہ بھائی، تثنیہ اخوان جمع اخوۃ اخوان وامہ ماں جمع امھات۔ ابیہ باپ، جمع اٰباء۔ صاحبتہ بیوی، جمع صاحبات۔ بنیہ بیٹے، اولاد۔ شأن حال، اہم معاملہ، جمع شئون۔ یُغْنِیْہِ واحد مذکر غائب مضارع معروف، اصل میں یُغْنِیُ تھا از (افعال) بے پرواہ کرنا، دور کرنا، نفع دینا۔ وجوہ جمع ہے، مفرد وجہ۔ مسفرۃ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (افعال) روشن ہونا۔ ضاحکۃ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، ہنسنے والے، از (س) ہنسنا۔ مستبشرۃ واحدہ مونثہ اسم فاعل، از (استفعال) خوش ہونا۔

غبرۃ غبار، از (ن) گردآلود ہونا۔ ترھقھا واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع معروف، از (س) چھا جانا۔ قترۃ گرد و غبار سیاہی۔

قترۃ اور غبرۃ میں فرق:

قترۃ اٹھتا ہوا غبار، جس میں اوپر پہنچ کر پانی کی آمیزش ہوجائے، غبرۃ نیچے والا غبار۔ الکفرۃ جمع ہے، مفرد کافر۔ الفجرۃ جمع ہے، اسکا مفرد فاجر ہے۔ (اعراب القرآن)

حل الترکیب: فاذا جاءت الصّاخۃ سے......وصاحبتہ و بنیہ فا تفسیریہ، یا عاطفہ، اذا شرطیہ، جاءت فعل، الصاختہ مبدل منہ، یوم مضاف، یفر فعل، المرء فاعل، من حرف جار، اخیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، امہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، ابیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، صاحبتہ مضاف

مضاف الیہ ملکر معطوف ثالث، واؤ عاطفہ، بنیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف رابع، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر مجرور ہوا من جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا یفر کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر مضاف الیہ یوم کا' مضاف مضاف الیہ ملکر بدل ہے الصاخۃ سے، مبدل منہ بدل ملکر فاعل، جاء ت کا، فعل فاعل ملکر شرط، جزا محذوف ہے یعنی اشتغل کل واحد بنفسہ پھر شرط و جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

فائدہ: یہ بھی احتمال ہے یوم اذا سے بدل ہو یا مفعول فیہ ہو فعل محذوف اعنی کا۔ لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ: لام جارہ، کل مضاف، امرئ موصوف، من جار، ھم مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا کائن کے، کائن صیغہ اسم فاعل کا اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ ہوا کل مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا لام جار کا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر حاصل کے متعلق ہو کر خبر مقدم، یوم مضاف، اذٍ جو کہ اصل میں اذ کان کذا تھا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ برائے یغنیہ، شانٌ موصوف، یغنی فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے شان فاعل، ہ ضمیر راجع بسوئے امرئ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ: وجوہ مبتدا، یومئذ مثل ترکیب سابق مفعول فیہ ہے مسفرۃ کا، مسفرۃ خبر اول، ضاحکۃ خبر ثانی، مستبشرۃ خبر ثالث، مبتدا تینوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہو کر معطوف علیہ۔

ووجوہ یومئذ علیھا غبرۃ ترھقھا قترۃ: واؤ عاطفہ، وجوہ مبتدا، یوم مضاف، اذ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ برائے ترھقھا، علی جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق کائنۃ کے ہو کر خبر مقدم، غبرۃ مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر اول ہے وجوہ کی۔ ترھق فعل، ھا ضمیر راجع بسوئے وجوہ مفعول بہ، مقدم قترۃ فاعل مؤخر فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر خبر ثانی ہے وجوہ کی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہو کر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا

فائدہ: یہ بھی احتمال ہے ترھقھا جملہ فعلیہ ہو کر صفت ہو غبرۃ کی۔

اولٰئک ھم الکفرۃ الفجرۃ: اولٰئک اسم اشارہ مبتدا، ھم ضمیر مبتدا، الکفرۃ خبر اول، الفجرۃ خبر ثانی، مبتدا خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہو کر پھر خبر ہے مبتدا کی' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

تفسیر: دلائل قدرت کے بیان کے بعد اصل مضمون کا بیان ہے یعنی قیامت اور اسکے احوال واہوال (یعنی ہولناکیاں) کا ذکر ہے، نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے خوشخبری اور نہ قبول کرنیوالوں کے لیے عذاب شدید کی وعید ہے۔

فاذا جآء ت الصّآخّة: مقصد یہ ہے کہ ابھی تم ہماری ناشکری کر رہے ہو جب کانوں کو بہرا کردینے والی سخت آواز آئیگی اس سے نفخہ ثانیہ اور قیامت کا شور مراد ہے تو اس دن تمہیں اپنی ناشکری کا مزہ معلوم ہو جائے گا۔

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ: روزِ محشر کی دہشت کا بیان ہے کہ روز قیامت ایسا سخت وہیبت ناک ہوگا، کہ ہر آدمی کو اپنی فکر پڑی ہوگی، نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کسی کو دوسرے کی خبر نہ ہوگی، اپنے بھائی سے بھاگ جائیگا، اپنی مادر مہربان شفیق سے بھی آنکھیں چرائے گا، اور اپنی شفقت وپرورش کا خیال بھی نہ آئیگا۔ اور اپنی بیوی جس کو اپنے گھر ومال کا خزانچی بنایا تھا، جو بھی ملتا حلال وحرام اس کے سامنے لاکر رکھ دیتا، اس غیرت کے لیے جان دینے کو تیار ہو جاتا، اپنا مونس وغمگسار سمجھتا، آج اسکو دیکھ کر دور بھاگ جائیگا اور اپنے محبوب بیٹوں سے بھی آنکھیں پھیر لے گا اس میں ادنی سے اعلی کی طرف ترتیب سے بیان فرمایا ہے۔ لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ: یہ جملہ ماقبل والے مضمون کی علت بیان کر رہا ہے، مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن ایسا کیوں ہوگا ایک دوسرے سے کیوں بھاگیں گے؟ وجہ یہ ہے کہ اس دن ہر شخص ایسی حالت میں ہوگا کہ اس کو اپنی حالت کے علاوہ کسی کا پتہ نہیں ہوگا، بس اپنی فکر پڑی ہوگی یہ حساب کتاب سے پہلے کا حال ہے، پھر حساب وکتاب شروع ہوگا بشفاعت النبی ﷺ تو پھر وجوہ یومئذ مسفرة ضاحکة مستبشرة بہت سے چہرے روشن ہونگے، جنت کی خوشخبری سن کر خوش ہونگے ہنسیں گے۔

وجوہ یومئذ علیھا غبرة: اور بہت سے چہروں پر غبار ہوگی اور اپنی بداعمالیوں کو دیکھ کر انکے چہروں پر سیاہی چھاجائیگی یہ وہ لوگ ہونگے جو کافر بھی تھے اور بدکار بھی۔

سورة التکویر مکیہ

أیاتہا ۲۹ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعھا ۱

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَإِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ○ وَإِذَا الْبِحَارُ

سُجِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ○ وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ ○ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ○ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ○ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ○ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ○

ترجمہ :جب سورج بے نور کر دیا جائیگا، اور جب ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے، اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے، اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی، (بغیر چرواہوں کے) اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں گے، اور جب سمندر بھڑ کائے جائیں گے، اور جب لوگ ملا دیے جائیں گے، اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی پوچھی جائیگی، کس گناہ کے بدلے قتل کی گئی، اور جب نامۂ اعمال پھیلا دیے جائیں گے، اور جب آسمان کھول دیا جائیگا، اور جب جہنم خوب بھڑ کائی جائیگی، اور جب جنت قریب کر دی جائیگی، جان لے گا نفس اس چیز کو جواس نے حاضر کی۔

حل المفردات :الشمس، سورج اسکی جمع شموس، از (ن) روکنا، باز رکھنا، انکار کرنا، آفتاب کواس لیے شمس کہا جاتا ہے کہ یہ بھی انسان کواپنی طرف دیکھنے سے باز رکھتا ہے۔ کوّرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (تفعیل) بے نور کرنا۔ النجوم جمع ہے نجم کی، بمعنی ستارہ، از (ن) ظاہر کرنا، انکدرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (انفعال) ٹوٹ کر گر پڑنا، بکھر جانا۔ العشار جمع ہے العشراء کی، معنی دس ماہ کی گابھن اونٹنی۔ عطلت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (تفعیل) بیکار چھوڑ دینا، تعطیلات، چھٹیاں، اسی باب سے ہیں، کیونکہ چھٹی کے دن آدمی بیکار رہتا ہے، کام پڑھائی وغیرہ چھوڑ دیتا ہے۔ الوحوش جمع ہے وحش کی، بمعنی جنگلی جانور، جوانسان کو دیکھ کر بھاگ جائے، از (ض) خوف کی وجہ سے بھاگ جانا، وحشت، تنہائی، گھبراہٹ البحار جمع ہے بحر کی، بمعنی سمندر۔ سجرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (تفعیل) آگ بھڑ کانا۔ النفوس جمع نفس کی، روح، ذات۔ زوجت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (تفعیل) باہم ملانا، جمع کرنا۔ الموءدة واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، زندہ در گور کی ہوئی لڑکی، از (ض) لڑکی کو زندہ دفن کرنا، سئلت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (ف) سوال کرنا۔ ذنب گناہ، جمع اسکی ذنوب۔ قتلت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (ن) مار ڈالنا۔ نشرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (ن) زندہ کرنا، زندہ ہونا، پھیلانا۔ کشطت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (ض) ڈھکی ہوئی چیز کو کھولنا، کھال اتارنا۔ سعرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (تفعیل) آگ کا

بھڑکنا۔ ازلفت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (افعال) قریب کرنا۔ احضرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (افعال) حاضر کرنا۔

حل الترکیب : اذا الشمس کورت :اذا شرطیہ، الشمس فاعل، برائے فعل محذوف کورت فعل اپنے فاعل سے ملکر مفسَّر، کورت فعل، ھی ضمیر اسکا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر مفسِّر 'مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر معطوف علیہ۔ و اذا النجوم انکدرت اذا شرطیہ، النجوم فاعل برائے فعل محذوف، انکدرت فعل اپنے فاعل سے ملکر مفسَّر، انکدرت فعل ھی ضمیر اسکا فاعل، راجع بسوئے النجوم اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر مفسِّر 'مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر معطوف اول، باقی اگلے تمام جملوں کی یہی ترکیب ہے، و اذا الجنۃ ازلفت تک "

بای ذنب قتلت : با حرف جار، ای مضاف، ذنب مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا با حرف جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا قتلت کے، قتلت فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلا منصوب مفعول ثانی، سئلت کا، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر شرط۔

علمت نفس ما احضرت : علمت فعل، نفس فاعل، ما موصولہ، احضرت فعل، ھی ضمیر اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا ما موصول کا' موصول صلہ ملکر مفعول بہ ہوا احضرت کا، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جزا ہوئی شرط کی، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

تفسیر: مشہور نام سورت تکویر ہے اسکے علاوہ دو اور نام بھی ہیں سورت کورت اور سورت اذا الشمس کورت۔

ربط : ماقبل والی سورت کے آخر میں احوال و اہوال قیامت کا ذکر تھا، اس سورت میں بھی واقعات قیامت کا بیان ہے۔

حدیث : حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے وہ اذا الشمس کورت' اذا السمآء انفطرت' اور اذا السمآء انشقت پڑھ لے، اس میں ذات باری تعالی قیامت کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرما رہے ہیں۔

علمت نفس تک قیامت کی کل بارہ نشانیاں ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے پہلی چھ نشانیاں نفخۂ اولی کے وقت ظاہر ہونگی، اور آخری چھ کا ظہور نفخۂ ثانیہ کے وقت ہوگا۔ (معارف)

اذاالشمس کورت: ان چھ واقعات میں سے سب سے بڑا حادثہ اور واقعہ سورج کا بے نور ہونا ہے، کورت کا معنی ہے بے کار ہونا، اس دن سورج کی روشنی جاتی رہے گی، کورت کے معنی میں دو قول ہیں۔ ① مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ نے کورت کی تفسیر فرمائی ہے اظلمت کیساتھ، (یعنی تاریک ہو جائیگا) اسکی روشنی ختم ہو جائیگی، حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ لوگ بازاروں میں مشغول ہونگے یکدم سورج کی روشنی جاتی رہے گی۔ ② بعض مفسرین نے کورت کا معنی پھینک دینا کیا ہے، پھر مقصد یہ ہوگا کہ سورج کو سمندر میں پھینک دیا جائیگا، بظاہر دونوں معنوں میں کوئی تعارض ومخالفت نہیں ہے، تطبیق دی جاسکتی ہے کہ اول سورج کو بے نور کر دیا جائیگا بعدہ اسکو سمندر میں ڈال دیا جائیگا۔ (معارف)

سوال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت سورج کو بے نور کر کے جہنم میں ڈالا جائیگا اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ سمندر میں پھینکا جائیگا بظاہر دونوں میں تعارض ہے؟

جواب: کوئی تعارض نہیں ہے مطابقت ہوسکتی ہے اس طرح کہ اولا سورج بے نور کر دیا جائیگا پھر اسکو سمندر میں پھینک دیا جائیگا، جسکی وجہ سے سمندر گرم ہو کر نار جہنم بن جائیگا، بہر حال سورج کا بے نور ہونا بہت بڑا حادثہ ہوگا، کیونکہ جمیع دنیا کا نظام و مدار اسی سورج کے نور پر قائم ہے، جب اسکی روشنی ختم ہوگی تو نظام دنیا درہم برہم ہو جائیگا۔ (معارف)

واذا النجوم انکدرت: دوسرا حادثہ یہ ہوگا کہ سورج کے ساتھ ساتھ ستارے بھی ٹوٹ کر سمندر میں گر پڑینگے، اور آسمان سے ستارے بارش کی طرح برسیں گے۔

واذا الجبال سیرت: جب آفتاب ونجوم کا یہ حال ہوگا تو پھر کرہ ارض بھی تباہی و بربادی سے نہ بچ سکے گا، اور تیسرا حادثہ یہ رونما ہوگا کہ پہاڑ جو زمین کے لیے اوتاد تھے انکو اکھیڑ کر ریزہ ریزہ کر کے فضا میں اڑا دیا جائیگا۔ **واذا العشار عطلت** چوتھا حادثہ یہ ہوگا جب سورج اور ستاروں اور مضبوط پہاڑوں کا یہ حشر ہوگا تو انسان کی بہت بری حالت ہوگی اپنی فکر پڑی ہوگی، مال و جائیداد کی کوئی پرواہ نہ ہوگی، یہاں تک کہ اونٹنی جو عرب کے یہاں مرغوب مال شمار کیا جاتا ہے۔ خصوصاً جب وہ حاملہ ہوتی ہے اور قریب الولادۃ ہوتی ہے تو اسکی بہت نگاہداشت کی جاتی ہے، اور عربی اسکی دم سے لگے رہتے ہیں، اس دن وہ اونٹنیاں ایسے ہی بغیر چرواہوں نگرانوں کے چھوڑ دی جائینگی انکا پرسان حال نہیں ہوگا۔ **واذا الوحوش حشرت** پانچواں حادثہ یہ ہوگا کہ وہ وحشی جانور جو انسان کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے بھی گریز کرتے ہیں، اکٹھے نہیں رہتے اس دن بوقت نفخہ ان پر ایسی دہشت طاری ہوگی کہ سب جانور جنگلات اور

پہاڑوں کو چھوڑ کر پناہ لینے کے لیے آبادی میں آجائیں گے اور اکٹھے ہو جائیں گے۔ (حقانی)

واذا البحار سجرت: چھٹا حادثہ سمندر بھڑکا دیے جائیں گے سُجِّرَتْ کے معنی میں اقوال مفسرین۔ ① بعض مفسرین نے بھڑکائے جانے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ سمندر میں جوش و طغیانی آجائیگی، جب زمین ہلے گی، پہاڑ اڑینگے تو بھلا سمندر کیسے ساکت و ساکن رہیگا اس میں تموج و جوش آئیگا، خشکی پر پھیل جائیگا، انسانوں، حیوانات، بڑی بڑی بلند و بالا چیزوں کو ڈبو دیگا۔ ② بعض مفسرین نے بھڑکانے کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ سمندر آگ بن جائیں گے ③ بعض مفسرین نے خلط ملط کا معنی یہ کیا ہے جب سمندر آپس میں گڈمڈ کر دیے جائیں گے کڑوے اور شیریں کو خلط ملط کر دیا جائیگا۔ دونوں ہی معنی درست ہیں کیونکہ اول تو تمام سمندروں کو خلط ملط کر دیا جائیگا، پھر اس میں سورج اور ستاروں کو ڈال کر اسکو آگ لگا دی جائیگی۔ (مظہری)

واذا النفوس زوجت: نفخہ ثانیہ کے بعد کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہوگا کہ جب لوگ میدان حشر میں جمع ہونگے تو انکے مختلف حصے اور جماعتیں بنا دی جائیں گی، مومنین کی الگ، کفار کی الگ، پھر ان میں درجات کے اعتبار سے کئی گروہ اور جماعتیں ہونگی، مثلاً علماء ایک جگہ، مجاہدین ایک جگہ، صدقہ کرنے والے ایک جگہ وغیرہ۔ بڑے گروہ قیامت کے دن تین ہونگے ① سابقین اولین ② اصحاب الیمین ③ اصحاب الشمال، اول دو ناجی آخر کفار فجار کا ہوگا۔ (معارف)

واذا الموء‌دة سئلت: دوسرا واقعہ قیامت کے روز زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائیگا کہ بتاؤ تمہیں کس جرم میں قتل کیا، گیا زمانہ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ دامادی کی عار یا بھوک وافلاس کے خوف سے اپنی لڑکی کو زندہ درگور کر دیتے، اور یہ گھناؤنا جرم ایسا خفیہ ہوتا تھا کہ سوائے لڑکی کی والدہ اور دائی کے کسی کو خبر نہ ہوتی تھی، تو اللہ تعالی اسکو خصوصی طور پر اس لیے ذکر فرما رہے ہیں کہ روز محشر جب عدالت الٰہی عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے لگائی جائیگی تو وہ عدالت ایسے مظالم کو بھی سامنے لائے گی کہ دنیا میں ان مظالم پر کوئی شاہد (گواہ) اور کوئی پرسان حال نہ تھا اور اسکو خفیہ طریقے سے ظلم کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس لیے روز محشر اس سے پوچھا جائیگا کہ بتلاؤ تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا تھا بچی سے اس لیے سوال کیا جائیگا تاکہ وہ پوری پوری فریاد بارگاہ رب العزت میں پیش کر سکے، اور اسکے قاتلوں سے انتقام لیا جا سکے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی کے متعلق اسکے قاتلوں سے پوچھا جائے کہ تم نے کس جرم میں اسکو قتل کیا۔ (معارف)

مسائل: ① بچوں کو زندہ دفن کر دینا سخت گناہ کبیرہ ہے، اور ظلم عظیم ہے، اور بعد چار ماہ

کے اسقاط حمل اسی حکم میں ہے، کیونکہ چوتھے ماہ میں حمل میں روح پڑ جاتی ہے، وہ زندہ کے حکم میں ہوتا ہے ② چار ماہ سے قبل اسقاط حمل بھی بدوں اضطراری حالات کے حرام ہے مگر پہلی صورت کی نسبت کم ہے، کیونکہ اس میں کسی زندہ انسان کا قتل صریح نہیں ہے ③ کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے، جیسے آج کل دنیا میں ضبط تولید کے نام سے اسکی سینکڑوں صورتیں موجود ہیں اسکو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وأدخفی فرمایا ہے یعنی خفیہ طور پر بچہ کو زندہ درگور کرنا۔ (معارف)

حکم العزل: بعض روایات میں عزل یعنی ایسی تدبیر کرنا کہ نطفہ رحم میں نہ جائے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سکوت یا عدم ممانعت منقول ہے، وہ ضرورت کے موقعہ کیساتھ مخصوص ہے وہ اس طرح کہ ہمیشہ کے لیے قطع نسل کی صورت نہ بنے، ایسی ادویہ کا استعمال جس سے سلسلہ نسل واولاد منقطع ہو جائے جیسے آجکل بعض ادویہ سے اسکی شرعا اجازت نہیں۔ (معارف)

واذا الصحف نشرت: تیسرا حادثہ یہ ہوگا کہ انسان کے نامہ اعمال سامنے کھول کر رکھ دیے جائیں گے، اسکو کہا جائے گا انکو پڑھو۔ **واذا السماء کشطت** چوتھا حادثہ یہ ہوگا کہ آسمان کو کھول دیا جائے گا، جس طرح مذبوحہ کی کھال اتاری جاتی ہے تو اسکا گوشت واندرونی اعضاء نظر آنے لگتے ہیں، اس طرح آسمان کی یہ کھال اتارلی جائیگی تو اوپر والی اشیاء جنت، عرش الٰہی نظر آئیں گی، بظاہر یہ حالت نفخۂ اولی کے وقت ہوگی۔ (حقانی) **واذا الجحیم سعرت**: جب جہنم خوب بھڑکائی جائیگی، مقصد یہ ہے کہ جہنم پہلے سے دہک رہی تھی، لیکن جب جزا کا وقت آئیگا تو غضب الٰہی کا شعلہ اسکو اور بھڑکادیگا اور انتقام کی آگ اسکو مزید تیز کردیگی پھر تو وہ اور جوش مارے گی، اسکے جوش وخروش اور شعلوں کی آواز دور دور تک سنائی دیگی (اعاذنا اللہ) (حقانی) **واذا الجنة ازلفت** اس دن جنت مومنین کے قریب کردی جائے گی تا کہ اس میں داخل ہوں۔

علمت نفس ما احضرت مقصد یہ ہے کہ جب قیامت کے یہ احوال پیش آئیں گے تو اس وقت ہر انسان جان لیگا کہ وہ اپنے ساتھ کیا سامان لایا ہے اسکے نیک اعمال، بداعمال سب اسکے سامنے آجائینگے، وہ ان کو اپنے نامہ اعمال میں لکھا ہوا پائیگا خواہ وہ اعمال صحائف میں لکھے ہوئے، یا کسی خاص شکل میں مشکل ہو کر کہ نیک اعمال نعم جنت کی صورت میں اور بداعمال جہنم کے بچھو وسانپ کی شکل میں، زکوۃ نہ دینے والے کا مال سانپ کی شکل میں آئیگا اور قربانی کرنے والے کا جانور پل صراط پر سواری کا کام دیگا۔ (معارف پ۱۵ آیت ۴۹)

فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ

إِذَا تَنَفَّسَ ○ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ○ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ○

ترجمہ: پس قسم کھاتا ہوں میں پیچھے ہٹنے والے ستاروں کیساتھ، جو سیدھے چلنے والے ہیں، جو چھپنے والے ہیں، اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو جائے، بیشک وہ قرآن مجید البتہ بات ہے ایک بھیجے ہوئے (فرشتے) کی جو معزز ہے، جو قوت والا ہے، عرش والے کے نزدیک مرتبہ والا ہے، جو فرمانبرداری کیا ہوا ہے، وہاں (آسمانوں میں) جو امانت دار ہے۔

حل المفردات: اقسم واحد متکلم مضارع معروف، از (افعال) قسم کھانا۔ بالخنس: جمع مکسر، مفرد خانس یا خانسۃ، از (ن، ض) پیچھے ہونا، علیحدہ ہونا، سکڑنا۔ الجوار جمع الجاریۃ کی، معنی چلنے والی، دراصل الجوارِیُ تھا، یا پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا گیا، اجتماع ساکنین ہوا یا اور الکنس کی لام کے درمیان، یا ساقط ہوگئی، از (ض) جاری ہونا، چلنا، الکنس جمع مکسر، مفرد کانس یا کانسۃ، معنی چھپنے والی، غروب ہونے والی، از (ض) ہرن کا جائے پناہ میں داخل ہونا، چھپنا، عسعس واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (فعللہ) رات کا گزرنا، رات کا تاریک ہونا، یعنی چھا جانا۔ الصبح دن کا ابتدائی حصہ، جمع اسکی اصباح، تنفس واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (تفعل) سانس لینا، صبح کا روشن ہونا۔ رسول معنی بھیجا ہوا، اسکی جمع رسل۔ کریم صفت مشبہ، از (ک) معزز۔ مکین واحد مذکر صفت مشبہ، از (ک) صاحب مرتبہ ہونا، مُطَاع واحد مذکر اسم مفعول، از (افعال) اصل میں مُطْوَعٌ اور مُطْيَعٌ (اجوف واوی یا اجوف یائی) تھا فرمانبردار ہونا، فرمانبرداری کرنا۔ امین صفت مشبہ، از (ک) امانت دار ہونا، اسکی جمع امناء۔

حل الترکیب: **فلااقسم بالخنس الجوار الکنس والیل اذا عسعس** فا تفریعیہ یا استینافیہ، لا زائدہ، اقسم فعل با فاعل، با حرف جار، النجوم موصوف، محذوف الخنس صفت اول، الجوار صفت ثانی، الکنس صفت ثالث، موصوف اپنی تینوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے، اقسم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر قسم، واؤ قسمیہ جار، ہ الیل مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے، اذا مضاف، عسعس فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ اذا کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے اقسم کا، فعل فاعل ملکر قسم۔ **والصبح اذا تنفس** واؤ قسمیہ جار، ہ الصبح مجرور، جار مجرور ملکر متعلق اقسم

محذوف کے، اذا ظرف مضاف، تنفس فعل، ہو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ ہے اذا کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ اقسم کا، فعل فاعل ومفعول فیہ ملکر قسم۔ **انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین** انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہ ضمیر راجع بسوئے قرآن اسکا اسم، لام تاکیدیہ، قول مضاف، رسول موصوف، کریم صفت اول، ذی قوۃ مضاف مضاف الیہ ملکر صفت ثانی، عند مضاف، ذی العرش مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ عند کا، پھر مضاف مضاف الیہ ملکر مکین کا مفعول فیہ، اور مکین صفت ثالث، مطاع صفت رابع، ثَمَّ اسم اشارہ برائے مکان مطاع کا، مفعول فیہ ہے، امین صفت خامس، رسول موصوف اپنی جمیع صفات سے ملکر مضاف الیہ ہوا قول کا، مضاف مضاف الیہ ملکر اِنَّ کی خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر تینوں قسموں کا جواب قسم، قسم جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ ہوا۔

تفسیر وربط: احوال قیامت اور اسکی ہولنا کی بیان فرما کر اللہ تعالی نے چند ستاروں کی قسم کھائی ہے، اس بات پر کہ قرآن مجید حق ہے، بحفاظت من جانب اللہ بھیجا گیا ہے، اور جس ذات پر بھیجا گیا ہے وہ بڑی ہستی والی ہے، وحی لانے والے کو پہلے جانتے پہچانتے تھے، اس لیے اسکے حق ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہے۔ (معارف)

فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس: ان تینوں صفات کا تعلق ستاروں سے ہے، اور ستاروں سے پانچ ستارے مراد ہیں ① مشتری (۲) مریخ ③ زہرہ ④ عطارد ⑤ زحل۔ ان پانچ ستاروں کو خمسہ متحیرہ کہتے ہیں، انکی بڑی عجیب وغریب حیرت ناک حالت ہے، کبھی یہ مغرب سے مشرق کی طرف سیدھے چلتے ہیں، اس اعتبار سے انکو الجوار کہا جاتا ہے، پھر چلتے چلتے رک جاتے ہیں انکی حرکت بند ہو جاتی ہے، پھر یہ الٹا چلنا شروع ہو جاتے ہیں مشرق سے واپس مغرب کی طرف، اس اعتبار سے انکو الخنس کہا جاتا ہے، کبھی یہ چلتے چلتے چھپ جاتے ہیں، اس اعتبار سے انکو الکنس کہا جاتا ہے ان ستاروں کا آسمان میں اس طرح ہیر پھیر کر کے چلنا قدرت خداوندی کی عجیب وغریب دلیل ہے، مقصود خداوندی انکی حرکات سے یہ ہے کہ قدرت الٰہی کا مشاہدہ کریں اور ایمان لائیں۔ (مظہری، معارف)

واللیل اذا عسعس: عسعس کا معنی رات کا آنا، اور چھا جانا بھی آتا ہے، اور رات کا جانا اور ڈھلنا بھی آتا ہے، اور دونوں قدرت ذات باری تعالی کو ظاہر کرتی ہیں، کہ روشنی کے بعد پوری دنیا میں اندھیرا چھا گیا، پھر اندھیرا سمٹنے لگا اور اس سے آہستہ آہستہ روشنی پھوٹنے

لگی۔ **والصبح اذا تنفس** صبح کا روشن ہونا بھی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، ان سب اشیاء کی قسم کھانے کے بعد فرمایا **انہ لقول رسول کریم** کہ یہ قرآن مجید جو صبح صادق کی طرح روشنی پھیلا رہا ہے محمد ﷺ نے خود اپنی طرف سے نہیں بنایا بلکہ یہ ایک معزز رسول حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زبانی آپ ﷺ تک پہنچا ہے، یہ کلام اللہ ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ پر وحی لاتے ہیں، آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں، تب آپ ﷺ اس کو سن کر لوگوں کو سناتے ہیں چنانچہ حکیم الامت رحمہ اللہ نے ترجمہ یہ فرمایا ہے یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا۔

ذی قوۃ عند ی العرش مکین مطاع ثم امین ان آیات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چند اوصاف کو ذکر کیا گیا ہے

① **کریم**: بہت معزز فرشتے ہیں اللہ تعالی اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان واسطہ ہیں ② **ذی قوۃ** زبردست قوت کا مالک ہے کما قال اللہ: **علمہ شدید القوی** جس نے قوم عاد وثمود کی بستیوں کو آناً فاناً زیروزبر کر دیا، تہہ وبالا کر دیا، ایک ہی لمحہ میں آسمان سے زمین تک اور زمین سے آسمان تک پہنچ جاتا ہے ③ **عند ذی العرش مکین** اللہ رب العزت کے ہاں اسکا بڑا مرتبہ ہے، انکو بارگاہ قدوس تک رسائی حاصل ہے۔ ④ **مطاع ثم امین** آسمان میں وہ سردار ہیں باقی فرشتے ان کے زیر فرمان ہیں جبرائیل علیہ السلام جو بھی حکم دیتے ہیں باقی فرشتے انکی اطاعت کرتے ہیں۔ جیسا کہ لیلۃ المعراج میں ابواب کھولنے کے وقت ⑤ **امین** ایک صفت یہ ہے کہ امانت دار ہیں جو حکم انکو من جانب اللہ دیا جاتا ہے بعینہ وہی حکم نبی ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں، اس میں کوئی کمی وبیشی نہیں کرتے، پس جب قرآن پاک کے لانے والے فرشتے ان اوصاف کے مالک ہیں تو قرآن کا من جانب اللہ ہونا شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ (مظہری، معارف)

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ○ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ○ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ○ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ○ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

ترجمہ: اور نہیں ہے تمہارا ساتھی دیوانہ اور البتہ تحقیق دیکھا اس (نبی ﷺ) نے اس جبرائیلؑ کو کھلے کنارہ میں، اور نہیں وہ نبی ﷺ غائب (کی باتوں) پر بخل کرنے والے۔ اور نہیں ہے وہ قرآن مجید شیطان مردود کا کلام، پس کہاں جا رہے ہو تم، نہیں وہ قرآن

پاک مگر نصیحت جہان والوں کے لیے یعنی اس شخص کے لیےجو چاہے تم سے یہ کہ درست ہو جائے اور نہیں چاہ سکتے تم مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔

حل المفردات: صاحب ساتھی، جمع اسکی صاحبون، اصحاب **مجنون** واحد مذکر اسم مفعول، معنی پاگل، از (ن) دیوانہ ہونا، چھپنا۔ **راٰہ** واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ف) بمعنی دیکھنا۔ **الافق** کنارہ، جمع اسکی آفاق۔ **المُبِیْنُ** واحد مذکر اسم فاعل، اصل میں مُبْیِنٌ تھا، یا پر کسرہ ثقیل تھا نقل کر کے با کو دے دیا المُبِیْنُ ہو گیا، از (افعال) ظاہر کرنا، واضح کرنا، ظاہر ہونا، واضح ہونا، **بضنین** واحد مذکر صفت مشبہ، بخل کرنے والا، از (ض، ن) بخل کرنا۔ **شیطٰن** دیو، ہر سرکش و نافرمان، جمع اسکی شیاطین، از (ن) مخالفت کرنا، دور کرنا۔ **رجیم** واحد مذکر صفت مشبہ، مردود، ملعون، از (ن) لعنت کرنا۔ **العٰلمین** جمع ہے، مفرد عالم ہے، اللہ کے ماسوا ہر چیز کو عالم کہا جاتا ہے، پھر عالم کی کئی اقسام ہیں انسان، فرشتے، جنات، حیوانات، اشجار وغیرہ ان **یَسْتَقِیْمَ** واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (استفعال) سیدھا ہونا، اصل میں یَسْتَقْوِمُ تھا، واؤ کا کسرہ نقل کر کے کاف کو دیا، پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور اسکو یاء سے بدلا، بقانون میزان۔ **تَشَآءُوْنَ** جمع مذکر حاضر مضارع معروف، از (ف) چاہنا، اصل میں تَشْیَئُوْنَ تھا، یاء کا فتحہ نقل کر کے شین کو دیا اور یاء کو الف سے تبدیل کیا بقانون یقال یخاف۔

حل التركيب : **وما صاحبكم بمجنون**: واؤ عاطفہ، ماشبہ بلیس، صاحب مضاف، کم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم، با زائدہ، مجنون مجرور، لفظاً منصوب، محلاً خبر ما، ما اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف اول۔ **ولقد راٰہ بالافق المبين** واؤ عاطفہ، لام تاکیدیہ، قد برائے تحقیق، رای فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے محمد ﷺ اسکا فاعل، ہٗ ضمیر راجع بسوئے جبرائیل علیہ السلام اسکا مفعول بہ، باء حرف جار، الافق موصوف، المبین صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا رای کے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ثانی۔

وماهو على الغيب بضنين: واؤ عاطفہ، ما مشبہ بلیس، ھو ضمیر راجع بسوئے محمد ﷺ اسکا اسم، علی حرف جار، الغیب مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ضنین کے، با حرف جار، زائدہ، ضنین مجرور، لفظاً منصوب، محلاً ماشبہ بلیس کی خبر، ما اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف ثالث۔ **وما هو بقول شيطٰن رجيم** واؤ عاطفہ، ما مشبہ بلیس، ھو ضمیر راجع بسوئے

قرآن اسکا اسم، با حرف جار زائدہ، قول مضاف، شیطان موصوف، رجیم صفت، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ ہوا قول مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، لفظاً منصوب محلاً خبر ہوئی ما مشبہ بلیس کی، ما اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف رابع۔ **فاین تذهبون** فاء عاطفہ، این استفہامیہ ظرف مکان مبہم منصوب، محلاً مفعول فیہ، برائے تذھبون، تذھبون فعل بافاعل، فعل فاعل ومفعول فیہ مقدم سے ملکر معطوف خامس، یہ تمام معطوفات ملکران کا عطف ہے جواب قسم انه لقول رسو ل پر، **ان هو الا ذكر للعلمين لمن شآء منكم ان يستقيم وما تشآء ون الآ ان يشآء الله رب العلمين** اِنْ نافیہ، ھو ضمیر راجع بسوئے قرآن مبتدا، اِلّا حرف استثناء زائدہ برائے حـ ر، لام جار، العلمین مبدل منہ، لام جارہ، من موصولہ شاء فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے من اسکا فاعل، منکم جار مجرور متعلق ہوا شاء کے، اَنْ مصدریہ، یستقیم فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول بہ ہے شاء کا، شاء اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر بدل ہوا مبدل منہ کا، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ذکـر کے، جوکہ خبر ہے ھو ضمیر مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **وما تشآء ون الآ ان يشآء الله رب العلمين** واؤ عاطفہ، ما نافیہ، تشاء ون فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، اِلّا حرف استثناء، اَنْ مصدریہ، یشاء فعل، لفظ اللہ موصوف، یا مبدل منہ، رب العالمین مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، یا بدل، موصوف صفت یا مبدل منہ اور بدل ملکر فاعل ہوا یشاء کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مستثنیٰ مفرغ ہوکر مفعول بہ ہوا تشاء ون فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر : ماقبل میں صداقت قرآن کا بیان تھا، اب صداقت نبی ﷺ کا بیان ہے۔ بعنوان دیگر ماقبل وحی لانے والے کے اوصاف کا ذکر تھا اب اس ذات کے اوصاف کا بیان ہے جس پر وحی نازل کی گئی۔ **وما صاحبكم بمجنون** :کفار کے بیہودہ اعتراض کا جواب ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ کفار کو غیب کی خبریں احوال قیامت اور اپنی نبوت کے متعلق بتاتے تو کفار کہتے (نعوذ باللہ) یہ مجنون ہو گئے ہیں، انکا جواب ہے کہ حضور ﷺ بچپن سے جوانی تک تمہارے ساتھ رہے ہیں، یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجنون نہیں ہیں، بلکہ تمہیں یقین ہے کہ بڑے عقیل وفہیم ہیں، اس لیے ان کے سچا ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (مظہری)

ولقد راه بالافق المبين : کفار کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے، کہ محمد ﷺ کہتے

ہیں میرے پاس جبرائیل علیہ السلام فرشتے اللہ کا کلام لیکر آتے ہیں، کیا محمد ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے ممکن ہے کہ وہ جبرائیل علیہ السلام نہ ہوں، کوئی شیطن انکے پاس آتا ہو، اور یہ کلام سنا کر جاتا ہو، ان کے اشکال کا جواب ہے کہ محمد ﷺ وحی لانے والے فرشتے جبرائیل علیہ السلام سے اچھی طرح واقف ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے انکو اپنی اصلی شکل وصورت میں آسمان کے مشرقی کھلے اور واضح کنارے پر دیکھا۔ نہایت عظمت وجلال کی صورت تھی، پورے کنارے کو گھیرے ہوئے تھے، جیسا کہ سورۃ نجم میں ہے **وھو بالافق الاعلی۔**

وماھو علی الغیب بضنین: تیسرے اعتراض کا جواب ہے، کفار نبی ﷺ کے بارے میں کہتے کہ آپ ﷺ کاہن ہیں، کاہن وہ ہوتا ہے جو جنات وغیرہ کے ذریعہ سے کچھ غیب کی باتوں کی خبر دیتا ہے، نہ آخرت کے احوال بتلاسکتا ہے، نہ قیامت و جنت وجہنم کے احوال بیان کر سکتا ہے، نہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال بتلاسکتا ہے، نہ آئندہ آنیوالے ہولناک واقعات بتلاسکتا ہے۔ صرف دنیاوی معاملات میں پیش آنیوالے واقعات کا بے تکا حال بیان کرتا ہے۔ وہ بھی اس طرح کہ ایک سچی ہوگی اور سو غلط ہونگی، اپنی طرف سے ملا دیں گے، اور نبی ﷺ کی باتیں ایسی نہیں، بلکہ جو بات آپ ﷺ بتلاتے ہیں وہ روز روشن کی طرح سچی ہوتی ہے اس لیے آپ ﷺ کاہن نہیں، بلکہ اللہ کے سچے نبی ﷺ ہیں۔ **وما ھو بقول شیطن رجیم**: ان کفار کے ایک اور اعتراض کا جواب ہے، وہ کہتے ہیں قرآن پاک اللہ کا کلام نہیں، بلکہ شیطان کا کلام ہے، جو محمد ﷺ کے پاس آکر انکو سناتا ہے، اللہ تعالی جواب دے رہے ہیں کہ یہ قرآن پاک شیطان مردود کا کلام نہیں، کیونکہ اس میں تو توحید ورسالت وقیامت کا بیان ہے، اور اچھے کاموں کی ترغیب ہے، مثلاً نماز، صدقات، صلہ رحمی، عبادت، عفت، صداقت، رحم دلی، صبر وحلم کی تلقین، برے کاموں کی مذمت کی گئی ہے چوری' ڈاکہ' زنا' شراب' ظلم' تکبر وغیرہ بھلا شیطان کا ان چیزوں سے کیا واسطہ، اس لئے ثابت ہوا یہ کلام شیطن نہیں، بلکہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ (حقانی)

فاین تذھبون تو تم کدھر جارہے ہو، سیدھے راستے پر کیوں نہیں چلتے، گناہ اور جہنم والے راستے پر کیوں جارہے ہو، سچ کو پہچان لو، صداقت کا اقرار کرلو۔

ان ھو الا ذکر للعلمین: یہ قرآن پاک اپنے مضامین اور اپنی خوبیوں، اپنی روحانی تاثیروں کی وجہ سے تمام جہان والوں کے لیے نصیحت وہدایت ہے، اس لیے اس سے نصیحت حاصل کریں۔ **لمن شاء منکم ان یستقیم** مقصد یہ ہے کہ ویسے تو قرآن پاک تمام جہان

والوں کے لیے نصیحت ہے، لیکن اس سے نفع وہی شخص حاصل کریگا جو اپنی اصلاح کرنے کا ارادہ کرلے۔ اپنے امراضِ روحانیہ ونفسانیہ کا علاج کرنا چاہے۔ جسکا ارادہ ہی نہیں ہے تو قرآن پاک سے اسکی اصلاح کیسے ہوگی، عن ابی ھریرۃؓ لمن شآء منکم ان یستقیم کے نزول کے وقت ابوجہل سے کہا ہمیں اختیار مل گیا تو وماتشاء ون نازل ہوئی۔ وما تشاء ون الاان یشاء اللہ رب العالمین مقصد یہ ہے کہ اپنی اصلاح اور سدھرنے کا ارادہ بھی وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اللہ چاہے، اللہ توفیق دے انسان کے بس میں نہیں ہے، انسان قضا وقدرت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اس لیے اللہ ہی کی توفیق وارادے سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ (مظہری)

سورۃ الانفطار مکیہ

ایاتہا ۱۹ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ○

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائیگا اور جب ستارے ٹوٹ کر بکھر جائیں گے اور جب سمندر بہا دیے جائینگے اور جب قبریں اکھیڑ دی جائینگی، تو جان لیگا نفس اس چیز کو جو اس نے آگے بھیجی اور جو پیچھے چھوڑی۔

حل المفردات: انفطرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (انفعال) پھٹنا۔ الکواکب جمع ہے کوکب کی، بمعنی ستارے۔ انتثرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (افتعال) جھڑنا، بکھرنا، فجرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (تفعیل) پانی بہانا۔ القبور جمع ہے قبر کی۔ بعثرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (فعللہ) بکھیرنا، اکھیڑنا، اخرت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (تفعیل) بمعنی پیچھے کرنا۔

حل الترکیب: اذاالسمآء انفطرت اذا شرطیہ، السماء فاعل، برائے فعل محذوف، انفطرت کے فعل اپنے فاعل سے ملکر مفسَّر، انفطرت فعل، ھی ضمیر اسکا فاعل، فعل فاعل ملکر مفسِّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر معطوف علیہ۔

واذا الکواکب انتثرت مثل اذا السماء انفطرت کے ہوکر معطوف اول۔ واذا البحار فجرت مثل اذا السماء انفطرت کے ہوکر معطوف ثانی۔ واذا القبور بعثرت مثل اذاالسماء انفطرت کے ہوکر معطوف ثالث۔ معطوف علیہ اپنے تمام

معطوفات سے ملکر شرط۔ علمت نفس ماقدمت و اخرت، علمت فعل، نفس فاعل، ما موصولہ، قدمت فعل، ھی ضمیر راجع بسوئے نفس فاعل، ہ ضمیر محذوف مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اخرت فعل، ھی ضمیر اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ ملکر مفعول بہ ہوا علمت فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

تفسیر: اس سورت کا مشہور نام سورۃ الانفطار ہے، اسکے دو اور نام ہیں ① سورۃ انفطرت ② سورۃ المنفطرۃ۔

ربط: سورت سابقہ میں قیامت کے احوال واہوال کا ذکر تھا، اس سورت میں بھی قیامت کے احوال واہوال کا بیان ہے اور درمیان میں غفلت پر تنبیہ ہے۔

اذا السماء انفطرت: قیامت کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہوگا کہ آسمان پھٹ جائیگا، سورۃ النبأ میں کہا گیا **وفتحت السماء فکانت ابوابا** اور کورت میں فرمایا **اذا السماء کشطت** ان سب کا مقصد ایک ہے کہ موجود آسمان نفخہ اولی کے وقت پھٹ جائیگا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا، اس کی جگہ ایک اور آسمان بنا دیا جائیگا، جو ابدی ہوگا۔ **واذا الکواکب انتثرت** مقصد یہ ہے کہ جب آسمان پھٹ جائیگا تو اس پر جو ستارے ہیں وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کر جھڑ جائیں گے۔ بکھر جائیں گے اسکا مفہوم بعینہ **واذا النجوم انکدرت** ہے۔

واذا البحار فجرت اور جب سمندر بہا دیے جائینگے، مقصد یہ ہے کہ کڑوے اور شیریں سمندر کو آپس میں ملا دیا جائے گا اور پھر یہ ابل پڑیگا جوش ماریگا، پوری تفصیل **واذا البحار سجرت** میں گزر چکی ہے، یہ تین حادثات نفخہ اولی کے وقت ہونگے **واذا القبور بعثرت** یہ واقعہ نفخہ ثانیہ کے وقت ہوگا، جب قبروں کو اکھیڑ دیا جائیگا، زیر وزبر کر دیا جائیگا، اور اس سے مردے نکل آئینگے، اور میدان حشر میں حساب کے لیے جمع ہونگے، واقعات ہولناک تھے، اس لیے عظمت شان کی وجہ سے تمام کو اذا سے ذکر فرمایا **علمت نفس ماقدمت واخرت** تو ہر نفس اچھی طرح جان لیگا اس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔

قدمت و اخرت کے مختلف مطلب بیان کیے گئے ہیں ① ماقدمت سے مراد اس پر عمل کر لینا ہے، اور ما اخرت سے مراد ترک عمل ہے، تو قیامت میں ہر شخص جان لیگا نیک بد میں سے کس نے کیا کیا اور کیا چھوڑا ② ماقدمت سے مراد وہ اعمال ہوں جو اس نے خود کیے خواہ نیک

ہوں یا بد، اور اَخَّـــرَتْ سے مراد وہ عمل ہوں جنکو خود نہیں کیا، لیکن انکی رسم ڈالی، اگر نیک عمل تھے تو ثواب ملتا رہے گا اور اگر برے تھے تو برائی لکھی جاتی رہے گی۔

حدیث: فرمان نبی ﷺ ہے جس نے اسلام میں کوئی اچھی سنت اور طریقہ جاری کرایا اسکا ثواب اسکو ہمیشہ ملتا رہیگا اور جس نے کوئی بری رسم اور گناہ کا کام دنیا میں جاری کردیا تو جب تک لوگ اس برے کام میں مبتلا ہونگے اسکا گناہ اسکے لیے بھی لکھا جاتا رہے گا۔ (معارف)

③ ماقدمت سے مراد جو اول عمر میں کیے اور ما اخرت سے مراد جو آخر عمر میں کیے ④ ماقدمت سے مراد نیک و بد اعمال ہیں اور ما اخرت سے مراد وہ مال و زر جو اس نے چھوڑا تھا۔ (حقانی)

يَـا أَيُّهَـا الْإِنْسَـانُ مَـا غَـرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْ أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝

ترجمہ: اے انسان کس چیز نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے تجھے تیرے رب کیساتھ جو کریم ہے وہ ذات جس نے پیدا کیا تجھ کو پھر ٹھیک کیا تجھ کو پھر برابر کیا تجھ کو جس صورت میں چاہا اس نے جوڑ دیا تجھ کو۔

حل المفردات: غَرَّ واحد مذکر غائب ماضی معروف از (ن) دھوکہ دینا بھول میں ڈالنا فعدلك واحد مذکر غائب ماضی معروف از (ض) برابری کرنا صورة جمع اسکی صور رکبك واحد مذکر غائب ماضی معروف از (تفعیل) ترکیب دینا، جوڑنا۔

حل الترکیب: یاایھا الانسان ماغرك بربك الکریم الذی خلقك فسوّٰك فعدلك یا حرف ندا قائم مقام ادعو اَدْعُوْ فعل با فاعل، اَیُّھَا مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، الانسان صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر منادی، ما استفہامیہ بمعنی ای شئ مبتدا، غَـرَّ فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے ما اسکا فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، بـا حرف جار، ربك مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، الکریم صفت اول، الذی اسم موصول، خلق فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے الذی اسکا فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، فا عاطفہ، سوی فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف اول، فا عاطفہ، عدل فعل، ھو ضمیر اسکا فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا ما موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ثانی، موصوف اپنی ہر دو صفت سے ملکر مجرور ہوا با حرف

جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا غرّ کے، فعل اپنے فاعل ومفعول ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جواب ندا، منادی جواب ندا سے ملکر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا، **فی ای صورۃ ماشاء رکبك** فی حرف جار، ای مضاف، صورۃ موصوف، ما زائدہ، شاء فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ ہوا ای مضاف کا' مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا رکب کے، رکب فعل، ھو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول، بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ مفسِّرہ ہوا۔ یہ جملہ فعدلک کی تفسیر ہے۔

تفسیر: **یاایُّھا الانسان ماغرّك بربك الکریم**: قیامت کے احوال کا ذکر کر کے انسان کی غفلت وغرور کا ذکر فرمارہے ہیں، کہ جب قیامت کا وقوع یقینی ہے اور انسان کو اپنی ہر چیز کا حساب دینا ہے تو اے انسان تو کیوں خواب غفلت میں پڑا ہوا ہے، تجھے کس چیز نے غرور میں ڈال دیا ہے تو اپنے رب کی نافرمانی کررہا ہے، تجھے کس چیز نے بھول اور دھوکہ میں ڈال رکھا ہے، تو اپنے رب کی توحید کا اقرار نہیں کرتا جبکہ اس رب کے تیرے اوپر بڑے احسانات ہیں۔ (معارف ملخصا)

سوال: الانسان سے کیا مراد ہے؟

جواب: ① عطا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں ہے ② کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ابن الاسد کلدہ بن اسید کافر کے بارے میں ہے اس نے حضور اکرم ﷺ کی گستاخی کی تھی، مگر خدا تعالیٰ نے اسکو دنیا میں سزا نہ دی جس سے وہ اور بھی اِترا گیا، تب یہ آیت نازل ہوئی ③ اور علماء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کافر وگنہگار مومنوں کو شامل ہے۔ (حقانی) **الکریم** اس صفت کے ذکر کرنے میں اسکے جواب کی طرف اشارہ ہے، کہ انسان کے بھول جانے اور دھوکہ میں پڑ جانے کا سبب حق تعالیٰ کا کریم ہونا ہے، کہ وہ اپنے لطف وکرم سے انسان کو فوراً گناہ پر سزا نہیں دیتا۔ بلکہ اسکے رزق آسائش دنیوی میں کچھ کمی نہیں آتی، لطف وکرم اسکے دھوکہ اور غرور کا سبب بن گیا، حالانکہ ذرا عقل سے کام لیتا تو یہ لطف وکرم غرور کا سبب بننے کی بجائے اور زیادہ اپنے رب کریم کے احسانات کا ممنون ہوکر اطاعت میں لگ جانے کا سبب ہونا چاہیے تھا۔ (معارف) آگے اس کے کرم کا بیان ہے۔ **الذی خلقك فسوّاك** اس ذات نے تجھے پیدا کیا، یہ اسی کا کرم ہے اور اللہ نے صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ انسان کے وجود اعضاء کو خاص مناسبت کیساتھ درست کر کے بنایا۔ ہر عضو کو اسکی مناسب جگہ دی، ہر عضو کی حالت طول وعرض کو تناسب سے بنایا، **فعدلك** مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا، اسکے

اعضاء کو مناسب بنایا، پھر اسکے مزاج میں اعتدال رکھا، اور ہر عضو کی بناوٹ میں بھی اسکے مزاج کا لحاظ رکھا، جس کو گرمی کی ضرورت تھی، اسکو گرم بنایا، اور جس میں زیادہ رطوبت کی ضرورت تھی اس میں رطوبت رکھی۔ (معارف)

فی ای صورۃ ماشآء رکّبك: تخلیق وتسویہ وتعدیل کے بعد جب شکل وصورت بنانے کا وقت آیا تو اللہ تعالی نے جس طرح چاہا اسکی صورت بنادی، کسی کو مرد بنایا، کسی کو عورت، کسی کو حسین وجمیل بنادیا، تو کسی کو قبیح و بدشکل، ایسی قدیر وکریم ذات کی قدرت وکرم کا تقاضا یہ تھا کہ انسان اسکی توحید کا اقرار اور احکام کی فرمانبرداری کرتا، لیکن انسان اسکا انکار کرکے بہت بڑے دھوکہ میں ہے۔ (معارف ملخصا)

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ○ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ○ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ○ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ○ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِيْنَ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں بلکہ تم جھٹلاتے ہو بدلے کو اور بیشک تمہارے اوپر البتہ نگرانی کرنے والے ہیں، جو عزت والے ہیں، جو لکھنے والے ہیں، جو جانتے ہیں اس چیز کو جو تم کرتے ہو، بیشک نیک لوگ نعمت (جنت) میں ہیں، اور بیشک گنہگار لوگ البتہ جہنم میں ہیں، داخل ہونگے اس جہنم میں بدلے کے دن، اور نہیں وہ اس جہنم سے غائب ہونے والے اور کیا پتہ آپکو کہ کیا ہے بدلے کا دن، پھر کیا پتہ آپکو کیا ہے بدلے کا دن۔ جس دن نہیں مالک ہوگا کوئی نفس کسی کے لیے کسی چیز کا اور حکم اس دن اللہ ہی کے لیے ہے۔

حل المفردات: تکذبون جمع مذکر حاضر مضارع معروف، از (تفعیل) جھٹلانا۔ حفظین جمع مذکر سالم اسم فاعل، از (س) حفاظت کرنا، یاد کرنا، کاتبین جمع مذکر سالم اسم فاعل، از (ن) لکھنا الابرار جمع ہے بار کی، نعیم صفت مشبہ، از (ن ف س) خوشحال ہونا۔ از (ک) الفجار جمع فاجر کی، بمعنی گنہگار، یَصْلَوْنَهَا جمع مذکر غائب مضارع معروف، دراصل یَصْلَيُوْنَ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح، اسکو الف سے تبدیل کیا، الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوگیا بقانون قال یصلون ہوگیا، از (س) آگ میں جلانا، جلنا، آگ کی گرمی

برداشت کرنا۔ غَـائِبِیْنُ جمع مذکر اسم فاعل، اصل میں غَـایِبِیْنُ تھا بقانون الف فاعل یا ہمزہ سے تبدیل ہوگئی، از (ض) غائب ہونا۔

حل الترکیب : کلابل تکذبون بالدین کلا حرف ردع، بل برائے اعراض، تکذبون فعل، واؤ ضمیر بارز ذوالحال، باء حرف جار، الدین مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تکذبون کے۔

وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون : واؤ حالیہ، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، علیکم جار مجرور ملکر متعلق ثابت کے ہوکر خبر مقدم، لام تاکیدیہ، حافظین موصوف، کراماً صفت اول، کاتبین صفت ثانی، یعلمون فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، ماموصولہ تفعلون فعل با فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا' موصول صلہ ملکر مفعول بہ، یعلمون کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ثالث، برائے حافظین، موصوف اپنی تینوں صفات سے ملکر اسم مؤخر، اِنَّ اپنے اسم مؤخر و خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال ہے تکذبون کی ضمیر سے، ذوالحال حال مل کر فاعل' فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **ان الابرار لفی نعیم** اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الابرار اسم، لام تاکیدیہ، فی جار نعیم مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر، متعلق کائنون کے ہوکر ان کی خبر' ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ **وان الفجار لفی جحیم** کی ترکیب مثل **ان الابرار لفی نعیم** کے ہوکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

یصلونها یوم الدین : یصلون با ضمیر بارز فعل با فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ، یوم الدین مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ و مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ہے، یا جحیم کی صفت ہے، یا لفی جحیم کے متعلق کائنون کی ضمیر سے حال ہے

وما هم عنها بغائبین : واؤ عاطفہ، ما مشبہ بلیس، ھم ضمیر اسم، عن حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا غائبین کے اور غائبین خبر ما مشبہ بلیس کی' ما، اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ ہوا' یا واؤ حالیہ ہے، اور جملہ یصلون کی ضمیر سے حال ہے۔

وما ادراك مایوم الدین : واؤ عاطفہ، ما استفہامیہ مبتدا، ادری فعل، ھو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ اول، مایوم الدین ما استفہامیہ مبتدا، یوم مضاف، الدین مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور

دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر خبر ہے مبتدا ما کی، مبتدا خبر ملکر جملہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ۔ ثم ما ادراك ما یوم الدین ثم عاطفہ، باقی ترکیب مثل سابق ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

یوم لاتملك نفس لنفس شیئا: یوم مضاف، لانافیہ، تملك فعل، نفس فاعل، لام جار، نفس مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تملك کے، شیئا مفعول بہ برائے تملک، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر محلاً مجرور مضاف الیہ ہوا یوم مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا اذکروا فعل محذوف کا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

والامر یومئذ للہ واؤ عاطفہ، الامر مبتدا، للہ جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہوکر خبر، اور یومئذ مثل ترکیب سابق مفعول فیہ، برائے ثابت، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

تفسیر: کلا بل تکذبون بالدین ماقبل میں ذات باری تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان تھا جن کا تقاضا یہ تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا، لیکن انسان کا کردار یہ ہے کہ اس نے ہرگز اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا، غرور تکبر کو نہیں چھوڑا، بلکہ غرور و تکبر میں اس قدر بڑھ گیا کہ جزا وسزا اور بدلہ کے دن کو بھی جھٹلانے لگا، اگر بدلے اور جزا وسزا کا قائل ہوتا، اس بات کا اعتقاد رکھتا، کہ مجھے اپنے اعمال کا بدلہ ملنا ہے تو غرور و تکبر نہ کرتا۔

وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون: مقصد یہ ہے کہ کفار کا اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرنا اور انکی دیگر بداعمالیاں اور برے کردار سب محفوظ لیے جارہے ہیں، ہمارے فرشتے ان پر مقرر ہیں، جو ہر وقت انکی نگہبانی کررہے ہیں، اور وہ فرشتے ہیں بھی معزز، اور جو تم نیکی بدی کرتے ہو اسکو وہ لکھ دیتے ہیں، اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اسکو وہ جانتے ہیں۔

ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم یصلونھا یوم الدین: مقصد یہ ہے کہ جب تمہارے اعمال لکھے جارہے ہیں تو قیامت کے روز یہ تمام اعمال پیش کیے جائیں گے جن میں تمہاری تکذیب شرک و کفر و دیگر سب بداعمالیاں موجود ہونگی تو تمہیں جزا اور انکا بدلہ ملے گا، جو یہ ہے کہ نیک لوگ تو ہمیشہ والی نعمت میں ہونگے، جنت و بہشت بریں میں ہونگے اور برے لوگ جہنم میں جائینگے۔

وما ھم عنھا بغائبین اسکی دو تفسیریں کی گئی ہیں ① قیامت کے دن جہنم میں ڈالے جائینگے، حیلہ بہانہ نہ چلے گا ② نہ اس سے غائب ہونگے، جیسے دنیا میں دیوار پھاندلی، رشوت

دیدی وغیرہ۔ (حقانی)

جہنم سے اس لیے غائب نہ ہوسکیں گے کیونکہ ان کے لیے خلود دائمی عذاب کا حکم ہے۔

اشکال : معتزلہ کہتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان گنہگار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے کیونکہ وہ فاجر ہیں؟

جواب: تمہارا عقیدہ قطعی ہے اور الفاظ کی دلالت عموم پر ظنی ہے، پس اسکا ثبوت بیکار ہے (حقانی) **وما ادرٰك مایوم الدین ثم ما ادراك مایوم الدین**: آپکو کیا خبر کہ روز جزا کتنا سخت ہے **پھر تکرار** کیساتھ فرمایا، اس تکرار سے روز قیامت اور جزا کی شدت و ہولناکی کو بیان کرنا ہے کہ روز قیامت اتنا شدید و ہولناک ہے کہ آپ ﷺ کو بھی اسکی حقیقت کا علم نہیں **یوم لا تملك نفس لنفس شیئا** اس آیت کریمہ میں روز جزا کی شدت کی ایک جھلک کا بیان ہے، وہ ایسا شدید دن ہوگا کہ اس روز کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا اسکو کوئی نفع نہیں دے سکے گا۔

والامر یومئذ للہ اس دن صرف اللہ ہی کا حکم چلے گا اس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص حرکت بھی نہیں کر سکے گا، برخلاف دنیا کے یہاں غیر اللہ کا حکم چل جاتا ہے، مثلاً حاکم کا رعایا پر، آقا کا نوکر پر، خاوند کا بیوی پر، استاد کا شاگرد پر، روز جزا ایسا نہیں ہوگا۔

فائدہ : اس سے نفی شفاعت نہیں ہوتی کیونکہ کسی کی شفاعت اپنے اختیار سے نہ ہوگی جب تک اللہ تعالی کسی کو اجازت شفاعت نہ دینگے، اس لیے اصل حکم کے مالک اللہ تعالی ہی ہیں۔ وہی اپنے فضل و کرم سے اجازت شفاعت دے دیں اور پھر شفاعت کو قبول کرلے تو وہ بھی اسی کا حکم ہے۔ (معارف)

سورۃ المطففین مکیہ

ایاتها ۳۶ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعها ۱

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ○ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

ترجمہ: ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے وہ لوگ کہ جب تول کر لیتے ہیں لوگوں سے تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب تول کر دیتے ہیں انکو یا وزن کر کے

دیتے ہیں انکو تو گھٹا کر دیتے ہیں کیا نہیں گمان کرتے وہ لوگ کہ بے شک وہ اٹھائے جائیں گے بڑے دن کے لیے جس دن کھڑے ہونگے لوگ رب العلمین کے لیے۔

حل المفردات :ویل بمعنی بڑی خرابی، ہلاکت، عذاب کی شدت، یہ مصدر ہے اور کلمہ وعید ہے، بعض مفسرین کے نزدیک ایک وادی جہنم کا نام ہے۔ **المطففین** جمع مذکر سالم اسم فاعل، از (تفعیل) ناپ تول میں کمی کرنا۔ **اکتالوا** جمع مذکر غائب ماضی معلوم، از (افتعال) تول کر لینا۔ دراصل اکتیلوا تھا بقانون قال اکتالوا ہو گیا۔ **یستوفون** جمع مذکر غائب مضارع معلوم، از (استفعال) پورا حق لینا، دراصل یستوفیون تھا، یا کا ضمہ نقل کر کے فا کو دیا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی، یستوفون ہو گیا۔ **کالوا** جمع مذکر غائب ماضی معلوم، از (ض) تول کر دینا، دراصل کیلوا تھا، بقانون قال کالوا ہو گیا۔ **وزنوا** جمع مذکر غائب ماضی معروف، از (ض) بمعنی وزن کر کے دینا۔ **یخسرون** جمع مذکر غائب مضارع معروف، از (افعال) کم دینا۔ **یظن** واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم، از (ن) گمان کرنا۔ **مبعوثون** جمع مذکر سالم اسم مفعول، از (س) نیند سے بیدار کرنا۔

حل الترکیب :ویل مبتدا، لام جارہ، المطففین موصوف، الذی اسم موصولہ، اذا شرطیہ، اکتالوا فعل بافاعل، علی حرف جار، بمعنی من الناس مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اکتالوا کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر شرط، یستوفون فعل بافاعل، فعل فاعل ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف علیہ۔ **واذا کالوھم الآیہ** اصل میں **کالوالھم** تھا ترکیب اس طرح ہوگی واؤ عاطفہ، اذا شرطیہ، کالوا فعل بافاعل، ھم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، او عاطفہ، وزنوا فعل بافاعل، ھم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط، یخسرون فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صلہ ہے الذین موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ہے المطففین کی، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا لام جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ثابت کے ہو کر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الا یظن اولئٓک انھم مبعوثون o لیوم عظیم ہمزہ استفہامیہ، لا نافیہ، یظن فعل، اولئک اسم اشارہ، مرفوع محلا اسکا فاعل، اَنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھم ضمیر اسکا اسم، مبعوثون صیغہ صفت، ھم ضمیر درو مستتر اسکا نائب فاعل، لام جارہ، یوم موصوف، عظیم صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مبعوثون کے۔

یوم یقوم الناس لرب العلمین یوم ظرف مضاف، یقوم فعل، الناس فاعل، لام جار، رب مضاف، العلمین مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا لام جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یقوم کے، یقوم فعل، اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مجرور، محلا مضاف الیہ ہوا یوم مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا مبعوثون کا، یا اعنی فعل محذوف کا، یا بدل ہے لیوم عظیم سے (اعراب القرآن) فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، یا صیغہ اسم مفعول مبعوثون اپنے فاعل و متعلق و مفعول فیہ سے ملکر خبر ہے ان کی، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر قائم مقام دو مفعول برائے یظن، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال: ویل نکرہ ہے اسکو مبتدا بنانا ٹھیک نہیں کیونکہ نکرہ مبتدا نہیں بن سکتا؟

جواب: ① کبھی نکرہ مبتدا بن جاتا ہے، جبکہ اس میں تخصیص کی جائے جیسے سلام علیک۔ اور یہ بھی سلام علیک کی طرح ہے، یہاں تنوین تعظیم کے لیے ہے گویا اصل عبارت تھی ویل عظیم۔ ② ویل جہنم کا نام ہے، تو اس میں علمیت ہے لہذا یہ معرفہ ہے اسکا مبتدا بنا درست ہے۔ (رازی سورۃ مرسلات)

تفسیر: سورۃ کا نام سورۃ المطففین اور سورۃ التطفیف ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ سورۃ مکی ہے اور حضرت ابن عباسؓ و حضرت قتادہ رحمہ اللہ امام ضحاک رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں مدنی ہے صرف آٹھ آیات مکی ہیں۔

لفظی ربط: ① گزشتہ سورۃ میں کلا بل تکذبون یہاں ویل یومئذ للمکذبین ② گزشتہ سورۃ میں ان الابرار لفی نعیم اس میں بھی ان الابرار لفی نعیم ③ گزشتہ سورۃ میں ان علیکم لحفظین اس میں وما ارسلوا علیھم حفظین۔

معنوی ربط: ماقبل والی سورۃ میں احوال قیامت اور جزاوسزا کا بیان تھا، اس سورۃ میں بھی یہی مضمون آرہا ہے، لیکن ابتداء سورۃ میں ناپ تول میں عدل کرنے کا حکم دیا جارہا ہے، مناسبت واضح ہے، جس طرح ذات باری تعالیٰ عادل ہے، مجازات اعمال میں وہ عدل وا نصاف کریگی تمہیں بھی ناپ تول میں عدل کرنا چاہیے۔

شان نزول:

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کے بعد مدینہ منورہ

میں سب سے قبل یہ سورۃ نازل ہوئی، وجہ یہ تھی کہ اہل مدینہ میں یہ مرض تھی کہ جب کسی سے معاملہ کرتے اگر سودا لینا ہوتا تو پورا پورا ناپ تول کر لیتے، اگر دینا ہوتا تو اس میں کمی اور چوری کیا کرتے تھے، جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو اہل مدینہ اپنی اس عادت سے باز آگئے اور ایسے باز آئے کہ آج تک اہل مدینہ ناپ تول پورا کرنے میں مشہور و معروف ہیں۔ (معارف)

ویل للمطففین: مقصد یہ ہے کہ جو لوگ ناپ تول میں کمی کر کے دوسرے لوگوں کا حق کھاتے ہیں ان کے لیے ہلاکت اور عذاب جہنم ہے، ایسے شخص کو مطفف کہا جاتا ہے اور یہ فعل حرام ہے۔

فائدہ: اگرچہ تطفیف ناپ تول میں کمی کرنے کو کہتے ہیں، مگر مفسرین نے لکھا ہے کہ حقدار کو اس کے حق سے کم دینا تطفیف ہے خواہ اس میں ناپ تول ہو یا نہ ہو، چونکہ عموماً معاملات کا لین دین انہی دو طریقوں سے ہوتا ہے، انہی کے ذریعہ سے کہا جا سکتا ہے کہ حقدار کا حق ادا ہو گیا یا نہیں۔ اس لیے قرآن و حدیث میں خصوصاً انہی دو کا ذکر ہے، لیکن مقصد اس وعید سے یہ ہے کہ ہر حقدار کو اسکا حق پورا دیا جائے، اس میں کمی نہ کی جائے، خواہ اسکا تعلق کیل وزن سے ہو یا عدد (شمار) سے، یا کسی اور طریقہ سے سب تطفیف حرام ہے، خواہ وہ تطفیف حقوق اللہ میں، ہو مثلاً نماز میں کمی کرنا، وضو میں کمی کرنا، یا حقوق العباد میں ہو، مثلاً مزدور ملازم جتنے وقت کا معاہدہ کریں اس میں سے وقت چرانا، وقت کے اندر کام کرنے میں سستی کرنا، یہ سب تطفیف میں داخل ہے، اور پھر عوام تو کیا اہل علم بھی غفلت کرتے ہیں اور اپنی ملازمت کے فرائض میں کمی کرنے کو گناہ نہیں سمجھتے۔ (معارف)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کر دیتے ہیں، دوسری حدیث میں ہے رزق کم کر دیتے ہیں، رزق کم کرنے کی کئی صورتیں ہیں ① رزق ہوتے ہوئے بیماری کی وجہ سے کھا نہیں سکتا ② اشیاء ضرورت مفقود ہو جائیں ③ اشیاء ضرورت کثرت کے باوجود اتنی گراں اور مہنگی ہوں کہ خریدنا مشکل ہو جائے (معارف) **الذین اذا اکتالوا الآیہ:** اس آیت میں ان کی خیانت و مکر و فریب کا ذکر ہے کہ اپنا نفع سوچتے ہیں اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

الا یظن اولئک انھم مبعوثون: اس میں بھی انکو وعید شدید ہے کہ وہ خیال نہیں کرتے ایک دن انہوں نے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے اعمال کا ناپ تول بھی کرانا ہے انکی اس خیانت کا حساب بھی لیا جائیگا پھر اللہ رب العزت کو کیا جواب دیں گے۔

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ○ كِتَابٌ

مَّرْقُوْمٌ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ○ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں بے شک بدکاروں کا نامہ اعمال البتہ سجین میں ہے اور کیا پتہ آپکو کیا ہے سجین وہ دفتر ہے لکھا ہوا ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں بدلے کے دن کو اور نہیں جھٹلاتا اس (بدلے کے دن) کو مگر ہر شخص جو حد سے بڑھنے والا ہے، جو گناہگار ہے، جب تلاوت کی جاتی ہیں اس پر ہماری آیات تو کہتا ہے یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

حل المفردات: فجار جمع ہے فاجر کی۔ سجین صیغۂ مبالغہ معنی ① قید خانہ جو انتہائی تنگ ہو ② دائمی قید خانہ (قاموس) مرقوم واحد مذکر اسم مفعول، بمعنی لکھی ہوئی، مہر لگائی ہوئی، نمبر لگائی ہوئی، از (ن) بمعنی لکھنا، کتاب پر نقطے لگانا۔ معتد واحد مذکر اسم فاعل، دراصل مُعْتَدِیٌ تھا، یا پر ضمہ ثقیل تھا، گرادیا، اجتماع ساکنین ہوا یا اور نون تنوین کے درمیان، یا کو گرادیا، معتد ہو گیا از باب افتعال بمعنی حد سے بڑھنا، ظلم کرنا۔ اثیم واحد مذکر صفت مشبہ، از (س) گناہ کرنا، جمع اسکی اثماء ہے۔ تتلیٰ واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع مجہول، دراصل تتلیُ تھا قال والا قانون لگا از (ن) تلاوت کرنا، پڑھنا۔ اساطیر جمع ہے اسطورۃ یا اسطار یا اسطر کی بمعنی قصہ کہانیاں بے سند باتیں۔ (مظہری)

حل الترکیب: کلا ان کتٰب الفجّار لفی سجین: کلا حرف ردع، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، کتٰب مضاف، الفجار مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر اِنَّ کا اسم، لام تاکیدیہ، فی حرف جار، سجین مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثابت کے ہو کر اِنَّ کی خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ وما ادراك ما سجین واؤ عاطفہ، ما بمعنی ای شئی مبتدا، ادری فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ اول۔ ما سجین ما بمعنی ای شئی مبتداء سجین مبدل منہ۔ کتاب مرقوم کتاب موصوف، مرقوم صفت، موصوف صفت ملکر بدل، مبدل منہ بدل سے ملکر خبر ہے ما کی، مبتدا خبر ملکر جملہ انشائیہ ہو کر مفعول ثانی ادراك کا، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: یہ بھی احتمال ہے کہ کتاب مرقوم خبر ہو مبتدا محذوف ھو کی۔

ویل یومئذ للمکذبین الذین یکذبون بیوم الدین ویل مبتدا، یوم ظرف، مضاف اذ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، برائے مکذبین لام جار، المکذبین موصوف، الذین موصول، یکذبون فعل با فاعل، با جار، یوم الدین مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق یکذبون کے، فعل فاعل و متعلق سے ملکر جملہ ہو کر صلہ ہے موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ہے المکذبین کی، موصوف صفت ملکر متعلق ثابت کے ہو کر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ومایکذب بہ الا کل معتد الیم :واؤ عاطفہ، یا حالیہ یا استینافیہ، ما نافیہ، یکذب فعل، بـــــا حرف جار، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یکذب کے، الا حرف استثناء زائدہ، برائے حصر، (اعراب القران) کل مضاف، رجل موصوف محذوف، معتد صفت اوّل، اثیم صفت ثانی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ ہوا کل مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا یکذب کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **اذا تتلی علیہ ایتنا قال اساطیر الاولین** اذا شرطیہ، تتلی فعل، علی حرف جار، ہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تتلی کے، ایات مضاف، نا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر شرط، قال فعل، ہو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر قول، اساطیر مضاف، الاولین مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہے مبتداء محذوف ھی کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول اپنے مقولہ سے ملکر جزاء ہوئی شرط، کی شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

تفسیر و ربط: ماقبل میں یوم یقوم الناس میں روز قیامت دربار الٰہی میں کھڑے ہونے اور نیکی بدی کی سزا پانے کا ذکر تھا، اب یہاں سے نیکوں اور بدوں کے احوال کا بیان ہے۔ جو مرنے کے بعد حسب اعمال ان کے ساتھ پیش آئیں گے۔

کلاان کتٰب الفجار لفی سجین : کلا کے دو معنی ہو سکتے ہیں ① حقاً کے معنی میں ہو، اس صورت میں یہ مابعد والی کلام کی تاکید کے لیے ہوگا، مقصد یہ ہوگا کہ پکی اور یقینی بات ہے کہ کفار کے نامۂ اعمال سجین میں محفوظ ہیں ② کلا برائے ردع ہو، یعنی ماقبل والی کلام سے انکار، جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم یقوم الناس لرب العالمین لوگ دوبارہ زندہ ہو کر رب کے سامنے کھڑے ہونگے، اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے، تو کفار اس جزاء اور سزا کا انکار کرتے، کلا سے اللہ تعالیٰ انکے انکار پر تنبیہ فرما رہے ہیں، کہ ہرگز تمہارا یہ انکار درست نہیں، تمہارے ہر عمل کا حساب لیا جائیگا، کیونکہ کفار و فجار کے تمام اعمال سجین میں محفوظ ہیں، اور سجین ایک دفتر ہے رجسٹر

ہے، جس پر مہر لگی ہوئی ہے، اس میں اعمال محفوظ ہیں، ان میں کمی و بیشی نہیں ہوسکتی۔

تحقیق سجین :سجین سجن سے ہے، معنی قید خانہ، کہ جہنم کا ایک خاص طبقہ ہے، جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، جو تاریک و تنگ پُر حزن جگہ ہے، جہاں درد و غم کے سوا کچھ نہیں، جہاں طرح طرح کی تکالیف، سانپ، بچھو ہیں، کافر کی موت کے بعد اسکی روح کو اسی سجین میں بند کر دیا جاتا ہے، اور اسی جگہ میں ان کے نامہ اعمال پوری طرح محفوظ ہوتے ہیں، اور نامہ عمال والا رجسٹر بھی رکھا ہوا ہے، جس طرح جیل خانہ کے انچارج کے پاس تمام قیدیوں کے نام و نشان رجسٹر میں محفوظ ہوتے ہیں۔ **كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ** کا مقصد یہ ہوگا، کہ سجین اس کتاب مرقوم (مہر لگایا ہوا رجسٹر) کے رکھنے کی جگہ ہے، یہ مقصد نہیں ہے کہ سجین خود اس کتاب مرقوم کا نام ہے، کیونکہ سجین تو قید خانہ ہے، البتہ اس میں کفار کے نامہ اعمال رکھے ہوئے ہیں، سجین کے مقابلہ میں علیین ہے، جو ساتویں آسمان پر عرش الٰہی کے نیچے ہے، جہاں مومنین کی ارواح بڑی راحت و عیش کے ساتھ رہتی ہیں، مقام علیین عالم بالا میں پر لطف و فرحت بخش جگہ ہے۔

مقام جنت و جہنم:

مذکورہ بالا تفسیر سے معلوم ہوا کہ جہنم زمین میں ہے اور جنت آسمان میں ہے بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **وَجِايْءَ يَومئذ بجهنم** (جب جہنم لائی جائیگی) کی تفسیر پوچھی گئی کہ جہنم کو کہاں لایا جائیگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساتویں زمین سے لائی جائیگی، ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم ساتویں زمین سے نیچے ہے، وہیں سے بھڑکائی جائیگی، اور تمام سمندر و دریا بھڑکا کر اسکو آگ یعنی جہنم میں شامل کر دیا جائیگا۔ (معارف)

وما ادرٰك ماسجين: یہ استفہام اس سجین کی عظمت و ہولناکی کو بیان کرنے کے لیے ہے کہ کیسی ہولناک و خطرناک جگہ ہے جہاں راحت کی کوئی چیز نہیں۔ **كتٰب مرقوم** ماقبل کے استفہام کا جواب ہے کہ سجین کفار و فجار کے نامہ اعمال جو مہر لگائے ہوئے ہیں، انکی جگہ ہے جہاں یہ محفوظ ہیں، مرقوم کے دو معنی ہیں لکھا ہوا' مختوم یعنی مہر لگا ہوا، یہاں دوسرا معنی مرداہے۔

ويل يومئذ للمكذبين :مقصد یہ ہے کہ وہ روز جس روز منکرین و مکذبین و بدکار سجین میں داخل ہونگے انکے لیے بڑی بربادی و ہلاکت کا دن ہوگا۔ **الذين يكذبون بيوم الدين** مکذبین کی تکذیب کا بیان ہے یعنی وہ لوگ جو بدلے اور قیامت کا انکار کرتے ہیں، چونکہ وہ

قیامت اور حساب و کتاب کے منکر ہیں، اس لیے دل کھول کر سرکشی اور بدکاری کرتے ہیں۔
ومایکذب به الا کل معتد اثیم ۔اسی ماقبل کی وضاحت ہے کہ روز جزا کا انکار وہی شخص کرتا ہے جو معتد ہو، معتد وہ شخص ہے جو جاہل ہو، جہالت اور اپنے آباؤ واجداد کی پیروی میں حد سے بڑھ گیا ہو، یہاں تک کہ خدا کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر نہ سمجھتا ہو، جیسے عرب کے بت پرست تھے، اب یورپ کے عیش پسند لوگ۔ اسی طرح روز جزا کا انکار وہ شخص کرتا ہے، جرائیم ہو، اثیم وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے چلے۔ **اذا تتلی علیه ایٰتنا قال اساطیر الاولین**: مقصد یہ ہے کہ قیامت اور روز جزا کا انکار وہی شخص کرتا ہے جو انتہائی سرکش ہے، جب ہماری آیات اس کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں، خصوصاً وہ جن میں جزا کی حالت کا بیان ہے، تو وہ تکبر اور اپنی حماقت اور غباوت کی وجہ سے کہتا ہے، کہ یہ تو پہلے لوگوں کی منگھڑت کہانیاں قصے ہیں، یہ کوئی کلام اللہ تو نہیں۔(مظہری حقانی)

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ○ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ○ ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ○ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ○ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ○ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں بلکہ زنگ پکڑ گئی ہے انکے دلوں پر وہ چیز جو وہ کماتے تھے ہرگز نہیں بے شک وہ اپنے رب سے اس دن البتہ روک دیے جائیں گے پھر بے شک وہ البتہ جہنم میں داخل ہونے والے ہیں پھر کہا جائیگا یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے، ہرگز نہیں بے شک نیک لوگوں کا نامۂ اعمال البتہ علیین میں ہے۔ اور کیا پتہ آپکو کیا ہے علیین، وہ دفتر ہے لکھا ہوا۔ دیکھتے ہیں (یا حاضر ہوتے ہیں) اسکو مقرب فرشتے۔

حل المفردات: رَانَ واحد مذکر غائب ماضی معلوم، اصل میں رَیَن تھا (قال والا قانون) از (ض) غالب ہونا، زنگ آلود ہونا۔ **یکسبون** جمع مذکر غائب مضارع معروف، از (ض) کمائی کرنا، مال یا علم حاصل کرنا۔ **محجوبون** جمع مذکر سالم اسم مفعول، بمعنی روکے ہوئے، از (ن) روکنا، چھپانا۔ **لصالوا** جمع مذکر اسم فاعل، دراصل صالیون تھا، یا کا ضمہ نقل کر کے لام کو دیکر یا کو بوجہ اجتماع ساکنین گرایا گیا، صالون ہوگیا، پھر نون جمع بوجہ اضافت گر گئی، از (س) آگ کی گرمی برداشت کرنا آگ میں جلنا داخل ہونا۔ **علیین** عند البعض یہ جمع ہے، اس کا مفرد عِلِّیٌّ ہے

عند البعض مفرد علو ہے، فراء نحوی کہتے ہیں یہ لفظ جمع کے وزن پر ہے لیکن اس کا کوئی مفرد نہیں ہے، یہ ایک خاص مقام ہے جہاں مومنین کی ارواح استقرار کرتی ہیں۔ یشھد واحد مذکر غائب مضارع معروف از (س) حاضر ہونا، المقربون جمع مذکر سالم اسم مفعول، از تفعیل قریب کرنا۔

حل الترکیب: کلا بل سکتہ ران علی قلوبھم ماکانوا یکسبون : کلا حرف ردع، بل حرف عطف برائے اعراض، ران فعل، علیٰ حرف جار، قلوبھم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ران کے، ما موصولہ، کانوا فعل، از افعال ناقصہ، واؤ ضمیر بارز اسم، یکسبون فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلاً منصوب، کانوا کی خبر، کانوا اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا ما موصول کا، موصول صلہ ملکر فاعل ہوا ران کا، فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کلاانھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون : کلا حرف ردع، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھم ضمیر اسم، عن حرف جار، رب مضاف، ھم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا عن جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا محجوبون کے، یوم مضاف اذ، جو کہ اصل میں اذ یقوم الناس تھا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ برائے مجوبونٗ محجوبون صیغہ صفت کا ھم ضمیر نائب فاعلٗ صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہے اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ثم انھم لصالوا الجحیم : ثم حرف عطف، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھم ضمیر اِنَّ کا اسم لام تاکیدیہ، صالوا مضاف، **الجحیم** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **ثم یقال ھٰذاالذی کنتم بہ تکذبون :** ثم حرف عطف، یقال فعل، ھو ضمیر در و مستتر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر قول، ھذا مبتدا، الذی اسم موصول، کنتم فعل از افعال ناقصہ، تم ضمیر بارز اس کا اسم، بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا تکذبون کے، تکذبون فعل با فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی کنتم کی، کنتم اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر ہوئی مبتداء کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہے قول کا، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کلاان کتٰب الابرار لفی علیین ۝ وماادرٰك ماعلیون ۝ اس جملہ کی ترکیب **کلا ان کتٰب الفجار لفی سجین ۝ وما ادراك ماسجین** کی طرح ہے، وہاں دیکھ لی جائے

۔ **کتاب مرقوم ٥ یشهده المقربون**: کتاب موصوف، مرقوم صفت اول، یشهد فعل، ہ ضمیر مفعول بہ، المقربون فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ثانی ہے کتاب کی، موصوف دونوں صفتوں سے ملکر خبر ہے مبتداء محذوف ھو کی، یا بدل ہے علیون سے، یا عطف بیان ہے' مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: **کلابل** سکتہ **ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون**: کلا حرف ردع' زجر و توبیخ کے لیے آرہا ہے، ماقبل میں کفار کی تکذیب اور انکار کا بیان تھا کلا سے اس پر زجر و تنبیہ ہے کہ ان کا انکار و تکذیب ہرگز درست نہیں اور انکی یہ تکذیب کسی دلیل یا عقل وفہم کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں کی وجہ سے انکے دل زنگ آلود ہو گئے، ہیں جس طرح زنگ لوہے کو کھا کر مٹی بنا دیتا ہے، اسی طرح گناہوں کے زنگ نے ان کے دلوں سے وہ نورانیت و صلاحیت ختم کردی ہے جس کی وجہ سے وہ دولت اسلام سے مشرف ہوتے اور حق و باطل میں امتیاز کرتے اور یہ صلاحیت و استعداد اللہ تعالیٰ ہر انسان کی فطرت و جبلت میں رکھتے ہیں، اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کا ذکر کرنا مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن بندہ گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر اس نے توبہ کرلی اور نادم ہوکر آگے اپنے عمل کو درست کرلیا تو یہ سیاہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور دل اپنی اصلی حالت پر منور ہو جاتا ہے اور اس نے توبہ نہ کی بلکہ اپنے گناہوں میں زیادتی کرتا چلا گیا تو یہ سیاہی اس کے سارے دل پر چھا جاتی ہے اسکا نام ران ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ (معارف) **کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون** : کلا میں دو احتمال ہیں ① بمعنی حقا ② ردع، انکے انکار پر پھر دوبارہ زجر و تنبیہ ہے کہ یہ انکا انکار ہرگز درست نہیں ہے بلکہ انکے انکار و تکذیب اور بداعمالیوں کی یہ سزا دی جائیگی کہ قیامت کے دن یہ کفار و فجار دیدار الٰہی اور زیارت ذات باری تعالیٰ سے محروم ہو جائیں گے، کیونکہ دنیا میں ان لوگوں نے حق کو نہ پہچانا اس لیے زیارت کرنے کے قابل نہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومنین و متقی لوگوں کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا جس طرح کہ احادیث میں اسکی تصریح ہے۔

فائدہ : بعض اکابر رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہر انسان فطرۃً محبت الٰہی پر مجبور ہے اس لیے دنیا کے کفار و مشرکین خواہ کتنے ہی کفر و شرک میں مبتلا ہوں اور ذات باری تعالیٰ کے مطابق غلط عقیدے رکھتے ہوں، مگر اتنی بات تمام میں مشترک ہے کہ محبت الٰہی تمام کے قلوب میں ہوتی ہے، اپنے اپنے عقیدے کے مطابق اسکی جستجو و رضاء جوئی کے لیے عبادتیں کرتے ہیں، راستہ غلط

ہو جاتا ہے اس لیے منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔

وجہ استدلال :اگر کفار کو شوق زیارت باری تعالی نہ ہوتا تو اسکی سزا میں یہ نہ کہا جاتا کہ زیارت سے محروم رہیں گے، کیونکہ جو شخص کسی کی زیارت کا طالب ہی نہیں بلکہ متنفر ہے تو اس کے لیے یہ کوئی سزا نہیں کہ اسکو زیارت سے محروم کیا جائے۔(معارف)

ثم انهم لصالوا الجحيم :مقصد یہ ہے کہ زیارت سے محروم ہونے کے بعد انکو مزید یہ سزا دی جائیگی کہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔**ثم يقال هذا الذى كنتم به تكذبون**:مقصد یہ ہے کہ جہنم میں داخل کرنے کے بعد انکو شرمندہ کرنے کے لیے کہا جائیگا کہ یہ وہی عذاب ہے، وہی جہنم ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے اب یقین آیا کہ نہیں۔

كلاان كتٰب الابرار لفى عليين : کلا میں دونوں احتمال ہیں ① بمعنی حقا ② برائے ردع، کیونکہ کفار مومنین کو کہتے تھے تمہارے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں تمہیں کوئی بدلہ نہیں ملے گا یہ بیکار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے انکار پر زجر و توبیخ فرما رہے ہیں کہ تمہارا یہ انکار ہرگز درست نہیں ہے، بلکہ مومنین کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ ملے گا۔ کیونکہ مومنین کے نامہ اعمال علیین میں محفوظ ہیں جو علیین ساتویں آسمان میں عرش الٰہی کے نیچے واقع ہے جہاں مومنین کی ارواح رہتی ہیں۔

كتاب مرقوم جواب استفہام ہے وہ علیون مہر لگائے ہوئے رجسٹر کے رکھنے کی جگہ ہے۔

يشهده المقربون :اس آیت کی دو تفسیریں کی گئی ہیں ① بیان القرآن میں اسکی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ مقرب فرشتے شوق سے دیکھتے ہیں اور یہ مومن کے لیے کرامت عظیمہ ہے جیسا کہ روح المعانی میں بتخریج عبد بن حمید حضرت کعبؓ کی روایت ہے کہ جب فرشتے مومن کی روح کو قبض کر کے لیجاتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچ کر اس روح کو دیکھتے ہیں پھر فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اس کا اعمال نامہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اعمال نامہ کھولکر دکھایا جاتا ہے ② شھود کا معنی حاضر ہونا ہ ضمیر علیون کی طرف راجع ہو، اور مقربون سے مراد اولیاء و صلحاء ہوں، مقصد یہ ہوگا کہ اس مقام علیین میں اولیاء و صلحاء کی ارواح حاضر ہوتی ہیں۔

سوال: مذکورہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کی ارواح علیین میں ہیں، جبکہ بعض احادیث میں تصریح ہے کہ مومنین کی ارواح جنت میں ہیں ① حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء کی روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں، جو جنت کے دریاؤں پر جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، اور عرش کے نیچے

قندیل لگے ہوئے ہیں، وہاں ان کا قیام ہوتا ہے۔ ② حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمنین کی ارواح ایک پرندہ کی شکل میں جنت کے درختوں کیساتھ آویزاں رہتی ہیں، قیامت کے دن اپنے اپنے جسموں میں لوٹ آئیں گی۔ ③ سورۃ یٰسین میں ہے قیل ادخل الجنۃ اس سے مراد حضرت حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے کہا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کی ارواح جنت میں ہوتی ہیں جبکہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح مؤمنین علیین میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح آیت سے معلوم ہوتا ہے کفار کی ارواح سجین میں ہوتی ہیں جبکہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ کفار کی ارواح کو جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے بظاہر ان میں تعارض ہے؟

جواب: کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ علیین بھی جنت کا ایک حصہ ہے جہاں ارواح مومنین کا مستقل قیام ہوتا ہے البتہ انکو جنت کے دوسرے حصوں کی سیر کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوا ہے لہذا کوئی تعارض نہیں پس یوں کہنا بھی صحیح ہے کہ ارواح علیین میں رہتی ہیں اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ جنت میں رہتی ہیں، اسی طرح سجین بھی جہنم کا ایک حصہ ہے تو یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ارواح کفار سجین میں رہتی ہیں اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ جہنم میں رہتی ہیں۔

سوال: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے مومنین اور کفار کی روحیں انکی قبروں میں رہتی ہیں جیسے حضرت براء بن عازبؓ کی روایت کردہ طویل حدیث میں آیا ہے مومنوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے اسکو زمین ہی سے پیدا کیا اور مرنے کے بعد اسی میں لوٹاتا ہوں اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا حسب الحکم اسکی روح اس کے جسم میں داخل کردی جاتی ہے، اسی طرح کافر کی روح بھی قبر میں لوٹا دی جاتی ہے تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ارواح قبر میں ہوتی ہیں جبکہ آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ علیین اور سجین میں ہوتی ہیں تو ان میں تعارض اور مخالفت واضح ہے۔ (مظہری)

جواب: مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ موت کے بعد ارواح کا اصل مقام تو علیین اور سجین ہی ہوتا ہے البتہ اس روح کا کچھ نہ کچھ رابطہ اور تعلق میت کے ساتھ رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دکھ سکھ محسوس کرتا ہے، منکر نکیر کے سوال کا جواب دیتا ہے، کوئی سلام کرے تو جواب دیتا ہے، اسکی مثال ایسی ہے کہ جس طرح سورج زمین سے ہزاروں میل دور ہے۔ لیکن اس کا اثر یعنی روشنی اور حرارت زمین تک پہنچ رہی ہے، اسی طرح

روح اگر چہ میت سے کروڑوں میل دور ہے لیکن اس کا اثر میت تک پہنچ رہا ہے، اور یہ قدرت خداوندی کے سامنے کوئی بعید نہیں ہے، البتہ میت کو وہ زندگی حاصل نہیں ہوتی جو دنیا کے لوگوں کو حاصل ہے، بلکہ اسکی زندگی ہم سے مختلف ہے اسکو عالم برزخ کہا جاتا ہے جو عالم دنیا و عالم آخرت کے درمیان ہے۔ (مظہری)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ○ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ○ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ○ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ○ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ○ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ○ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ○

ترجمہ: بے شک نیک لوگ البتہ عیش میں ہونگے، مسہریوں پر (بیٹھ کر) دیکھتے ہونگے، تو پہچان لیگا ان کے چہروں میں نعمت کی تر و تازگی کو، پلائے جائینگے وہ خالص شراب سے جو مہر لگی ہوئی ہے، اس کی مہر مشک سے ہے اور اس میں پس چاہیے حرص کریں حرص کرنے والے، اور اس شراب کی ملاوٹ تسنیم سے ہے، دراں حالیکہ وہ ایک چشمہ ہے پئیں گے اس چشمہ سے مقرب لوگ۔

حل المفردات: ارائك جمع ہے اس کا مفرد اریکۃ ہے آراستہ و مزین تخت جس کے چاروں اطراف میں قیمتی پردے لٹکائے جاتے ہیں، اس میں دلہن کو بٹھلایا جاتا ہے اردو میں مسہری کہا جاتا ہے تعرف واحد مذکر حاضر مضارع معروف از (ض) پہچاننا نضرة تر و تازگی رونق از (س، ک، ن) بارونق ہونا، یسقون جمع مذکر غائب مضارع مجہول، دراصل یسقیون تھا (بقانون قال) یسقون بنا، از (ض) پلانا، رحیق خالص شراب، مختوم واحد مذکر اسم مفعول، از (ض) مہر لگانا، ختام ہر وہ چیز جس سے مہر لگائی جائے، جمع ختم۔ فلیتنافس واحد مذکر امر غائب، از تفاعل حرص کرنا، آرزو کرنا، المتنافسون جمع مذکر سالم اسم فاعل، تسنیم باب تفعیل کا مصدر ہے، بمعنی بلند کرنا، سنام اونٹ کی کوہان کو کہا جاتا ہے وہ بھی بلند ہوتی ہے سنام پہاڑ کی چوٹی، یہاں سے مراد جنت کا ایک چشمہ ہے، جس کا پانی تمام پانیوں سے اعلیٰ ہے۔

حل الترکیب: ان الابرار لفی نعیم إنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ابرار ان کا اسم، فی حرف جار، نعیم مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق کائنون کے، کائنون صیغہ صفت اسم فاعل ھم ضمیر ذوالحال، علی الارائك ینظرون ○ تعرف فی وجوھھم نضرة النعیم۔ علی حرف جار، ارائك مجرور، جار مجرور ملکر ینظرون کے متعلق ہوا، ینظرون فعل، واؤ

ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال ہے کائنون کی ھم ضمیر سے، ذوالحال حال مل کر فاعل، کائنون کا صیغہ صفت اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، یہ بھی احتمال ہے کہ علی الار آئک ینظرون جملہ مستانفہ ہو، تعرف فعل، انت ضمیر اس کا فاعل، فی حرف جار، وجوہ مضاف، ھم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا فی حرف جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تعرف کے، نضرۃ مضاف، النعیم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ برائے تعرف، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یسقون من رحیق مختوم: یسقون فعل، واؤ ضمیر بارز راجع بسوئے ابرار اس کا نائب فاعل، من حرف جار، رحیق موصوف، مختوم صفت اول، ختام مضاف، ہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء، مسک خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر مجرور ہوا من جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یسقون کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وفی ذلك فلیتنافس المتنافسون: واؤ عاطفہ، فی حرف جار، ذالک مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فلیتنافس کے، فاء عاطفہ، یتنافس فعل، المتنافسون فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ومزاجه من تسنیم واؤ عاطفہ، مزاج مضاف، ہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، من حرف جار، تسنیم ذوالحال، عینا موصوف، یشرب فعل، با حرف جار، ہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یشرب کے، المقربون فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر صفت ہے عینا کی، وہ حال تسنیم سے، وہ مجرور ہے من جارہ کا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہوکر خبر، مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: عینا میں مزید ترکیبی احتمالات بھی ہیں ① مفعول بہ ہے اعنی فعل محذوف کا ① مفعول بہ ہے یسقون کا ① امدح فعل کا مفعول بہ ہے ① تسنیم مصدر ہے جو عینا کو نصب دے رہا ہے۔ (اعراب)

تفسیر: ابرار کی نعمتوں کا بیان ہے، جو انکو آخرت میں عطا کی جائیں گی۔ ان الابرار لفی نعیم مقصد یہ ہے کہ ابرار لوگ نعمتوں میں ہونگے، عیش وراحت میں ہونگے، عمدہ مکان، باغ، انہار، نفیس کپڑے، حوریں غلمان، سواریاں، خدام دل پسند کھانے، فرحت وسرور جاودانی، سب نعمتیں وہاں موجود ہونگی، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہونگی، نہ کان نے سنی ہونگی، نہ ایسی نعمتوں کا کبھی تصور وخیال آیا ہوگا۔ علی الار آئك ینظرون مقصد یہ ہے کہ انکو تخت

بادشاہت پر بٹھایا جائیگا۔ وہ معمولی تخت نہ ہوگا بلکہ جواہرات سے مزین ہوگا اس کے ارد گرد ریشم کے پردے لگے ہونگے، انکو کوئی نہیں دیکھ سکے گا لیکن وہ اندر بیٹھ کر باہر کی ہر چیز دیکھیں گے، اس لیے ینظرون کا مفعول محذوف کردیا، جس کے بارہ میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔

① ...... جنت کی نعمتوں کو دیکھیں گے ② ...... اپنے دشمنوں کو جہنم میں جلتا دیکھیں گے ③ ...... اپنے رب کو دیکھیں گے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں آخری قول کو پسند فرمایا ہے۔ **تعرف فی وجوھهم نضرۃ النعیم** : مقصد یہ ہے کہ ان کے چہروں سے نعمتوں کی تروتازگی ورونق نور وحسن و جمال و بشاشت نمایاں ہوگی، چودھویں کے چاند کی طرح ان کے نورانی چہرے جگمگائیں گے انکو دوزخیوں کی حالت دیکھ کر ملال نہ ہوگا۔ (حقانی)

یسقون من رحیق مختوم : مقصد یہ ہے کہ انکو خالص شراب پیش کی جائیگی جس سے نہ تلخی ہوگی، نہ بو، نہ دردسر، نہ بے ہوشی، نہ بدحواسی، بلکہ اس سے سرور حاصل ہوگا۔ **ختامه مسك** پھر اس پر مہر لگی ہوگی، وہ مشک کی ہوگی، جس کی خوشبو شراب کے اندر سرایت کر جائیگی، جس سے اس کا مزا بڑھ جائیگا، اور مشک اس میں گرمی بھی پیدا کریگا، اس سے وہ جلدی ہضم ہو جائیگی، بعض مفسرین ختام کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ اس شراب کا اختتام مشک سے ہوگا، یعنی کوئی خوشبودار چیز دی جائیگی جو ان کے منہ میں مشک جیسی خوشبو پیدا کردے گی، جس طرح کھانے کے بعد الائچی یا پان دیا جاتا ہے۔ (حقانی۔مظہری)

فلیتنافس المتنافسون : مقصد یہ ہے کہ آج تم دنیا کی چیزوں کی طرف رغبت کر رہے ہو یہ ناقص و فانی نعمتیں ہیں، اگر نہ ملیں تو فکر کی بات نہیں انکی حرص نہ کرو، اصل تو جنت کی نعمتیں ہیں، اگر حرص کرنا ہے تو ان نعمتوں کی حرص کرو، تنافس کا معنی ہوتا ہے چند آدمیوں کا کسی مرغوب و محبوب چیز کو حاصل کرنے کے لیے جھپٹنا، دوسرے سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ (معارف)

ومزاجه من تسنیم : ابرار کی نعمتوں کے بعد مقربین کی نعمتوں کا ذکر فرما رہے ہیں، آیت کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی شراب میں پانی ملایا جاتا ہے، جنت کی شراب میں تسنیم ملا کر دیا جائیگا، جو ایک نہایت اعلیٰ اور قیمتی چشمہ کا پانی ہے۔

تسنیم کا معنی:

① بلندی یہ بھی اعلیٰ درجہ کا چشمہ ہے ② بعض مفسرین یہ وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اوپر سے نیچے گرتا ہوا پانی ہے، اوپر سے جنتیوں پر گرے گا ان کے برتن بھر جائیں گے، **عینا یشرب بھا**

المقربون سے تسنیم کا تعارف ہے کہ وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پیئیں گے، اس سے مقربین کی شان معلوم ہوئی کہ انکو خالص تسنیم ملیگ، اجبکہ ابرار کو شراب میں ملا کر دیا جائیگا۔ (حقانی)

إِنَّ الَّذِيْنَ أَجْرَمُوْا كَانُوا مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ○ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ○ وَإِذَا انْقَلَبُوْا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ○ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَضَالُّوْنَ ○ وَمَا أُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حَافِظِيْنَ ○ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ○ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ ○ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو مجرم ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے ہنسا کرتے تھے، اور جب گزرتے وہ مومن ان کافروں کیساتھ تو وہ کافر آپس میں آنکھ مارتے، اور جب واپس لوٹتے وہ کفار اپنے گھر کی طرف تو وہ واپس لوٹتے، درانحالیکہ باتیں بنانیوالے ہوتے، اور جب دیکھتے وہ کافران مومنوں کو تو کہتے بے شک یہ لوگ البتہ گمراہ ہونیوالے ہیں حالانکہ نہیں بھیجے گئے وہ کافران پر نگران پس آج وہ لوگ جو ایمان لے آئے کافروں سے ہنستے ہیں، تختوں پر (بیٹھ کر) دیکھتے ہیں (کہتے ہیں) کیا بدلہ دے دیے گئے ہیں کافر اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔

حل المفردات: اجرموا جمع مذکر غائب ماضی معروف، از (افعال) گناہ کرنا یضحکون جمع مذکر غائب مضارع معروف، از (س) ہنسا، مروا جمع مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں مرروا تھا، از (ن) گزرنا، یتغامزون جمع مذکر غائب مضارع معروف، از (تفاعل) آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارہ کرنا، انقلبوا جمع مذکر غائب ماضی معروف، از (انفعال) الٹا جانا' واپس ہونا فکھین جمع مذکر صفت مشبہ، از (س) خوش طبع ہونا، لضالون جمع مذکر سالم اسم فاعل، اصل میں ضاللون تھا، از (س'ض) گمراہ ہونا، ارسلوا جمع مذکر غائب ماضی مجہول، از (افعال) بھیجنا، ثوب واحد مذکر غائب ماضی مجہول، از (تفعیل) بدلہ پانا۔

حل الترکیب: ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الذین موصول، اجرموا فعل، ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر ان کا اسم، کانوا فعل از افعال ناقصہ، ضمیر بارز اسم، من جار، الذین اسم موصول، امنوا فعل، ھم ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مجرور ہوا من جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا

یضحکون کے، یضحکون فعل، ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر کانوا کی خبر، کانوا اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، **واذامروابھم یتغامزون** واؤ عاطفہ، اذا شرطیہ، مروا فعل، ضمیر بارز فاعل، با حرف جار، ھم مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مروا کے، مروا فعل اپنے فاعل سے ملکر شرط، یتغامزون فعل، ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر جزا، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف اول، **واذا انقلبوا الٰی اھلھم انقلبوا فکھین** واؤ عاطفہ، اذا شرطیہ، انقلبوا فعل، ضمیر بارز فاعل، الی حرف جار، اھل مضاف، ھم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا الی جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا انقلبوا کے، انقلبوا فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر شرط، انقلبوا فعل، ضمیر بارز ذوالحال، **فکھین** حال، ذوالحال حال ملکر فاعل ہوا انقلبوا کا، فعل فاعل ملکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف ثانی، **واذا راوھم قالوا ان ھٰؤلآء لضالون ○ وما ارسلوا علیھم حٰفظین ○** واؤ عاطفہ، اذا شرطیہ، راو فعل، ضمیر بارز فاعل، اور ھم ضمیر منفصل مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شرط، قالوا فعل، ضمیر بارز ذوالحال، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھٰؤلآء اسم اشارہ انّ کا اسم، لام تاکیدیہ، ضالون خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا۔ **وما ارسلوا علیھم حٰفظین** واؤ حالیہ ما نافیہ، ارسلوا فعل، ضمیر بارز ذوالحال، علی حرف جار، ھم ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ارسلوا کے، حٰفظین حال، ذوالحال حال ملکر نائب فاعل ہوا ارسلوا کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال ہے قالوا کی ضمیر سے، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہے قالوا کا، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول' قول اپنے مقولہ سے ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف ثالث، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا، **فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون** فاء عاطفہ للتفریع، الیوم مفعول فیہ مقدم برائے یضحکون، الذین اسم موصول، امنوا فعل، ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مبتدا، من حرف جار، الکفار مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یضحکون کے، یضحکون فعل، ضمیر بارز ذوالحال **علی الارآئک ینظرون** علی حرف جار، الارائك مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ینظرون کے، ینظرون فعل، ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال یضحکون کی ضمیر سے' ذوالحال حال ملکر فاعل، فعل فاعل مفعول فیہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، **ھل ثوب الکفار ما کانو ایفعلون ھل**

استفہامیہ، ثوب فعل ماضی مجہول، الکفار نائب فاعل، ما موصولہ، کانوا فعل، ضمیر بارز اسم، یفعلون فعل، ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر محلاً منصوب خبر ہے کانوا کی، کانوا اپنے اسم وخبر، سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر صلہ ہوا ما موصول کا، موصول صلہ ملکر مفعول بہ ثوب کا، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مقولہ ہے، یقولون فعل محذوف کا، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

تفسیر وربط: ماقبل میں فجار وابرار کی جزا اخروی کا الگ الگ بیان تھا آگے فریقین کے مجموعہ حال دنیوی واخروی کا بیان ہے۔

ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل باطل کے سلوک وطرز عمل کا نقشہ کھینچا ہے جو وہ اہل حق کے ساتھ کرتے تھے کہ یہ کفار مومنین اولیاء اللہ پر استہزاء، ہنستے اور مذاق کرتے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کے اوپر استہزاءً ہنسنا اور اسکی ہوٹنگ کرنا حرام ہے، اور کفار کی عادت میں سے ہے۔ دوسرے پر ہنسنا چند وجوہ کی بنا پر ٹھیک نہیں۔

① ...... کیونکہ یہ اخلاق ومروت انسانی سے بعید ہے، اس سے ایک انسان کی دل شکنی ہوتی ہے ② ...... جو شخص کسی دوسرے پر ہنستا ہے تو یقیناً خود کو بہتر اور دوسرے کو کمتر سمجھتا ہے یہ تکبر ہے جو بہت بری بیماری ہے ③ ...... جو دوسرے پر ہنستا ہے وہ اپنے کو اس حالت سے محفوظ سمجھتا ہے حالانکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسکو اسی حالت میں مبتلا کردے، جس طرح حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی پر طعن کرتا ہے خود اسی میں مبتلا ہوگا، بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ آج کل علماء کیساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے دنیادار انکو حقیر سمجھتے ہیں، ان علماء کیلئے اس آیت میں بڑی تسلی ہے۔ (حقانی)

ایک شاعر نے کہا!

ہنسے جانے سے جب تک ہم ڈریں گے
زمانہ ہم پہ ہنستا ہی رہے گا (معارف)

فائدہ: اجرموا سے قریشی کافر ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور ان کے رفقاء مراد ہیں اور امنوا سے حضرت عمارؓ، حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ "حضرت بلالؓ، اور انکے نادار غریب مسلمان مراد ہیں۔ (مظہری خازن)

واذا مروا بہم یتغامزون: مقصد یہ ہے کہ جب مومنین غرباء مثل حضرت عمارؓ، حضرت خبابؓ، انکے پاس سے گزرتے تو کفار ایک دوسرے کو آنکھ مارتے مقصد اس سے

مسلمانوں کی تحقیر و تذلیل تھی، کہ دیکھو یہ شخص جارہا ہے جو اپنے کو جنتی کہتا ہے، جنت کا وارث کہلاتا ہے، کہتا ہے میرے لیے حوریں ہیں، باغات ہیں، حالانکہ دنیا میں یہ حالت ہے تو کیا آخرت میں وہ ان انعامات کے مستحق ہونگے۔(حقانی)

واذاانقلبوا الی اھلھم انقلبوا فکھین: مقصد یہ ہے کہ جب کفار واپس اپنے گھر جاتے ہیں تو وہاں بھی مسلمانوں کا تذکرہ کرتے ہیں، دل لگی کرتے ہیں، کہ آج ہم نے مسلمانوں کو بڑا ذلیل کیا ہے۔(معارف، حقانی)

واذارأوھم قالوا ان ھؤلآء لضآلون مقصد یہ ہے کہ کفار جب مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے یہ تو گمراہ ہونگے بلکہ گمراہ ہوگئے ہیں، محمد ﷺ نے انکو گمراہ کیا ہے، باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر بھٹک گئے ہیں، دنیا کی لذتیں چھوڑ دی ہیں بڑے بے وقوف ہیں۔(مظہری)

ومآارسلوا علیھم حٰفظین: حالانکہ کفار کو مومنین کے اعمال کی نگرانی اور اصلاح کے لیے نہیں بھیجا گیا۔

فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون: مومن تختوں پر بیٹھے اللہ تعالیٰ کا دیدار کررہے ہونگے اور کفار کو طوقوں اور زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھ کر اس روز مسلمان کفار سے ہنسیں گے......ابو صالح رحمہ اللہ نے کہا اس کی صورت یہ ہوگی کہ جب کفار دوزخ کے اندر ہونگے تو ابواب جہنم کھولکر ان سے کہا جائیگا باہر نکل جاؤ دروازے کھلے ہوئے ہیں، کفار دروازے کھلے دیکھ کر دروازوں کی طرف بڑھیں گے، مومن انکی یہ حالت دیکھ رہے ہونگے، کفار جب دروازوں پر پہنچیں گے تو یکدم دروازے بند کردیے جائیں گے ایسی حرکت بار بار ہوگی اور اس وقت کافروں سے مومن ہنسیں گے، جیسے کفار دنیا میں ان سے ہنستے تھے۔(مظہری)

سورۃ الانشقاق مکیۃ

ایاتھا ۲۵......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○......رکوعھا ۱

إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ○ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ○ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ○ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ○ وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا ○ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَآءَ ظَهْرِهِ ○ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ○ وَيَصْلَى سَعِيرًا ○ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ

مَسْرُوْرًا○ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ○ بَلٰى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا○

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا اور سن لے گا وہ آسمان اپنے رب کے حکم کو اور لائق ہے وہ آسمان (کہ اپنے رب کا حکم مانے) اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور ڈال دے گی اس چیز کو جو اس میں ہے اور خالی ہو جائے گی اور سن لیگی اپنے رب کا حکم اور لائق ہے وہ اے انسان تو تکلیف اٹھانے والا ہے اپنے ربّ کی طرف تکلیف اٹھانا پھر ملاقات کرنے والا ہے اس سے پس لیکن وہ شخص جو دیا گیا اپنے نامہ اعمال کو اپنے دائیں ہاتھ میں پس عنقریب حساب لیا جائے گا وہ آسان حساب اور لوٹے گا وہ اپنے گھر کی طرف درانحالیکہ خوش ہوگا اور لیکن وہ شخص جو دیا گیا اپنا نامہ اعمال اپنی پیٹھ کے پیچھے پس عنقریب پکارے گا وہ ہلاکت (موت) کو اور داخل ہوگا آگ میں بے شک وہ تھا اپنے گھر میں خوش بے شک اس نے خیال کر لیا تھا یہ کہ ہرگز نہیں لوٹے گا وہ کیوں نہیں بے شک اس کا رب تھا اس کو دیکھنے والا۔

حل المفردات: انشقت واحدہ مونثہ غائبہ ماضی معروف، اصل میں انشققت تھا، از (انفعال) پھٹ جانا، اذنت واحدہ مونثہ غائبہ ماضی معروف، از (س) سننا و حقت واحدہ مونثہ غائبہ ماضی مجہول، اصل میں حققت تھا، از (ن) ثابت ہونا، واجب ہونا، مدت واحدہ مونثہ غائبہ ماضی مجہول، اصل میں مددت تھا، از (ن) کھینچنا، و القت واحدہ مونثہ غائبہ ماضی معروف، اصل القیت تھا، بقانون قال القت ہوگیا، از (افعال) ڈالنا، تخلت واحدہ مونثہ غائبہ ماضی معروف، اصل میں تخلیت تھا، بقانون قال تخلت ہوا، از (تفعل) کسی کام کیلئے فارغ ہونا، کادح واحد مذکر اسم فاعل، از (ف) مشقت اٹھانا، کوشش کرنا، فملقیہ واحد مذکر اسم فاعل، از (مفاعلہ) ملاقات کرنا، اوتی واحد مذکر غائب ماضی مجہول، از (افعال) دینا، یحاسب واحد مذکر غائب مضارع مجہول، از (مفاعلہ) حساب لینا، یسیرا واحد مذکر صفت مشبہ، از (ن،س) آسان ہونا، مسرورا واحد مذکر اسم مفعول، از (ن) خوش ہونا، ظهر پیٹھ، جمع اس کی اظهر، ثبورًا ہلاکت، مراد موت ہے، از (ن) ہلاک کرنا، یصلی واحد مذکر غائب، اصل یصلی تھا، آگ میں جلنا، سعیرا جہنم، لن یحور واحد مذکر غائب نفی تاکید بالن، اصل میں یحور بقانون یقول یحور ہوگیا، از (ن) لوٹنا۔

حل الترکیب: اذا السماء انشقت و اذنت لربها وحقت اذا شرطیہ، السماء

فاعل، برائے فعل محذوف انشقت کے، انشقت فعل، ھی ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسَّر انشقت فعل، ھی ضمیر راجع بسوئے السماء اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اذنت فعل، ھی ضمیر راجع بسوئے السماء اسکا فاعل، لام جار، رب مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر متعلق ہوا اذنت کے، اذنت فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، حقت فعل، ھی ضمیر اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر مفِسرَ مفسرَ مفِسرَ ملکر معطوف علیہ،

واذا الارض مدت والقت مافیھا وتخلت واذنت لربھا وحقت: واؤ عاطفہ، اذا شرطیہ، الارض فاعل، برائے فعل محذوف مدت کے، فعل اپنے فاعل سے ملکر مفسرَّ، مدت فعل، ھی ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، القت فعل، ھی ضمیر اس کا فاعل، ما موصولہ، فی حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثبت کے ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر مفعول بہ برائے القت، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، تخلت فعل، ھی ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، اذنت فعل ھی ضمیر اس کا فاعل، لام حرف جار، رب مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر متعلق ہوا اذنت کے، اذنت فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف ثالث، واؤ عاطفہ، حقت فعل، ھی ضمیر اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر معطوف رابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مفِسرَ ہوا مفسرَّ کا، مفسَّر مفِسرَ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط، **بعثتم یا لقی الانسان عملہ** جزا محذوف ہے، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

یاایھاالانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیہ یا حرف ندا قائم مقام ادعو، ایھا موصوف، الانسان صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر منادیٰ اِنَّ حرف ازحروف مشبہ بالفعل، کاف ضمیر اسم، کادح صیغہ صفت، ھو ضمیر فاعل، الی حرف جار، رب مضاف، ك ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا کادح کے، کدحا مفعول مطلق، کادح کا، کادح صیغہ صفت اپنے فاعل ومتعلق ومفعول مطلق سے ملکر معطوف علیہ، فا عاطفہ، ملاقی مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف علیہ معطوف سے ملکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب ندا، ندا منادیٰ اور جواب ندا سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا، **فاما من اوتی کتابہٗ بیمینہٖ فسوف یحاسب حسابا یسیرا و ینقلب الی اھلہٖ مسروراً** فا تفسیریہ، یا استینافیہ،

(اعراب) اما شرطیہ، من موصولہ، اوتی فعل، ھو ضمیر نائب فاعل، کتب مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، با حرف جار، یمین مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر متعلق ہوا اوتی کے، اوتی فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط، فا جزائیہ سوف برائے استقبال بعید، یحاسب فعل، ھو ضمیر نائب فاعل، حسابا موصوف، یسیرا صفت، موصوف صفت ملکر مفعول مطلق ہوا برائے یحاسب، فعل فاعل مفعول مطلق مل کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ینقلب فعل، ھو ضمیر ذوالحال، الی حرف جار، اھل مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا الی جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ینقلب کے، مسرورا حال، ذوالحال حال ملکر فاعل برائے ینقلب، ینقلب فعل، فاعل سے ملکر معطوف ہوا، معطوف علیہ کا، معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر قائم مقام جزا مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ۔

و امامن اُوتی کتابہٗ ورآء ظھرہ فسوف یدعوا ثبورًا ویصلی سعیرًا واؤ عاطفہ، اما شرطیہ، من موصولہ، اوتی فعل، ھو ضمیر اس کا نائب فاعل، کتاب مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ اوتی کا، وراء مضاف، ظھر پھر مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہے وراء کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے اوتی کا، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط، فا جزائیہ، سوف برائے استقبال، یدعو فعل ھو ضمیر اس کا فاعل، ثبورًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، یصلی فعل، ھو ضمیر فاعل، سعیرا مفعول فیہ، فعل فاعل و مفعول فیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر خبر قائم مقام جزا کے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

انہ کان فی اھلہ مسرورا : اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہ ضمیر اسم، کان فعل از افعال ناقصہ، ھو ضمیر اسم، فی جار، اھل مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا مسرورا کے، مسرورًا کان کی خبر کان اپنے اسم و خبر سے ملکر خبر ہوئی اِنَّ کی، اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معللہ ہوا، **انہ ظن ان لن یحور** ان حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہ ضمیر اسم، ظن فعل، ھو ضمیر فاعل، ان مخففہ من المثقلہ، ہ ضمیر اسم محذوف، لن یحور فعل، ھو ضمیر فاعل فعل، اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر قائم مقام دو مفعول کے ہوا برائے ظن،

فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوئی اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معللہ ہوا۔

بلٰی ان ربہ کان بہ بصیراً بلٰی برائے اثبات نفی، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، رب مضاف، ہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر اِنَّ کا اسم، کان فعل ناقصہ، ھو ضمیر اسم، بصیر خبر، با حرف جار، ہ ضمیر مجرور جار مجرور، ملکر متعلق مقدم ہوا بصیراً کے، کان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معللہ ہوا۔

تفسیر: نام ﴿۱﴾......سورۃ انشقاق ﴿۲﴾......سورۃ انشقت

ربط: سورۃ سابقہ میں احوال قیامت، ابرار و فجار کی جزاوسزا کا بیان تھا، اس سورت میں بھی اسی مضمون کا بیان ہے **اذا السماء انشقت** قیامت کے احوال میں سے ایک حال یہ ہے کہ آسمان نفخہ ثانیہ کے وقت پھٹ جائے گا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، اسی مضمون کو مختلف آیات میں مختلف الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، کہیں **و فتحت السماء فکانت ابوابا** ہے، کہیں **و اذا السماء کشطت**، کہیں **اذا السماء انفطرت**، کہیں **ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئکۃ تنزیلا**، آسمان پھٹے گا اس میں سے بادل کی شکل جیسی ایک چیز کا نزول ہوگا، اس میں فرشتے ہوں گے، **واذ نت لربھا وحقت** اذن کا معنی ہوتا ہے سن لینا، مقصد یہ ہے کہ جب آسمان کو حکم ہوگا کہ پھٹ جاؤ تو وہ اللہ سبحانہ کے اس حکم کو سنے گا اور اطاعت کرے گا، کیونکہ اس پر واجب ولائق ہے کہ وہ اللہ کا حکم مانے، وہ اللہ کے حکم سے روگردانی نہیں کرسکتا، کیونکہ تمام اشیاء اللہ کے حکم کے مطابق چلنے پر مجبور ہیں، کسی نے کیا خوب کہا شعر۔

ذرہ ذرہ دہر کا پا بستہ تقدیر ہے
زندگی کے خواب کی جامی یہی تعبیر ہے

واذا الارض مدت: مد کا معنی کھینچنا، لمبا کرنا ہے، حضرت جابرؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین کو اس طرح کھینچ کر پھیلا دیا جائے گا جس طرح چمڑے کو کھینچ کر بڑا کیا جاتا ہے، اس دن زمین کی مقدار موجودہ مقدار سے زیادہ ہو جائے گی، یہ اس لیے کیا جائے گا تاکہ سب لوگ اولین وآخرین اس میں سما جائیں، اس کے باوجود ایک شخص کے حصہ میں اتنی زمین آئے گی جس پر وہ اپنے دونوں پاؤں رکھ سکے گا۔

والقت مافیھا وتخلت: مقصد یہ ہے کہ زمین پھٹ جائے گی اور اس میں جو چیز ہوگی مردے، خزانے وغیرہ ان سب کو زمین اگل کر باہر نکال دے گی، اور اپنے اندر سے بالکل فارغ

اور خالی ہو جائے گی، واذنت لربھا وحقت۔ مقصد یہ ہے کہ زمین کو جو بھی حکم ہو گا وہ اسکی اطاعت کریگی تفسیر اوپر گزر چکی ہے۔

یاایھاالانسان انک کادح الی ربک کدحًافملقیه: کدح کا معنی کسی کام کے لیے پوری کوشش اور توانائی صرف کر دینا، اور الیٰ ربک سے مراد الیٰ لقاء ربک ہے، ملاقیہ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے، مقصد یہ ہے کہ انسان کی ہر سعی وکوشش کی انتہاء اس کے رب کیطرف ہونے والی ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چند چیزیں بیان فرمائی ہیں۔① یہ ارشاد فرمایا کہ ہر انسان خواہ وہ مسلمان ہو، کافر ہو، نیک ہو، بد ہو، اس کی فطرت میں داخل ہے، کہ وہ حرکت کرے اور کسی چیز کو اپنا مقصد بنا کر اس کو حاصل کرنے کے لیے پوری محنت وکوشش کرے اور مشقت برداشت کرے۔ جس طرح شریف و نیک انسان اپنی معاش وضروریات زندگی کو حاصل کرنے کے لیے پوری محنت ومشقت وتوانائی صرف کرتا ہے، اور جائز طریقے اختیار کرتا ہے، اسی طرح ڈاکو، چور، دھوکہ باز، بدمعاش بھی جسمانی و ذہنی مشقت ومحنت کر کے ہی اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص خواہ مومن ہو خواہ کافر ہو اپنا مقصد حاصل کرنے میں خوب جدوجہد ومشقت برداشت کر رہا ہے ② دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ اگر ایک عاقل آدمی غور کرے تو اس کی تمام محنت ومشقت وکوشش کی انتہا اور منزل صرف ایک چیز ہے، وہ ہے موت، اسی منزل کی طرف وہ غیر شعوری طور پر رواں دواں ہے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن ہے، کہ انسان کی ہر جدوجہد ومحنت کا انجام موت ہی ہے، الــی ربک میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے ③ تیسری بات فملقیه میں یہ ارشاد فرمایا کہ موت کے بعد ہر انسان کو اپنے رب کے پاس حاضر ہونا ہے، اس کو اپنے تمام اعمال وحرکات کا حساب دینا ہے، یہ از روئے عقل وانصاف ضروری ہے تاکہ نیک وبد کو اس کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دی جا سکے، ملقیه میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ضمیر راجع ہو کدح کی طرف، پھر مقصد یہ ہو گا کہ جو جدوجہد انسان یہاں کر رہا ہے اپنے رب کے پاس پہنچ کر اپنی اس محنت وکوشش کا ثمرہ حاصل کریگا۔ (معارف)

فامامن اوتی کتابهٗ بیمینه: ان آیات میں مومنین کی جزا کا بیان ہے، کہ مومن کو اپنا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اور اس سے بہت ہی آسان حساب لیا جائے گا، بس اللہ سبحانہ کے سامنے پیش ہو گا، اس کی نیکیاں برائیاں دیکھ کر برائیوں سے اعراض کر کے اس کو کہا جائے گا جنت میں چلے جاؤ، و ینقلب الی اھلهٖ مسرورًا مقصد یہ ہے کہ حساب وکتاب میں کامیابی کے بعد بڑا خوش ہو گا اپنے اہل کو خوشخبری سنائے گا، اہل میں دو احتمال ہیں (۱) یا تو

اہل سے مراد جنت کی حوریں ہیں، جو اس کی اہل ہوں گی (۲) اہل سے مراد اس کے وہ اہل وعیال ہیں جو دنیا میں اس کے گھر والے تھے، حساب میں کامیابی کے بعد ان کے پاس خوشخبری سنانے کے لیے جائے گا تفسیر قرطبی میں دونوں احتمال بیان کیے گئے ہیں۔

وامامن اوتی کتابہٗ ورآء ظھرہٖ :ان آیات میں کفار کی سزا کا بیان ہے، کہ ان کے نامہ اعمال ان کو پیٹھ کے پیچھے دیے جائیں گے تو وہ گھبرا کر موت وہلاکت کو پکاریں گے، جس طرح دنیا میں مصیبت آجائے تو آدمی موت کو پکارتا ہے، لیکن اب تو موت بھی نہ آئے گی اور وہ جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے۔

سوال: قرآن پاک کی آیت ہے **واما من اوتی کتابہٗ بشمالہٖ** کہ کافر کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا، یہاں ہے **ورآء ظھرہ** تو دونوں میں تعارض ہے۔

جواب ① کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، لیکن اس کے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ہونگے اس لیے پیٹھ کے پیچھے ہی بائیں ہاتھ میں اسکے نامہ اعمال دیے جائیں گے ② اس کا بایاں ہاتھ پشت کی طرف نکال دیا جائے گا اور پس پشت بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔ (بیان القرآن)

انہ کان فی اھلہ مسروراً : کافر کے عذاب کی وجہ بیان فرمائی کہ وہ دنیا میں اپنے اہل وعیال میں آخرت سے بےفکر رہ کر خوش وخرم رہتا تھا، بخلاف مومنین کے، کہ انکو عیش وراحت کے وقت بھی آخرت کی فکر ضرور لگی رہتی ہے، **انہ ظن ان لن یحور** مقصد یہ کہ اس نے یہی خیال کر لیا تھا کہ بس اسکی یہی دنیاوی زندگی ہے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہوگا اس لیے جی بھر کر اللہ کی نافرمانی کی **بلی ان ربہ کان بہٖ بصیراً** مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کو دنیا میں دیکھنے والا تھا، اس لیے ان اعمال کا حساب وکتاب لینے کے لیے اور جزا وسزا دینے کے لیے دوبارہ زندہ کرے گا۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ○ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ○ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ○ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ○ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ○ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ○ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○

ترجمہ: پس قسم کھاتا ہوں میں شام کی سرخی کے ساتھ، اور رات کے ساتھ، اور اس

چیز کے ساتھ جس کو سمیٹ کر لے آئے وہ رات، اور چاند کے ساتھ جب پورا ہو جائے وہ چاند، البتہ ضرور بضرور سوار ہو گے تم ایک حال کو ایک حال کے بعد، پس کیا ہے ان کے لیے کہ نہیں ایمان لے آتے، وہ اور جب پڑھا جاتا ہے ان پر قرآن نہیں سجدہ کرتے، بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں جھٹلاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والے ہیں، اس چیز کو جو جمع کر رہے ہیں وہ یا چھپاتے ہیں وہ پس خوشخبری دے دیجیے ان کو دردناک عذاب کے ساتھ، مگر وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے انہوں نے ان کے لیے ثواب ہے جو کم کیا ہوا نہیں یا جو احسان لگایا ہوا نہیں۔

حل المفردات: الشفق غروب آفتاب کے بعد شام کی سرخی کو شفق کہا جاتا ہے، وسق واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ض) جمع کرنا، سمیٹنا اتسق واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں اوتسق تھا، بقانون اتعد واؤ کو تا کر کے تاء کو تاء میں ادغام کر دیا، از (افتعال) چاند کا پورا ہونا، لتر کبن جمع ہونا، بھرنا، جمع مذکر حاضر، لام تاکید با نون ثقیلہ، از (س) سوار ہونا طبقًا معنی حال، سیڑھی، درجہ لا یؤمنون جمع مذکر غائب مضارع معروف، از (افعال) لا یسجدون جمع مذکر غائب مضارع معروف، از (ن) سجدہ کرنا، یوعون جمع مذکر غائب مضارع معروف، اصل میں یوعیون تھا، یا پر ضمہ ثقیل تھا نقل کر کے ماقبل کو دیا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی، از (افعال) جمع کرنا، یاد کرنا، فبشر واحد مذکر حاضر امر معروف، از (تفعیل) خوشخبری دینا، ممنون واحد مذکر اسم مفعول، از (ن) احسان جتلانا، کم ہونا۔

حل الترکیب: فلا اقسم بالشفق واللیل وما وسق والقمر اذا اتسق لترکبن طبقًا عن طبق فاء فصیحہ، جو کہ شرط محذوف پر دلالت کرتی ہے، شرط محذوف یہ ہے اذا عرفت ھذا یا اذا کان الامر کذلک لا زائدہ اقسم فعل با فاعل، با جارہ، الشفق معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اللیل معطوف اول، واؤ عاطفہ، ما موصولہ، یا موصوفہ، یا مصدریہ، وسق فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصول کا، موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، القمر معطوف ثالث، یہ سب معطوف مل کر مجرور ہوں گے با جارہ کے، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے، اذا ظرفیہ مضاف، اتسق فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ ہوا اذا مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ اقسم کا، اقسم فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر قسم، لترکبن لام تاکیدیہ، لترکبن فعل، ضمیر بارز اس کا فاعل، طبقًا موصوف، عن جار، بمعنی بعد، طبق مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر حاصلا کے متعلق ہو کر

صفت برائے طبقاً موصوف کی، موصوف صفت ملکر مفعول بہ برائے لتر کبن، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: دوسرا طبقاً جار مجرور ملکر لترکبن کی ضمیر فاعل سے حال بھی بن سکتا ہے **فمالھم لایؤمنون** فا فصیحہ، ما بمعنی ای شیٔ مبتدا، لام جار، ھم ذوالحال، لانافیہ، یومنون فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔

واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون: واؤ عاطفہ، اذا شرطیہ، قرئ فعل، علی جار، ھم مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا قرئ کے، القرآن نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، لایسجدون فعل، واؤ ضمیر بارز اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر حال ہے لھم کی ھم ضمیر سے، ذوالحال حال ملکر مجرور، لام جارہ کا، جار مجرور متعلق مانع کے ہوکر خبر ما کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر جزا ہے شرط محذوف اذا کان کذلك کی، شرط و جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

بل الذین کفروا یکذبون: بل برائے اعراض، الذین موصول، کفروا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مبتدا، یکذبون فعل، واؤ ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا **واللہ اعلم بمایوعون** واؤ عاطفہ، اللہ مبتدا، اعلم صیغہ اسم تفضیل، ھو ضمیر فاعل، با جارہ، ما موصولہ، یوعون فعل واؤ ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ محذوف، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مجرور ہوا با جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اعلم کے، اعلم صیغہ اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فبشرھم بعذاب الیم الاالذین اٰمنوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لھم اجر غیر ممنون: فا نتیجیہ، یا فصیحیہ، بشر فعل با فاعل، ھم ضمیر مستثنیٰ منہ، عذاب موصوف، الیم صفت، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا با جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا بشر کے، الاحرف استثناء، الذین اسم موصول، امنوا فعل، واؤ ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، عملوا فعل، واؤ ضمیر فاعل، الصّٰلحٰت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف ہوا، معطوف علیہ کا، معطوف معطوف علیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا الذین کا، موصول صلہ ملکر مبتدا، لھم جار مجرور ملکر خبر مقدم، اجر موصوف، غیر ممنون مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی الذین کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مستثنیٰ

ہوا، مستثنیٰ منہ ھم ضمیر کا، مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے ملکر مفعول بہ ہے بشر کا، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، یہ بھی احتمال ہے کہ الا لکن کے معنی میں ہو، اور یہ استثناء منقطع ہو۔

تفسیر: **فلا اقسم بالشفق** اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے ① شفق کی، شفق اس سرخی کو کہا جاتا ہے جو غروب آفتاب کے بعد افق آسمان میں نمودار ہوتی ہے، یا طلوع آفتاب کے وقت آفتاب کی شعاعیں ذرات پر پڑتی ہیں تو ابتداءً ایک سرخ رنگ آسمان پر نمودار ہوتا ہے ② رات کی قسم کھائی جو شفق کے بعد آہستہ آہستہ پوری کائنات کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے ③ وما وسق ان چیزوں کی قسم کھائی جن کو رات جمع کر لیتی ہے وما وسق کے دو مطلب ہیں ① ...... وہ چیزیں جن کو رات اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے، اپنے اندر لے لیتی ہے، یہ مفہوم عام ہے تمام کائنات کی چیزیں اس میں داخل ہیں، حیوانات و نباتات و جمادات پہاڑ، و دریا وغیرہ ② ...... ماوسق سے وہ چیزیں مراد ہیں جو عادۃً دن کو روشنی میں ادھر ادھر پھیل جاتی ہیں، گھروں سے نکل جاتی ہیں، رات ان سب کو سمیٹ کر اپنے ٹھکانوں میں جمع کر دیتی ہے، انسان اپنے گھر میں حیوانات اپنے ٹھکانوں میں، پرندے اپنے گھونسلوں میں، چلے جاتے ہیں، **والقمر اذا اتسق** چوتھی قسم چاند کی کھائی جب وہ مکمل ہو، اس کی بھرپور روشنی ہو، اور یہ چودھویں کا چاند ہوتا ہے، اس سے چاند کے مختلف حالات کی طرف بھی اشارہ ہے، پہلے نہایت خفیف قوس کی شکل کا ہوتا ہے، پھر بڑھتا جاتا ہے، اور اس کی روشنی میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ بدر کامل بن جاتا ہے، ان اشیاء اربعہ کی قسم کھانے سے مقصود جواب قسم کے مضمون کو پختہ کرنا ہے، وہ جواب قسم یہ ہے کہ۔

لتر کبن طبقاً عن طبق: مقصد یہ ہے کہ اے انسانو تمہارے اوپر مختلف حالات طاری ہوں گے، تم ایک سیڑھی کے بعد دوسری سیڑھی پر چڑھتے رہو گے ہمیشہ ایک حال میں نہیں رہو گے اس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنی تخلیق سے لیکر انتہاء قیامت تک ایک حال پر نہیں رہتا، پہلے بچہ تھا، پھر جوان ہوا، پھر بڑھاپے اور کمزوری کی طرف عود کیا، آخر کار موت نے آن لیا، پھر قبر بھی آخری منزل نہیں وہ انتظار گاہ ہے، وہاں بھی مختلف حالات طاری ہوتے ہیں، پھر قبر سے اٹھنے کے بعد مختلف حالات کا سامنا ہوگا، پھر آخر میں آخری منزل مقرر ہوگی، جو یا تو راحت ابدی ہوگی یا آفت ابدی ہوگی، اسی حالت کی طرف اشارہ فرمایا **لتر کبن** میں **ان الیٰ ربك الرجعٰی** اور **الی ربك المنتھٰی** میں تو انسان کو چاہیے کہ دنیا میں اپنے آپ کو مسافر سمجھے اور اپنے وطن اصلی کے لیے تیاری کرے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **کن فی الدنیا کانك**

غریب او عابر سبیل۔ (معارف)

فما لھم لا یؤمنون: مقصد یہ ہے کہ ان روشن ہدایات کے باوجود سب کچھ سننے کے باوجود ان غافل اور جاہل انسانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان نہیں لے آئے، **واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون** اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے جس میں واضح ہدایات ہیں تو یہ لوگ سجدہ نہیں کرتے، سجدہ سے مراد جھکنا ہے مقصد یہ ہے کہ یہ قرآن پاک کے احکام کو مانتے نہیں بلکہ تکبر کرتے ہیں، بلکہ **بل الذین کفروا یکذبون** بجائے سجدہ کرنے کے الٹا تکذیب کرتے ہیں **واللہ اعلم بما یوعون** مقصد یہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے دلوں میں چھپایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں، یعنی تکذیب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت، **فبشرھم بعذاب الیم** جب ان کی یہ حالت ہے تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔

سوال: بشارت اس خبر کو کہتے ہیں جسے مخاطب سن کر خوش ہو جائے، جبکہ کافر عذاب کی خبر سن کر خوش تو نہیں ہوں گے بلکہ پریشان ہوں گے تو بشارت یا بَشِّرْ کا لفظ صحیح نہیں ہے۔

جواب: ① یہاں بَشِّرْ مطلق خبر کے معنی میں ہے ② اللہ تعالیٰ نے بَشِّرْ کا لفظ بطور استہزاء کے فرمایا ہے کیونکہ وہ بھی استہزاء کرتے تھے۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت مقصد یہ ہے کہ جو مومن ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں اللہ سبحانہ ان کو اجر عطا فرمائینگے جو بے انتہاء ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ابد الآباد تک بدلہ دیتا رہے گا۔

سوال: **واذا قرئ علیھم القرآن** سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی قرآن مجید پڑھا جائے تو سجدہ کرنا چاہیے کیونکہ کفار کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ قرآن پاک پڑھتے وقت سجدہ نہیں کرتے تھے، حالانکہ اجماع ہے کہ قرآن پاک پڑھتے وقت سجدہ واجب نہیں ہے، بلکہ مخصوص آیات ہیں ان کو پڑھا جائے تو سجدہ واجب ہوتا ہے، اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔

جواب: ① سجدہ سے مراد خضوع وعاجزی اختیار کرنا ہے مقصد یہ ہے کہ جب قرآن پاک پڑھا جائے تو آدمی دل میں عاجزی اور جھکاؤ اختیار کرے ② القرآن سے تمام قرآن مراد نہیں ہے بلکہ قرآن پاک کی وہ مخصوص آیات مراد ہیں، جن پر سجدہ لکھا ہوا ہو جن کو آیات سجدہ کہا جاتا ہے ان کو پڑھا جائے تو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، سننے والے پر بھی واجب ہو جاتا ہے۔ (معارف)

سورۃ البروج مکیہ

ایاتھا ۲۲......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○......رکوعھا ۱

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ○ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ○ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ○ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُوْدِ ○ اَلنَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ○ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ○ وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ○ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے، اور دن کی جو وعدہ کیا ہوا ہے اور قسم ہے حاضر ہونے والے کی اور حاضر کیے ہوئے کی قتل کیے گئے خندقوں والے یعنی آگ والے، جو ایندھن والی ہے، جب وہ اس (آگ) پر بیٹھنے والے تھے، اور وہ اوپر اس چیز کے جو کرتے تھے وہ مومنوں کے ساتھ حاضر ہونے والے تھے، اور نہیں بدلہ لیا ان (اصحاب الاخدود) نے ان مومنین سے مگر اس وجہ سے کہ ایمان لے آئے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو غالب ہے جو تعریف والا ہے، وہ جو اسی کے لیے آسمان اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئ پر گواہ ہے۔

حل المفردات: البروج جمع ہے اس کا مفرد برج ہے، معنی مضبوط قلعہ، بڑا محل، گنبد، از (ن) ظاہر ہونا، بلند ہونا، قلعہ بھی بلند ہوتا ہے، یہاں سے مراد یا تو محل ہیں یا بڑے بڑے ستارے۔ **الموعود** واحد مذکر اسم مفعول، از (ض) وعدہ کرنا۔ **شاھد** اسم فاعل۔ **مشھود** اسم مفعول۔ **الاخدود** لمبا گڑھا، اس کی جمع اخادیدٌ، از (ن) زمین کھودنا۔ **النار** آگ، جمع نیران۔ **الوقود** ایندھن، جس سے آگ سلگائی جائے، از (ض) روشن ہونا، بھڑکنا، **قعود** جمع مکسر مفرد، قاعد از (ن) بیٹھنا۔ **شھود** جمع ہے شاھدٌ کی۔ **نقموا** جمع مذکر غائب ماضی معروف، از (ض، س) سزا دینا، بدلہ لینا۔

حل التركيب: والسمآء ذات البروج ○ والیوم الموعود ○ وشاھد و مشھود ○ قتل اصحٰب الاخدود ○ النار ذات الوقود ○ اذھم علیھا قعود: واؤ قسمیہ جارہ، السماء موصوف، ذات مضاف، البروج مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الیوم موصوف، موعود صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، شاھد معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، مشھود معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے جملہ معطوفات سے ملکر مجرور ہے، واؤ قسمیہ جارہ کا، جار مجرور

ملکر متعلق ہوا اقسم کے، اقسم فعل بافاعل، فعل فاعل ملکر قسم، قتل فعل، اصحاب مضاف، الاخدود مبدل منہ، النار موصوف، ذات مضاف، الوقود مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر بدل الاشتمال، مبدل منہ بدل سے ملکر مضاف الیہ، اصحاب کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل قتل کا، اذظرفیہ مضاف، ھم ضمیر مبتدا، علی حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا قعود کے، قعود خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔

وھم علیٰ مایفعلون بالمؤمنین شھود: واؤ عاطفہ، ھم ضمیر مبتدا، علی جارہ، ما موصولہ، یفعلون فعل، ھم ضمیر فاعل، باحرف جار مؤمنین مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یفعلون کے، یفعلون اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا علی جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا شھود کے، شھود خبر ہے مبتدا ھم کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ اذ کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے قتل کا، فعل فاعل ومفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم ہے، (اصل میں لقد قتل تھا) قسم جواب قسم کیساتھ ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا' عند البعض جواب ان کفار مکۃ لعنوا کما لعن اصحاب الاخدود محذوف ہے۔

ومانقموا منھم الاان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموت والارض: واؤ عاطفہ، یا حالیہ (اعراب) ما نافیہ نقموا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، من حرف جار، ھم مجرور، جار مجرور متعلق نقموا کے، الا استثنائیہ، ان مصدریہ، یومنوا فعل، واؤ ضمیر فاعل، با حرف جار، لفظ اللہ موصوف، العزیز صفت اول، الحمید صفت ثانی، الذی اسم موصول، لام جارہ، ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر ثابت کے متعلق ہوکر خبر مقدم، ملك مضاف، السموت معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الارض معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا ملك کا' مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا الذی موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ثالث ہے لفظ اللہ کی، موصوف اپنی تمام صفتوں سے ملکر مجرور ہوا با جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یومنوا کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر مستثنیٰ مفرغ ہوکر مفعول لہٗ ہے نقموا کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واللہ علیٰ کلہ شیٔ شھید واؤ عاطفہ، لفظ اللہ مبتدا، علی جار، کل مضاف، شی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق مقدم ہوا شھید

کے شھید خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر : نام: سورۃ البروج **ربط**: سورت سابقہ میں فریقین کی جزا وسزا کا بیان تھا، مومنین کے لیے وعدہ جنت اور کفار کے لیے وعید اور عذاب کا ذکر تھا اس سورۃ میں بھی یہی مضمون آرہا ہے۔

شان نزول : اس سورت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں جب آفتاب نبوت جلوہ افروز ہوا اور کفر وشرک کے ظلمات ختم ہونا شروع ہوگئے، تو مکہ کے وڈیروں اور سرداروں کو اپنی سرداری خطرے میں محسوس ہونے لگی، اس لیے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دعوت توحید سے روکنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے آپ ﷺ پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیے گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی، اسی طرح جو شخص حلقہ اسلام میں داخل ہوتا اس پر بھی ظلم وستم کیا جاتا، خصوصاً جو غریب ہوتا یا کسی کافر کا غلام ہوتا اس پر تو ظلم کی انتہا کردی جاتی، گالی گلوچ، مار پیٹ، دھوپ پر ڈال دینا، کوڑے مارنا، نیزہ پیٹ میں گھونپ دینا، مسلمان عورتوں کی توہین کرنا' تو مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کفار کے ظلم وستم کی شکایت کرتے، آپ ﷺ ان کو تسلی دیتے، کہ چند دن صبر کرلیں، ان کفار کی قوت ختم ہونیوالی ہے، ایک وقت آئے گا یہ تمہارے سامنے ذلیل وخوار ہوں گے، یہ سن کر کفار اور زیادہ مذاق وتمسخر کرتے، اس لیے مسلمانوں کو تسلی دینے کے لیے اور متکبروں کو متنبہ کرنے کے لیے یہ سورۃ نازل ہوئی جس میں ایک ظالم بادشاہ کے ظلم کا واقعہ ہے اور اس کے انجام کا بیان ہے اور اشارہ ہے کہ ان کفار مکہ کا انجام بھی ویسا ہی ہوگا۔

قصہ ظالم بادشاہ : یہ قصہ حدیث کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۴۱۵ ج ۲ میں مذکور ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ملک یمن میں ایک کافر بادشاہ رہتا تھا، جو اپنے آپکو خدا بھی کہلواتا تھا اس کا نام یوسف ذونواس تھا، اس کا زمانہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے ستر سال پہلے کا تھا، اس بادشاہ کے پاس ایک کاہن رہتا تھا، کاہن وہ شخص ہے جو شیاطین، جنات، یا ستاروں کے ذریعے کچھ غیب کی باتیں بتلاتا ہے، جب وہ کاہن بوڑھا ہوا، تو بادشاہ کو کہا کہ ہوسکتا ہے کہ میری موت آجائے، آپ ایک ہوشیار لڑکا تلاش کرکے مجھے دیں، تاکہ میں اس کو یہ اپنا علم سکھادوں، چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا وہ لڑکا روزانہ گھر سے علم سیکھنے کے لیے کاہن کے پاس جاتا تھا، لیکن راستہ میں ایک راہب یعنی عیسائی پادری رہتا تھا جو دین عیسی علیہ السلام کا پیروکار تھا اور اس وقت یہی دین عیسی علیہ السلام ہی دین حق تھا، وہ راہب بڑا نیک تھا، لڑکے کا نام عبداللہ

بن تا مر تھا، یہ لڑکا جب جاتا تو راستے میں اس راہب کے پاس بیٹھتا اور دین کی باتیں سنتا، اس کو باتیں اچھی لگیں وہ متاثر ہو کر چھپے چھپے مسلمان ہو گیا، ایک مرتبہ لڑکا جا رہا تھا راستہ میں اس نے دیکھا کہ ایک شیر اور بعض روایات کے مطابق سانپ نے راستہ روکا ہوا تھا، خلق خدا پریشان کھڑی ہوئی تھی، گزرنے کا راستہ نہیں تھا، لڑکے نے سوچا کہ آج امتحان کا وقت ہے، دیکھتا ہوں کہ راہب کا دین سچا ہے، یا کاہن کا؟ اس نے پتھر اٹھایا اور دعا کی یا اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جائے، اگر کاہن کا سچا ہے تو نہ مارا جائے، یہ کہہ کر پتھر مارا تو شیر ہلاک ہو گیا، سب لوگ خوش ہو گئے اور ان میں مشہور ہو گیا کہ اس لڑکے کو عجیب وغریب علم آتا ہے، لوگ اس کے پاس آنا شروع ہو گئے، مریض آتے وہ کہتا اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ، اصل شفا وہی ذات عطا کرتی ہے، بات چلتے چلتے بادشاہ کے دربار تک پہنچ گئی، بادشاہ کا ایک وزیر نابینا تھا، اس کو معلوم ہوا تو وہ بہت تحفے تحائف لے کر بچے کے پاس گیا، اور کہا کہ آپ میری آنکھیں ٹھیک کر دیں، اس نے کہا کہ شفاء تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہاتھ میں ہے، میں اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ تم مسلمان ہو جاؤ وہ مسلمان ہو گیا، لڑکے نے دعا کی وہ شفایاب ہو گیا، اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں، دوسرے دن بادشاہ کے دربار میں وہ وزیر آیا بادشاہ اس کی آنکھیں دیکھ کر حیران ہو گیا، پوچھا کس نے تمہاری آنکھیں ٹھیک کی ہیں؟ اس نے کہا میرے رب نے، بادشاہ نے کہا اچھا میرے علاوہ بھی تمہارا کوئی رب ہے، اس نے کہا جی ہاں ربی اللہ اس نے اس کو گرفتار کیا اور اس کو مختلف سزائیں دینا شروع کر دیں، یہاں تک کہ اس نے اس بچے کا پتہ بتلا دیا، اس کو گرفتار کیا گیا، اس نے راہب کا پتہ دیا، اس کو بھی گرفتار کیا گیا، بادشاہ نے راہب اور اعمیٰ کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو آرے کے ساتھ قتل کر دیا جائے، اور لڑکے کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کے اوپر لے جا کر نیچے گرا دیا جائے، اگر یہ اپنے دین سے باز نہ آئے، جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو بچے نے دعا کی یا اللہ ان لوگوں سے مجھے بچا، پہاڑ پر زلزلہ آیا وہ سارے گر کر ہلاک ہو گئے، بچہ واپس آ گیا، بادشاہ نے پھر چند اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو لیجا کر سمندر میں غرق کر دو، اس نے پھر یہی دعا کی سارے ہلاک ہو، گئے وہ پھر واپس آ گیا پھر لڑکے نے بادشاہ کو کہا میرے مارنے کی صورت یہ ہے کہ ایک جگہ لوگوں کو جمع کر کے میرے ترکش سے تیر لے کر اس پر **بسم اللہ رب ھذا الغلام** کہہ کر مجھے مارو تو میں مر جاؤں گا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لوگوں میں اعلان کیا گیا لوگ جمع ہوئے، بچے کو لکڑی کے اوپر باندھ کر **بسم اللہ رب ھذا الغلام** کہہ کر تیر مارا گیا جو اس کی کنپٹی پر لگا جہاں اس نے اپنا ہاتھ رکھ لیا اور وہ لڑکا

شہید ہو گیا، مگر اس واقعہ عجیب کو دیکھ کر یک لخت مجمع نے یک زبان ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا، اور کہنے لگے ہم سب اللہ پر ایمان لاتے ہیں، یہ سن کر بادشاہ مزید پریشان ہو گیا، ارکان سلطنت سے مشورہ کیا مشورہ طے ہوا کہ بڑی بڑی خندقیں کھدوائی جائیں اوران کو آگ سے بھر دیا جائے، پھر لوگوں کو بلایا جائے جو شخص دین اسلام سے نہ پھرے اس کو آگ میں پھینک دیا جائے، چنانچہ ایسا کیا، مگر مسلمان صبر واستقامت کا پہاڑ بن گئے، اورانہوں نے بخوشی اس جزا کو قبول کرلیا، ایک عورت آئی گود میں چھوٹا سا بچہ بھی تھا، بچہ کی شفقت کی وجہ سے تھوڑی جھجکی لیکن معصوم بچے نے آواز دی امی جان صبر کرو تم حق پر ہو، بعض روایات کے مطابق شہداء کی تعداد بارہ ہزار، بعض کے مطابق ستر ہزار تھی، عبداللہ بن تامر کی قبر حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں کسی وجہ سے کھودی گئی تو عبداللہ بن تامر کی لاش صحیح سالم تھی، وہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کا ہاتھ کنپٹی پر تھا، ہاتھ ہٹایا گیا تو خون جاری ہو گیا، دوبارہ ہاتھ وہاں رکھا گیا تو بند ہو گیا، ان کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی جس پر تحریر تھا اللہ ربی، گورنر یمن نے حضرت عمر فاروقؓ کو اطلاع دی آپؓ نے فرمایا انکو اسی حالت میں چھپادو۔

انجام ذونواس:

جب قیصر روم کو ذونواس کے اس ظلم وستم کا پتہ چلا اور یہ معلوم ہوا کہ ذونواس نے انجیل مقدس کو جلا دیا ہے، عیسائیوں پر ظلم کیا ہے تو اس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو خط لکھا، کہا اس ظالم سے ظلم کا بدلہ لیا جائے، اس نے ستر ہزار کا لشکر تیار کر کے روانہ کیا، اس کا سپہ سالار رباطہ نامی ایک شخص تھا یہ لشکر یمن کے قریب حضر موت کے مقام پر ٹھہرا، ذونواس کو پتہ چلا تو اس نے ایک سازش تیار کی، رباطہ کو پیغام دیا کہ میں لڑائی نہیں کرنا چاہتا، آپ کو تمام خزانوں کی چابیاں دے دیتا ہوں پھر آپ مجھے اپنے پاس رکھیں یا نجاشی کے پاس بھیج دیں، ذونواس نے خزانے کی چابیاں اونٹ پر لاد کر رباطہ کے پاس پہنچادیں، اور پھر رباطہ کو صنعاء شہر لے آیا اور تمام خزانے اس کے سپرد کر دیئے آخر میں کہا کہ دوسرے صوبوں میں بھی میرے ایسے ہی خزانے ہیں میں آپکو بتلاتا ہوں آپ فوجیوں کے مختلف گروہ بنا کر وہاں بھیج دیں تا کہ وہ خزانے لیکر آئیں، رباطہ نے کہا بہت اچھا رباطہ کی فوج جب ادھر ادھر بکھر گئی تو ذونواس نے خفیہ طور پر اپنے لوگوں کو بھیجا کہ جا کر میرے وزیروں کو کہہ دو کہ رباطہ کے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں ان کو قتل کردو، چنانچہ رباطہ کی یہ فوج ہر جگہ ماری گئی رباطہ کو پتہ چلا تو صنعاء سے بھاگ کر حضر موت آیا اور نجاشی کو صورت حال سے مطلع کیا نجاشی نے دوبارہ ایک لاکھ لشکر ابرھہ کی قیادت میں روانہ کیا، ذونواس کو

پتہ چلا اس نے کہا اب بچنا مشکل ہے تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر سمندر میں گھس گیا کیونکہ یہ اس کا گھوڑا سمندر میں تیرتا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد تھکاوٹ کی وجہ سے گھوڑا تیرنے سے رک گیا، ذونواس گھوڑے سمیت سمندر میں غرق ہو گیا، ابرھہ نے ملک صنعاء اور اس کے بے انتہا خزانوں پر قبضہ کر لیا، چونکہ ابرھہ نے نجاشی کی طرف تحفے تحائف نہ بھیجے، اس لیے اسے گمان ہوا کہ ابرھہ میرا باغی ہو گیا ہے اس نے پھر رباطہ کو چار ہزار لشکر دے کر بھیجا کہ ابرھہ کو معزول کر کے میرے پاس بھیجو اور تم ملک یمن کی باگ ڈور سنبھالو، رباطہ یمن پہنچا نجاشی بادشاہ کی طرف سے معزولی کا حکم سنایا، ابرھہ نے کہا اگر میں یہ چیزیں تیرے سپرد نہ کروں تو تُو کیا کرے گا؟ اس نے کہا کہ لڑائی کروں گا، اس نے کہا اچھا سب سے پہلے تو اور میں لڑائی کرتے ہیں دونوں میدان میں آ گئے، ابرھہ نے اپنے ایک غلام کو کہا تم رباطہ کے قریب کہیں چھپ کر کھڑے ہو جاؤ اس کو قتل کر دو، رباطہ نے ابرھہ کے سر پر تلوار ماری لیکن اس نے خود پہنی ہوئی تھی سر تو نہ کٹا البتہ ابرھہ کی ناک کٹ گئی، اس لیے اس کو ابرھہ الاشرم کہا جاتا ہے، اشرم کا معنی ناک کٹا، ادھر پیچھے ابرھہ کے غلام نے رباطہ پر حملہ کیا اس کو قتل کر دیا، نجاشی کو اطلاع ملی تو اس نے قسم کھائی جب تک ابرھہ کو قتل نہ کرونگا خاموش نہیں ہوں گا، ابرھہ نے نجاشی کو بہت سے تحائف بھیجے اور معذرت کی کہ رباطہ نے میرے ساتھ زیادتی کی، اس لیے میں نے اسے قتل کیا، میں آپ کا فرمانبردار ہوں نجاشی نے اس کی معذرت قبول کر لی، یہ وہی ابرھہ ہے جو ہاتھی لیکر کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آیا تھا، اور وہ اور اس کا لشکر قہر الٰہی میں مبتلا ہوا۔

والسماء ذات البروج: اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں ① آسمان کی قسم کھائی پھر اسکی صفت بیان کی ذات البروج۔

سوال: بروج سے کیا مراد ہے؟

جواب: بروج کی مراد کے بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں ① بروج سے ابواب مراد ہیں، دروازے ② بروج سے محلات مراد ہیں، وہ محلات جو آسمان میں پہرہ داروں اور نگران فرشتوں کے لیے مقرر ہیں ③ بروج سے بارہ حصے آسمان کے مراد ہیں، جو فلاسفہ کے ہاں بروج ہیں، ہر حصہ کو برج کہا جاتا ہے، ہر برج کا، مستقل نام ہے جو حسب ذیل ہیں ① حمل ② ثور ③ جوزا ④ سرطان ⑤ اسد ⑥ سنبلہ ⑦ میزان ⑧ عقرب ⑨ قوس ⑩ جدی ⑪ دلو ⑫ حوت۔ بروج سے بڑے بڑے ستارے مراد ہیں حضرت ابن عباسؓ مجاہد ضحاک حسن بصری قتادہ رحمۃ اللہ علیہم نے آخری قول کو اختیار کیا ہے۔ (معارف)

والیوم الموعود :یہ دوسری قسم ہے الیوم الموعود سے قیامت کا دن مراد ہے، ترمذی شریف ص ۱۷۱ ۲ پر حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ الیوم الموعود سے قیامت کا دن مراد ہے، اور شاہد سے جمعہ کا دن، اور مشہود سے عرفہ (نویں ذوالحجہ) کا دن مراد ہے۔

وشاھدٍ ومشھود: تیسری اور چوتھی قسم کا بیان ہے۔

سوال: شاھد اور مشھود سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں ① شاہد سے یوم جمعہ اور مشہود سے عرفہ (نویں ذوالحجہ) کا دن مراد ہے، کیونکہ جمعہ کا دن خود ہر مسجد اور شہر میں حاضر ہونے والا ہے اور عرفہ کے دن تمام اطراف وبلاد سے حجاج کرام وہاں حاضر ہوتے ہیں ② شاہد سے مراد اللہ اور مشہود سے مراد قیامت ہے ③ شاہد سے یوم الجمعہ اور مشہود سے یوم النحر ④ شاہد سے نبی علیہ السلام اور مشہود سے قیامت ⑤ شاہد سے نبی ﷺ اور مشہود سے آپ ﷺ کی امت ⑥ شاہد سے آپ ﷺ کی امت اور مشہود سے امم سابقہ مراد ہیں اور بھی اقوال ہیں۔

قتل اصحٰب الاخدود :اشیاء اربعہ کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا اصحاب الاخدود غارت ہوئے یا غارت ہوں، اور ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جنہوں نے خندقیں کھود کر ان میں آگ جلا کر مومنین کو ان میں جلایا، ان کے ملعون ہونے سے مومنین کو تسلی دینا مقصود ہے، کہ جو کافر آج مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں وہ گرفتار لعنت ہوں گے، خواہ اسکا اثر دنیا میں ظاہر ہو جیسے غزوہ بدر میں ذلیل وخوار ہو کر قتل ہوئے، یا صرف آخرت میں۔

اذھم علیھا قعود ٥وھم علی مایفعلون :مقصد یہ ہے کہ جب مومن آگ میں جل رہے تھے تو یہ اس آگ کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے، اور ان کا تماشہ دیکھ رہے تھے، ان کے تڑپنے اور جلنے پر خوب خوش ہو رہے تھے، اس سے ان کفار کی سنگدلی اور بے رحمی کی طرف اشارہ ہے۔ وما نقموا :مقصد یہ ہے کہ ان کے ساتھ جو ظلم کیا گیا ان کا قصور نہیں تھا، بات صرف اتنی تھی کہ وہ اللہ رب العزت جو تمام آسمانوں اور زمین کے مالک ہیں پر ایمان لائے تھے، یہ کوئی جرم نہیں تھا۔

واللہ علی کل شیء شھید :اللہ ہر شی پر گواہ ہے ظالم کے ظلم سے اور مظلوم کی مظلومیت سے واقف ہے، وہ مظلوم کی نصرت اور ظالم کو ضرور سزا دے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَالِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ○إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ○إِنَّهُ هُوَيُبْدِءُ وَيُعِيْدُ○وَهُوَالْغَفُوْرُالْوَدُوْدُ ○ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ○فَعَّالٌ لِمَايُرِيْدُ○هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ○فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ○بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْافِيْ تَكْذِيْبٍ○وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ○بَلْ هُوَقُرْآنٌ مَّجِيْدٌ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ○

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے تکلیف دی مومن مردوں کواور مومن عورتوں کوپھر نہیں توبہ کی انہوں نے پس ان کے لیے جہنم کا عذاب ہےاور انکے لیے جلنے کا عذاب ہے بے شک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور عمل کیے نیک ان کے لیے باغات ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں، یہ بڑی کامیابی ہے، بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے، بے شک وہ اللہ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہےاور دوبارہ لوٹا تا ہے، اور وہی بخشنے والا ہے محبت کرنے والا ہے، عرش والا ہے بزرگی والا ہے، کرنے والا ہے اس چیز کو جو ارادہ کرتا ہے، کیا آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لشکروں کی خبر، یعنی فرعون اور ثمود کی خبر، بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں جھٹلاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرنے والا ہے، بلکہ وہ قرآن ہے جو بڑی شان والا ہے، جو لوح محفوظ میں ہے۔

حل المفردات : فتنوا جمع مذکر غائب ماضی معروف، از (ض) تکلیف میں ڈالنا۔ لم یتوبوا جمع مذکر غائب، نفی جحد، دراصل یتوبُوْا مثل لم یقولوا تھا از (ن) لوٹنا، رجوع کرنا، توبہ میں بھی رجوع الی اللہ ہوتا ہے۔ تجریْ واحدہ مؤنثہ غائبہ، مضارع معروف، اصل میں تجریُ تھا، از (ض) جاری ہونا، چلنا۔ الانھٰر جمع ہے، مفرد نھر۔ الفوز مصدر، از (ن) کامیاب ہونا۔ الکبیر واحد مذکر صفت مشبہ، از (ک) مرتبہ میں بڑا ہونا، بھاری ہونا، الحریق واحد مذکر صفت مشبہ، از (ن) جلانا۔ بطش مصدر، از (ن،ض) سختی سے پکڑنا۔ لشدید واحد مذکر صفت مشبہ، از (ن،ض) باندھنا، قوی کرنا، قوی ہونا۔ یبدیٔ واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (افعال) ظاہر کرنا۔ یُعِیْدُ واحد مذکر غائب مضارع معروف، اصل میں یُعْوِدُ تھا، بقانون یقول بیع واؤ کا کسرہ نقل کرکے ماقبل کو دیا، پھر میزان والے قانون کے تحت واؤ کو یاء سے بدلا۔ از (افعال) لوٹانا، دہرانا۔ الغفور واحد مذکر اسم مبالغہ، بہت بخشنے والا، از (ض) ڈھانکنا، چھپانا، مادہ غفر میں چھپانے کا معنی آتا ہے، مثلاً ① گناہوں کو چھپانا اس کو

مغفرۃ کہا جاتا ہے(۲) غفرۃ ڈھکنے کو کہا جاتا ہے (۳) مغفر خود کو کہا جاتا ہے، جس کو فوجی سر پر لیتے ہیں وہ بھی سر کو چھپالیتی ہے۔ الـودود صیغہ مبالغہ، بہت محبت کرنے والا، از (س) محبت کرنا۔ العرش: تخت شاہی، چھت، شامیانہ، سردار، از (ن ض) مکان بنانا، تخت بنانا۔ المجید: واحد مذکر صفت مشبہ، جمع اس کی امجاد از (ک) بزرگوار ہونا۔ فَعَّالٌ صیغہ مبالغہ۔ یُرِیْدُ واحد مذکر غائب مضارع معروف، اصلہ یُرْوِدُ تھا بقانون بیع و میزان یُرِیْدُ ہوا، از (افعال) ارادہ کرنا۔ الجنود لشکر، جمع ہے اس کا مفرد جند ہے۔ فرعون مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا، مشہور فرعون جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر تھا اس کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا۔ (بغوی ج ۱ ص ۶۹) مُحِیْطٌ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل اصل میں مُحْوِطٌ تھا بقانون بیع یقول واؤ کا کسرہ ماقبل کو دیا، پھر بقانون میزان واؤ یا سے تبدیل ہوگئی، از (افعال) گھیر لینا۔ لوح: تختی، جمع اسکی الواح محفوظ: واحد مذکر اسم مفعول، از (س) حفاظت کرنا، یاد کرنا۔

حل الترکیب: ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثم لم یتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحریق: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الذین موصول، فتنوا فعل، واؤ ضمیر فاعل، المؤمنین معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، المؤمنٰت معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول بہ برائے فتنوا، فتنوا فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، ثم عاطفہ، لم یتوبوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صلہ ہوا، موصول صلہ ملکر اِنَّ کا اسم، متضمن معنی شرط، فاء جزائیہ، لام جار، هم مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہوکر خبر مقدم، عذاب مضاف، جهنم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لام جار، هم مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم، عذاب مضاف، الحریق مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف معطوف علیہ ملکر قائم مقام جزا ہوکر خبر ہے اِنَّ کی، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت لهم جنٰت تجری من تحتها الانهٰر: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الذین موصول، اٰمنوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، عملوا فعل، هم ضمیر فاعل، الصٰلحٰت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر اِنَّ کا اسم، لام جار، هم مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم، جنٰت موصوف، تجری فعل، من حرف

جار، تحت مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تجری کے، الانھر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **ذلك الفوز الكبير** : ذلك اسم اشارہ مبتدا، الفوز موصوف، الکبیر صفت موصوف صفت ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ان بطش ربك لشديد اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، بطش مضاف، رب مضاف، کاف ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا بطش کا، مضاف مضاف الیہ سے مل کر اِنَّ کا اسم، لشدید خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **انه هو يبدئ ويعيد** : اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہ ضمیر اسم، ھو مبتدا، یبدیٔ فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، یعید فعل، ھو ضمیر فاعل فعل فاعل ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی اِنَّ کی اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وهو الغفور الودود ذو العرش المجيد : واؤ عاطفہ، ھو ضمیر مبتدا، الغفور خبر اول، الودود خبر ثانی، ذو مضاف العرش مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ثالث المجید خبر رابع یا صفت ہے ذو العرش کی، مبتدا اپنی تمام خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **فعال لما يريد** : فعال خبر ہے مبتدا محذوف ہو کی، لام جارہ، ما موصولہ، یرید فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعال کے، جو کہ خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **هل اتك حديث الجنود ٥ فرعون وثمود** ۔ ھل استفہامیہ، اتی فعل، کاف ضمیر مفعول بہ، حدیث مضاف، الجنود مبدل منہ، فرعون معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ثمود معطوف، معطوف معطوف علیہ ملکر بدل، بدل مبدل منہ ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

بل الذين كفروا في تكذيب : بل عاطفہ، الذین موصول، کفروا فعل، واؤ ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مبتدا، فی جار، تکذیب مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنون کے ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **والله من ورائهم محيط** واؤ عاطفہ، لفظ اللہ مبتدا، من جارہ، وراء مضاف، ھم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا من جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا محیط کے، محیط خبر ہے مبتدا کی،

مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

بل ھو قرآن مجید ○فی لوح محفوظ بل عاطفہ، ھو ضمیر مبتدا، قرآن موصوف، مجید صفت اول، فی جار، لوح موصوف، محفوظ صفت، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا، فی جار کا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہوکر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر، مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی سزا کو بیان کیا گیا ہے جنہوں نے مسلمانوں کو صرف ان کے ایمان لانے کی وجہ سے آگ کی خندقوں میں جلایا تھا، ارشاد فرمایا کہ جن کافروں نے مومنین ومومنات کو تکلیف دی پھر توبہ نہیں کی اللہ تعالیٰ سے اپنے اس جرم کی معافی نہیں مانگی ان کے لیے دو عذاب ہیں ① عذاب جہنم ② عذاب الحریق۔ عذاب الحریق میں دو احتمال ہیں ① یہ جملہ عذاب جہنم کی تاکید ہے اور اسی عذاب جہنم کی وضاحت اور بیان ہے، مقصد یہ ہوگا کہ جہنم میں جاکر ان لوگوں کے لیے یہ سزا ہوگی کہ ہمیشہ جلتے رہیں گے ② عذاب جہنم میں عذاب آخرت کا بیان ہے، اور عذاب الحریق میں دنیاوی عذاب کا ذکر ہے، جس طرح کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ جن مومنین کو ان لوگوں نے آگ کی خندق میں ڈالا تھا اللہ تعالیٰ نے آگ میں جانے سے پہلے ہی ان کی ارواح قبض کرلی تھیں، صرف مردہ جسم آگ میں پڑے، اس طرح مومن تو آگ کی تکلیف سے محفوظ ہوگئے لیکن یہ آگ اتنی بھڑک اٹھی کہ خندق سے نکل کر شہر میں پھیل گئی، اور جو لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے ان سب کو جلادیا (جلالین) صرف ذونواس بچ نکلا لیکن بعد میں وہ بھی سمندر میں غرق ہوگیا۔ ان الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت اب کفار کے مقابلے میں مومنین کی جزا اور انعامات کا بیان ہے، کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال اختیار کیے ان کے لیے باغات تیار ہیں، پھر باغات بھی ایسے کہ ان میں نہریں بہتی ہوں گی۔ ذلک الفوز الکبیر یہ بہت بڑی کامیابی ہے، کیونکہ یہ نعمتیں دائمی ہوں گی اور ہر قسم کی نعمت حاصل ہوگی، پھر اس کے ختم ہونے اور چھینے جانے کا خطرہ بھی نہ ہوگا، بخلاف دنیاوی نعمتوں کے، کہ اول تو تمام نعمتوں کا حصول مشکل ہے، کوئی نہ کوئی حسرت باقی رہ جاتی ہے، کسی نے خوب کہا۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

لیکن اگر دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہو جائیں تب بھی ان کے ختم ہونے اور چھینے جانے کا

خطرہ ہر وقت رہتا ہے، اس لیے بڑی کامیابی یہی ہے کہ آخرت کی نعمتیں حاصل ہو جائیں ۔ **ان بطش ربك لشديد** مقصد یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت ہے، جس کو پکڑتا ہے پھر کوئی چھڑا نہیں سکتا، دنیا میں خوار و ذلیل کرتا ہے، آخرت میں مبتلائے عذاب کرتا ہے، لہٰذا کفار پر سزائے شدید کا واقع ہونا کوئی بعید نہیں ہے۔ **انه هو يبدئ ويعيد** مقصد یہ ہے کہ وہ ایسی ذات ہے جس نے انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور دوبارہ بھی پیدا کرے گا، لہٰذا کفار کا یہ شبہ بھی نہ رہا کہ جب ہم نے دوبارہ زندہ ہی نہیں ہونا تو بطش شدید کیسی ہوگی۔ **وهو الغفور الودود** ان آیات میں اللہ رب العزت اپنی چند صفات کو بیان فرما رہے ہیں، جس سے مؤمنین کے وعدہ کی تقریر ہے، **الغفور** اللہ تعالیٰ کی ذات بخشنے والی ہے، تو یہ استغفار سے بندوں کے گناہ معاف کر دیتی ہے، **الودود** جو نیک و صالح ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنے والے ہیں، اتنی محبت کہ ماں کو بھی اولاد سے اتنی محبت نہیں ہوتی، **ذو العرش** وہی تخت کا حقیقی و اصلی مالک ہے، باقی سب عارضی ہیں، **المجيد** بڑی شان والا ہے، **فعال لما يريد** وہ ذات ایسی قادر مطلق ہے کہ جو چاہتی ہے کرتی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا، کسی مددگار کی ضرورت نہیں ہے۔ **هل اتك حديث الجنود** واقعہ اصحاب الاخدود کے بیان کرنے کے بعد مؤمنین کی مزید تسلی کے لیے دو اور واقعات کا اجمالی بیان کیا جا رہا ہے، جس میں سے ایک تو فرعون کی ہلاکت کا ذکر ہے جس کا لشکر بڑا طاقتور اور کثیر تھا، دوسرا قوم ثمود، جنہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی گستاخی اور نافرمانی کی، اللہ تعالیٰ نے طاقتور ظالم لشکروں کو نیست و نابود کر دیا تو یہ کفار قریش مکہ ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، ان کا انجام بھی بہت برا ہوگا۔ **بل الذين كفروا في تكذيب**: کفار ایسی وعیدات عذاب کو سن کر کہتے کہ ہم تو اللہ کی قدرت کو نہیں مانتے، اسی کو بیان فرمایا گیا کہ ان واقعات کو سن کر ڈرنے کی بجائے کفار اس قرآن پاک اور قیامت اور دوسرے واقعات کی تکذیب میں لگے ہوئے ہیں، **والله من ورائهم محيط** لیکن اللہ رب العزت ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہیں، لہٰذا یہ اپنے انجام کو ضرور پہنچیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عقوبت سے نہیں بچ سکیں گے۔ **بل هو قرآن مجيد** مقصد یہ ہے کہ کفار کا قرآن پاک کی تکذیب کرنا محض حماقت ہے ورنہ اس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ لوح محفوظ میں محفوظ تھا پھر وہاں سے بڑی حفاظت کے ساتھ روح امین کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا گیا، اس لیے تکذیب قرآن بلا شبہ جہالت اور موجب عقوبت ہے۔

سورة الطارق مكيه

ایاتها ۱۷ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعها ۱

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ○ وَمَا أَدْرٰكَ مَاالطَّارِقُ ○ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ○ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ○ فَلْيَنظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ○ خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ ○ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ○ إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ○ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ○ فَمَا لَهٗ مِن قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ○ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ○ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ○ إِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ○ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ○ إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ○ وَّأَكِيْدُ كَيْدًا ○ فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ○

ترجمه: قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی، اور کیا پتہ آپ کو کیا ہے رات کو آنے والا وہ ستارہ ہے چمکنے والا، نہیں ہے ہر نفس مگر اس پر ایک نگران ہے پس چاہیے کہ دیکھے انسان کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، وہ پیدا کیا گیا ہے پانی سے جو ٹپک کر گرنے والا ہے، جو نکلتا ہے پیٹھ اور چھاتی کے درمیان سے' بے شک وہ اللہ اس انسان کے لوٹانے پر البتہ قادر ہے جس دن ظاہر کر دیے جائینگے راز' پس نہیں ہوگی اس کے لیے کوئی قوت اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔ قسم ہے آسمان کی جو چکر مارنے والا ہے، اور قسم ہے زمین کی جو پھٹ جانے والی ہے، بیشک وہ قرآن البتہ بات ہے دوٹوک (فیصلہ کرنیوالی) اور نہیں ہے وہ مذاق، بیشک وہ کافر مکر کرتے ہیں مکر کرنا اور میں مکر کرتا ہوں مکر کرنا، پس مہلت دیجیے کافروں کو یعنی مہلت دیجیے ان کو مہلت دینا یا مہلت دیجیے ان کو تھوڑی سی مہلت۔

حل المفردات: الطارق واحد مذکر اسم فاعل، رات کو آنے والا، از (ن) رات کے وقت آنا، النجم ستارہ، اس کی جمع نجوم، الثاقب واحد مذکر اسم فاعل، چمکنے والا، از (ن) سوراخ کرنا، روشن ہونا، چمکنا، ستارے کو اس لیے ثاقب کہا گیا ہے کہ جب یہ اندھیرے میں روشن ہوتا ہے تو اس میں گویا سوراخ کر دیتا ہے، دافق واحد مذکر اسم فاعل، از (ض'ن) زور سے گرانا، اچھل کر بہنا، یخرج واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (ن) نکالنا، الصلب پشت، جمع اصلاب' اصلب، از (ک) سخت ہونا، الترائب جمع ہے، اسکا مفرد التریبة ہے سینہ کا بالائی حصہ، رجعه مصدر، از (ض) لوٹنا، قادر واحد مذکر اسم فاعل، از (ن'ض'س) قوی ہونا، تدبیر کرنا، اندازہ کرنا، تُبْلَى واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع مجہول، اصل میں تُبْلَی تھا، (قال والا

قانون) از (ن) آزمانا، جانچنا، السرائر جمع ہے اس کا واحد سریرۃ ہے، راز، بھید، الصدع مصدر، از (ف) پھاڑنا، فصل مصدر، از (ض) جدا کرنا، الھزل مصدر، از (ض) ٹھٹھا کرنا، یَکِیْدُوْنَ جمع مذکر غائب مضارع معروف، اصل میں یَکْیِدُوْنَ تھا، بقانون بیع یکید ون ہوا، از (ض) مکر کرنا، اکید واحد متکلم مضارع معروف، فمھل واحد مذکر امر حاضر معروف، از (تفعیل) مہلت دینا، امھل واحد مذکر امر حاضر، از (افعال) مہلت دنیا۔

حل التركيب: والسماء والطارق واؤ قسمیہ، السماء معطوف علیہ، واو عاطفہ، الطارق معطوف معطوف معطوف علیہ ملکر مجرور ہے واؤ قسمیہ جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے، اقسم فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر قسم۔ وما ادرٰك ما الطارق واؤ اعتراضیہ، ما بمعنی ای شئی مبتدا، ادری فعل، ھو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ اول، ماالطارق ما بمعنی ای شئی مبتدا، الطارق خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مفعول ثانی ہے ادری کا، فعل فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہے ما کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ معترضہ ہوا، النجم الثاقب النجم موصوف، الثاقب صفت، موصوف صفت ملکر خبر مبتدا محذوف ھو کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا النجم الثاقب بدل ہے الطارق سے۔

ان کل نفس لما علیھا حافظ: ان نافیہ، کل مضاف، نفس مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، لما بمعنی الا ہوکر حرف استثناء، علی حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر، متعلق ثابت کے ہوکر خبر مقدم، حافظ مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر پھر خبر ہے مبتدا کل نفس کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

فلینظر الانسان مم خُلِقَ: فاء فصیحہ، (اعراب) لینظر فعل، الانسان فاعل، من حرف جار، ما استفہامیہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق مقدم ہوا خلق کے، خلق فعل، ھو ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر استفہام۔

خُلِقَ من ماءٍ دافق یخرج من بین الصلب والترآئب: خُلِقَ فعل، ھو ضمیر نائب فاعل، من جار، ماء موصوف، دافق صفت اول، یخرج فعل، ھو ضمیر فاعل، من حرف جار، بین مضاف، الصلب معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الترائب معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا من جار کا، جار مجرور ملکر متعلق یخرج کے، یخرج فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ثانی ماء کی،

موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور ہوا من جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا خلق کے، خلق فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب استفہام، استفہام اپنے جواب استفہام سے ملکر محلا منصوب مفعول بہ ہے لینظر کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہے شرط محذوف **اذا کان الامر کذلک** کی، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ **انہٗ علی رجعہ لقادر** اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہٗ ضمیر اسم، علی حرف جار، رجع مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا علیٰ جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا قادر کے، قادر خبر برائے اِنَّ، اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یوم تبلی السرآئر :یوم ظرف مضاف، تبلی فعل، السرائر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ **فما لہ من قوۃ ولا ناصر** فا عاطفہ، ما مشبہ بلیس، لام جار، ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم، من زائدہ، قوۃ معطوف علیہ، واو عاطفہ، لا زائدہ، ناصر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر اسم مؤخر، ما اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ یوم کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے لقادر کا، یا فعل محذوف یرجع کا، یا اذکر کا، (اعراب املاء)

والسمآء ذات الرجع والارض ذات الصدع انہ لقول فصل: واؤ قسمیہ، السماء موصوف، ذات مضاف، الرجع مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الارض موصوف، ذات مضاف، الصدع مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور ہوا واؤ جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے، اقسم فعل با فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر قسم، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہٗ ضمیر اسم، لام تاکید، قول موصوف، فصل صفت، موصوف صفت ملکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ **وما ھو بالھزل** واؤ عاطفہ، ما مشبہ بلیس، ھو ضمیر اسم، با حرف جار، الھزل مجرور، جار مجرور ملکر خبر، ما اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جواب قسم، قسم جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوا۔

انھم یکیدون کیدًا و اکید کیدًا اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھم ضمیر اسم، یکیدون فعل، ھم ضمیر فاعل، کیدا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل و مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ

عاطفہ، اکید فعل بافاعل، کیدا مفعول مطلق ،فعل اپنے فاعل ومفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا فانتیجیۃ یا عاطفہ، مَهِّل فعل بافاعل، الکفرین مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر مؤکد، یا مبدل منہ، امھل فعل بافاعل، ھم ضمیر مفعول بہ، رویدا یا بمعنی امھالاً ہوکر مفعول مطلق ہے امھل کا، یا صفت ہے موصوف محذوف امھالا کی، وہ مفعول مطلق ہے امھل کا، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر تاکید، یا بدل ہے مھل سے، مؤکد اپنی تاکید یا مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تفسیر: نام: اس سورۃ کا نام سورۃ الطارق ہے، یہ سورۃ مکی ہے۔

ربط : گزشتہ سورۃ میں تسلی مؤمنین اور وعید کفار کا بیان تھا آخر میں حقیت قرآن کا مضمون تھا، اس سورت میں اعمال کے محفوظ رہنے اور قیامت کے ممکن ہونے اور واقع ہونے کا ذکر ہے، نیز بعث بعد الموت کی دلیل، یعنی قران کا حق ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔

شان نزول: ایک مرتبہ ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ روٹی اور دودھ لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے کھا رہے تھے، اسی اثناء میں ایک ستارہ ٹوٹا جس کی چمک سے وہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی، ابوطالب نے پریشان ہوکر کہا یہ کیا تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ستارہ تھا، کسی شیطان کو مارا گیا یہ قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، ابوطالب کو یہ سن کر تعجب ہوا، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (رازی، خازن، روح المعانی) **والسماء والطارق** قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی اس آیت میں اللہ تعالی نے دو چیزوں کی قسم کھائی ہے ① آسمان ② رات کو آنے والے کی، اس سے ستارہ مراد ہے، کیونکہ وہ دن کو چھپا رہتا ہے رات کو ظاہر ہوتا ہے، اس لیے اس کو طارق کہا گیا۔ **وما ادرك ما الطارق** اللہ تعالیٰ تعظیم شان کے لیے سوال کررہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پتہ طارق کیا ہے؟ پھر خود جواب دیا **النجم الثاقب** کہ طارق وہ ایک جگمگانے والا روشن ستارہ ہے، الثاقب کے کئی معانی ہیں۔ ① بلند ② روشن ③ سوراخ کرنے والا۔

سوال : النجم الثاقب سے کون سا ستارہ مراد ہے؟

جواب : اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں ① اس سے کوئی خاص ستارہ مراد نہیں ہے، بلکہ ہر ستارہ مراد ہے جو ٹوٹ کر گرتا ہے، اور اس سے روشنی پھیلتی ہے ② اس سے ثریا مراد ہے جو ستاروں کا ایک گچھا ہوتا ہے، چونکہ ان کے اجتماع سے روشنی زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کو انجم

الثاقب کہا گیا ہے ③ النجم الثاقب سے زحل ستارہ، مراد ہے، جو ساتویں آسمان پر ہے، اس کی روشنی ساتوں آسمانوں کو سوراخ کر کے نیچے زمین پر آتی ہے، اس لیے اس کو النجم الثاقب کہا گیا ہے۔

سوال: ستارہ ٹوٹ کر گرنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: اس کے متعدد فوائد ہیں ① نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل شیاطین جنات ساتویں آسمان کے قریب جا کر باتیں چرایا کرتے جو فرشتوں کو حکم دیا جا رہا ہوتا تھا۔ اس کو سن لیتے کچھ اپنی طرف سے ملا لیتے پھر کاہنوں کو آ کر اس کی اطلاع کرتے آپ ﷺ کی بعثت کے بعد ان کو روک دیا گیا، اگر کوئی شیطان بات سننے کے لیے اوپر جاتے تو یہ ستارہ ٹوٹ کر اس پر گرتا ہے وہ جل جاتا ہے ② آسمان کی سجاوٹ ③ نشان قدرت دکھا کر بندوں کو ڈرانا۔ **ان کل نفس لما علیھا حافظ** یہ جواب قسم ہے اسی مضمون کو پختہ کرنے کے لیے قسم کھائی گئی ہے، قسم اور جواب قسم میں مناسبت یہ ہے کہ جس طرح آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہوتے ہیں مگر ان کا ظہور صرف خاص ہے شب کیساتھ اسی طرح انسان کے اعمال بھی نامہ اعمال میں محفوظ ہیں لیکن ان کا ظہور صرف قیامت کے دن ہوگا۔ **ان کل نفس** میں ان نافیہ ہے لما بمعنی الا کے ہے مقصد یہ ہے کہ ہر انسان پر ایک محافظ و نگران ہے جو اس کے تمام افعال و اعمال و حرکات و سکنات کو دیکھتا ہے، جانتا ہے، اور ہر عمل کو لکھ لیتا ہے، اور یہ لکھنا اس لیے ہوتا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کا محاسبہ ہو سکے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ کسی وقت بھی آخرت و قیامت سے غافل نہ ہو، ہر کام کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچ لے۔

فائدہ: حافظ کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں ① نگران، پھر مقصد یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر نگران فرشتے مقرر کیے ہیں جو ان کے اعمال پر نظر رکھتے ہیں تاکہ ان کا حساب لیا جا سکے، اس صورت میں حافظ سے کراماً کاتبین فرشتے مراد ہونگے، جو انسان کے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں ② حافظ بمعنی محافظ اور نگہبان اس صورت میں آیت سے وہ فرشتے مراد ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی حفاظت کے لیے مقرر کیے ہیں جو تمام آفات و مصائب سے انسان کو بچاتے ہیں سوائے اس مصیبت کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر دی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مومن کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین سو ساٹھ فرشتے مقرر ہیں جو اس کے ہر ہر عضو کی حفاظت کرتے ہیں، سات فرشتے صرف آنکھ کی حفاظت کے لیے ہیں اگر یہ محافظ فرشتے نہ ہوں تو شیاطین انسان کو فوراً اچک کر لے جائیں گے۔ (قرطبی)

فلینظر الانسان مم خلق: اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو بیان کر رہے ہیں،

اور مشرکین کے شبہ کا جواب دے رہے ہیں، جو شیطان ان کے دلوں میں ڈالتا تھا کہ مر کر مٹی اور ذرہ ہونے کے بعد پھر سب اجزاء کا جمع ہونا اور اس میں زندگی کا پیدا ہونا محال و ناممکن ہے اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں اس شبہ کا جواب دے رہے ہیں کہ تم ذرا اپنی ابتدائی تخلیق میں غور کرو، کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح انسان کو دنیا بھر کے مختلف ذرات جمع کر کے بنایا، پھر اس کو ایک زندہ سمیع و بصیر انسان بنا دیا، کیا وہ ذات اس کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ **خلق من ماءٍ دافق یخرج من بین الصلب و الترآئب** مقصد یہ ہے کہ انسان کو نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے جو مرد کی پشت سے اور عورت کی چھاتی سے نکلتا ہے، اور بوقت خروج اسمیں دفق ہوتا ہے، ان دونوں کے نطفہ کے ملاپ سے انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔

فائدہ: عام مفسرین کا قول یہ ہے کہ مرد کا نطفہ پشت سے نکلتا ہے اور عورت کا سینہ سے قرآن پاک کے ظاہری الفاظ بھی اسی کی تائید کر رہے ہیں، لیکن اعضاء انسانی کے ماہر ڈاکٹروں کی رائے یہ ہے کہ نطفہ درحقیقت انسان کے ہر عضو سے نکلتا ہے، اور جس عضو سے نطفہ نکلتا ہے بچہ کا وہی جز اس نطفہ سے بنایا جاتا ہے، یہ قول بھی قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ نطفہ پیدا تو ہر عضو سے ہے لیکن مرد کا نطفہ پشت میں جمع ہو جاتا ہے پھر وہیں سے نکلتا ہے، اور عورت کا سینے میں جمع ہو جاتا ہے اور وہیں سے نکلتا ہے، یا ممکن ہے کہ دونوں کا نطفہ پشت اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہو۔

انه علی رجعه لقادر: مقصد یہ ہے کہ جس ذات نے انسان کو اول نطفہ سے پیدا کیا وہ اس کے دوبارہ لوٹانے پر بھی قادر ہے۔ **یوم تبلی السرآئر** مقصد یہ ہے کہ یہ دوبارہ زندہ کرنا اس دن ہوگا جس دن سب راز کی باتیں اور انسان کی مخفی باتیں جو دل میں چھپاتا تھا یا جو اعمال و افعال چھپ کر کیے تھے سب کو ظاہر کر دیا جائے گا۔

فماله من قوة و لا ناصر: مقصد یہ ہے کہ اس دن اس کے لیے کوئی قوت بھی نہیں ہوگی اور مددگار بھی نہ ہوگا، جو ان مخفی باتوں کے اظہار سے روک سکے، **والسمآء ذات الرجع** رجع کے معنی بارش کے ہیں، کیونکہ وہ بار بار لوٹ کر آتی ہے، ماقبل میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان فرمایا تھا کہ ہم انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہیں، اسی کی ایک مثال بیان فرمائی ہے، جس کا ہر انسان مشاہدہ کرتا ہے کہ برسات میں سبزہ اگتا ہے وہ ایک عمر طبعی کو پہنچ کر چورہ چورہ ہو جاتا ہے، نیست و نابود ہو جاتا ہے، اگلے سال پھر بارش ہوتی ہے تو وہی سبزہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنی حالت پر آ جاتا ہے، اسی طرح انسان بھی نیست و نابود ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا، بعض

مفسرین نے ذات الرجع کا معنی چکر لگانے والا کیا ہے، مقصد یہ ہوگا کہ قسم ہے اس آسمان کی جو چکر لگانے والا ہے، گھومنے والا ہے، والارض ذات الصدع قسم ہے زمین کی جو پھٹنے والی ہے، مقصد یہ ہے کہ زمین میں بہت سی چیزیں پوشیدہ ہیں، جڑی بوٹیاں ہیں، چشمے ہیں، خزائن ہیں، ایک وقت پر یعنی موسم بہار میں، وہ ظاہر ہو جاتے ہیں، اسی طرح انسان کی پوشیدہ باتیں بھی ایک نہ ایک دن ظاہر ہو جائینگی۔

انہ لقول فصل: ہ، ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں ① رجع یعنی مر کر دوبارہ زندہ ہونا دوٹوک اور یقینی بات ہے اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔② ہ ضمیر کا مرجع قرآن ہے مقصد ہوگا کہ بلا شبہ قرآن پاک حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا ہے **وما ھو بالھزل** مقصد یہ ہے کہ قرآن پاک کوئی بے ہودہ، دل لگی کی بات نہیں ہے، بلکہ واقعی حقیقت ہے۔

انھم یکیدون کیدا: مقصد یہ ہے کہ اہل مکہ نبی کریم ﷺ کے خلاف اور دین اسلام کے خلاف اور نور حق کو بجھانے کے لیے مختلف تدبیریں کر رہے ہیں، **واکید کیدا** اور میں بھی ان کو سزا دینے کے لیے اور دین اسلام کو غالب کرنے کے لیے تدبیریں کر رہا ہوں، اور ظاہر ہے اللہ کی تدبیر غالب ہے۔

فمھل الکفرین امھلھم رویدا: مقصد یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے میرا تدبیر کرنا سن لیا تو آپ ﷺ کافروں کی مخالفت سے گھبرائیں نہیں، اور نہ ان پر جلدی عذاب آنے کی خواہش کریں، بلکہ ان کو تھوڑے دنوں یوں ہی رہنے دیجیے مہلت دیجیے پھر میں ان پر عذاب نازل کروں گا، خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔

سورۃ الاعلیٰ مکیہ

ایاتھا ۱۹ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعھا ۱

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ○ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ○ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ○ وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ○ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ○ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ○ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ○ وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ○ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ○ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ○ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ○ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ○ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ

وَّأَبْقٰی ○ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ○ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی ○

ترجمہ: پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے زیادہ بلند ہے، وہ ذات جس نے پیدا کیا، پھر درست کیا، اور وہ ذات جس نے اندازہ کیا پھر اس نے ہدایت دی، اور وہ ذات جس نے نکالا چارہ کو پھر بنا دیا اس کو سیاہ کوڑا، عنقریب پڑھائیں گے ہم تجھ کو پس نہیں بھولیں گے آپ، مگر اس چیز کو جو چاہے اللہ تعالیٰ بیشک وہ اللہ جانتا ہے ظاہر کو اور اس چیز کو جو پوشیدہ ہوتی ہے، اور سہولت دیں گے ہم آپکو آسانی کے لیے پس نصیحت کیجیے اگر نفع دے نصیحت، عنقریب نصیحت حاصل کرے گا وہ شخص جو ڈرتا ہے اور دور ہوتا ہے اس نصیحت سے بدبخت آدمی، وہ جو داخل ہوگا بڑی آگ میں، پھر نہ مریگا وہ اس (آگ) میں اور نہ جیے گا، وہ بے شک کامیاب ہوگیا وہ شخص جو سنور گیا، اور ذکر کیا اس نے اپنے رب کے نام کو پھر نماز پڑھی، بلکہ پسند کرتے ہو تم دنیا کی زندگی کو، حالانکہ آخرت زیادہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ بیشک یہ بات البتہ پہلے صحیفوں میں ہے، یعنی ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔

حل المفردات: سبح واحد مذکر حاضر امر معروف، از (تفعیل) نماز پڑھنا، سبحان اللہ کہنا، خدا کی پاکی بیان کرنا، فَهَدٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں هَدَیَ تھا رہنمائی کرنا، غثاء کوڑا کرکٹ جو سیلاب کی جھاگ سے ملا ہوا ہو، از (ن ض) خراب و بیکار ہونا۔ اَحْوٰی واحد مذکر اسم تفضیل، اصل اَحْوَیَ تھا (بقانون قال) احوی ہوا، معنی سیاہ، از (س) سرخی یا سبزی مائل سیاہ ہونا۔ سنقرئک جمع متکلم مضارع معروف، از (افعال) پڑھانا، فلا تَنْسٰی واحد مذکر حاضر مضارع معروف، منفی، از (س) بھول جانا، اصل میں تَنْسَیُ تھا۔ مایَخْفٰی واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (س) پوشیدہ ہونا، اصل میں یَخْفَیُ تھا، (قانون قال) نیسرک جمع متکلم مضارع معروف، از (تفعیل) آسان کرنا۔

فذکر واحد مذکر امر حاضر، از (تفعیل) یاد دلانا، وعظ و نصیحت کرنا، نفعت واحد مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (ف) نفع دینا۔ و یتجنبھا واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (تفعل) دور ہونا، الَاشْقٰی واحد مذکر اسم تفضیل، دراصل الَاشْقَیُ تھا، (بقانون قال) از (س) بدبخت ہونا۔ لا یَمُوْتُ واحد مذکر غائب مضارع منفی، اصل یَمْوُتُ تھا (بقانون یقول) از (ن) مرنا، لا یحیٰی واحد مذکر غائب مضارع منفی، از (س) زندہ رہنا، افلح واحد مذکر غائب ماضی

معروف، از (افعال) کامیاب ہونا، تَزَکّٰی واحد مذکر غائب، اصل میں تھا تَزَکّٰی پاک ہونا، از (تفعل) صَلّٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل صَلَّیَ تھا از (تفعیل) نماز پڑھنا تؤثرون، جمع مذکر حاضر مضارع معروف، از (افعال) ترجیح دینا، فضیلت دینا خَیْرٌ صیغہ اسم تفضیل، اصل اَخْیَــرُ تھا، یاء کا فتحہ نقل کر کے ماقبل کو دے دیا، ہمزہ کو خلاف قیاس گرا دیا، آخر میں تنوین داخل کردی گئی، خیر ہو گیا۔ اَبْقٰی واحد مذکر اسم تفضیل اصل میں اَبْقَیُ تھا از (س) باقی رہنا۔

حل الترکیب: سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوّٰی و الذی قدر فھدٰی و الذی اخرج المرعٰی فجعلہ غثاءً احوٰی: سَبِّحْ فعل، انت ضمیر اس کا فاعل، اسم مضاف، رب مضاف، کاف ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر موصوف، الاعلی صفت اول، الذی اسم موصول، خلق فعل، ھو ضمیر فاعل فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، فا عاطفہ، سوی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صلہ ہوا الذی موصول کا، موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الذی اسم موصول، قدر فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، فا عاطفہ، ھدی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر مطعوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صلہ ہوا۔ الذی اسم موصول کا، موصول صلہ ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، الذی اسم موصول، اخرج فعل، ھو ضمیر فاعل، المرعی مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، فا عاطفہ، جعل فعل، ھو ضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول اول، غثاءً موصوف، احوٰی صفت موصوف صفت ملکر مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفین سے ملکر صفت ثانی ہوئی ربک کی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا، اسم مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا سَبِّحْ کا، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سنقرئک فلا تنسیٰ الا ماشآء اللہ: سین برائے استقبال، نقری فعل با فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، فاء عاطفہ، لا نافیہ، تنسی فعل، انت ضمیر فاعل، الا حرف استثناء، ما موصولہ، شاء فعل، اللہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا ما موصول کا، موصول صلہ ملکر مستثنی مفرغ ہوا مستثنی منہ محذوف شیئا کا، مستثنی منہ مستثنی سے ملکر مفعول بہ ہوا لا تنسی کا، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ **انہ یعلم الجھر وما یخفٰی**: اِنَّ حرف از حروف مشبہ

بالفعل، ہ ضمیر اسم، یعلم فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، الجھر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ما موصولہ، یخفی فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف علیہ معطوف سے ملکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، ونیسرک للیسرٰی واؤ عاطفہ، نیسر فعل بافاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، لام جار، یسری مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا نیسر کے، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ فذکر ان نفعت الذکرٰی فا جزائیہ، ذَکِّرْ فعل، انت ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مقدم، ان شرطیہ، نفعت فعل، الذکری فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

سیذکر من یخشٰی ویتجنبھا الاشقٰی الذی یصلی النار الکبرٰی: سین برائے استقبال، یذکر فعل، من موصولہ، یخشی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا، من موصول کا، موصول صلہ ملکر فاعل یذکر کا، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، یتجنب فعل، ھا ضمیر مفعول فیہ، الاشقی موصوف، الذی اسم موصول، یصلی فعل، ھو ضمیر فاعل، النار موصوف، الکبرٰی صفت، موصوف صفت ملکر مفعول فیہ ہوا یصلی کا، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔

ثم لایموت فیھا ولایحیٰی: ثم حرف عطف، لا نافیہ، یموت فعل، ھو ضمیر فاعل، فی حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یموت کے، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لایحیی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر پھر معطوف ہے یصلی کا، یصلی معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہے موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ہے الاشقی کی، موصوف صفت ملکر فاعل ہے یتجنب کا، فعل فاعل ملکر معطوف ہے سیذکر کا، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

قد افلح من تزکّٰی وذکر اسم ربہ فصلّٰی: قد برائے تحقیق، افلح فعل، من موصولہ، تزکی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ذکر فعل، ھو ضمیر فاعل، اسم مضاف، رب مضاف، ہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، فا عاطفہ، صلی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر پھر معطوف ہے تزکی کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہے من،

موصولہ کا، موصول صلہ ملکر فاعل ہے افلح کا، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بل تؤ ثرون الحیٰوۃ الدنیا و الاخرۃ خیر و ابقٰی: بل عاطفہ، تؤثرون فعل، واؤ ضمیر بارز ذوالحال، الحیوۃ موصوف، الدنیا صفت موصوف صفت ملکر مفعول بہ، تؤثرون کا، واؤ حالیہ، الآخرۃ مبتدا، خیر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ابقی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر محلا منصوب حال ہوا ذوالحال کا، ذوالحال حال ملکر فاعل ہوا تؤثرون کا، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابرٰھیم و موسٰی: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھذا اسم، لام تاکیدیہ، فی جارہ، الصحف موصوف، الاولی صفت، موصوف صفت ملکر مبدل منہ، صحف مضاف، ابراھیم معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، موسٰی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا' مضاف مضاف الیہ ملکر بدل ہوا مبدل منہ کا' بدل مبدل منہ ملکر مجرور ہوا فی جارہ کا، جار مجرور ملکر موجود کے متعلق ہو کر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الاعلیٰ **ربط:** ① گزشتہ سورۃ میں مجازات آخرت کا ذکر تھا، اس سورۃ میں بھی مقصود اصلی فلاح آخرت کا بیان ہے، اور فلاح و کامیابی کے طریقوں کا بیان، مثلاً تسبیح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت، تزکیہ نفس، ذکر اللہ، نماز، ② گزشتہ سورۃ میں انسان اور نباتات کی ابتدائی تخلیق کا بیان تھا، اس سورۃ میں انتہاء کا بیان ہے۔

فجعلہ غثآء احوٰی: کہ آخر کار مرجھا جاتے ہیں اور چورا چورا ہو کر ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔

شان نزول: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی بڑی سورتیں نازل ہوئیں اور بے شمار علوم و معارف کا فیضان شروع ہوا تو دل میں خیال آیا کہ خود تو لکھا پڑھا نہیں کہیں بھول نہ جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے یہ سورت نازل فرمائی۔ (حقانی)

سبح اسم ربك الاعلیٰ: اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے مسلمان اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کیجیے، تسبیح کا معنی پاک رکھنا، پاکی بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کے نام کو پاک رکھنے کی کئی صورتیں ہیں ① اللہ تعالیٰ کے نام کا احترام کیا جائے، پوری تعظیم کی جائے ② جب اللہ کا نام لیا جائے تو خشوع وخضوع کے ساتھ لیا جائے (۳) اللہ تعالیٰ کو صرف انہی ناموں سے پکارا جائے جو انہوں نے خود بتلائے ہیں یا آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنی طرف

سے کوئی نام بنا کر پکارنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: وہ نام جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ان کا استعمال مخلوق کے لیے جائز نہیں، کیونکہ یہ تقدیس کیخلاف ہے، مثلاً عبدالرزاق کو صرف رزاق کہنا، عبدالرحمٰن کو صرف رحمٰن کہنا، عبدالقدوس کو صرف قدوس کہنا گناہ ہے، کہنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہیں، بلکہ ضروری ہے نام کی ابتداء میں یا آخر میں کوئی اضافہ کیا جائے جس سے فرق واضح ہو، بعض مفسرین نے کہا ہے کہ لفظ اسم زائدہ ہے، مقصد یہ ہے کہ اپنے رب کی ذات کی تسبیح وتقدیس کریں، کہ اللہ تعالیٰ کی ذات شرک سے پاک ہے، اولاد سے پاک ہے، احتیاجی سے پاک ہے، تمام نقائص وعیوب سے پاک ہے، **الاعلی** اللہ تعالیٰ کی صفت کا بیان ہے اور اس میں تسبیح بیان کرنے کی علت ذکر کی گئی ہے، کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی شان وسب سے بلند تر ہے اس لیے وہ مستحق ہے کہ اس کی تسبیح وتقدیس بیان کی جائے، **الذی خلق** دوسری صفت کا بیان ہے، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کو پیدا فرمایا خلق کا معنی کسی شئے کو عدم سے بغیر کسی مادہ کے وجود میں لانا، یہ کام کسی مخلوق کے بس میں نہیں، صرف حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کاملہ سے ہی ہوسکتا ہے، **فسوّٰی** تسویہ سے مشتق ہے، لغوی معنی برابر کرنا، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو جو وجود عطا فرمایا ہے اس کے اعضاء واجزاء میں اور اسکی شکل وصورت اور جسامت میں خاص مناسبت کا لحاظ رکھا، ہر انسان ہر جانور کو اس کی ضروریات کے مناسب اعضاء دیے گئے، ہاتھ پاؤں اور ان کی انگلیوں میں ایسے قدرتی سپرنگ لگائے گئے ہیں، کہ وہ ہر طرف موڑے توڑے جاسکتے ہیں۔

والذی قدر: تقدیر سے مشتق ہے، لغوی معنی ① کسی چیز کو خاص اندازے پر بنانا ② بمعنی قضاء، قدرو، فیصلہ کرنا، اول معنی کے مطابق مقصد یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اندازے کے ساتھ بنایا، جسکی جتنی ضرورت تھی اتنا پیدا کیا، دوسرے معنی کے مطابق مقصد یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کے متعلق فیصلہ فرما دیا کہ اس نے کیا کام کرنا ہے، بس اس کو اسی کام میں لگا دیا، غور کیا جائے تو کائنات کی ہر چیز اپنی وہی ڈیوٹی ادا کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ لگا دی ہے، سورج ہو، چاند ہو، ستارے ہوں، آسمان ہو، حیوانات ہوں، نباتات ہوں، اور **قدر:** سے یہی تقدیر مراد ہے **فھدیٰ** مقصد یہ ہے کہ خالق کائنات نے جس چیز کو جس کام کے لیے پیدا فرمایا ہے اسکو اس کی ہدایت بھی فرما دی، طریقہ بھی بتلا دیا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس کام کو کس طرح کرنا ہے، اور یہ ہدایت تمام مخلوقات وکائنات کو شامل ہے، خواہ آسمان پر آسمانی مخلوقات ہوں یا زمین اور زمینی مخلوقات

ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اتنا شعور دیا ہے جس سے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو کیا کام کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ آسمان وزمین، ستارے، پہاڑ، دریا وغیرہ جس کام پر لگائے گئے ہیں وہ اسی کو انجام دے رہے ہیں، بغیر کسی کمی اور کوتاہی یا سستی اور غفلت کے، اسی طرح انسان وحیوانات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ضروریات زندگی حاصل کرنے اور اپنی مخالف چیزوں کو دفع کرنے کے لیے عجیب وغریب ہنر سکھلائے ہیں، کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ **والذی اخرج المرعٰی فجعلہٗ غثآء احوٰی** اس آیت کریمہ میں قدرت کا بیان ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی قدرت والی ہے، کہ زمین سے سرسبز وشاداب گھاس نکالی، پھر کچھ مدت کے بعد خشک کرکے، سیاہ کرکے، ریزہ ریزہ، چورا چورا کردیا، اس سے انسان کو بھی اس کے انجام سے باخبر کیا جارہا ہے، کہ اے انسان اپنے جسم کی شادابی وخوبصورتی، چستی وچالاکی پر نظر نہ کرو بلکہ انجام کو مدنظر رکھو، تمہارا یہ جسم بھی خشک گھاس کی طرح ریزہ ریزہ چورا چورا ہوجائے گا۔

سنقرئک فلاتنسٰی: ربط: ماقبل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وحکمت کے چند نمونے بیان فرما کر آخر میں انسان کو اسکے انجام سے باخبر کیا، جس سے ثابت ہوا کہ دنیاوی زندگی عارضی ہے، اس لیے آخرت کی زندگی کی تیاری کرنی چاہیے، جہاں اعمال پر جزاوسزا ہونے والی ہے آخرت کے لیے کیسے تیاری کی جائے اس کی رہنمائی کرنے کے لیے قرآن پاک نازل کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قرآن پاک کی تبلیغ کے لیے بھیجا گیا، اب آنے والی آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فریضۂ تبلیغ وفریضۂ پیغمبری ادا کرنے کے لیے کچھ ہدایات دی جارہی ہیں اور ہدایات سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی جارہی ہے کہ ہم آپ کیلئے فریضۂ تبلیغ اور شریعت مطہرہ کو بالکل سہل اور آسان بنادیں گے، اسی لیے فرمایا **سنقرئک** مقصد یہ ہے کہ قرآن پاک ہم ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھائینگے اور اس کو یاد کرانا ہماری ذمہ داری ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پریشانی میں مبتلا نہ ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بھول جائیں گے، ہرگز ایسا نہیں ہوگا، ہاں اگر ہم کسی آیت کو بھلوانا چاہیں گے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بھول جائیں گے، ابتداء جب جبرائیل علیہ السلام وحی لاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جبرائیلؑ کے ساتھ پڑھنا شروع ہوجاتے، اس خوف سے کہ کہیں بھول نہ جاؤں، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ یاد کرانا ہماری ذمہ داری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے فکر رہیں **ونیسرک للیسرٰی** مقصد یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسان بنادیں گے، اس پر چلنا، عمل کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بن جائے گا، کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

فذکر ان نفعت الذکرٰی اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کا حکم ہے،

کہ اے پیغمبر لوگوں کو نصیحت اور تبلیغ کیجیے اگر نصیحت نافع ومفید ہو، اور نصیحت کا نافع ومفید ہونا واضح اور یقینی ہے، اس لئے آپ ﷺ اس کو نہ چھوڑیں، البتہ اس نصیحت سے فائدہ اور اثر مومن حاصل کرے گا، جو اللہ سے ڈرتا ہے، اسی لیے فرمایا **سیذکر من یخشٰی ویتجنبھا الاشقٰی** مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ تو نصیحت و وعظ تبلیغ کرتے رہیے البتہ آپ ﷺ کی نصیحت سے اثر وفائدہ وہی شخص حاصل کرے گا، جس کے دل میں خوف خدا ہے اور بد بخت و بدنصیب انسان اس نصیحت سے دور بھاگتا ہے، اور اس کا اثر قبول نہیں کرتا اور آخر کار آتش ودوزخ جو دنیا کی آگوں سے بہت بڑی ہے میں داخل ہوگا۔

ثم لا یموت فیھا ولا یحیٰی: وہاں آگ میں یہ حالت ہوگی کہ نہ موت آئیگی اور نہ زندگی مفید ہوگی، کیونکہ راحت وسکون میسر نہ ہو تو زندگی نہ ہونے کے برابر ہے، **قد افلح من تزکّٰی** مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے کو پاک کرلیا وہ کامیاب ہے، مثلاً اپنے دل کی میل کچیل کو پاک کرلیا اللہ کے ذکر سے' اپنے جسم واعضاء کو پاک کرلیا نماز پڑھنے سے' اپنے مال کو پاک کرلیا زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ، تو وہ آخرت میں کامیاب ہوگا، **وذکر اسم ربہ فصلّٰی** تزکیہ کی تفسیر ووضاحت ہے کہ اپنے رب کو یاد کیا اور نماز ادا کی، اس میں ہر قسم کی نماز داخل ہے فرض، نفل، عیدین وغیرہ۔

بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا: مقصد یہ ہے کہ اے کفار تم فلاح آخرت کا سامان نہیں تیار کرتے بلکہ حیوٰۃ دنیا کو پسند واختیار کرتے ہو، دنیا کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی نعمت وراحت نقد وحاضر ہے، آخرت کی غائب وادھار ہے، جو لوگ حقیقت سے ناآشنا ہیں انہوں نے نقد وحاضر کو ترجیح دے رکھی ہے، جو دائمی خسارہ کا ذریعہ ہے، اسی خسارے سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل علیہم السلام بھیجے جنہوں نے آخرت کی نعمتوں کو ایسا واضح کیا کہ گویا ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، اور انہوں نے بتلایا کہ جو تم نقد سمجھ کر اختیار کر رہے ہو یہ ناقص و کاسد (کھوٹا) ہے، فنا ہونے والا ہے، اسی لیے فرمایا **والآخرۃ خیر وابقٰی** مقصد یہ ہے کہ دنیا جس کو تم نے پسند کرلیا ہے، جس پر تم فریفتہ ہو، اس کی نعمتیں راحتیں عارضی اور ختم ہونے والی ہیں، آج کا بادشاہ کل کا فقیر، آج کا جوان کل کا ضعیف ہے، اس لیے آخرت کی نعمتیں جو کبھی ختم نہ ہوں گی ہمیشہ رہیں گی، جن میں مشقت کا نام ونشان بھی نہ ہوگا وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہیں، اس لیے ان کو حاصل کرنے کی کوشش اور جدوجہد کرو **ان ھذا لفی الصحف الاولٰی**: مقصد یہ ہے کہ یہ مضمون پہلے صحیفوں میں بھی ذکر کیا گیا ہے، ھذا کا مشار الیہ یا تو پوری سورت کے مضامین ہیں یا فقط

والآخرۃ خیر و ابقی یہ مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی موجود ہے جن کی تعداد دس ہے۔اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی ہے صحیفۂ موسی علیہ اسلام سے یا تو توراۃ مراد ہے یا توراۃ سے قبل کچھ صحیفے نازل کیے گئے وہ مراد ہیں۔

اقتباسات من صحف ابراھیم علیہ السلام: حضرت ابوذر غفاریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ صحف ابراھیم علیہ السلام میں کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا امثال عبرت کا بیان تھا، ان میں سے ایک مثال میں ظالم بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگوں پر مسلط ہونے والے مغرور میں نے تجھے حکومت اس لیے نہیں دی تھی کہ دنیا کا مال جمع کرتا چلا جائے، بلکہ میں نے اقتدار اس لیے دیا تھا کہ تو مظلوم کی بددعا مجھ تک نہ پہنچنے دے، کیونکہ میرا قانون یہ ہے کہ میں مظلوم کی بددعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ کافر کے منہ سے بھی کیوں نہ نکلی ہو۔ایک دوسری مثال میں فرمایا عقلمند کو چاہیے کہ اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر لے ① اپنے رب کی عبادت کرے ② اپنے اعمال کا محاسبہ کرے ③ اپنی ضروریات معاش و طبعی ضرورتیں پوری کرے۔ (قرطبی)

اقتباسات من صحف موسی علیہ السلام: ① مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو موت کا یقین ہو پھر وہ کیسے خوش رہتا ہے۔ ② مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہو پھر بھی عاجز و غمگین ہو ③ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کے انقلابات، عروج و زوال کو دیکھتا ہو پھر بھی دنیا پر مطمئن ہو کر بیٹھا ہو۔ ④ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو آخرت کے حساب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی عمل چھوڑ بیٹھتا ہے۔ (قرطبی)

سورۃ الغاشیۃ مکیہ

ایاتھا ۲۶ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعھا ۱

هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ○ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ○ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ○ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ○ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ○ لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ○ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ○ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ○ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ○ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ○ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ○ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ○

ترجمہ: کیا آئی ہے آپ ﷺ کے پاس ڈھانپنے والی کی خبر، کئی چہرے اس دن

ذلیل ہونے والے ہوں گے، محنت کرنیوالے ہوں گے تھکنے والے ہونگے، داخل ہوں گے وہ انتہائی گرم آگ میں، پلائے جائیں گے وہ کھولنے والے چشمے سے، نہیں ہوگا ان کے لیے کھانا مگر کانٹے دار، جھاڑ سے جو نہ موٹا کریگا اور نہ دور کرے گا بھوک کو، کئی چہرے اس دن تروتازہ ہونگے، اپنی کمائی کیوجہ سے خوش ہونے والے ہوں گے، بلند باغ میں ہوں گے، نہیں سنے گا تو اس میں بیہودہ بات، اس میں ایک چشمہ ہے بہنے والا، اس میں تخت ہیں اونچے رکھے ہوئے، اور گلاس ہیں رکھے ہوئے، اور گاؤ تکیے ہیں صف بنائے (بچھائے) ہوئے، اور قالین ہیں پھیلائی ہوئی۔

حل المفردات: الغاشية واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، ڈھانکنا، از (س) عاملة واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (س) کام کرنا، ناصبة واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (س) تھکنا، حامية واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (س) تیز گرم ہونا، انية واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (ض) گرمی کا انتہاء کو پہنچنا۔ ضريع ایک خار دار درخت کا نام، لايسمن واحد مذکر غائب، از (افعال) موٹا کرنا، سمن گھی کو کہا جاتا ہے، وہ بھی موٹا کرتا ہے، لايغني واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (افعال) دور کرنا' کافی ہونا مالدار کرنا' جوع از (ن) بھوکا ہونا، ناعمة واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (ف'ن'س) خوشحال ہونا، راضية واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (س) خوش ہونا عالية واحدہ مؤنثہ اسم فاعل از (ن) بلند ہونا، لاغية واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (ن) بغیر سمجھے بوجھے بات کرنا، جارية اسم فاعل، از (ض) جاری ہونا، بہنا، سرر جمع ہے مفرد سرير، تخت، مرفوعة واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، از (ف) بلند ہونا، اكواب جمع ہے مفرد كوب، بغیر دستے کے گلاس وکوزہ، نمارق جمع ہے نُمْرَقَةٌ (گدے) گول تکیے، مصفوفة واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، از (ن) صف بنانا، وزرابی جمع ہے مفرد زِرْبِیٌّ ہے، ہر وہ چیز جو بچھائی جائے، اور اس پر ٹیک لگائی جائے، قالین، غالیچے وغیرہ، مبثوثة واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، از (ن'ض) بکھیرنا، پھیلانا۔

حل التركيب: هل اتك حديث الغاشية: هل برائے استفہام تقریری، یا بمعنی قد، اتی فعل، کاف ضمیر مفعول بہ، حديث مضاف، الغاشية مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ یا انشائیہ ہوا۔

وجوه يومئذ خاشعة عاملة ناصبة تصلى نارا حامية تسقى من عين انية:

وجوه مبتدا، يوم مضاف، اذ اصل اذ كان كذا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ، برائے خاشعة' خاشعة خبر اول، عاملة خبر ثانی، ناصبة خبر ثالث، تصلى فعل، ھی

ضمیر فاعل، ناراً موصوف، حامیۃ صفت، موصوف صفت ملکر مفعول فیہ، تصلی کا، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر رابع ہے وجوہ کی، تسقی فعل، ھی ضمیر نائب فاعل، من جار، عین موصوف، انیۃ صفت، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا من جارہ کا، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق تسقی کے تسقی اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر خامس وجوہ کی، مبتدا اپنی تمام خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **لیس لھم طعام الا من ضریع** لیس فعل، از افعال ناقصہ، لام جار، ھم ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتاً کے، ثابتا اپنے متعلق سے ملکر خبر مقدم، طعام مستثنیٰ منہ، یا مبدل منہ، یا موصوف، (اعراب) اِلَّا حرف استثناء، من جارہ، زائدہ، ضریع موصوف،

لایسمن ولا یغنی من جوع: لایسمن فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لایغنی فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت ہے ضریع کی، موصوف صفت ملکر مجرور ہے من جار کا، جار مجرور ملکر مستثنیٰ ہے مستثنیٰ منہ کا، یا بدل ہے طعام سے، یا صفت ہے طعام کی، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ یا مبدل منہ اپنے بدل یا موصوف اپنی صفت سے ملکر لیس کا اسم مؤخر، لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وجوہ یومئذ ناعمۃ لسعیھا راضیۃ فی جنۃ عالیۃ: وجوہ مبتدا، یومئذ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے ناعمۃ کا، ناعمۃ خبر اول، لام جار، سعی مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق ہوا راضیۃ کے، راضیۃ خبر ثانی، فی جار، جنۃ موصوف، عالیۃ صفت اول،

لاتسمع فیھا لاغیۃ: لاتسمع فعل انت ضمیر اس کا فاعل، فی حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا لاتسمع کے، لاغیۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ثانی جنۃ کی۔

فیھا عین جاریۃ فیھا سرر مرفوعۃ واکواب موضوعۃ ونمارق مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ: فی حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم، عین موصوف، جاریۃ صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، خبر مقدم اپنے مبتدا مؤخر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صفت ثالث جنۃ کی، فی حرف جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم، سُرُرٌ موصوف، مرفوعۃ صفت، موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اکواب موصوف، موضوعۃ صفت،

موصوف صفت ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، نمارق موصوف، مصفوفۃ صفت، موصوف صفت ملکر معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، زرابی موصوف، مبثوثۃ صفت، موصوف صفت ملکر معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر یہ صفت رابع ہے جنۃ کی، موصوف اپنی تمام صفات سے ملکر مجرور ہے فی جار، کا جار مجرور ملکر ظرف مستقر کائنۃ کے متعلق ہوکر وجوہ کی خبر ثالث، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: سورۃ الغاشیہ مکی ہے **ربط**: گزشتہ سورۃ میں آخرت کی تیاری کا حکم تھا اس سورۃ میں تیاری کرنے نہ کرنے والوں کی جزاوسزا کا بیان ہے۔

هل اتك حديث الغاشية: مقصد یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ کو غاشیہ کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟ استفہام تقریری ہے یعنی یقیناً آپ ﷺ کو معلوم ہے۔ غاشیہ کے بارے میں دو قول ہیں ① اس سے قیامت مراد ہے، کیونکہ غاشیہ کا معنیٰ ڈھانپنے والی، قیامت بھی دفعۃً آکر ہر چیز کو اپنی ہولناکی اور شدت کیوجہ سے ڈھانپ لے گی ② بعض مفسرین نے کہا غاشیہ سے آگ جہنم مراد ہے، کیونکہ وہ بھی کفار کے چہروں کو ڈھانپ دیگی۔ **وجوه يومئذ** مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن بہت سے چہرے ذلیل وخوار ہوں گے۔ ذلت ان کے چہروں پہ نمایاں ہوگی یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں خدا کے سامنے سر نہیں جھکاتے تھے، تکبر کرتے تھے، تو آخرت میں ان کو یہی سزا دی جائے گی۔ **عاملة** عاملہ عمل سے مشتق ہے، محاورہ میں عاملہ اس شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو مسلسل کام کرتے کرتے تھک جائے، **ناصبه** کا معنیٰ بھی تعب وتھکان کے آتے ہیں۔ عاملہ ناصبہ کے بارے میں دو قول ہیں ① یا تو یہ کفار وفجار کے دنیاوی حال کا بیان ہے کہ بہت سے کفار ومشرکین اور راہب مشرکانہ عبادت اور باطل طریقوں میں مجاہدہ اور عمل کرتے ہیں، بہت سے راہب ایسے بھی ہیں جو محض اللہ کی رضا کے لیے بہت زیادہ عمل اور مشقت اٹھاتے ہیں، مگر وہ عبادت چونکہ باطل طریقوں سے ہوتی ہے اس لیے اس کا کوئی اجر وثواب نہیں ہوگا، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ جب ملک شام تشریف لائے تو ایک نصرانی راہب آپ کے پاس آیا جو بوڑھا تھا، کثرت عبادت وریاضت کیوجہ سے چہرہ بگڑا ہوا تھا، بدن خشک، لباس خستہ تھا، آپ نے اس کی حالت دیکھی تو رونے لگے اور فرمایا مجھے اس بوڑھے کے حال پر ترس آتا ہے، کہ بیچارہ ایک مقصد یعنی رضاء الٰہی کے لیے کتنی مشقت وتکلیف اٹھا رہا ہے، مگر وہ اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **وجوه يومئذ خاشعة عاملة ناصبة** ② بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ

کفار کی آخرت کا حال بیان کیا جارہا ہے، کہ چونکہ ان کفار نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عمل میں سستی وکوتاہی کی تھی، تو ان کو آخرت میں یہ سزا دی جائے گی کہ عمل کی مشقت میں ڈالا جائے گا، جس سے وہ تھک جائیں گے، مثلاً کسی کو پہاڑ پر چڑھایا اتارا جائیگا، کسی کو میدان میں دوڑا کر تھکا دیا جائے گا، کسی کو زنجیروں میں جکڑ کر گھسیٹا جائیگا، کسی کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا، جس سے وہ تھکے ماندے ہو جائینگے۔

تصلی نارًا حامیۃ مقصد یہ ہے کہ انجام کار ان کو آگ میں ڈالا جائے گا جو آگ انتہائی گرم ہوگی، **تُسقی من عین انیۃ** مقصد یہ ہے کہ جب کفار جہنم میں پانی کی فریاد کریں گے تو ان کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی دیا جائے گا، چہرے کے قریب کریں گے تو وہ جھلس جائے گا، پیٹ میں ڈالیں گے تو آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے گا، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس چیز کی گرمی آخری نمبر پر پہنچ جائے، اس کے بعد کوئی درجہ نہ ہو، اس کو اٰنی کہا جاتا ہے اگر اس چشمہ کا ایک قطرہ پہاڑ پر گر جائے تو سارا پہاڑ پگھل جائے گا۔ **لیس لھم طعام** مقصد یہ ہے کہ جب کھانا مانگیں گے تو ان کو ضریع دی جائیگی، ضریع ایک کانٹے دار گھاس ہوتی ہے جو بدبودار زہریلی ہوتی ہے، سوائے اونٹ کے اس کو کوئی نہیں کھاتا، اس کو اونٹ کٹارا کہا جاتا ہے، یہی غذا ان کو دی جائے گی، جو حلق میں پھنس جائے گی، نہ باہر آئیگی، نہ نیچے اترے گی۔ (معارف) **لایسمن و لا یغنی** جب کفار نے طعام والی آیت سنی تو انہوں نے کہا یہ تو بڑی اچھی غذا ہے، ہمارے اونٹ تو اس کو کھا کر بہت موٹے ہو جاتے ہیں، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں **لایسمن و لایغنی** کہ جہنم کی ضریع نہ ہی موٹا کرے گی اور نہ ہی بھوک ختم کریگی۔ (معارف) **وجوہ یومئذ** مقصد یہ ہے کہ بہت سے چہرے قیامت کے دن تروتازہ وشادمان ہونگے، قیامت کی سختی وہولناکی کا ان پر کوئی اثر نہ ہوگا، یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں عمل ومشقت برداشت کرتے، روزے کی تکلیف، جہاد کی تکلیف، رات کو جاگنے کی تکلیف وغیرہ۔

لسعیھا راضیۃ: مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی کوشش کی وجہ سے جو انہوں نے دنیا میں اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کی تھیں، خوش وخرم ہوں گے، کہ ہماری کوششوں کا نیک ثمرہ نمودار ہوا۔ **فی جنۃ عالیۃ** وہ نیک ثمرہ ہے کہ وہ بلند باغوں میں رہیں گے، جو دنیا کے باغات سے شان میں بلند ہوں گے، **لاتسمع فیھا لاغیۃ** مقصد یہ ہے کہ جنت میں کوئی بیہودہ بات بھی نہ ہوگی نہ کوئی رنج والم کی بات ہوگی، نہ گالی گلوچ، نہ بہتان تراشی، نہ مرنے کی خبر، نہ نعمتوں اور جوانی کے ختم ہونے کی خبر وغیرہ **فیھا عین جاریۃ** جنت میں ایسے چشمے ہوں گے، جو جاری ہوں

گے، جس سے جنت کے باغوں کی تروتازگی، نکھار دوبالا ہو جائے گا۔

فیھا سرر مرفوعة: ان باغات میں بلند تخت شاہانہ رکھے ہوں گے، جن پر اہل جنت بیٹھ کر نظارہ کریں گے۔ **واکواب موضوعة** اور گلاس ان چشموں کے قریب کناروں پر اپنی جگہ رکھے ہوں گے، کہ جب بھی ضرورت پڑے تو استعمال کیے جائیں۔

ونمارق مصفوفة: مقصد یہ ہے کہ جنتیوں کے بیٹھنے کے لیے گاؤ تکیے صف کی شکل میں بچھائے ہوئے ہوں گے، کہ جہاں چاہیں بیٹھ جائیں **وزرابیٌّ مبثوثة** اور جنت میں نہایت عمدہ قیمتی قالینیں بچھائی جائینگی، ہر طرف قالین ہی قالین ہوں گے، تا کہ جہاں چاہیں آرام کرلیں۔

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ○ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ○ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ○ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ○ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ○ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ○ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ○ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ○ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ○ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ○

ترجمہ : کیا پس نہیں دیکھتے (وہ کافر) اونٹ کی طرف کیسے پیدا کیا گیا ہے، وہ اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کیا گیا۔ ہے، وہ اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے گاڑ دیے گئے ہیں، وہ اور زمین کی طرف کہ کیسے بچھادی گئی ہے وہ، پس نصیحت کیجیے سوا اس کے نہیں آپ ﷺ نصیحت کرنے والے ہیں، نہیں ہیں آپ ﷺ ان پر نگران، مگر وہ شخص جس نے منہ موڑ لیا اور کفر کیا پس عذاب دے گا اسکو اللہ تعالیٰ بڑا عذاب، بیشک ہماری طرف ہے انکا لوٹنا، پھر بیشک ہمارے اوپر ہے انکا حساب۔

حل المفردات: **الابل** اونٹ، **خلقت** واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (ن ض) پیدا کرنا، **نصبت** واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (ن ض) گاڑنا۔

سطحت واحدہ مؤنثہ غائبہ، از (ض) بچھانا، **بمصیطر** واحد مذکر اسم فاعل، اصل سین کے ساتھ تھا، اس کو صاد سے بدل دیا گیا، از باب (فیعلة ملحق برباعی) داروغہ ہونا، محافظ ہونا، **تولّی** واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (تفعل) منہ موڑنا، اعراض کرنا، **ایابھم** واپس لوٹنا، از (ن) لوٹنا۔

حل الترکیب: **افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت**: **ھمزہ** استفہامیہ، **فا** عاطفہ، معطوف علیہ محذوف ہے، یعنی **اینکرون البعث لا** نافیہ، **ینظرون** فعل، **واؤ** ضمیر بارز

فاعل، الی جار الابل مبدل منہ، کیف محلا منصوب حال مقدم، خلقت کی ضمیر سے، خلقت فعل، ھی ضمیر اس میں مستتر ذوالحال، حال مقدم اور ذوالحال ملکر نائب فاعل، خلقت کا فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر بدل ہے الابل سے، بدل مبدل منہ ملکر مجرور ہے الی جار کا، جار مجرور ملکر معطوف علیہ۔

والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نُصِبَتْ والی الارض کیف سطحت: ان تینوں جملوں کی ترکیب الی الابل کیف خلقت کی طرح ہے، اور تینوں کا عطف اسی پر ہے، پھر الی الابل اپنے تینوں معطوفات سے ملکر متعلق ہے لاینظرون کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف ہے اینکرون البعث محذوف پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ فذکر فاء فصیحہ، ذکر فعل، انت ضمیر اس کا فاعل، ھم ضمیر مفعول بہ محذوف، فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہے شرط محذوف کی، وہ یہ ہے ان کانوا لاینظرون الی ھذہ الاشیاء شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (اعراب القران)

انما انت مذکر انما کافہ، انت مبتدا، مذکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معللہ ہوا۔

لست علیھم بمصیطر الا من تولی و کفر فیعذبہ اللہ العذاب الاکبر لست فعل از افعال ناقصہ، تا ضمیر بارز اسم، علی جار، ھم ضمیر مستثنیٰ منہ، با جار، مصیطر مجرور، لفظا منصوب، معنیٰ ہوکر خبر ہوئی لست کی، الا استثنائیہ، من موصولہ، تولی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، کفر فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ من کا، موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنیٰ شرط، فا جزائیہ، یعذب فعل، ہ ضمیر مفعول بہ، اللہ فاعل، العذاب موصوف، الاکبر صفت، موصوف صفت ملکر مفعول مطلق، یعذب کا، فعل فاعل ومفعول مطلق ملکر خبر قائم مقام جزا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مستثنیٰ ہوا مستثنیٰ منہ کا، مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے ملکر مجرور ہوا علی جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہے مصیطر کے، جو کہ خبر ہے لست کی، لست اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **ان الینا ایابھم** ان حرف از حروف مشبہ بالفعل، الی جار، نا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم ایاب مضاف، ھم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر اسم مؤخر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔

ثم ان علینا حسابھم: اس جملہ کی ترکیب بعینہٖ جملہ سابقہ کی طرح ہے، پھر یہ معطوف ہے، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر: ربط: گزشتہ آیات میں احوال قیامت اور جزاء مومنین اور سزاء کافرین کا

بیان تھا، چونکہ کفار معاندین قیامت کا انکار کرتے تھے، اور دوبارہ زندہ ہونے کو محال اور ناممکن سمجھتے تھے، مابعد والی آیات میں اللہ سبحانہ نے اپنی قدرت کی چار نشانیاں بیان کر کے کفار کو ان میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے، کہ ان میں اگر غور کریں تو خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ ہو جائے گا، وہ چار نشانیاں یہ ہیں ① الابل ② السماء ③ الجبال ④ الارض۔

سوال : قدرت باری تعالیٰ کی نشانیاں تو بے شمار ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہاں ان چار کو خصوصی طور پر کیوں ذکر کیا؟

جواب : ان چار کو اس لیے ذکر فرمایا کہ یہ عرب حضرات کے حال کے بالکل مناسب ہیں، اہل عرب ہر وقت ان کا مشاہدہ کرتے اور یہ نشانیاں ان کے قریب تر رہتیں، اونٹ تو ان کے لیے بہت ہی قیمتی چیز شمار ہوتی، اسی پر وہ سفر کرتے، نیز دائیں بائیں آگے، پیچھے، پہاڑ اور اوپر آسمان نیچے زمین، اسی بناء پر ان کو ان چار اشیاء میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی کہ چلو اور چیزوں میں غور نہیں کرتے، تو انہیں قریب چیزوں میں غور کر لو۔

قدرت باری تعالیٰ کا عجیب وغریب نمونہ اونٹ:

اونٹ باری تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور قدرت باری تعالیٰ کا عجیب وغریب نمونہ ہے، اس میں غور کیا جائے تو قدرت باری تعالیٰ کا آئینہ بن سکتا ہے، اس کے چند عجائب وفوائد مندرجہ ذیل ہیں ① اسکی خلقت عجیب وغریب ہے، عرب میں اپنے ڈیل ڈول کے اعتبار سے سب سے بڑا جانور ہے، کیونکہ ہاتھی وہاں نہیں ہوتا ② اتنا عظیم الجثہ ہونے کے باوجود اس پر سوار ہونے کے لیے کسی سیڑھی لگانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ قدرت نے اس کے پاؤں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، ہر پاؤں میں دو گھٹنے لگائے ہیں تو وہ آرام سے بیٹھ جاتا ہے، اور آسانی سے اس کے اوپر سوار ہو سکتا ہے بوجھ لادا جا سکتا ہے۔ ③ مسکین اطاعت گزار بہت زیادہ ہے، سینکڑوں کی قطار کو ایک چھوٹا سا بچہ مہار تھام کر جدھر چاہے لیجائے ④ بارکش بہت زیادہ ہے، پورے گھر کا سامان لاد دیا جائے کوئی پرواہ نہیں، نہ کسی سڑک کی ضرورت ہے نہ راستہ کا ہموار ہونا ضروری ہے، نہ دھوپ، نہ گرمی، نہ سردی، کسی سے خائف نہیں، جبکہ عرب کی گرمی تو بہت زیادہ سخت ہوتی ہے، خلاصہ ایں کہ مال اٹھانے میں مال گاڑی یا ٹرالے سے کم نہیں پھر دن رات سفر کے لیے مستعد تیار ہے۔ عربی اسکو سفینۃ البر کہتے ہیں ⑤ اتنا عظیم الجثہ ہونے کے باوجود اس کا پالنا کوئی مشکل نہیں ہے، ہر امیر وغریب ومفلس اس کو آسانی سے پال سکتا ہے، کیونکہ اس کی

پرہیزی غذا نہیں ہے جو چیز بھی مل جائے کھالیتا ہے، خشک، تازہ، میٹھا، کڑوا، نرم، سخت، غرضیکہ ہر چیز اس کی غذا ہے، نیز تھوڑی سی غذا پر بھی گزارہ کر لیتا ہے ⑥ اللہ تعالیٰ نے اس کے پیٹ میں ایک ٹینکی لگادی ہے جس میں سات آٹھ روز کا پانی محفوظ کر لیتا ہے اگر سات آٹھ دن تک پانی نہ ملے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ⑦ اس کے دودھ میں بڑی برکت ہے، پورے گھرانے کو کافی ہو جاتا ہے، اور استسقاء کی بیماری کا علاج بھی ہے ⑧ اس کا گوشت حلال ہے، پورے گھرانے بلکہ محلہ کو کافی ہو جاتا ہے تو یہ قدرت باری تعالیٰ کا عجیب وغریب نمونہ ہے، جس ذات نے اس کو پیدا کیا ہے تمہیں بھی دوبارہ زندہ کر سکتی ہے۔ (معارف)

السماء: قدرت باری تعالیٰ کا دوسرا نمونہ آسمان ہے ① اس کی بلندی قدرت کی نشانی ہے، جہاں نہ کوئی انسان نہ کوئی حیوان نہ پرندو چرند پہنچ سکتے ہیں نہ کوئی اور چیز ② اسکی وسعت کہ اس کے سایہ میں ہر نیک و بد بادشاہ وامیر وحیوانات وطیور سب رہائش پذیر ہیں۔ ③ پھر اتنی مدت گزرنے کے باوجود نہ کوئی پھٹن ہو، انہ پرانا ہوا ایک ہی حالت پر ہے۔ ④ اس میں آفتاب، چاند، ستارے بنائے اگر یہ نہ ہوں تو دنیا پر ظلمت وتاریکی چھاجائیگی، تمام کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جائے گا، تو آفتاب اس کی روشنی، اسکی گرمی، سب اللہ تعالیٰ کی قدرت ونعمت کی عظیم نشانیاں ہیں۔ (حقانی)

الجبال: تیسری نشانی پہاڑ ہیں، یہ بھی قدرت کی عجیب وغریب نشانی ہے کہ زمین کا ایک حصہ ہونے کے باوجود اس سے ممتاز ہیں کتنے مضبوط ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت پتھروں سے پانی کے دریا بہادیے مثلاً گنگا، جمنا، نیل فرات جیحون دجلہ وغیرہ یہ قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں۔

الارض: چوتھی نشانی زمین ہے اگر غور کیا جائے تو زمین کروی یعنی گول ہے، فٹبال کی طرح اور گول چیز پر کوئی ٹھہر نہیں سکتا لیکن یہ قدرت باری تعالیٰ ہی کا نتیجہ ہے، کہ باوجود گول ہونے کے لاکھوں ہزاروں انسان حیوانات بڑی فراخی سے رہائش پذیر ہیں، بڑے بڑے مکانات ہیں وسیع وعریض شہری آبادیاں ہیں وغیرہ۔ **فذکر** جب قدرت باری تعالیٰ کی نشانیاں بیان ہو چکیں جو عقلمند آدمی کی نصیحت کے لیے کافی وافی ہیں، تو اب نبی کریم ﷺ کو نصیحت کرنے کا حکم ہے کہ آپ ﷺ ان کو نصیحت کیجیے کیونکہ ہم نے آپ ﷺ کو صرف نصیحت کرنے کیلئے بھیجا ہے، اگر کوئی ہٹ دھرمی کرتا ہے، نہیں مانتا، تو اپنا سر کھائے کیونکہ **لست علیهم بمصیطر** ہم نے آپ ﷺ کو ان پر کوئی نگران یا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا کہ زبردستی ان کو ایمان پر مجبور کریں، بس آپ ﷺ صرف نصیحت کر دیں، باقی ہم جانیں جو نصیحت قبول کرے گا، فائدے میں رہے گا جو

نہیں قبول کرے گا، اور اعراض کرے گا، کفر کرے گا، تو اللہ تعالیٰ ان کو بڑا عذاب دے گا۔

ان الینا ایابھم: اور ہم ان کو عذاب دینے پر قادر ہیں، کیونکہ ان سب نے ہمارے پاس آنا ہے اور ہم نے ان سب سے حساب لینا ہے۔

سورۃ الفجر مکیہ

ایاتہا ۳۰ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ○ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ○ هَلْ فِيْ ذَالِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ○ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ○ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ○ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ○ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ○ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ○ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ○ فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ○ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ○ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ○

ترجمہ: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب وہ چلنے لگے، (گزرنے لگے یا ڈھلنے لگے) کیا ان چیزوں میں قسم (کافی) ہے عقل والے کے لیے کیا نہیں دیکھا تو نے کیسے کیا تیرے رب نے عاد کیساتھ، یعنی ارم کیساتھ جو بڑے ستونوں والے تھے، وہ جو نہیں پیدا کی گئی ان جیسی (مخلوق) شہروں میں، اور کیسے کیا تیرے رب نے قوم ثمود کیساتھ وہ لوگ جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں، اور (کیسے کیا) فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا، وہ لوگ جنہوں نے سرکشی کی شہروں میں، پس بہت زیادہ کیا انہوں نے ان شہروں میں فساد کو، پس ڈالا ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا، بیشک تیرا رب البتہ گھات میں ہے۔

حل المفردات: الفجر صبح کی روشنی، از (ن) پو پھٹنا، لیال جمع ہے لیل کی۔ عشر دس، جمع اس کی اعشار، الشفع جفت، از (ف) دہرا کرنا، جفت کرنا، الوتر طاق، جمع اس کی اوتار، از (ض) جفت کو طاق کرنا، یَسْرِ واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (ض) رات میں چلنا، دراصل یَسْرِیُ تھا، سجع بندی کے لیے آخر سے یا گرادی گئی، حِجْرٌ از (ن) روکنا، مراد عقل ہے، جمع اس کی حجور، عقل کو اس لیے حجر کہا گیا ہے کیونکہ یہ انسان کو برے کاموں سے روکتی ہے۔ لَمْ تَرَ واحد مذکر حاضر دراصل تَرْأَیُ۔ العماد بلند عمارتیں، واحد العمادہ، البلاد جمع ہے مفرد بلد، شہر، از (ن) شہر بنانا، از (ک) سست، اور کند ذہن ہونا، جَابُوْا

جمع مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں جَوَبُوْا تھا، (قال والا قانون لگا) تراشنا، کاٹنا، از (ن) الصخر جمع ہے مفرد صخرۃ، بڑا پتھر، چٹان، طَغَوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں طَغَیُوْا تھا سرکشی کرنا، از (س) قال والا قانون لگا فصب از (ن) پلٹنا، ڈالنا، سوط کوڑا، جمع اس کی اسواط، از (ن) کوڑے مارنا۔

حل الترکیب: **والفجر ○ ولیال عشر ○ والشفع والوتر ○ والیل اذا یسر ○**: واؤ قسمیہ، الفجر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لیال موصوف، عشر صفت، موصوف صفت ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، الشفع معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، الوتر معطوف ثالث، واؤ عاطفہ، الیل معطوف رابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مقسم بہ ہوکر مجرور ہے واؤ قسمیہ جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق اقسم کے، اذا ظرفیہ مضاف، یسر فعل ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مفرد مضاف الیہ ہوا مضاف کا، مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر مفعول فیہ ہوا اقسم کا، اقسم فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر قسم، لتبعثن یا لتعذبن یا کفار (جلالین) جواب قسم محذوف ہے ایک قول کے مطابق، ان ربك لبالمر صاد جواب قسم ہے، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ انشائیہ قسمیہ ہوا۔ **ھل فی ذلك قسم لذی حجر** : ھل استفہامیہ، فی جار، ذالك مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ہے ثابت کے، ثابت اپنے متعلق سے ملکر خبر مقدم، قسم موصوف، لام جارہ، ذی مضاف، حجر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر کائنٍ کے متعلق ہوکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، خبر مقدم مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

الم تر کیف فعل ربك بعاد ○ارم ذات العماد ○التی لم یُخلق مثلھافی البلاد ○ وثمود الذین جابوا الصخر بالواد ○وفرعون ذی الاوتاد ○الذین طغوافی البلاد ○ھمزہ استفہامیہ، لم تر فعل با فاعل نفی جحد، کیف منصوب محلا صفت ہے موصوف محذوف فعلاً کی، موصوف صفت ملکر مفعول مطلق ہے فَعَلَ کا فَعَلَ فعل ربك مضاف، مضاف الیہ ملکر فاعل، با جار، عاد مبدل منہ، ارم موصوف، ذات مضاف، العماد مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت اول، التی اسم موصول، لم برائے نفی جحد، یخلق فعل، مثل مضاف، ھا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل، فی حرف جار، البلاد مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا لم یخلق کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ثانی ارم کی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر بدل مبدل منہ کا، بدل مبدل منہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ثمود موصوف

،الذین موصول،جابوا فعل،واؤ ضمیر، بارز فاعل،الصخر مفعول بہ، با حرف جار، الواد مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا جابوا کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ثمود کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، فرعون موصوف، ذی مضاف، الاوتاد مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ عادا پنے دونوں معطوفین سے ملکر موصوف، الذین موصول، طغوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فی جار، بلاد مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا طغوا کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر معطوف علیہ۔

فاكثروا فيها الفساد: فا عاطفہ، اکثروا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فی جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اکثروا کے الفساد مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف اول۔

فصبَّ عليهم ربك سوط عذاب: فا عاطفہ، صب فعل، علیھم جار مجرور ملکر متعلق ہوا صب کے، ربک مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، سوط عذاب مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ طغوا اپنے دونوں معطوفین سے ملکر صلہ ہے الذین کا، موصول صلہ ملکر صفت ہے عاد کی موصوف صفت ملکر مجرور ہوا با جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہے فَعَلَ کے فِعَل اپنے فاعل و متعلق و مفعول مطلق مقدم سے ملکر قائم مقام ہے الم تر کے مفعول کے، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ان ربك لبالمرصاد اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، رب مضاف، کاف ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر اِنَّ کا اسم، لام تاکیدیہ، با حرف جارہ المرصاد مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہوکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ معللہ ہوا، یہ جملہ ما قبل والے مضمون کی علت ہے۔

تفسیر: نام سورۃ الفجر **ربط**: ① لفظی ربط: گزشتہ سورت میں لسعيها راضيه اس سورت میں راضية مرضيه ② گزشتہ سورت میں فيعذبه الله العذاب الاكبر اسمیں لايعذب عذابه احد ہے۔ ربط معنوی: گزشتہ سورت میں قیامت کے احوال اور جزاو سزا کا بیان تھا، اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے اور بعض بڑی بڑی سرکش قوموں کی ہلاکت وسزا کا ذکر کر کے کفار کو وعید اور مومنین کو تسلی ہے۔

والفجر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسم کھا کر جواب قسم کے مضمون کو پختہ کیا ہے، جو کہ محذوف ہے یعنی تم ضرور دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے، اور ہر قسم کو جواب قسم سے

مناسبت ہے۔ **والفجر** سب سے پہلی قسم فجر کی ہے، فجر سے مراد کیا ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں۔

① حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے محرم کے مہینے کی پہلی صبح مراد ہے، کیونکہ عرب کے ہاں سال اسی مہینہ سے شروع ہوتا ہے۔ (معارف)

② حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے یوم النحر (قربانی کا دن دسویں ذوالحجہ) مراد ہے، کیونکہ یہ بڑا متبرک دن ہے، اور اجتماع کے لحاظ سے میدان محشر کا نمونہ ہے، نیز اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی رات نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن کے لیے ایک رات ساتھ لگائی ہے جو دن آنے سے پہلے والی رات ہوتی ہے، لیکن یوم النحر ایسا دن ہے کہ اس کی کوئی رات نہیں کیونکہ یوم النحر سے پہلے والی رات اس کی رات نہیں بلکہ یوم عرفہ کی ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حاجی صاحب نویں ذوالحجہ کو میدان عرفات میں نہیں پہنچ سکا اور دسویں کی رات کسی وقت پہنچ گیا اس کا حج ہو جائیگا اس لحاظ سے یوم النحر کی ایک امتیازی شان ہوگئی، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم اٹھائی۔ (قرطبی)

③ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فجر سے ماہ ذوالحجہ کی پہلی فجر مراد ہے

④ جمہور مفسرین حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا قول یہ ہے کہ فجر سے ہر دن کی فجر مراد ہے، اور جواب قسم کے ساتھ بھی اس کو مناسبت تامہ ہے، کیونکہ ہر فجر قیامت برپا ہونے اور میدان محشر کے حالات کا پورا نمونہ ہے، جس طرح رات کو سناٹا ہوتا ہے، پرند، چرند، انسان، حیوان پر نیند اور آرام طاری ہوتا ہے جو بالکل موت کے مشابہ ہے، نہ شور غل، نہ ہائے ہو، نہ آفتاب کے مشعل کی روشنی، لیکن جونہی صبح نمودار ہوتی ہے تو ایک شور برپا ہو جاتا ہے، پرندے چہکنے لگتے ہیں، کاروباری حضرات اپنے کاروبار کیطرف، ملازم اپنی ملازمت کی طرف، مسافر سفر کی تیاری کی طرف، دوکاندار اپنی دکانوں کی طرف، رواں دواں ہوتے ہیں، الغرض ایک شور برپا ہو جاتا ہے، اور فجر میدان محشر و قیامت کا پورا نقشہ پیش کر رہی ہوتی ہے، کہ پہلا صور پھونکنے کے بعد ہر چیز فنا ہو جائے گی، اور پوری دنیا پر سناٹا ہوگا، جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور لوگ قبروں سے نکلیں گے تو زبردست شور برپا ہو جائیگا۔

ولیال عشر یہ دوسری قسم ہے، اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے، لیال عشر سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کے کئی اقوال ہیں ① اس سے محرم کے مہینے کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں، کیونکہ وہ بڑی برکت والی ہوتی ہیں، خصوصاً یوم عاشوراء کی رات ② رمضان المبارک کے عشرہ اولیٰ کی دس راتیں ③ عشرہ اخیرہ رمضان کی دس راتیں، یہ بڑی مبارک ہیں ان میں لیلۃ القدر

بھی ہے، حضور ﷺ خود بھی جاگتے گھر والوں کو بھی جاگنے کا حکم فرماتے ④ سال کی متفرق راتیں مراد ہیں، جن میں سے عشرہ اخیرہ رمضان کی طاق راتیں ⑤ پانچ راتیں جن میں لیلۃ القدر کا امکان ہے، ⑥ عید الفطر کی رات ⑦ عرفہ کی رات ⑧ یوم النحر کی رات ⑨ لیلۃ المعراج یعنی ستائیسویں رجب ⑩ شب براءت یعنی ۱۵ شعبان: جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ لیال عشر سے ذوالحجہ کی اول دس راتیں مراد ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ہے، عبادت کرنے کے لیے عشرہ ذی الحجہ تمام دنوں سے افضل ہے، ہر دن کا روزہ ایک سال کے برابر، ہر رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔ جواب قسم سے مناسبت یہ ہے کہ یہ راتیں بھی اجتماع کی ہیں، لوگ بیت المقدس میں جمع ہو کر دعائیں کرتے ہیں، یہ اجتماع میدان محشر کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ (معارف)

والشفع والوتر: تیسری قسم شفع کی، چوتھی وتر کی ان سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کے کئی اقوال ہیں ① شفع سے جنت کے آٹھ دروازے، اور وتر سے جہنم کے سات دروازے مراد ہیں ② شفع سے چار رکعات والی اور وتر سے تین رکعات والی نماز (مغرب) مراد ہے ③ شفع سے تمام مخلوق مراد ہے، کیونکہ ہر مخلوق کو جوڑا جوڑا بنایا گیا ہے، مثلاً کفر و ایمان سعادت و شقاوت' نور و ظلمت' لیل ونہار'' گرمی و سردی'' آسمان و زمین'' جن و انس'' مرد و عورت وغیرہ ④ شفع سے یوم النحر اور وتر سے یوم عرفہ مراد ہے، حضرت جابرؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ والفجر ولیال عشر هو الصبح وعشر النحر والوتر یوم عرفة والشفع یوم النحر۔ واللہ اعلم

والیل اذا یسر: پانچویں قسم کا بیان ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ڈھلتی ہوئی رات کی قسم کھائی ہے، کیونکہ جب رات ڈھلتی ہے تو رحمت الٰہی اور تجلی کا نزول ہوتا ہے، حدیث میں ہے کہ جب تہائی رات باقی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں، فرماتے ہیں کوئی ہے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ معاف کروں، کوئی ہے روزی کا طالب کہ میں اسکو روزی دوں۔ کوئی ہے حاجت مانگنے والا کہ میں اس کی حاجت پوری کروں تو عظمت ظاہر کرنے کے لیے ڈھلتی ہوئی رات کی قسم کھائی۔

فائدہ: یَسْرِ اصل میں یَسْرِیْ تھا یاء کو جمع بندی کے لیے اور دوسری آیات کیساتھ مناسبت پیدا کرنے کے لیے گرادیا گیا۔ **هل فی ذالك قسم لذی حجر** مذکورہ پانچ چیزوں کی قسمیں کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک خاص انداز میں غافل انسان کو غور وفکر، سوچنے سمجھنے کی دعوت دے رہے ہیں، هل استفہام تقریری کے لیے ہے قسم پر تنوین تعظیم کی ہے، حجر کا لغوی معنی

روکنا، یہاں عقل مراد ہے، کیونکہ عقل بھی انسان کو برائی اور مضرت رساں چیزوں سے روکتی ہے، مقصد آیت یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کی جو عظیم الشان ہیں قسم کھائی گئی ہے، کیا یہ عقلمند کے لیے کافی ہے یا نہ؟ یقیناً کافی ہے، کیونکہ قسمیں کھانے والی ذات کی عظمت اور جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے ان کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ انکے ساتھ جو مضمون ثابت کیا گیا ہے وہ یقینی طور پر ثابت وصادق ہے، وہ ہے انسان کا حساب کتاب وجزا وسزا کا ہونا اور قیامت کا واقع ہونا۔

الم تر کیف فعل: ربط: ماقبل میں جواب قسم میں کفار کے دوبارہ زندہ ہونے اور حساب وکتاب اور سزا کا بیان تھا، اب کفار کے عذاب دنیوی کا بیان ہے، کہ آخرت کا عذاب تو یقینی ہے، بعض اوقات دنیا میں بھی عذاب نازل ہوجاتا ہے، اس سلسلے میں تین قوموں کے عذاب کا ذکر فرمایا گیا۔

قوم عاد پہلی قوم جس کا عذاب بیان کیا گیا ہے، وہ قوم عاد ہے، اللہ سبحانہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے قوم عاد (جس کو قوم ارم بھی کہا جاتا ہے جو بڑے مضبوط طویل القامتہ تھے اور ایسی مخلوق ہم نے اور نہیں پیدا کی تھی) کو کس طرح تباہ و برباد کیا۔

تعارف عاد وثمود:

یہاں قوم عاد کو ارم بھی کہا گیا ہے ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے، نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا انکا نام سام تھا، پھر اس کا بیٹا ارم تھا، پھر ارم کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام عاص اور دوسرے کا نام عامر تھا، پھر عاص کا بیٹا عاد ہوا، جس کے نام سے یہ قوم مشہور ہے، اس کو قوم عاد کہا جاتا ہے، اور کبھی دادا کی طرف نسبت کر کے قوم ارم بھی کہا جاتا ہے، پھر اس قوم عاد کے دو طبقے تھے، ایک عاد اولیٰ اور عاد قدیمہ سے مشہور تھا، دوسرا عاد اخریٰ سے مشہور ہوا۔ یہاں عاد ارم سے عاد اولیٰ مراد ہے، جیسا کہ سورۃ النجم میں ہے وانہ اهلك عادن الاولی اللہ رب العزت نے ان کو طوفان ہوا سے ہلاک کیا تھا، اور عاد کا تختہ الٹ دیا تھا۔ اور ارم کے دوسرے بیٹے عامر سے ثمود پیدا ہوا، جس کے نام سے قوم ثمود مشہور ہے، تو ثمود و عاد دونوں کا نسب ارم میں مل جاتا ہے، بعض مفسرین فرماتے ہیں ارم سے شہر ارم مراد ہے، جس کا قصہ اس طرح ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے شدید اور شداد، چونکہ یہ بڑی طاقتور قوم تھی اس لیے بہت سے ممالک پر قابض ہوگئے، بہت سے بادشاہ ان کے مطیع وفرمانبردار ہوگئے، انکی تعداد تقریباً چار سو لکھی گئی ہے۔ شدید مر گیا تو شداد اس کا جانشین بنکر تخت شاہی پر متمکن ہوا، اس نے اپنے دور میں بڑی ترقی کی، بڑے بڑے بادشاہ

اس کے مطیع ہو گئے، یہاں تک عرب مصر و دیگر ممالک پر بھی اسکی سلطنت قائم ہو گئی، اس طاقت و دولت کے نشہ میں آ کر وہ خرمستیاں کرنے لگا، دولت و ثروت کیوجہ سے اس کا ظلم بدمعاشی و عیاشی انتہا کو پہنچ گئی، اور اس نے خدائی کا دعوی کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے انکو سمجھانے اور راہ راست پر لانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے' مگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے اسی شداد نے جب جنت کا ذکر سنا تو کہنے لگا یہ کونسی مشکل بات ہے، ہم بھی یہاں دنیا میں ایک جنت تیار کر لیتے ہیں، چنانچہ اس نے یمن کے بعض جنگلوں میں ایک شہر بنایا، اس کا نام ارم رکھا، اور یہ شہر تین سو سال تک تیار ہوتا رہا، اس کے محلات سونے اور چاندی کے تیار کیے گئے اور ستون یاقوت و جواہرات، زبرجد سے قائم کیے گئے اور اس میں ہر قسم کے باغات و پھول اور نہریں تھی، گویا یہ شہر اپنی نظیر آپ تھا، مقصد یہ تھا کہ لوگ آخرت کی جنت کے بدلے یہی دنیا کی جنت اختیار کر لیں، جب یہ شہر مکمل ہو گیا تو شداد نے اپنی دیگر ارکان کابینہ کے ساتھ اس میں جانے کا ارادہ کیا جب قریب پہنچا تو اللہ تعالی کی طرف سے آسمان سے بجلی کی کڑک نازل ہوئی یہ سب ہلاک ہو گئے، اور وہ محلات بھی تباہ ہو گئے شداد کی عمر نو سو سال تھی۔

ذات العماد: قوم عاد ارم کی یہ صفت بیان کی گئی کہ وہ ذات العماد تھے، عماد عمود، ستون کو کہا جاتا ہے، قوم عاد کو ذات العماد کہنے کی متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ ① انکی عادت تھی کہ اپنے بزرگوں کی قبروں پر فخر اور یادگاری کے لیے بلند ستون اور منارے بنا دیا کرتے تھے ② انکی یہ عادت تھی موسم بہار میں گھروں سے نکل کر جنگلوں اور سبزے میں چلے جاتے، وہاں خیمے لگا لیتے، تو عماد سے خیموں کے ستون مراد ہیں ③ عماد سے بلند عمارتیں مراد ہیں، کیونکہ وہ بڑے بڑے اونچے محلات بناتے ④ ذات العماد سے ان کا طویل القامت اور دراز قد ہونا بیان کیا گیا ہے، بعض روایات میں حضرت ابن عباسؓ سے ان کے قد کا طول بارہ ہاتھ (چھ گز ۱۸ فٹ) منقول ہے۔ **التی لم یخلق** اس دوسری صفت میں قوم عاد کی طاقت وقوت کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ قوم اپنی قوت و طاقت ڈیل ڈول میں دوسری قوموں سے ممتاز تھی، ایسی طویل القامت قوم دنیا میں اس سے پہلے پیدا نہیں کی گئی۔ اگر ارم سے شہر مراد ہو تو پھر مقصد یہ ہوگا کہ عمارات کی بلندی اور پائیداری اور حسن کے اعتبار سے اس جیسا شہر پہلے کبھی نہیں بنایا گیا۔ **وثمود الذین جابوا الصخر بالواد:** دوسری قوم جس کے عذاب کا ذکر کیا گیا ہے وہ ثمود ہے، اس کا شجرہ نسب گزر چکا ہے یہ بھی بڑی زبردست و طاقتور قوم تھی یہ قوم شمال عرب میں رہتی تھی حجر سے لیکر وادی قریٰ تک ان کی بستیاں پھیلی ہوئی تھیں انکی طاقت وقوت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ پہاڑوں کے پتھروں کو تراش کر نہایت مستحکم

وخوبصورت مکان تیار کرتے تھے نہایت مزے اور شادمانی سے زندگی بسر کررہے تھے، مگر ساتھ ہی بدکاری، بت پرستی بے حد تھی حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اصلاح اور ہدایت کے لیے بھیجا گیا مگر انہوں نے سرکشی کی، ایک صیح (چیخ) نے پکڑا سب ہلاک ہوگئے۔

وفرعون ذی الاوتاد: تیسری قوم جس کے عذاب کا ذکر کیا گیا ہے وہ قوم فرعون ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کردیا۔ذی الاوتاد فرعون کو ذی الاوتاد کہنے کی متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں ① اس سے مضبوط عمارتیں مراد ہیں۔② مستحکم اور پائیدار حکومت مراد ہے ③ فوج مراد ہے، کیونکہ فوج جہاں جاتی ہے وہاں خیمہ زن ہوتی ہے اسکو میخوں کی ضرورت ہوتی ہے ④ فرعون کے ظلم اور وحشیانہ سزاؤں کی طرف اشارہ ہے، جو شخص اس کو خدا نہ مانتا وہ اس کو چار میخوں سے باندھ کر یا اس کے ہاتھ پاؤں میں چار میخیں گاڑ کر دھوپ میں لٹا کر اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیتا تھا۔چنانچہ حضرت حزقیل علیہ السلام جو فرعون کے خزانچی تھے خفیہ طور پر مومن ہوگئے تھے سو سال تک انہوں نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا ان کی بیوی بھی مومنہ تھیں اور یہ فرعون کی بیٹی کے لیے مشاطہ (کنگھی کرنے والی) تھیں، ایک دن کنگھا ہاتھ سے گر گیا اور اللہ کا نام لیکر اٹھایا تو فرعون کی بیٹی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ کوئی اور خدا بھی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، اس نے اپنے والد کو شکایت کی، فرعون نے بلوایا اس نے فرعون کے سامنے کہا کہ میرا اور تیرا اور تمام آسمان وزمین کا ایک اللہ ہے، جسکا کوئی شریک نہیں، فرعون نے اسکی دونوں بیٹیوں کو اس کے سامنے ذبح کرایا، پھر اس کو چومیخا کر کے عذاب دیا، حضرت آسیہ رحمۃ اللہ علیہا بھی خفیہ طور پر مومن ہو چکی تھیں، انہوں نے جب فرعون کے اس ظلم وستم کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنا ایمان ظاہر کردیا، فرعون نے انکو بھی یہی سزادی۔ (تفصیل کیلئے تفسیر مظہری آخری جلد ص ۳۹۹ دیکھیں)

الذین طغوا فی البلاد: اس آیت میں ان قوموں کی سرکشی کا بیان ہے کہ ان کے تکبر اور سرکشی کی انتہا نہ تھی اخلاق کا نام تک نہ تھا، شہوت پرستی اور عیاشی آخری حدوں کو چھو رہی تھی، عدل وانصاف صداقت وپارسائی، پرہیزگاری، رحم دلی، خوش اخلاقی، جیسی صفات محمودہ کا نام ونشان تک نہ تھا، خدا تعالیٰ کی بے ادبی، رسولوں اور شریعت کی بے عزتی اور توہین ان کے ہاں معمولی بات تھی، اور دار آخرت اور اعمال کی جزا سزا کا تصور بھی نہ تھا، اپنی عقل وتدبیر شان وحشمت پر بڑا ناز تھا، ان سب باتوں کی طرف اسی ایک جملہ میں ارشاد فرمایا **فاکثروا فیھا الفساد** کہ ان کا فساد حد سے بڑھ گیا، **فصب علیھم:** ان قوموں کے شر وفساد کے بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دینے کے لیے عذاب کا کوڑا برسایا، سوط سے اس لیے تعبیر فرمایا کہ اشارہ ہوجائے کہ

جس طرح کوڑا بدن کے ہر طرف پر پڑتا ہے اسی طرح انکو بھی ہر طرف سے عذاب نے گھیر لیا۔

ان ربک لبالمرصاد: مرصاد اور مرصد رصدگاہ اور انتظار گاہ کو کہا جاتا ہے، جو کسی بلند مقام پر ہو، جہاں بیٹھ کر کوئی شخص دور دور تک لوگوں کو دیکھ سکے اور ان کے افعال کی نگرانی کر سکے مقصد آیت یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے تمام اعمال کو اور حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے اور سب کو ان کی جزا اور سزا دینے والا ہے۔

فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا ۝ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

ترجمہ: پس لیکن انسان جب آزمائے اس کو اسکا رب پس عزت دے اسکو اور نعمت دے اسکو پس کہتا ہے وہ (انسان) میرے رب نے عزت دی مجھ کو، اور لیکن جب آزمائے (رب) اسکو پس تنگ کردے اس پر اس کے رزق کو پس کہتا ہے وہ میرے رب نے ذلیل کر دیا مجھکو، ہرگز نہیں بلکہ نہیں عزت کرتے تم یتیم کی، اور نہیں ترغیب دیتے تم (دوسروں کو) مسکین کے کھلانے پر، اور کھا جاتے ہو تم میراث کے مال کو کھانا سمیٹ کر (سارے کا سارا)، اور محبت کرتے ہو تم مال کے ساتھ محبت کرنا بہت زیادہ (جی بھر کر)

حل المفردات: اِبْتَلٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف اصل اِبْتَلَیَ تھا (بقانون قال) از (افتعال) آزمانا، قدر واحد مذکر غائب ماضی معروف از (ض) اندازہ کرنا، تنگی کرنا، **فاکرمہ**، واحد مذکر غائب، از (افعال) عزت کرنا، **نعّمہ**، واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (تفعیل) آسودہ حال بنانا، **اَهَانَنْ** واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل اَهْوَنَ تھا (بقانون یقال) اھان ہوا، (افعال) حقیر سمجھنا، توہین کرنا، **لا تکرمون** جمع مذکر حاضر مضارع معروف منفی، (افعال) عزت کرنا، **الیتیم** واحد مذکر صفت مشبہ، از (س، ض، ک) یتیم ہونا، جمع یتامیٰ ایتام۔ یتیم وہ نابالغ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو۔ **لا تَحَضُّوْنَ** جمع مذکر حاضر مضارع معروف منفی، اصل **لا تَتَحَاضَضُوْنَ** تھا (تفاعل) ایک دوسرے کو برانگیختہ کرنا، طعام جمع اطعمۃ، **مسکین** وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو یا اتنا نہ ہو کہ اس کے عیال کو کافی ہو، جمع مساکین از (ن، ک) مسکین ہونا، **تاکلون** جمع مذکر حاضر مضارع معروف، (ن) کھانا، **التراث** اصل میں وِراث تھا، واؤ کو تا سے

تبدیل کر دیا گیا، مال وراثت۔ لماً مصدر، از (ن) جمع کرنا، اکٹھا کرنا، تحبون جمع مذکر حاضر مضارع معروف، از (افعال) محبت کرنا، المال: مایمل الیه الطبع جسکی طرف طبیعت مائل ہو، جمع اموال، جماً مصدر، از (ن ض) کثرت سے جمع ہونا' مجمع زیادہ ہوتو کہا جاتا ہے جم غفیر۔

حل التركيب: **فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربهٗ فاكرمهٗ ونعّمهٗ فيقول ربي اكرمن** فا استینافیہ یا عاطفہ، اما شرطیہ تفصیلیہ، الانسان مبتدا، اذا شرطیہ، ما زائدہ، ابتلی فعل، ہ ضمیر مفعول بہٖ ربہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، فعل فاعل مفعول ملکر معطوف علیہ، فا عاطفہ، اکرم فعل، ہو ضمیر مستتر فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، نعم فعل، ہو ضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف ثانی' معطوف علیہ دونوں معطوفوں سے ملکر شرط، فا جزائیہ، یقول فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر قول، ربی مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، اکرم فعل، ہو ضمیر فاعل، نون وقایہ، یا ضمیر متکلم مفعول بہ محذوف، یہ جملہ خبریہ ہوکر خبر برائے مبتدا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ ملکر جزا ہوئی شرط کی، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ۔

واما اذا ما ابتلٰه فقدر عليه رزقه فيقول ربي اهانن: اس جملہ کی ترکیب بعینہ جملہ سابقہ کی طرح ہے، اور یہ معطوف ہے جملہ سابقہ پر، معطوف علیہ معطوف سے ملکر خبر ہے الانسان مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **كلا بل لا تكرمون اليتيم۔** کلا حرف ردع، بل عاطفہ، لا نافیہ، تکرمون فعل با فاعل، الیتیم مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ **ولا تحضّون على طعام المسكين** واؤ عاطفہ، لاتحاضون فعل با فاعل، علی جار، طعام المسکین مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق لا تحاضون کے، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول، **وتاكلون التراث اكلا لما** واؤ عاطفہ، تاکلون فعل با فاعل، التراث مفعول بہ، اکلا لما موصوف صفت ملکر مفعول مطلق، فعل فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی۔ **وتحبون المال حبًّا جمًّا** واؤ عاطفہ، تحبون فعل با فاعل، المال مفعول بہ، حبا جما موصوف صفت ملکر مفعول مطلق، فعل فاعل و مفعول مطلق ملکر جملہ ہوکر معطوف ثالث' معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تفسير: **فاما الانسان** **ربط:** گزشتہ آیات میں مختلف اقوام کے عذاب وسزا کا ذکر کیا گیا، کفار کو چاہیے تھا کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے، اور ایسے اعمال سے اجتناب

کرتے، جو موجب عذاب ہیں، لیکن کافر کا یہ حال ہے کہ وہ ایسے اعمال اختیار کرتا ہے جو موجب عذاب وسزا ہیں، ان تمام اعمال کی اصل حب دنیا ہے، آگے اسی حب مال وحب دنیا کا ذکر ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کو دولت وفراوانی دیکر مال وجاہ، بیوی واولاد دیکر آزماتا ہے کہ یہ میری شکر گزاری کرتا ہے، میرا حق ادا کرتا ہے یا ناشکری کرتا ہے، تو انسان فخر وغرور سے کہتا ہے کہ میں اللہ کا مقبول بندہ ہوں اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے انعامات سے نوازا ہے، اور میرا اکرام کیا ہے، اگر میں مقبول نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان نعمتوں سے نہ نوازتے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ انسان کو فقر وفاقہ میں مبتلا کرکے آزماتا ہے کہ صبر ورضا اختیار کرتا ہے، رجوع الی اللہ کرتا ہے یا کفر کرتا ہے، تو وہ انسان مایوس ہوکر شکایت کے انداز میں کہتا ہے، کہ میرے رب نے مجھے ذلیل وخوار کردیا، باوجود استحقاق کے مجھے مال ودولت عطا نہیں کی، مجھے نظروں سے گرا رکھا ہے، مقصد یہ ہے کہ کافر دنیا ہی کو مقصود بالذات سمجھتا ہے، وہ رات دن دنیا کے حصول اور اسکی لذات وشہوات میں مشغول ہے، اور شیطان اس کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ دنیا میں مال کی فراوانی اور دولت وراحت کا میسر ہونا، انسان کے عنداللہ مقبول ہونے کی دلیل ہے، اور رزق کی کمی، تنگدستی، مصیبت وبیماری عنداللہ مردود ہونے کی دلیل ہے، تو کافر کا مطمح نظر دنیا ہے، ایک تو وہ مال ودولت کو اپنی ذاتی صلاحیت وعقل وفہم وسعی وجدوجہد کا ثمرہ قرار دیتا ہے، اسی لیے وہ اپنے کو اس کا مستحق سمجھنے لگتا ہے، دوم مال ودولت کو مقبولیت کی دلیل قرار دیتا ہے، حالانکہ یہ زعم باطل ہے کیوں کہ دنیا کی راحت ونعمت اسی طرح افلاس وفقر صرف امتحان وآزمائش کے لیے ہوتی ہیں، کہ نعمت وراحت میں ہماری شکر گزاری کرتے ہیں، ہمیں یاد کرتے ہیں یا ناشکری، اور سرکشی کرتے ہیں اور بیماری مصیبت میں صبر اختیار کرتے ہیں، یا کفر اختیار کرتے ہیں غرضیکہ حصول دنیا وراحت اور عدم حصول پر ہماری رضامندی یا خوشی یا ناراضگی اور توہین کا دارومدار نہیں ہے، جس طرح کفار نے سمجھا ہوا ہے۔ اگرچہ الانسان سے کافر مراد ہے، لیکن اگر مسلمان کا بھی یہی زعم ہے جس طرح آجکل بہت سارے مسلمان اس گمراہی میں مبتلا ہیں تو وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

کلا بل لاتکرمون الیتیم: کلا سے کفار کے زعم باطل پر ان کو تنبیہ وزجر ہے کہ تمہارا گمان کہ مال ودولت مقبولیت اور فقر وتنگدستی مردودیت کی علامت ہے، ہرگز صحیح نہیں ہے، بلکہ اکثر معاملہ برعکس ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کفار کو مال ودولت دیکر ڈھیل دیتا ہے، اور مومنین کو آزماتا ہے، فرعون دعوی خدائی کرتا تھا، مگر تندرستی کی یہ حالت تھی کہ زندگی میں کبھی سر میں درد نہ ہوا، اور انبیاء

کرام علیہم السلام پر اتنی مصائب و آلام کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو آرے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا فقراء اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائینگے، ایک روایت میں ہے فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ جس بندہ سے محبت کرتے ہیں اسکو دنیا سے ایسا پرہیز کراتے ہیں جیسے تم بیمار کو پانی سے پرہیز کراتے ہو بل سے اللہ جل شانہ ان اعمال کا ذکر کر رہے ہیں جو مردودیت اور عنداللہ مقبول نہ ہونے کی علامت ہیں اور موجب عذاب ہیں، ایک یہ ہے کہ تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے، اس کے حقوق نہیں ادا کرتے، حالانکہ وہ کمسن ہے، باپ کی شفقت سے محروم ہے، مصائب کے پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑے ہیں، تمہیں چاہیے تھا کہ اس پر شفقت کرتے، اسکا احترام کرتے، لیکن احترام تو کجا تم تو اس کو منہ بھی نہیں لگاتے، اس کے حقوق ادا نہیں کرتے، یہی تمہاری حرکتیں تمہاری ذلت اور رزق میں کمی کا سبب ہیں۔ **ولا تحضّون**: مقصد یہ ہے کہ خود تو یتیم اور غریب کا کیا اکرام کریں کیا دیں دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتے، بلکہ الٹا یہ کہتے ہیں کہ جب خدا نے نہیں دیا، خدا نے اسکو یتیم کر دیا ہے، اس نے رحم نہیں کیا، تو ہم کیوں کریں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یتیم اور غریب کو دینے کی قدرت نہیں رکھتے، وہ دوسروں کو ترغیب دیں کیونکہ **الدال علی الخیر کفاعلہ**۔

وتاکلون التراث: تیسری بری خصلت کا ذکر ہے، کہ بجائے اس کے تم یتیم اور فقیر کا حق ادا کرو مسکین کو کھانا، دو الٹا تمہاری نظر میراث کے مال پر رہتی ہے، جب تمہارا کوئی مورث مرتا ہے تو اس کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو، یہ خیال نہیں کرتے کہ حلال ہے یا حرام بلکہ عورتوں اور بچوں کا حصہ بھی خود ہڑپ کر جاتے ہو، اور خوب دل کھول کر عیاشی اور فضول خرچی کرتے ہو، کیونکہ مفت جو ملا ہے سچ ہے ,,مال مفت دل بے رحم"

وتحبون المال: چوتھی بری خصلت کا بیان ہے، کہ تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو، بڑے لالچی اور طماع ہو، حالانکہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے، **حب الدنیا راس کل خطیئة** یہی دنیا کی لالچ، حرص، حق تلفی کراتی ہے، جھوٹ بلواتی ہے، چوری کراتی ہے، مکر و فریب، دھوکہ بازی، قتل و غارت کراتی ہے، یہی وہ کام ہے جو تم کر رہے ہو، بجائے عبادت و صداقت، ایمان، پرہیز گاری، خیرات، صلہ رحمی کے، ان برے کاموں کو تم نے اختیار کیا ہوا ہے، تو تم خود بتاؤ تمہاری ذلت و اہانت کا سبب حب دنیا ہے یا فقر و فاقہ، لہذا تم سمجھ لو کہ عاد و ثمود پر جو عذاب کا کوڑا پڑا تھا وہ تمہارے لیے بھی تیار ہے۔

كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ○ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ○ وَجِيْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ○ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ○ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ أَحَدٌ ○ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ أَحَدٌ ○ يٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں جب ریزہ ریزہ کردی جائیگی زمین ریزہ ریزہ کرنا، اورآئیگا تیرا رب اورفرشتے دراں حالیکہ صف باندھنے والے ہونگے، اور لائی جائیگی جہنم اس دن' اس دن سوچے گا انسان اور کہاں ہوگا (نفع دیگا) اس کے لیے سوچنا، کہے گا اے کاش میں آگے بھیجتا اپنی زندگی (آخرت) کے لیے (یا اپنی زندگی میں اگر لام فی کے معنی میں ہو) پس اس دن نہیں عذاب دیگا اس (اللہ) کے عذاب جیسا کوئی ایک، اور نہیں جکڑیگا اس کے جکڑنے جیسا کوئی ایک۔ اے روح! اطمینان والی، لوٹ تو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو راضی ہونے والی ہے راضی کی ہوئی ہے، پس داخل ہوجا میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہوجا میری جنت میں۔

حل المفردات: دُكَّتْ واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مبدل، اصل میں دُكِكَتْ تھا از (ن) ریزہ ریزہ کرنا ہموار کرنا، یوثق واحد مذکر غائب مضارع معروف، از (افعال) رسی سے باندھنا۔ المطمئنۃ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، (افعلال) آرام لینا، قرار پکڑنا، ارجعی واحدہ مؤنثہ امر، از (ض) لوٹنا، رجوع کرنا۔

حل الترکیب: **كلااذادكت الارض دكادكا** کلا حرف ردع، اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط، دکت فعل، الارض نائب فاعل، دکا مؤکد، دکاثانی تاکید مؤکد تاکید ملکر مفعول مطلق، فعل فاعل اور مفعول مطلق ملکر معطوف علیہ۔ **وجاء ربك والملك صفا صفا** واؤ عاطفہ، جاء فعل، ربك مضاف ومضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الملك ذوالحال، صفا صفا تاکید مؤکد ملکر مصفین کے معنی میں ہوکر حال' ذوالحال حال ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل جاء کا، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول۔

وجآئ یومئذ بّجهنم یومئذیّتذکر الانسان وانّٰی له الذکرٰی: واؤ عاطفہ، جائ ماضی مجہول، یومئذٍ بترکیب سابق مفعول فیہ، بجہنم مجرور، لفظاً مرفوع، معنیً نائب فاعل، فعل اپنے

نائب فاعل کے ساتھ ملکر معطوف ثانی' معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر شرط، یومئذ بترکیب سابق مفعول فیہ مقدم ہے یتذکر کا، یتذکر فعل، الانسان ذوالحال، واؤ حالیہ، انّٰی استفہامیہ خبر مقدم، لہ جار، مجرور متعلق الذکرٰی کے، الذکرٰی مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر حال ہے الانسان سے، ذوالحال حال ملکر فاعل یتذکر کا، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

یقول یٰلیتنی قدمت لحیاتی: یقول فعل، ہو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر قول، یا برائے تنبیہ، یا برائے تأسف، لیت از حروف مشبہ بالفعل، نون وقایہ، یا ضمیر متکلم اسکا اسم، قدمت فعل بافاعل، لام جار، حیاتی مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق قدمت کے فعل فاعل ومتعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر لیت کی خبر، لیت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر مقولہ ہے قول کا، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فیومئذ لایعذب عذابہٗ احد ولایوثق وثاقہٗ احد: فا عاطفہ، یا نتیجیہ یومئذ بترکیب سابق مفعول فیہ مقدم ہے لایعذب کا، لا یعذب فعل، عذابہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق احد فاعل، فعل فاعل ومفعول فیہ ومفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لایوثق فعل، وثاقہ مرکب اضافی ہوکر مفعول مطلق، احد فاعل، فعل فاعل اور مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ: یا حرف ندا، ایتھا موصوف، النفس موصوف، المطمئنۃ صفت، موصوف صفت ملکر صفت ایتھا کی، موصوف صفت ملکر منادیٰ ارجعی فعل، یا ضمیر بارز ذوالحال، الی جار، ربك مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ارجعی کے، راضیۃ حال اول، مرضیۃ حال ثانی، ذوالحال دونوں حال سے ملکر فاعل، فعل فاعل ومتعلق ملکر جملہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ۔

فادخلی فی عبٰدی وادخلی جنتی: فا عاطفہ، ادخلی فعل بافاعل، فی جار، عبادی مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ادخلی کے، فعل فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف اول، واؤ عاطفہ، ادخلی فعل بافاعل، جنتی مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل فاعل ومفعول فیہ ملکر جملہ انشائیہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر جواب ندا' ندا جواب ندا سے ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ ہے قول محذوف کا، اصل عبارت یوں ہے **یقول اللّٰہ المؤمن یا ایتھا النفس**۔ (اعراب القران ص ۴۷۷)

تفسیر: کلااذادکت : کلا سے کفار کو زجر و توبیخ ہے کہ تم یہ مت سمجھو کہ تمہیں ان اعمال بد پر سزا نہیں دی جائیگی، بلکہ ضرور دی جائیگی، وہ ذات اس پر قادر ہے، آگے اس عذاب و سزا اور اس کے وقت کا بیان ہے، چنانچہ فرمایا کہ ایک وقت آئیگا کہ زمین ٹکڑے کر کے ریزہ ریزہ کر دی جائیگی، یہ نفخہ اولی کے وقت ہوگا، جب زلزلہ قیامت کیوجہ سے زمین زیر و زبر ہو جائیگی، پہاڑ، عمارتیں، درخت سب ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائینگے، اور زمین بالکل ہموار ہو جائیگی، دکّا دکّا کی تاکید سے اشارہ ہے کہ زلزلہ یکے بعد دیگرے مسلسل رہیگا۔ (معارف)

وجآء ربك: مقصد یہ ہے کہ روز محشر حساب و کتاب کے لیے اللہ سبحانہ تشریف لائیں گے، ان کے آنے کی کیا شان ہوگی اس کو اللہ کی ذات خود ہی جانتی ہے، یہ متشابہات میں سے ہے اور آسمان پھٹ جائیں گے، اس سے فرشتے نکل کر میدان محشر میں صفیں بنا کر اللہ کے حکم کی تعمیل کی انتظار میں کھڑے ہونگے، **وجاىٔ یومئذبجهنم** مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن جہنم کو لایا جائیگا، اسکی پوری حقیقت و کیفیت تو اللہ ہی جانتے ہیں، مگر بظاہر یہی مقصد ہے کہ اس کو زمین کے اسفل سے لایا جائیگا، فرشتے پکڑے ہوئے ہونگے، اسکی بڑی بڑی چنگاریاں اڑتی ہونگی، اس کے جوش و خروش کی ہیبت ناک آواز سن کر لوگ حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر بھاگیں گے، مگر ہر طرف سے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہوگا۔ **یومئذیتذکر** مقصد یہ ہے کہ کافر کو قیامت کے روز سمجھ آجائیگی کہ میں نے غلطی کی، مجھے نیک اعمال کرنے چاہئیں تھے، پھر روئے گا، حسرت کریگا، کف افسوس ملے گا، توبہ استغفار کریگا، **وانّٰی له الذکرٰی** مقصد یہ ہے کہ اس دن یہ سمجھنا، سوچنا، توبہ استغفار، بے سود ہوگا، غیر نافع ہوگا، کیونکہ اصلاح اور عمل کا وقت گزر چکا ہوگا، اب تو آخرت کا زمانہ شروع ہو چکا ہے جو کہ دارالعمل نہیں بلکہ دارالجزاء ہے۔

یقول یٰلیتنی: اس دن کافر حسرت و ندامت کے عالم میں کہے گا، کاش کہ میں اپنی اس اخروی ابدی زندگی کے لیے ایمان و اعمال صالحہ کا سرمایہ جمع کر کے بھیج دیتا، جو آج میرے کام آتا، اگر لام فی کے معنی میں ہو تو مقصد ہوگا کاش اپنی دنیاوی زندگی میں آخرت کے لیے کچھ تیار کرتا، لیکن میری بدبختی کہ میں دنیا کی لذات فانیہ میں منہمک ہو کر اللہ کے احکام اور انبیاء کرام علیہ السلام کا تمسخر اڑاتا رہا۔

فیومئذلایعذب عذابهٗ: مقصد یہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ رب العزت کافر کو جتنا شدید و سخت عذاب دینگے ایسا عذاب پہلے کبھی کسی نے نہیں دیا ہوگا، ایک تو اس وجہ سے کہ وہ عذاب جسمانی بھی ہوگا روحانی بھی، دوم اس وجہ سے کہ دنیاوی عذاب کی انتہا ہوتی ہے، جبکہ

اخروی عذاب کی کوئی انتہا نہ ہوگی، اس طرح اللہ تعالیٰ کافر کو ایسا جکڑ ینگے کہ اس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا، وہاں کی قید، جیل خانہ، بیڑیاں، سانپ، بچھو، الامان والحفیظ۔

یاایتھاالنفس المطمئنة: کفار کی سزا اور عذاب کے بیان کے بعد مومنین کی جزا اور ثواب کا بیان ہے، ارشاد فرمایا کہ مومن کو خطاب ہوگا اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف لوٹ چل، یہ خطاب کب ہوتا ہے اس میں دو قول ہیں ① بوقت موت خطاب ہوتا ہے، فرشتے خوبصورت شکلوں میں جنت کی نعمتیں سامنے کر کے کہتے ہیں، **اخرجی الی روح وریحان ورب غیر غضبان** ② بعض کے نزدیک یہ خطاب حساب وکتاب کے بعد ہوگا۔ نفس مطمئنہ اطمینان سے ہے، جس کا معنی ساکنہ ہے، اس سے وہ نفس مراد ہے جس کو اللہ کے ذکر واطاعت سے اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے، جس طرح مچھلی کو پانی میں، اور اللہ کے ذکر کے بغیر اس طرح بے چین ہوجاتا ہے، جس طرح مچھلی بے آب اور یہ تب ہوسکتا ہے جب نفس کو اوصاف رذیلہ قبیحہ سے پاک کر دیا جائے۔

ارجعی الی ربلك : نفس مطمئنہ کو حکم دیا جائیگا اپنے رب کے پاس لوٹ چل ارجعی کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کا پہلا مقام بھی رب کے پاس تھا، اب دوبارہ وہیں جانے کا حکم ہو رہا ہے، اس سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے کہ روح اپنے نامہ اعمال کے ساتھ علیین میں ہوتی ہے، جو کہ عرش الٰہی کے نیچے واقع ہے، اور کل ارواح انسانی کا اصل مستقر ہے، وہیں سے روح لاکر انسان کے جسم میں ڈالی جاتی ہے، **راضیة مرضیة** مقصد یہ ہے کہ یہ نفس اللہ کے ہر حکم پر راضی ہوتا ہے تو اللہ بھی اس پر راضی ہوتے ہیں، اور یہ نفس موت پر بھی راضی اور خوش ہوتا ہے، حدیث میں ہے **من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقائہ:** اس پر حضرت عائشہؓ نے اشکال کیا کہ لقاء اللہ تو موت کے ذریعہ ہوتا ہے، موت تو ہر ایک کو ناپسند ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ مومن کو موت کے وقت اللہ کی رضاء و جنت کی خوشخبری اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو وہ بخوشی موت کو قبول کر لیتا ہے، موت اسکی محبوبہ بن جاتی ہے، **کمافی الحدیث الموت تحفہ المؤمن یوصل الحبیب الی الحبیب۔** حضرت بلالؓ کا واقعہ موت **ذا نلقی محمدا و اصحابہ** حضرت ابن عباسؓ کی وفات کا واقعہ بزبان حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو قبر کے کنارے سے آواز آئی **یاایتھا النفس المطمئنة۔**

فادخلی فی عبدی: نفس مطمئنہ کو حکم ہوگا میرے خاص بندوں میں شامل ہوجاؤ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں جانے سے قبل نفس مطمئنہ کو پہلے صالح اور مخلص بندوں میں شامل ہونے کا حکم ہوگا، پھر ان سب کے ساتھ ملکر جنت میں جائیگا، اس سے معلوم ہوا کہ جو دنیا میں صالحین کی صحبت و

معیت اختیار کرتا ہے، وہ جنت میں بھی ان کے ساتھ ہوگا، اسی لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی وادخلنی برحمتك فی عبادك الصالحین حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی والحقنی بالصالحین ۔ وادخلی جنتی آخر میں حکم ہوگا کہ اب میری جنت میں داخل ہو جاؤ، اپنی طرف جنت کی نسبت کر کے اعزاز واکرام کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی اشارہ فرمایا کہ جنت میں صرف نعمتیں نہیں ہونگی بلکہ میری رضا بھی ہوگی۔

سورۃ البلد مکیہ

ایاتہا ۲۰ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ○ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ○ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ○ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ ○ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ○ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ○ وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ ○

ترجمہ : قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کیساتھ، درانحالیکہ آپ ﷺ اترنے والے ہیں، (یا حلال ہونے والے ہیں) اس شہر میں قسم کھاتا ہوں والد کی، اور اس چیز کی جو اس نے جنی، البتہ پیدا کیا ہم نے انسان کو مشقت میں کیا گمان کرتا ہے، وہ انسان یہ کہ ہرگز نہیں قادر ہوگا اس پر کوئی ایک، کہتا ہے میں نے خرچ کر دیا ہے بہت مال کو، کیا گمان کرتا ہے وہ کہ نہیں دیکھا اس کو کسی ایک نے، کیا نہیں بنایا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ، اور ہم نے دکھلا دیں اس کو دو واضح گھاٹیاں (راستے)

حل المفردات : حِلٌّ (ض) اترنا، حلال ہونا، والد واحد مذکر اسم فاعل، از (ض) جننا، کبد بفتح الباء مشقت، بکسر الباء جگر، جمع اکباد کبود، از (س) جگر میں درد ہونا، لبد امعنی بہت، عند البعض مفرد اور عند البعض لبدۃ کی جمع ہے وھذا قول الفراء النحوی ۔ لسانا زبان، جمع اسکی السنۃ' السن' لسن' لسانات، از (ن) بہتر بیان والا ہونا، از (س) زبان دراز ہونا، شفتین تثنیہ شفۃ واحد شفاۃ' شفوات جمع ۔ النجدین تثنیہ ہے نجد کا، لغوی معنی وہ راستہ جو اوپر بلندی کی طرف جاتا ہو، مراد کھلا اور واضح راستہ ہے، از (ن) واضح ہونا، (ک) دلیر ہونا۔

حل الترکیب: لا اقسم بھٰذا البلد' وانت حل بھٰذا البلد' ووالد وما ولد' لقد خلقنا الانسان فی کبد: لا حرف زائدہ، اقسم فعل بافاعل، با حرف جار، ھٰذا

موصوف، البلد صفت، موصوف صفت ملکر ذوالحال، واؤ حالیہ، انت مبتدا، حل خبر، با جار، ھذا موصوف، البلد صفت، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا با جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا حل کے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ہوا ذوالحال، کا ذوالحال حال ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، والدٍ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ما موصولہ، ولَد فعل، ھو ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ محذوف، فعل فاعل ومفعول بہ ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مجرور با جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے فعل اپنے فاعل سے ملکر قسم، لام تاکیدیہ، قد برائے تحقیق، خلقنا فعل با فاعل، الانسان مفعول بہ، فی کبد جار مجرور ملکر متعلق ہوا خلقنا کے، یہ جملہ ہوکر جواب قسم، قسم جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: وانت حل بھٰذا البلد: جملہ معترضہ بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں واؤ اعتراضیہ ہوگی، (اعراب) **ایحسب ان لن یّقدر علیہ احد** ھمزہ برائے استفہام، یحسب فعل، ھو ضمیر فاعل، ان مخففہ من المثقلہ، ہٗ ضمیر شان اس کا اسم محذوف، لن برائے تاکید نفی، یقدر فعل، علیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا یقدر کے، احد فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ ہوکر خبر اَن مخففہ کی ان مخففہ اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مفعول بہ یحسب کا، فعل اپنے فاعل و مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ **یقول اھلکت مالا لبدا** یقول فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر قول، اھلکت فعل با فاعل، مالا موصوف، لبدا صفت، موصوف صفت ملکر مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر مقولہ ہوا قول، کا قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ایحسب ان لم یرہ احد ھمزہ استفہامیہ، یحسب فعل، ھو ضمیر فاعل، اَنْ مخففہ، ہٗ ضمیر اسم محذوف، لم یر فعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، احد فاعل، یہ جملہ اَنْ مخففہ کی خبر، پھر یہ بتاویل مصدر ہوکر یحسب کا مفعول بہ، پھر یہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

الم نجعل لہ عینین ولسانا وشفتین ھمزہ استفہامیہ، لم نجعل فعل با فاعل، لہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا لم نجعل کے، عینین معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لسانا معطوف اول، واؤ عاطفہ، شفتین معطوف ثانی، معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر مفعول بہ لم نجعل کا، یہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ۔ **وھدینٰہ النّجدین** واؤ عاطفہ، ھدینا فعل با فاعل، ہٗ ضمیر مفعول اول، النجدین مفعول دوم، ھدینا اپنے دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر: نام اس سورت کا نام سورۃ البلد ہے یہ مکی سورت ہے۔

ربط: گزشتہ سورت میں ان اعمال کا بیان تھا جو موجب سزا و جزا تھے، اس سورۃ میں یہی مضمون بیان کیا جا رہا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ گزشتہ سورت میں کثرت لفظیہ اعمال شر کی تھی، اس سورۃ میں اعمال خیر کی ہے۔ (بیان القرآن) لا اقسم بھذا البلد :ان آیات میں تین اشیاء کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ جواب قسم والے مضمون کو پختہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت و تکلیف میں پیدا کیا، پہلی قسم لا اقسم بھذا البلد لا میں دو احتمال ہیں ① زائدہ ہے اور قسموں میں لا حرف زائدہ لگانا عرب کے محاورہ میں مشہور ہے ② حرف لا نافیہ ہے، اس سے مخاطب کے غلط خیال کی نفی کرنی مقصود ہوتی ہے، کہ تم نے جو خیال باندھا ہوا ہے وہ درست نہیں بلکہ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حقیقت وہ ہے جو ہم بیان کر رہے ہیں، ھذا البلد سے شہر مکہ مراد ہے، اسکی قسم کھا کر فضیلت و عظمت کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ بڑا مقدس شہر ہے، کیونکہ اس میں ہمارا گھر ہے، جسے ہمارے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمایا، دنیا کی تمام عبادت گاہوں سے سب سے اول بنایا گیا، حضور ﷺ نے بوقت ہجرت فرمایا تو پوری زمین سے اپنے رب کو پیارا ہے، اگر میری قوم نہ نکالتی تو میں کبھی تجھے نہ چھوڑتا ② اس میں ہمارے نبی سید الانبیاء ﷺ رہتے ہیں۔

وانت حل لفظ حل میں دو احتمال ہیں ① یا تو اس کا معنی ہے کسی شی میں سمانا، رہنا، اترنا، تو حل کا معنی ہوگا اترنے والے، رہنے والے، مقصد ہوگا کہ ہم شہر مکہ کی قسم کھاتے ہیں اس حال میں کہ آپ ﷺ بھی اس میں موجود ہیں، شہر مکہ خود بھی مقدس و محترم ہے لیکن آپ ﷺ کے رہنے سے اسکی شان دوبالا ہوگئی ہے، کیونکہ مکان کی شان مکین کی وجہ سے ہوتی ہے ② یا حل کا معنی حلال ہونا، پھر اس معنی کے اعتبار سے آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ① یہ کہ کفار مکہ نے اس شہر میں آپ ﷺ کو ایذاء دینا، گالی گلوچ آپ ﷺ کو قتل کرنا، سب حلال سمجھ رکھا ہے، حالانکہ خود ان کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ حرم پاک کی کسی چیز کو خواہ وہ حیوان ہی کیوں نہ ہو قتل کرنا جائز نہیں، مگر ان کا ظلم سرکشی اس حد تک بڑھ گئی ہے، کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کو قتل کرنا جائز و حلال سمجھتے ہیں ② یا یہ مقصد ہے کہ آپ ﷺ کے لیے عنقریب یہ شہر حلال ہونے والا ہے کہ آپ ﷺ کو کفار کے ساتھ لڑائی کی اجازت دیدی جائیگی، چنانچہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے لیے حرم پاک چند ساعتوں کیلئے حلال قرار دیا گیا آپ ﷺ نے چند لوگوں کو قتل کرنے کا حکم بھی دیا۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا کہ ابتداء آفرینش سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو حرم بنایا ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لیے یہاں قتال حلال نہیں کیا گیا، میرے لیے بھی صرف آج کے دن حلال کیا گیا ہے، آج کے بعد قیامت تک پھر یہ حرم ہے نہ یہاں شکار پکڑا جائے گا نہ گھاس کاٹی جائے،

نہ خاردار جھاڑی کاٹی جائے، نہ قصاص لیا جائے، نہ گری ہوئی چیز اٹھائی جائے۔ (معارف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ملخصا)

ووالدٍ وما ولد: دوسری اور تیسری قسم والد اور اولاد کی ① یا تو اس سے ہر والد اور اسکی اولاد مراد ہے ② یا آدم علیہ السلام اور انکی اولاد جو قیامت تک ہونے والی ہے، **لقد خلقنا الانسان** یہ جواب قسم ہے کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت و تکلیف میں پیدا کیا ہے، مقصد یہ ہے کہ مشقت محنت انسان کی فطرت میں داخل کر دی گئی ہے، انسان پیدا ہی اسی کے لیے کیا گیا ہے مثلاً رحم مادر میں محبوس رہنے کی تکلیف، پھر ولادت، پھر شیر خوارگی، پھر دودھ چھڑانے، پھر دانت نکلنے، پھر کمزور ہونے کیوجہ سے طرح طرح کے امراض، پھر مکتب میں تعلیم حاصل کرنے کی محنت، پھر جوان ہونے کے بعد اپنی ضروریات زندگی، و معاش کی فراہمی کی محنت، پھر بڑھاپے اور موت، قبر و حشر، پھر اعمال کی جواب دہی، یہ سب محنتوں کے ادوار ہیں۔

سوال: یہ مشقت انسان کے علاوہ حیوان بھی تو برداشت کرتے ہیں تو انسان کی تخصیص کیوں کی گئی؟

جواب: ① انسان چونکہ ادراک وشعور زیادہ رکھتا ہے اس لیے اس کو مشقت بھی زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے ② سب سے بڑی مشقت دوبارہ زندہ ہو کر عمر بھر کے اعمال کا حساب دینا ہے، یہ صرف انسان کے ساتھ خاص ہے۔ اس قسم و جواب قسم میں مومنین کو تسلی بھی ہے، جن پر کفار مکہ ظلم وستم کیا کرتے تھے، نیز اس بات پر تنبیہ بھی ہے کہ انسان کی یہ خواہش کہ مجھے دنیا میں صرف راحت ہی حاصل ہو کبھی بھی تکلیف نہ ہو یہ خیال خام ہے، جو کبھی پورا نہ ہوگا، جب مشقت تکلیف آنی ہے تو عقلمند آدمی کا کام یہ ہے کہ محنت ایسی چیز کے لیے کرے جو ہمیشہ اس کے کام آئے اور دائمی راحت کا سامان بنے۔

ایحسب ان لن یقدر: مقصد یہ ہے کہ انسان کو چاہیے تھا کہ ان تکالیف و مصائب میں غور کرتا اور عاجزی اختیار کرتا، لیکن وہ تکبر وغرور کرتا ہے، شیخی اور شوخی دکھاتا ہے، اور طاقت کے نشہ میں آکر کہتا ہے مجھے کون پکڑ سکتا ہے؟ کسی کی ہمت بھی نہیں ہے، اور ریاکاری کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تو لوگوں کی امداد کے لیے بہت مال خرچ کرتا ہوں، یا یہ مراد ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مخالفت میں بہت سا مال ہلاک کر دیا ہے، حالانکہ یہ سفید جھوٹ بولتا تھا۔ **ایحسب ان لم یره** مقصد یہ ہے کہ یہ بیوقوف سمجھتا ہے کہ اس کے اعمال بد کو کوئی نہیں دیکھ رہا حالانکہ اس کا خالق اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ (معارف)

شان نزول : یہ آیات یا تو مطلق کافر کے بارے میں نازل ہوئیں، یا ولید بن مغیرہ کے بارے میں، یا ابوالاشد جس کا نام کلاہ بن اسید تھا کے بارے میں، جو بڑا طاقتور تھا، اور پہلوان مشہور تھا، کہتا تھا کہ عذاب کے فرشتے میرے قریب آئے تو انکو پٹخ دونگا، وہ مجھ پر قابو نہ پا سکیں گے، الم نجعل لہ گزشتہ آیات میں محن (تکالیف) کو ذکر کر کے تنبیہ کی گئی تھی، ان آیات میں منن (نعمتوں) کا بیان کر کے کافر انسان کو متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے وجود میں ایسی نعمتیں موجود ہیں کہ اگر غور کرو تو قدرت وحکمت کا بے مثال نظارہ ہوگا، مثلاً آنکھ قدرت کا عجیب وغریب نمونہ ہے، کہ کس طرح اس میں روشنی رکھی گئی ہے، نازک ترین عضو ہونے کیوجہ سے حفاظت کے عجیب انتظام دونوں طرف پلکوں والے پردے، پھر ابرو والے پردے، تاکہ کوئی مضر چیز اندر نہ جا سکے، پھر اس کو چہرہ میں اس طرح فٹ کیا گیا کہ اوپر نیچے سخت ہڈی تاکہ اگر گر جائے تو یہ چیزیں رکاوٹ بن جائیں، دوسری نعمت زبان ہے کہ دل میں ایک مضمون آیا دماغ نے اس پر غور کیا اس کے لیے الفاظ تیار کیے وہ الفاظ اس زبان کی مشین سے سرعت سے نکلنے لگے اس طرح ہونٹ زبان کے لیے مددگار ہیں، انہی کے ذریعہ سے آواز اور حروف کی مختلف شکلیں بنتی ہیں، نیز زبان تلوار کی مانند ہے جو دشمن پر بھی چل سکتی ہے اپنا گلا بھی کاٹ سکتی ہے۔ اس لیے یہ ہونٹ میان کی حیثیت رکھتے ہیں کہ زبان کو انہیں میں بند رکھا جائے بے موقع زبان نہ کھولی جائے، وھدینٰہ النجدین مقصد یہ ہے کہ ہم نے انسان کو آنکھیں عطا کر کے دو واضح راستے دکھلائے ہیں، ایک خیر وہدایت کا، دوسرا گمراہی وشر کا، اگر خیر کا راستہ اختیار کریگا جنت ملی گی، اگر شر کا راستہ اختیار کریگا تو جہنم میں جائیگا۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ○ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ○ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ○ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ○

ترجمہ : پس کیوں نہ داخل ہوا وہ (انسان) گھاٹی میں، اور کیا پتہ آپ ﷺ کو کیا ہے گھاٹی، وہ گردن کا چھڑانا ہے، یا کھلانا ہے بھوک والے دن میں، یتیم کو جو قرابت والا ہے، یا مسکین کو جو خاک والا ہے، پھر ہووے وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور وصیت کی انہوں نے صبر کیساتھ، اور وصیت کی ترس کرنے کیساتھ، وہ لوگ برکت

والے یادایاں والے ہیں، اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہماری آیات کیساتھ وہ نحوست والے یا بایاں والے ہیں، ان پر آگ ہے بند کی ہوئی۔

حل المفردات: لا میں دو احتمال ہیں ① ھلا کے معنی میں ہوکر حروف تحضیضیہ میں سے ہے ② اپنے معنی پر ہو، اس پر اشکال ہوگا کہ جب لا نافیہ ماضی پر داخل ہو تو تکرار لا ضروری ہوتا ہے جیسے **فلا صدق ولا صلی** یہاں تکرار لا نہیں، تو جواب دیا گیا ہے کہ یہاں معنیً تکرار لا ہے، عبارت اس طرح ہوگی **فلا اقتحم العقبة ولا فك رقبة ولا اطعم مسكينا**۔ **اقتحم** واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (افتعال) کسی معاملہ میں اپنے آپ کو مشقت کے ساتھ ڈال دینا' گھسنا، **العقبة** دشوار گزار گھاٹی، پہاڑی، دشوار راستہ، جمع اسکی عقبات' عقاب **فك** مصدر، از (ن) قیدی چھڑانا' گرہ کھولنا، **رقبة** گردن' غلام، جمع رقبات رقاب، **مسغبة** بروزن مفعلة، مصدر، از (ن' س) بھوکا ہونا، **مقربة** از (س' ک) قریب ہونا۔ **متربة** از (س) محتاج ہونا۔ **تَوَاصَوْا** جمع مذکر غائب ماضی معروف، از (تفاعل) ایک دوسرے کو وصیت کرنا، اصل **تَوَاصَيُوْا** تھا، (بقانون قال) تواصوا ہوا، **المرحمة** از (س) رحم کرنا، **الميمنة** از (س' ک' ف) بابرکت ہونا، **المشئمة** از (ک) منحوس و نامبارک ہونا، **مؤصدة** واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، از (افعال) بند کرنا۔

ترکیب: **فلااقتحم العقبة** فا عاطفہ، یا نتیجیہ، لا بمعنی ہلا، از حروف تحضیضیہ، یالا نافیہ، **اقتحم** فعل، ہو ضمیر فاعل، **العقبة** مفعول فیہ، یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **وما ادرك ما العقبة** واؤ عاطفہ، ما مبتدا، ادری فعل، ہو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ اول، **ما العقبة** مبتدا خبر ملکر جملہ انشائیہ ہوکر قائم مقام مفعول ثانی، فعل فاعل اور دونوں مفعول سے ملکر خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ **فك رقبة او اطعم فی یوم ذی مسغبة یتیما ذا مقربة او مسكینا ذا متربة** مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، اَوْ عاطفہ، اطعام مصدر، فی جارہ، یوم موصوف، ذی مسغبة مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور فی جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اطعام کے، یتیمًا موصوف، ذامقربة مضاف مضاف الیہ ملکر صفت' موصوف صفت ملکر معطوف علیہ۔

او مسكینًا ذامتربة: معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول بہ برائے اطعام' اطعام مصدر اپنے متعلق اور مفعول بہ کیساتھ ملکر معطوف برائے **فك رقبة**۔ **فك رقبة** خبر برائے مبتدا محذوف ھی کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ **ثم كان من الذین امنوا وتواصوا بالصبر و اتو اصوا بالمرحمة** ثم حرف عاطفہ، کان فعل از افعال ناقصہ، ہو ضمیر اسم، من جار،

الذین موصول، آمنوا فعل، واؤ ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، تواصوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، بالصبر جار مجرور تواصوا کے متعلق، یہ جملہ معطوف اول، وتواصوا بالمرحمۃ معطوف ثانی، معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ظرف مستقر ثابتا کے متعلق ہوکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **اولئك اصحب الميمنة والذين كفروا بأيٰتنا هم اصحب المشئمة** اولئك مبتدا اصحب الميمنة مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الذین موصول، کفروا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، بایاتنا جار مجرور، کفروا کے متعلق، کفروا جملہ صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مبتدا، ہم ضمیر مبتدا، **اصحب المشئمة** مرکب اضافی خبر، مبتدا، خبر ملکر پھر خبر برائے مبتدا یہ جملہ اسمیہ ہوا۔ **عليهم نار مؤصدة:** **عليهم** خبر مقدم، نار **مؤصدة** موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، یہ جملہ اسمیہ ہوا۔

تفسیر: فلااقتحم العقبة اقتحام کا معنی گھسنا، **العقبة** کا معنی ① پہاڑ کی بڑی چٹان ② یا پہاڑ کے درمیان دشوار گزار راستہ کو کہا جاتا ہے، یہاں سے مراد دین اسلام اور اوامر ونواہی ہیں، دین اسلام کو العقبہ سے تعبیر کرنے کی دو وجہ ہیں ① اگر دشمن کا خطرہ ہو تو آدمی عقبہ پر چڑھ کر یا اس میں گھس کر اپنی جان بچالیتا ہے، اسی طرح آدمی اوامر ونواہی پر عمل کر کے آخرت وجہنم کے عذاب سے اپنے کو بچالیتا ہے ② جس طرح گھاٹی کا راستہ بہت دشوار ہوتا ہے، تکلیف دہ ہوتا ہے، اسی طرح شریعت پر چلنا بھی بہت دشوار اور نفس پر شاق ہوتا ہے۔

وماادراك سے عظمت کی طرف اشارہ ہے **فك رقبة۔ عقبہ** کی تفسیر ہے {۱} وہ عقبہ گردن کو چھڑانا ہے، اس میں کئی احتمالات ہیں ① غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی عبادت ہے، حدیث میں ہے کہ جس نے مسلمان غلام آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے اسی عضو کو جہنم سے آزاد کردیتے ہیں، **حتی الفرج بفرجه** ② جو قصاص میں گرفتار ہو صلہ کر کے اس کی طرف سے مال ادا کرنا ③ کسی قرضدار مفلس کی امداد کرنا۔ **او اطعام** {۲} دوسری قسم جب کوئی آدمی بھوکا ہو قحط کیوجہ سے یا غلہ نہ ملنے کیوجہ سے، اس کو کھانا کھلانا ثواب ہے، پھر اگر وہ یتیم بھی ہو تو اور زیادہ ثواب ہے، کیونکہ وہ زیادہ شفقت کا حقدار ہے، پھر اگر یتیم رشتہ دار بھی ہو تو دوہرا ثواب ہے، کیونکہ کھانا کھلانے کیساتھ صلہ رحمی بھی ہے، یا پھر مسکین کو کھانا کھلانا جو انتہائی محتاج ہو، اور فقر وفاقہ کیوجہ سے خاک نشین ہوگیا ہو، مقصد یہ کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یہ بھی بہت زیادہ ثواب ہے۔

ثم کان من الذین :یہاں سے اعمال مذکورہ کے قبول ہونے کی شرط بیان کررہے ہیں، کہ یہ اعمال تب قبول ہونگے کہ کرنے والا مومن ہو بغیر ایمان کے کوئی نیکی قبول نہیں (حقانی)
﴿۲﴾ ایمان کے بعد دوسرا فرض یہ بتلایا گیا کہ وہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی صبر کی تلقین کرے، صبر سے مراد نفس کو برائیوں سے روکنا اور نیکیوں پر عمل کرنا، قوت شہوانیہ، قوت غصبیہ، قوت طمعیہ پر کنٹرول کرنا بھی صبر کہلاتا ہے ﴿۳﴾ تیسری چیز یہ ارشاد فرمائی کہ دوسرے لوگوں پر رحم کرنا، ان کی ایذاء اور تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا یہ بھی بڑا ثواب ہے یتیموں پر شفقت کرنا چھوٹوں پر مہربانی، بیکسوں بیواؤں، بے زبانوں کی چارہ سازی، بھوکوں کو کھانا کھلانا، بیماروں کی دواء کرنا، ننگوں کو کپڑا پہنانا، بھولوں کو راستہ بتلانا وغیرہ یہ سب مرحمۃ کی شاخیں ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿۱﴾ ﴿اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ ﴿۲﴾ مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا﴾ (مشکوۃ)

اولئك اصحب الميمنة: جو لوگ اعمال صالحہ کرتے ہیں ان کا ثواب بیان کیا، کہ یہ بڑے مبارک لوگ ہیں اور قیامت کے دن انکے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہونگے، یا عرش الٰہی کے دائیں جانب ہونگے۔

والذین کفروا: کفار ومنکرین کی سزا کا بیان ہے، کہ یہ بڑے بدبخت ومنحوس لوگ ہیں، اوران کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائینگے، اوران پر ایسی آگ جلائی جائیگی جو بند ہوگی، کیونکہ جہنم کے دروازے بند کردیے جائینگے۔

سورة الشمس مکیه

آیاتها۱۵...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○...... رکوعها۱

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ○ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ○ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ○ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ○ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ○ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ○ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا ○ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ○ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ○

ترجمه: قسم ہے سورج کی اوراسکی روشنی کی، اور چاند کی جب پیچھے آئے وہ (چاند) اس سورج کے، اور قسم ہے دن کی جب روشن کردے وہ دن اس سورج کو، اور قسم ہے

رات کی جب ڈھانپ لے وہ رات اس سورج کو، اور قسم ہے آسمان کی اور اس ذات کی جس نے بنایا اس آسمان کو، اور قسم ہے زمین کی اور اس ذات کی جس نے بچھا دیا اس زمین کو، اور قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے ٹھیک ٹھیک بنایا نفس کو، پھر ڈال دیا پس (اللہ) نے اس نفس میں اسکی برائی کو اور اسکی پرہیزگاری کو، تحقیق کامیاب ہوگیا وہ شخص جس نے پاک کرلیا اس (نفس) کو اور تحقیق ناکام ہوگیا وہ شخص جس نے بگاڑ دیا اس (نفس) کو یا خاک میں ملا دیا اس کو۔

حل المفردات: القمر چاند، جمع اقمار، از (س) بہت سفید ہونا، تلٰها واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (ن) مصدر تلوا، پیچھے چلنا، مصدر تلاوۃ، پڑھنا۔ جلّٰی واحد مذکر غائب ماضی، اصل جَلَّیَ تھا، از (تفعیل) ظاہر کرنا، روشن کرنا، طحٰها واحد مذکر غائب ماضی، اصل طَحَیَ تھا، از (ف) پھیلانا، دراز کرنا، فالهمها واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (افعال) دل میں ڈالنا، خَابَ واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل خَیَبَ تھا، از (ض) ناکام ہونا۔ دسّٰها واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل میں دَسَّیَ تھا، بگاڑنا گمراہ کرنا۔

حل الترکیب: والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها والنهار اذا جلّٰها والیل اذا یغشٰها والسماء وما بنٰها والارض وما طحٰها ونفس وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقوٰها: واؤ قسمیہ، الشمس معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ضحها مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور ہوا واؤ قسمیہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے، واؤ عاطفہ، القمر معطوف اول، اذا ظرفیہ مضاف، تلی فعل، ھو ضمیر فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ، یہ جملہ مضاف الیہ ہوا اذا ظرفیہ کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا اقسم کا، واؤ عاطفہ، النهار معطوف ثانی، اذا ظرفیہ، جلّٰها جملہ ہوکر مضاف الیہ یہ بھی اقسم کا مفعول فیہ ہے، اسی طرح والیل اذا یغشها کی ترکیب ہے، یہ معطوف ثالث ہے، والسماء معطوف، ما موصولہ بمعنی من، یا ما مصدریہ، بنٰها جملہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر پھر معطوف رابع۔ والارض وما طحٰها کی ترکیب جملہ سابقہ کی طرح ہے، پھر یہ معطوف خامس ہے ونفس وّما سوّٰها کی ترکیب بھی جملہ سابقہ کی طرح ہے، پھر سوّٰها معطوف علیہ ہے، فا عاطفہ، الهم فعل، ھو ضمیر فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ اول، فجورها مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، تقوٰها مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول ثانی ہے الهم کا، فعل اپنے فاعل و دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر

معطوف ہے سوّٰھا کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے ما موصولہ کا، موصول صلہ ملکر معطوف ہے نفس کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر یہ معطوف سادس ہے الشّمس اپنے تمام معطوفات سے ملکر مقسم بہ ہو کر مجرور ہے واؤ جارہ قسمیہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہے اقسم کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا: قد برائے تحقیق، افلح فعل، من موصولہ، زکّٰھا جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واو عاطفہ، قد برائے تحقیق، خاب فعل، من دسّٰھا موصول صلہ ملکر کر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الشّمس یہ مکی سورت ہے۔

ربط: گزشتہ سورت میں جزا اور سزا اخروی کا ذکر تھا، اس سورۃ میں قصد اعمال پر دنیاوی سزا کے احتمال کا بیان ہے، نیز سورۃ سابقہ میں مقصود کفار مکہ کی تخویف و وعید تھی، اس سورۃ میں بھی یہی مقصود ہے۔

والشمس: اللہ تعالیٰ ابتداء سورۃ سے قد افلح تک سات چیزوں کی قسمیں کھا کر جواب قسم والے مضمون کو پختہ فرما رہے ہیں، اول قسم سورج اور اس کی روشنی کی کھائی، ضحیٰ اسوقت کو کہا جاتا ہے جب آفتاب طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جائے، اور اس کی روشنی زمین پر پوری طرح پھیل جائے، یہ وقت اس لیے ذکر کیا ہے کہ حرارت و تمازت زیادہ نہ ہونے کی وجہ سے انسان اس قدرت خداوندی کے نمونہ کو پورے غور سے دیکھ سکتا ہے، اور روشنی صاف و شفاف ہوتی ہے گویا و ضحٰھا میں شمس کی ایک وصف اور حالت کاملہ کا ذکر فرمایا۔

والقمر اذا تلٰھا: دوسری قسم چاند کی ہے اور اس کے ساتھ تلٰھا کی وصف کا ذکر فرمایا، تلو کا معنی پیچھے آنا اور تابع ہونا، مقصد یہ ہوگا کہ قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے آئے تابع ہو کر، ماہتاب کئی اعتبار سے آفتاب کا تابع ہے۔

① طلوع کے اعتبار سے کیونکہ غروب آفتاب کے بعد ہی طلوع ماہتاب ہوتا ہے، ایسی صورت ہر ماہ کے نصف اول میں ہوتی ہے۔ (مظہری)

② استفادہ نور کے اعتبار سے کیونکہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے،

③ جسامت و شکل کے اعتبار سے خصوصاً ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخ میں چاند جسامت و شکل (گولائی) میں سورج جیسا ہوتا ہے۔ (مظہری)

④ حساب ماہ وسال کے اعتبار سے بھی ماہتاب آفتاب کا تابع ہے۔

والنهار اذا جلّٰها: تیسری قسم کا بیان ہے نہار کی قسم کھائی اور ساتھ جلّٰہا کی وصف کو ذکر فرمایا، ھا ضمیر کے مرجع میں چار احتمال ہیں ① تاریکی ② دنیا ③ زمین (۴) سورج۔ (مظہری)

اول تین مرجع ماقبل میں مذکور نہیں تو اضمار قبل الذکر کا سوال پیدا ہوگا، تو جواب یہ ہوگا کہ وہ چیزیں عموماً انسان کے سامنے رہتی ہیں، عرب بغیر ان کو ذکر کرنے کے ان کی طرف ضمیر راجع کر دیتے ہیں، وصف جلّٰہا ذکر کر کے کمال نور روشنی کی طرف اشارہ کیا، مقصد یہ ہوگا قسم ہے دن کی جب وہ زمین یا دنیا یا آفتاب کو خوب روشن کر دے، یعنی دن ہونے کیوجہ سے آفتاب روشن نظر آنے لگے، **والیل اذا یغشٰها** چوتھی قسم رات کی، ساتھ اذا یغشٰہا کی، وصف کمال کا اضافہ فرمایا کہ رات کی قسم ہے جب وہ ① زمین کو ② یا دنیا کو ③ یا سورج کو اور اس کے آثار وانوار کو بالکلیہ چھپالے، مستور کر دے، کہ خوب رات ہو جائے، دن کا کچھ بھی اثر نہ رہے، ان چاروں چیزوں کی قسموں میں ایک ایک قید کا ذکر کیا گیا ہے، جو ہر ایک کی حالت کمال کو بیان کر رہی ہے، **والسمآء ومابنها** پانچویں قسم کا بیان ہے اس میں آسمان کی قسم کھائی ہے، ساتھ ومابنٰہا کی وصف کو ذکر فرمایا۔ لفظ ما میں دو قول ہیں ① ما من کے معنی میں ہو اور اس سے ذات باری تعالیٰ مراد ہو، تو مقصد ہوگا آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم۔

سوال: اس صورت میں غیر اللہ کی قسم کی تقدیم اللہ پر لازم آئے گی، جو کہ بے ادبی ہے اللہ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اسکی قسم مقدم ہو۔

جواب: ① اس میں سوء ادب نہیں بلکہ کمال ادب ہے، کیونکہ چھوٹی چیزوں کی پہلے قسم کھائی جاتی ہے اور عظیم الشان چیز کی قسم آخر میں کھائی جاتی ہے، اس کو ترقی من الادنی الی الاعلیٰ کہا جاتا ہے ② السماء مخلوق ومصنوع ہے اور مصنوع صانع پر دلیل ہوتی ہے، تو دلیل کو مقدم کیا گیا تا کہ ذہن کو مدلول (وجود صانع) کی طرف منتقل کیا جائے۔ ② ما میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ ما مصدر یہ ہے، معنی ہوگا قسم ہے آسمان کی اور اس کے بنانے کی، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشاف میں علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیضاوی میں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرطبی میں اس احتمال کو راجح قرار دیا ہے، اسکی دو وجہ ہو سکتی ہیں ① ماقبل مابعد جتنی قسمیں ذکر کی گئی ہیں سب مخلوقات کی ہیں، اگر درمیان میں ذات خالق کی قسم آجائے تو یہ ترتیب ونسق کے خلاف ہو جائیگا ② ما کو من کے معنی میں لینے سے سوء ادب والا اشکال لازم آتا تھا، ما مصدر یہ میں یہ اعتراض نہیں ہوگا۔ **مابنٰها** میں آسمان کی حالت کاملہ کو بتلایا، کہ قسم ہے آسمان کی، اس حالت

میں جبکہ اسکی تخلیق وتکوین مکمل ہوگئی۔

والارض وماطحھا چھٹی قسم زمین کی ساتھ وصف کو بیان فرمایا، اس حالت میں کہ اس کو پھیلا کر بچھا کر اسکی تخلیق کو مکمل کیا، یہاں بھی ما میں دو احتمال ہو سکتے ہیں۔

ونفس وماسوّٰھا ساتویں قسم کا بیان ہے، مقصد یہ ہے کہ نفس کی قسم اور اس ذات کی قسم جس نے نفس کو ہر طرح شکل وصورت واعضاء کے اعتبار سے درست بنایا، ما میں دونوں احتمال ہو سکتے ہیں، **وماسوّٰھا** میں وصف کمال کو بیان فرمایا **فالھمھا** فا عاطفہ ہے، الھم کا عطف سوی پر ہے، الھام کا لغوی معنی دل میں ڈالنا، فجور کا معنی کھلا گناہ، تقوی کا معنی پرہیز گاری، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس انسانی کو بنایا، پھر اس کے دل میں فجور وتقوی گناہ واطاعت دونوں کی استعداد وصلاحیت رکھدی، پھر انسان کو ایک خاص قسم کی قدرت اور اختیار دے دیا، کہ وہ اپنی مرضی اور اپنے قصد سے اطاعت کا راستہ اختیار کرلے یا گناہ وفجور کا، جب وہ اپنے قصد واختیار سے ان دو راستوں میں سے کسی کو اختیار کرتا ہے تو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو ثواب اور عذاب دیتے ہیں۔ **قدافلح من زکّٰھا** یہ جواب قسم ہے مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کی اطاعت کر کے اپنے نفس کے ظاہر وباطن کو پاک کرلیا وہ کامیاب ہوگیا، **وقد خاب من دسّٰھا** مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس کو گناہوں کی دلدل میں دھنسا دیا اور برباد کیا وہ نامراد وناکام ہوگیا، **دسّٰی** معنی بگاڑنا، فاسد کرنا، اصل **دسّس** تھا، آخری سین کو حرف علت الف سے بدل دیا، جیسے **تقضّٰی** اصل میں تقضض تھا، (مظہری) **دسٌّ** سے مشتق ہے، معنی زمین میں دفن کرنا، کما قال تعالی ام یدسه فی التراب۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ○ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ○ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ○ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا ○ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ○

ترجمہ : جھٹلایا قوم ثمود نے اپنی سرکشی کیوجہ سے، جب اٹھ کھڑا ہوا ان کا سب سے بڑا بد بخت، پس کہا ان کے لیے اللہ کے رسول علیہ السلام نے (چھوڑو) اللہ کی اونٹنی کو اور اس کے پانی پینے کو، پس جھٹلایا انہوں نے (اس نبی علیہ السلام کو) پس ذبح کر دیا انہوں نے (پاؤں کاٹ دیے) اس اونٹنی کو، پس ہلاکت ڈال دی ان پر ان کے رب نے بسبب ان کے گناہوں کے پس برابر کر دیا ان کو، نہیں ڈرتا وہ (اللہ) اس (ہلاکت) کے انجام سے یا پیچھا کرنے سے۔

حل المفردات: انبعث واحد مذکر غائب ماضی، از (انفعال) اٹھنا، کھڑا ہونا، ناقة اونٹنی، جمع ناقات، نوق عقروھا جمع مذکر غائب ماضی، از (ض) ذبح کرنا، کونچیں کاٹنا، فدمدم واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (فعللہ رباعی مجرد) ہلاک کرنا۔

حل التركيب: كذبت ثمود بطغوٰها'اذانبعث اشقٰها'فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقيٰها' فكذبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوّٰها: کذبت فعل، ثمود فاعل، با حرف جار، طغوی مضاف، ها ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا با حرف جار کا، جار مجرور ملکر متعلق کذبت کے، اذا ظرفیہ مضاف، انبعث فعل، اشقٰها مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، یہ جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ہوا اذ کا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے کذبت کا، یہ جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ہے، فا عاطفہ، قال فعل، لهم جار، مجرور ملکر متعلق ہوا قال کے رسول الله مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر قول، ناقة الله مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، و سقیٰها مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول بہ ہے، ذروا فعل محذوف کا' ذروا فعل فاعل ملکر جملہ انشائیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول، فا عاطفہ، کذبوا فعل، واؤ ضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر معطوف ثانی، فا عاطفہ عقروا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، ها ضمیر مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر معطوف ثالث، فا عاطفہ، دمدم فعل، علیهم جار مجرور ملکر متعلق ہوا دمدم کے' ربهم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، با سببیہ جارہ، ذنب مضاف، هم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا با جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا دمدم کے، پھر یہ معطوف علیہ، فسوّٰها فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ ہوکر معطوف، دمدم اپنے معطوف سے ملکر پھر یہ معطوف رابع، ہے معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ و لا یخاف عقبٰها، واؤ عاطفہ، یا استینافیہ، لانافیہ، یخاف فعل، ھو ضمیر فاعل، عقبٰها مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ہے فسوّٰها کا، یا یہ جملہ مستانفہ ہے۔

تفسیر: كذبت ثمود: گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو گروہ میں تقسیم کیا ① بامراد ② نامراد۔ کذبت ثمود میں دوسری قسم کا ایک واقعہ بطور مثال پیش کر کے ان کو انجام بد سے ڈرایا گیا، کہ ان نامرادوں کو آخرت میں تو سخت سزا ملے ہی گی بعض مرتبہ دنیا میں بھی ان کو سزا کا کچھ مزہ چکھا دیا جاتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ قوم ثمود نے اپنی سرکشی اور نافرمانی کیوجہ سے تکذیب کی، مختصر اینکہ حضرت صالح علیہ السلام کو انکی اصلاح کے لیے بھیجا گیا، انہوں

نے صداقت پر بطور نشانی کے ایک معین پتھر سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی برآمد کرنے کی خواہش کی، حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے ویسی ہی اونٹنی پیدا ہوئی، اوراس نے فوراً بچہ بھی جنم دیا، اور غیبی اونٹنی چونکہ تمام جانوروں کا پانی پی جاتی تھی، اس لیے صالح علیہ السلام نے باری مقرر کردی، ایک دن ناقہ کا، اورایک تمہارے جانوروں کا، ان کو یہ تقسیم بھی پسند نہ آئی، انہوں نے قتل ناقہ کا منصوبہ بنایا، تا کہ پورا پانی انہیں مل جائے، **اذ انبعث اشقٰها** مقصد یہ کہ قوم ثمود نے عملی تکذیب اس وقت کی جبکہ ان میں سے سب سے بڑا بد بخت اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے لیے تیار ہوگیا، اس کا نام قذار بن سالف تھا، رنگ سرخ، آنکھیں نیلی، اور قد چھوٹا تھا، باقی مشیر تھے کام کرنے والا یہی تھا، اس لیےاس کو اشقی کہا گیا۔ (مظہری)

فقال لهم رسول الله: مقصد یہ کہ اللہ کے رسول علیہ السلام نے فرمایا یہ اللہ کی اونٹنی ہے اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ اس کو پیدا فرمایا ہے، اس کا احترام کرنا تمہارے اوپر واجب ہے، نہ تم اس کو ایذاء دینا، نہ قتل کرنا، نہ پانی بند کرنا، ورنہ عذاب ہوگا **فکذبوہ** لیکن انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی طرف سے عذاب کی دھمکی کی تکذیب کی، **فعقروھا** سب نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، (قتل کردیا) اگرچہ قتل کرنے والا ایک تھا، مگر مشورہ سب کا تھا اس لیے جمع کا صیغہ ذکر کیا، **فدمدم** دمدمہ ایسے سخت عذاب کو کہا جاتا ہے جو کسی قوم یا شخص پر بار بار آتا رہے، یہاں تک کہ اسکو بالکل فنا کردے، **ذنب** سے مراد پیغمبر علیہ السلام کی تکذیب اور اونٹنی کو قتل کرنا، **فسوّٰھا** کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاکت میں سب کو برابر کردیا، جس میں مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے سب شامل تھے **ولا یخاف عقبٰها** مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب دینے کے بعد اس کے انجام سے نہیں ڈرتے، جبکہ دنیا کا بڑا سے بڑا بادشاہ بھی جب کسی قوم کو سزا دیتا ہے تو اس کو یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں اس کے حامی ہم سے انتقام نہ لیں بغاوت نہ کرنے لگیں وغیرہ۔

سورۃ اللیل مکیہ

ایاتها ۲۱...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○...... رکوعها ۱

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ○ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ○ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ○ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ○ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ○ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ○ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدّٰى ○ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ○ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ

وَالْاُولٰی ○ فَاَنْذَرْتُکُمْ نَارًا تَلَظّٰی ○ لَا یَصْلٰھَا اِلَّا الْاَشْقٰی ○ الَّذِیْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ○ وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقٰی ○ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ○

ترجمہ: قسم ہے رات کی جب چھا جائے، اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو جائے، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا مرد اور عوت کو، بے شک تمہاری کوشش البتہ جدا جدا ہے، پس لیکن وہ شخص جس نے دیا اور ڈر گیا، اور سچا جانا اس نے نیکی کی بات کو، تو ھم اسکو راحت کی چیز کے لیے سامان دے دیں گے، اور لیکن وہ شخص جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہو گیا، اور جھٹلایا نیکی کی بات کو، پس سہولت دینگے ہم اس کو مشکل چیز کے لیے اور نہیں کام آئیگا اس کے اس کا مال جب گرے گا وہ، بے شک ہمارے اوپر ہے ہدایت دینا، اور بے شک ہمارے لیے ہے آخرت اور دنیا، پس ڈرایا ہے میں نے تم کو آگ سے جو بھڑکتی ہے، نہیں داخل ہوگا اس میں مگر بد بخت، وہ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا، اور عنقریب بچایا جائیگا، اس آگ سے ڈرنے والا وہ جو دیتا ہے اپنے مال کو درانحالیکہ پاک ہوتا ہے، اور نہیں ہے کسی ایک کے لیے اس کے پاس کوئی احسان کہ بدلہ دیا جائے، مگر چاہنا اپنے رب کی رضا کو، اور البتہ عنقریب راضی ہو جائیگا وہ شخص۔

حل المفردات: تَجَلّٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف، اصل تَجَلَّیَ تھا، از (تفعل) روشن ہونا، ظاہر ہونا، الذکر مرد، جمع ذکور، الانثٰی عورت، جمع اناث، لشتّٰی بعض کے نزدیک جمع ہے شتیت کی، اور بعض کے نزدیک مفرد ہے، معنی متفرق، جدا جدا، از (ض) متفرق ہونا، اَعْطٰی اصل اَعْطَیَ تھا، یا کو با قانون قال الف سے تبدیل کیا، از (افعال) دینا، اِتَّقٰی اصل اِوْتَقَیَ (مادہ وقی) واحد مذکر غائب، (افتعال) بچنا، ڈرنا، تَرَدّٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (تفعل) گرنا، تَلَظّٰی واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع معروف، اصل تَتَلَظّٰی تھا، باب تفعل کی ایک تا کو حذف کر دیا گیا، آگ کا بھڑکنا، وسیجنبھا واحد مذکر غائب مضارع مجہول، از (تفعیل) دور کرنا، بچانا، تُجْزٰی واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع مجہول، اصل تُجْزَیُ تھا از (ض) بدلہ دینا۔

حل الترکیب: والیل اذا یغشٰی ○ والنھار اذا تجلّٰی ○ وما خلق الذکر والانثٰی ○ ان سعیکم لشتّٰی: واؤ قسمیہ جارہ، الیل مجرور ہو کر معطوف علیہ، جار مجرور ملکر متعلق

ہوا اقسم کے، اذا ظرفیہ مضاف، یغشٰی فعل، ہوضمیر فاعل، یہ جملہ مضاف الیہ ہوا اذا کا، پھر یہ مفعول فیہ ہے اقسم کا، والنہار واؤ عاطفہ، النہار معطوف اول، اذا تجلّٰی مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، اقسم کا، واؤ عاطفہ، مامن کے معنی میں ہوکر موصولہ، خلق فعل، ہوضمیر فاعل، الذکر و الانثی معطوف معطوف علیہ ملکر مفعول بہ، یہ جملہ صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفین سے ملکر اقسم کے متعلق، اقسم فعل فاعل ملکر قسم، ان حرف از حروف مشبہ بالفعل، سعیکم اسم، لشتّٰی خبر یہ، جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، یہ جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

فاما من اعطٰی واتقٰی وصدق بالحسنٰی فسنیسرہ للیسرٰی: فاء تفصیلہ، اما شرطیہ من موصولہ، اعطی فعل، ہوضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، واتقی جملہ ہوکر معطوف اول، و صدق بالحسنٰی جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفین سے ملکر صلہ ہے من موصولہ کا، موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط، فا جزائیہ، سین برائے قریب، نیسر فعل با فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، للیسرٰی جار مجرور ملکر متعلق ہوا نیسر کے، فعل فاعل و مفعول بہ و متعلق ملکر جملہ ہوکر خبر قائم مقام جزا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ۔

وامامن بخل واستغنی و کذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری: اس جملہ کی ترکیب جملہ سابقہ **فامامن اعطٰی** کی طرح ہے، اور اسی پر اسکا عطف ہے، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ **وما یغنی عنہ مالہ اذا تردّٰی:** واؤ عاطفہ، ما نافیہ، یغنی فعل، عنہ متعلق، مَالُہٗ فاعل، اذا ظرفیہ مضاف، تردی فعل، ہوضمیر فاعل، یہ جملہ مضاف الیہ ہوا اذا کا، پھر وہ مفعول فیہ ہے یغنی کا، وہ جملہ خبریہ ہوا۔

ان علینا للہدٰی وان لنا للاخرۃ والاولی: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، علینا خبر مقدم، للہدی اسم مؤخر، یہ جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و ان لنا: لنا اِنَّ کی خبر مقدم، للآخرۃ والاولٰی اسم مؤخر، اِنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

فانذرتکم نارا تلظّٰی لایصلٰہا الا الاشقٰی الذی کذب وتولّٰی : فانتیجیہ، انذرت فعل با فاعل، کم ضمیر مفعول بہ اول، نارًا موصوف، تلظّٰی جملہ فعلیہ ہوکر صفت اول، لا نافیہ، یصلٰی فعل، ھا ضمیر مفعول بہ، الا حرف استثناء، الاشقی موصوف، الذی موصول، کذب وتولّٰی معطوف، معطوف علیہ ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت، الاشقٰی کی، موصوف صفت ملکر مستثنٰی مفرغ ہوکر فاعل ہے لایصلی کا، پھر یہ جملہ فعلیہ صفت ثانی ہے نارًا کے لیے

موصوف دونوں صفتوں سے ملکر مفعول بہ دوم برائے انذرت فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ وسیجنبها الاتقٰی الذی یؤتی ماله یتزکّٰی: واؤ عاطفہ، سین برائے استقبال قریب، یجنب فعل، ھا ضمیر مفعول بہ۔ الاتقٰی موصوف، الذی موصول، یؤتی فعل، ھو ضمیر ذوالحال، مَالَهٗ مفعول بہ برائے یؤتی۔ یتزکّٰی جملہ ہوکر حال ہے ذوالحال کا، ذوالحال حال ملکر فاعل یؤتی کا، فعل فاعل ملکر جملہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت الاتقی کی، موصوف صفت ملکر نائب فاعل، فعل ونائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

ومالاحدعنده من نعمة تجزیٰ الا ابتغآء وجهِ ربهِ الاعلٰی: واؤ عاطفہ، ما مشبہ بلیس، لاحد جار مجرور ملکر ثابتاً کے متعلق ہوکر خبر مقدم، عنده مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ برائے ثابتاً، من زائدہ، نعمة موصوف، تجزی فعل، ھی ضمیر مستثنیٰ منہ، الا حرف استثناء، ابتغاء مضاف، وجه مضاف، ربه مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، الاعلی صفت موصوف صفت ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا ابتغاء مضاف مضاف الیہ ملکر مستثنیٰ منقطع ہوا مستثنیٰ منہ کا، مستثنیٰ منہ فاعل ہے تجزیٰ کا، پھر یہ جملہ صفت ہے، نعمة موصوف کی، موصوف صفت ملکر ما کا اسم مؤخر، یہ جملہ اسمیہ ہوا۔

ولسوف یرضی: واؤ عاطفہ، لام ابتدائیہ، سوف برائے استقبال، یرضٰی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الیل **ربط**: گزشتہ سورت میں اعمال صالحہ کی جزا اور اعمال سیئہ کی سزا کا ذکر تھا، اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے (مناسبت لفظی بھی واضح ہے)

والیل اذایغشٰی: تین چیزوں کی قسمیں کھا کر ذات باری تعالیٰ جواب قسم والے مضمون کو پختہ فرمارہے ہیں، پہلی قسم رات کی اذا یغشٰی سے وصف کمال کا بیان ہے، کہ جب رات چھا جائے ہر چیز کو ڈھانپ لے، والنھار اذا تجلّٰی دوسری قسم دن کی ہے جب وہ خوب روشن ہو جائے، وماخلق الذکر والانثٰی تیسری قسم اس ذات کی جس نے دو مختلف چیزوں یعنی مرد وعورت کو پیدا کیا، ان سعیکم لشتّٰی یہ جواب قسم ہے مقصد یہ ہے کہ ہر انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے کسی نہ کسی کام کے لیے جدو جہد ومحنت کر رہا ہے، لیکن ان کی سعی وکوشش مختلف وجدا جدا ہے اور اعمال ایک دوسرے سے مختلف ہیں، یہی وجہ ہے ان اعمال کے ثمرات بھی مختلف ہیں، کچھ لوگ اپنی محنت وکوشش سے دائمی راحت کا سامان بنالیتے ہیں، اور کچھ ایسے اعمال کرتے ہیں کہ دائمی عذاب خرید لیتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان صبح کو اٹھتا

ہے تو وہ نفس کو تجارت پر لگا دیتا ہے، کوئی تو اس تجارت میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اپنے کو عذاب آخرت سے آزاد کرالیتا ہے، اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے عمل اور کوشش سے نفس کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ **فامامن اعطی** یہاں سے جواب قسم **ان سعیکم** کی تفصیل ہے، خلاصہ یہ کہ سعی و عمل کے اعتبار سے انسان کے دو گروہ ہیں۔

گروہ اول: **فامامن اعطی** میں گروہ اول کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ گروہ وہ ہے جسکی محنت و کوشش تین چیزوں کے لیے ہو۔ ① **اعطی** ایک تو راہ خدا میں مال خرچ کرتا ہو، زکوٰۃ اور حقوق واجبہ ادا کرتا ہو، حتی المقدور صدقہ و خیرات دیتا ہو، یہ پہلا عمل ہے جس پر دنیا بھر کے عقلاء اور تمام مذاہب کا اتفاق ہے ② **واتقی** دوسرا عمل یہ کیا کہ اللہ رب العزت سے ڈر کر زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتا رہا، اور ہر برائی سے اجتناب کیا، مثلاً ظلم' زنا کاری' جھوٹ' کسی پر تہمت لگانا' ناحق قتل کرنا' چوری کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا وغیرہ' ③ **وصدق بالحسنٰی** تیسرا عمل یہ کہ اس نے اچھی بات کی تصدیق کی، اس کو سچا جانا، حسنٰی سے ایمان اور کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ مراد ہے، کہ دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آسمانی کتب اور قیامت کا اقرار اور تصدیق کرے۔ (معارف)

سوال: ایمان تو تمام اعمال کی روح اور تمام اعمال سے مقدم ہوتا ہے، یہاں مؤخر کیوں ذکر کیا گیا؟

جواب: چونکہ یہاں سعی و عمل وجد و جہد کا ذکر ہو رہا ہے اور اس سعی و کوشش کی ضرورت اعمال میں ہوتی ہے، ایمان تو ایک قلبی تصدیق کا نام ہے، جس میں کسی جسمانی محنت کو دخل نہیں ہے، اس لیے اعمال کو مقدم کیا گیا اور ایمان کو مؤخر کیا گیا۔

فسنیسرہ للیسرٰی: اس میں گروہ اول کے اعمال کا نتیجہ ذکر کیا گیا ہے کہ جو لوگ دنیا میں ان اعمال کے لیے کوشش و محنت کرتے ہیں، ہم ان کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتے ہیں، یسرٰی کے لغوی معنی آسان اور آرام دہ چیز، مراد جنت ہے۔ **وامامن بخل** یہاں سے گروہ ثانی کا ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ اسکی کوشش جدو جہد بھی تین چیزوں کے لیے ہوتی ہے ① **بَخِلَ** مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے ② **استغنی** اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اسکی طرف جھکنے اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی بجائے اس سے بے رخی اختیار کرتا ہے، بے نیازی و بے پرواہی کرتا ہے ③ **وکذب بالحسنٰی** نیکی کی بات (کلمہ توحید) کی تکذیب کرتا ہے **فسنیسرہ للعسرٰی** نتیجہ و ثمرہ اعمال گروہ ثانی کا ذکر ہے کہ

ایسے لوگوں کے لیے جو مذکورہ اعمال دنیا میں اختیار کرتے ہیں، ہم جہنم کا راستہ آسان کر دیتے ہیں، وہ بسہولت ایسے اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں جو ان کو دوزخ تک پہنچا دیتے ہیں۔

شان نزول خاص:

ان آیات کے الفاظ اگر چہ عام ہیں لیکن شان نزول کے اعتبار سے یہ سورت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی مدح میں اور امیہ بن خلف کی مذمت میں نازل ہوئی، مکہ میں یہی دو شخص رئیس اور سب سے زیادہ مالدار تھے، لیکن ہر ایک کا عمل مختلف تھا، امیہ بڑا کنجوس تھا، ظالم بھی تھا، خصوصاً اگر اسے اپنے کسی غلام کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے تو اس پر ظلم کی انتہا کر دیتا، ان مظلومین میں سے ایک حضرت بلال ؓ بھی تھے، جن کو گرم زمین پر لٹایا جاتا، پتھر سینے پر رکھا جاتا، کوڑے مارے جاتے وغیرہ، یہ تو امیہ ظالم کا حال تھا، اس کے برخلاف حضرت ابوبکر صدیق ؓ اپنا مال اللہ کے راستہ میں لٹاتے جب بھی کسی کافر کے غلام کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس کا مولیٰ اس پر ظلم وستم کرتا ہے تو اس کو خرید کر محض اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیتے، ان میں حضرت بلال ؓ اور حضرت زنیرہ ؓ اور حضرت عامر بن فہیرہ ؓ شامل ہیں لہٰذا شان نزول کے اعتبار سے **من اعطی** اور **اتقی** سے حضرت ابوبکر ؓ اور **من بخل** اور **اشقی** سے امیہ مراد ہے۔ **وما یغنی عنه** اس میں گروہ دوم کو تنبیہ ہے کہ جس مال کو تم جمع کر رہے ہو، اللہ کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے، جب مر کر قبر میں، پھر جہنم کے گڑھے میں، گر دگے تو یہ مال بوقت عذاب تمہیں کوئی نفع نہیں دیگا۔ (معارف)

ان علینا للهدٰی: مقصد یہ ہے کہ ہمارے ذمہ راہ دکھلانا ہے، سو وہ ہم نے پوری طرح بتلا دیا ہے، پھر کسی نے ایمان واطاعت والا راستہ اختیار کیا تو کسی نے کفر ومعصیت والا راستہ پکڑ لیا، **وان لنا للاٰخرة** مقصد یہ ہے کہ جیسا کوئی راستہ اختیار کریگا ویسا ہی ہم بدلہ وثمرہ دینگے، اور ہم اس پر قادر بھی ہیں، کیونکہ دنیا وآخرت دونوں ہمارے قبضہ میں ہیں، اور ان میں ہماری ہی حکومت ہے۔ **فانذرتكم نارا تلظّٰی** مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گزشتہ آیات میں مختلف اعمال کی جزا اور سزا کا ذکر کر کے ہم نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے ڈرا دیا ہے، تا کہ تم ایمان اور اطاعت اختیار کر کے اس آگ سے بچو اور کفر ومعصیت اختیار کر کے اس آگ کا ایندھن نہ بنو۔

لا یصلٰها الا الاشقٰی: مقصد یہ ہے کہ ہمارے ڈرانے کے باوجود اگر کسی نے کفرو

معصیت کو اختیار کیا اور مذکورہ اعمال کو اختیار کیا تو وہ بڑا بد بخت ہے، اور جہنم ایسے ہی بد بخت کا ٹھکانہ ہے جو ہماری تکذیب کرتا ہے، اور اطاعت سے روگردانی کرتا ہے، **وسیجنبها الاتقی:** اہل شقاوت کے مقابلہ میں اہل سعادت ومتقی حضرات کے احوال اور انکی جزا کا بیان ہے، کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والا ہے جو اپنا مال صرف اس لیے خرچ کرتا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جائے ایسا شخص جہنم سے دور رکھا جائیگا مراد حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

(روح المعانی، خازن، قرطبی، تفسیر ابن عباسؓ تفسیر کبیر)

وما لا حد عنده من نعمة: یہ حضرت ابوبکرؓ کے خلوص کا ذکر ہے کہ زر کثیر خرچ کر کے غلاموں کو آزاد کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہے کسی احسان کے بدلہ میں نہیں کہ ان غلاموں نے آپ رضی اللہ عنہ پر کوئی احسان کیا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بدلہ دے رہے ہوں ایسا ہرگز نہیں بلکہ مقصود محض ابتغاء وجه الله۔ **ولسوف یرضٰی** مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے دنیا میں رضاء للہ مال خرچ کر کے اللہ کو خوش کر دیا، اللہ تعالیٰ بھی آخرت میں اس کو جنت کی نعماء عجیبہ ودائمہ دیکر خوش کر دینگے، یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے لیے عظیم اعزاز وخوشخبری ہے۔

سورة الضحیٰ مکیه

ایاتها ۱۱ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ...... رکوعها ۱

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

ترجمہ: قسم ہے روشنی کی، یا قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی، اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے وہ، یا جب قرار پکڑے وہ، نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہیں ناراض ہوا وہ، اور البتہ آخرت زیادہ بہتر ہے تیرے لیے دنیا سے، اور البتہ عنقریب دیگا تجھ کو تیرا رب پس راضی ہو جائیگا تو، کیا نہیں پایا اس (اللہ) نے تجھکو یتیم پس ٹھکانا دیا اس نے، اور پایا تجھ کو بھٹکنے والا، بے خبر، ناواقف پس راستہ دکھلایا اس نے، اور پایا اس نے تجھ کو مفلس (محتاج) پس بے پرواہ کر دیا اس نے یا مالدار بنا دیا اس نے، پس لیکن یتیم کو پس نہ سختی کیجیے یا نہ دبا (اسکو) اور لیکن مانگنے والے کو پس نہ جھڑک تو، اور لیکن

اپنے رب کی نعمت کو پس بیان کر۔

حل المفردات: سَجٰی واحد مذکر ماضی، اصل سَجَیَ تھا از (ن) رات کا سنسان ہونا، قرار پکڑنا، ہمیشہ رہنا، ڈھانپنا' چھا جانا' **ودعك** واحد مذکر غائب ماضی، (تفعیل) چھوڑنا، **قَلٰی** واحد مذکر غائب ماضی، اصل تھا قَلَیَ (ن) بغض رکھنا، ناراض ہونا۔

لم یجدك واحد مذکر غائب نفی جحد، اصل یَوْجِدُ تھا، یعد والے قانون کے تحت یَجِدُ ہوا، از (ض) پانا، **فاوٰی** واحد مذکر غائب ماضی معروف، اسکی اصل اَءْوَیَ تھا (ایمان والا قانون) از (افعال) ٹھکانا دینا، پناہ دینا، **عائلا** واحد مذکر اسم فاعل، اصل عایل تھا (قائل والا قانون) از (ض) محتاج ہونا/محتاج کرنا **اغنٰی** واحد مذکر غائب (افعال) بے پرواہ کرنا۔

فلا تقهر :واحد مذکر حاضر نہی معروف، از (ف) غالب ہونا' دبانا، **لاتنهر**، از (ف) واحد مذکر نہی حاضر، جھڑکنا، **فحدث** واحد مذکر امر حاضر معروف، (تفعیل) بات کرنا' بیان کرنا۔

حل التركيب: **والضحٰی والیل اذا سجٰی** واؤ قسمیہ جارہ، الضحٰی معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الیل معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر اقسم کے متعلق ہوا اذا ظرف مضاف، سجٰی جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ برائے اقسم' فعل فاعل ومفعول فیہ ملکر قسم۔ **ماودعك ربك وماقلٰی** ما نافیہ، ودع فعل، کاف ضمیر مفعول بہ، ربك فاعل، یہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، **وماقلٰی** فعل فاعل ملکر معطوف' یہ جملہ معطوفہ ہوکر جواب قسم' قسم جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوا، **وللاخرة خيرلك من الاولٰی** واؤ عاطفہ، لام ابتدائیہ، الآخرۃ مبتدا، خیر خبر، **لك** اور، **من الاولٰی** دونوں جار مجرور ملکر خیر کے متعلق ہوا یہ جملہ اسمیہ ہوا۔ **ولسوف یعطیك ربك فترضٰی** ۔**ولسوف**، واؤ عاطفہ، لام ابتدائیہ، سوف برائے استقبال، یعطیك فعل، کاف ضمیر مفعول بہ، ربك فاعل، یہ جملہ معطوف علیہ، فترضٰی جملہ ہوکر معطوف، پھر یہ جملہ معطوفہ ہوا۔

الم یجدك یتیمًا فاوٰی ہمزہ استفہامیہ، لم یجد فعل، ھو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ اول، یتیمًا مفعول بہ ثانی، فعل فاعل ومفعولین ملکر معطوف علیہ۔ فا عاطفہ، اوٰی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر پھر معطوف علیہ۔

ووجدك ضآلا فهدٰی واؤ عاطفہ، وجد فعل، ھو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول اول، ضآلًا مفعول ثانی، فعل فاعل دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ ہوکر معطوف علیہ۔ **فهدٰی** جملہ فعلیہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر پھر معطوف اول، **الم یجدك** کا۔ **ووجدك عائلا**

فاغنٰی کی ترکیب جملہ سابقہ کی طرح ہے، پھر یہ معطوف ثانی ہے **الم یجدك** کا معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفین سے ملکر جملہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

فاما الیتیم فلا تقهر: فا فصیحہ یا نتیجیہ، اما شرطیہ قائم مقام شرط، کیونکہ اصل میں **مهما یکن من شیئ** تھا، الیتیم مفعول بہ مقدم، فا جزائیہ، لاتقهر فعل بافاعل، فعل فاعل ومفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ۔

واما السآئل فلا تنهر: کی ترکیب جملہ سابقہ کی طرح ہے، پھر یہ معطوف اول ہے۔

واما بنعمة ربك فحدث: کی ترکیب بھی جملہ سابقہ کی طرح ہے، صرف اتنا فرق ہے، **بنعمة ربك فحدث**: جار مجرور لفظا ہے اور معنی مفعول بہ ہے حدث کا، پھر یہ جملہ معطوف ثانی ہے، معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر جملہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ النبیؐ، سورۃ الضحٰی **ربط** ① گزشتہ سورت میں **فامامن اعطی** سے **للعسرٰی** تک دین اسلام کے اہم اصول وفروع کا ذکر کیا گیا ہے، اور تصدیق کرنے والے کے لیے وعدہ ثواب اور تکذیب کرنے والے کے لیے وعید عذاب کا بیان تھا، گزشتہ سورتوں میں بلکہ پورے قرآن میں انہی اصول (عقائد) اور فروع (اعمال) کا ذکر تھا، گویا گزشتہ سورت میں خلاصہ قرآن کو بیان کیا گیا، انہی اہم اصول میں سے ایک مسئلہ رسالت بھی ہے، چنانچہ سورۃ ضحٰی میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے، اسی کے مناسب اور مضامین بھی آئینگے، مثلاً نبی کریم ﷺ پر جو بعض انعامات کیے گئے ان کا بیان ان انعامات کے شکریہ میں بعض اوامر ونواہی کا ذکر۔ ② پہلی سورت میں حضرت ابوبکرؓ کے فضائل کا ذکر تھا، اس لیے اس کو سورت ابی بکرؓ کہتے ہیں، اس سورت میں نبی کریم ﷺ کے فضائل کا ذکر ہے، اس لیے اس کو سورۃ النبی ﷺ کہتے ہیں۔

شان نزول: ① بخاری ومسلم میں حضرت جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی ایک انگلی زخمی ہوگئی اس سے خون جاری ہوگیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **ان انت الا اصبع دمیت وفی سبیل الله مالقیت** یعنی تو ایک انگلی ہی تو ہے اگر زخمی ہوگئی ہے تو اللہ ہی کے راستہ میں تجھے تکلیف پہنچی ہے، اس لیے غم کی کیا بات ہے، حضرت جندبؓ نے یہ واقعہ ذکر کر کے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد کچھ روز وحی بند ہوگئی تو مشرکین مکہ نے طعنے دینا شروع کر دیے کہ محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا اور ناراض ہوگیا، **ان محمدا قدودعه ربه** اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (ترمذی ص۱۷۲ ج۲)

② ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کچھ بیمار ہوگئے اور ایک دو رات تہجد کے لیے نہ اٹھ سکے،

ابولہب کی بیوی ام جمیل نے طعنہ مارا کہ معلوم ہوتا ہے (نعوذ باللہ) محمد کے شیطان نے اسے چھوڑ دیا ہے، اور اس سے ناراض ہوگیا ہے، اس پر یہ سورت نازل ہوئی، وحی کتنے روز بند رہی، متعدد اقوال ہیں ① ۱۲ دن ② ۱۵ دن ③ ۲۵ دن ④ ۴۰ دن

فائدہ: انقطاع وتاخیر وحی کے واقعات متعدد مرتبہ پیش آئے ① نزول قرآن کے شروع میں اس کو زمانہ فترت وحی کہا جاتا ہے، یہ سب سے زیادہ طویل تھا۔

② جب مشرکین نے یا یہود نے آپ ﷺ سے روح' اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا کل جواب دونگا، لیکن ان شاء اللہ نہ کہا، جس پر چند روز کے لیے وحی کا سلسلہ رک گیا۔

③ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے کمرہ میں کتیا کا بچہ گھس آیا، آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے مر گیا، جسکی وجہ سے وحی کا آنا بند ہوگیا حضور ﷺ نے حضرت خولہ ؓ کو حکم فرمایا میرے کمرے کی صفائی کردو تو مرا ہوا بچہ نکلا ④ واقعہ سورۃ الضحیٰ۔

والضحی والیل اذا سجی: اللہ تعالیٰ دو چیزوں کی قسم کھا کر جواب قسم کو مؤکد فرما رہے ہیں ① ضحیٰ کی قسم کھائی۔ بعض مفسرین کے نزدیک ضحیٰ سے پورا دن مراد ہے، کیونکہ واللیل سے بھی پوری رات مراد ہے۔ عند البعض ضحیٰ سے دن کا ایک حصہ یعنی چاشت کا وقت مراد ہے، جب سورج طلوع ہونے کے بعد کچھ بلند ہو جاتا ہے اور اسکی روشنی زمین پر پوری طرح پھیل جاتی ہے۔

سوال: اس وقت مخصوص کی قسم کھانے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اسکی کئی وجوہات ہیں ① یہ وقت ایسا ہے کہ آفتاب کی روشنی پوری طرح پھیل جاتی ہے، رات کی کوئی مخفی چیز پوشیدہ نہیں رہتی، آفتاب کی سلطنت کا عروج ہوتا ہے ② یہ وقت ایسا ہے کہ ہر زمانہ میں اعتدال پر رہتا ہے، گرمی ہو، سردی ہو، اسکی اعتدالی کیفیت رہتی ہے ③ یہ وقت تمام انسانوں، حیوانات، طیور وغیرہ کی بیداری کا وقت ہے، بڑے بڑے عیاش اور منحوس بھی اس وقت بیدار ہو جاتے ہیں، پھر اس وقت میں فرحت وسرور حاصل ہوتا ہے، جبکہ رات غموم وہموم کا وقت ہوتا ہے، اس میں اشارہ کیا کہ انسان کی فرحت وسرور کا زمانہ بہ نسبت غموم وہموم کے بہت کم ہے ③ بعض مفسرین نے فرمایا ضحیٰ سے وہ ضحیٰ مراد ہے جس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے، اور لیل سے لیلۃ المعراج مراد ہے ④ عند البعض ضحیٰ سے جنت کی روشنی اور لیل سے جہنم کی تاریکی مراد ہے ⑤ ضحیٰ سے آپ ﷺ کا چہرہ انور اور لیل سے موئے مبارک مراد ہیں۔ (حقانی)

والیل اذا سجی: دوسری قسم ہے، سجیٰ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ① چھا جائے اور اسکی تاریکی

تمام چیزوں کو ڈھانپ لے ② سجیٰ بمعنی قرار پکڑے ٹھہر جائے پھر اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ① یہ کہ اس رات کی تاریکی اور اندھیرا ٹھہر جائے کیونکہ رات کا اندھیرا رفتہ رفتہ بڑھتا رہتا ہے کچھ رات گزرنے پر جب مکمل طور پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو پھر وہ ایک حالت پر ٹھہر جاتا ہے اسمیں زیادتی نہیں ہوتی۔ ② رات کے سکون سے مراد یہ ہے کہ اسمیں بولنے چالنے کی آوازیں ختم ہو جاتی ہیں ہر جاندار چیز سو جاتی ہے مکمل سکون اور سناٹا ہوتا ہے۔ ما ودعك ربك جواب قسم ہے مقصد یہ ہے کہ نہ تو آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ سے قطع تعلق کیا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ سے ناراض و متنفر ہوا ہے اس لیے آپ ﷺ کفار کے پروپیگنڈہ اور طعنوں سے اور ان کے خرافات ولغویات سے محزون و غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ ﷺ سے کوئی ایسی غلطی ہوئی ہی نہیں کہ ہم آپ ﷺ سے ناراض ہوں کیونکہ نبی تو غلطی اور گناہ سے معصوم و محفوظ ہوتا ہے اس لیے ناراضگی والا پروپیگنڈہ غلط ہے، بلکہ ہم دنیا میں آپ ﷺ کو نعمت وحی سے بار بار مشرف کرتے رہیں گے۔

سوال: قسم اور جواب قسم میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: مناسبت یہ ہے کہ جس طرح ظاہر میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی مختلف نشانیاں ظاہر فرماتے ہیں، کبھی دن کی روشنی، کبھی رات کی تاریکی، روشنی کے بعد اللہ تعالیٰ کا تاریکی لے آنا، اسکی ناراضگی کی دلیل نہیں ہے، بعینہ یہی مثال وحی کی ہے، کبھی آتی ہے، کبھی اس کا سلسلہ رک جاتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر استدلال کرنا حماقت ہے۔

سوال: گزشتہ سورت میں لیل کی قسم کو مقدم اور نہار کی قسم کو مؤخر کیا یہاں برعکس کیا اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: گزشتہ سورت میں حضرت ابوبکرؓ کے فضائل ذکر کیے گئے تھے، وہاں لیل کی پہلے قسم کھا کر اشارہ فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ میں اسلام لانے سے پہلے کفر کی ظلمت و تاریکی تھی پھر جب آفتاب نبوت کا عکس پڑا تو وہ تاریکی چھٹ گئی اور اسکی جگہ نور اسلام آ گیا، اور سورۃ ضحیٰ حضور اکرم ﷺ کی شان میں نازل ہوئی اور نبی علیہ السلام تو ابتداء ولادت سے ہی کفر سے پاک ہوتا ہے اس میں تو صرف نور اسلام ہی ہوتا ہے اس لیے یہاں والضحیٰ کو مقدم کیا۔

وللآخرة خير لك: اس آیت کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں ① آخرت سے بعد میں آنے والی حالت اور اولیٰ سے پہلی حالت مراد ہو گا مقصد یہ ہو گا کہ ہر بعد میں آنے والی حالت آپ ﷺ کی حالت اولیٰ سے بہتر ہو گی اور آپ ﷺ پر انعامات زیادہ ہوتے جائینگے آپ ﷺ ہر آن ولحہ بزرگی، کمال وقرب الٰہی اور دنیاوی عزت وحکومت میں بڑھتے ہی چلے جائینگے۔

② آخرت سے معروف معنی اور اولیٰ سے دنیا مراد ہو، مقصد یہ ہوگا کہ یہ کفار جو آپ ﷺ کو ہماری ناراضگی کے طعنے دے رہے ہیں دنیا میں تو یہ دیکھ لیں گے کہ یہ سراسر لغو اور غلط تھے لیکن ہم تو آپ ﷺ سے آخرت کے انعامات کا بھی وعدہ کرتے ہیں کہ دنیا میں بھی بہت زیادہ انعامات سے نوازیں گے بہرحال آخرت آپ ﷺ کے لیے دنیا سے بہت زیادہ بہتر ہے۔

① ایک تو اس لیے کہ دنیا آپ ﷺ کے لیے شدائد و مصائب کا گھر ہے مہینوں سوکھے ٹکڑوں یا چھواروں اور پانی پر گزارہ کرنا پڑا کبھی دو وقت پیٹ بھر کھانا میسر نہیں ہوا، بخلاف آخرت کے وہاں تو تکلیف کا تصور نہیں ہوگا بلکہ آپ ﷺ کے لیے نعیم بے حد اور سرور سرمد ہوگا بلکہ آپ ﷺ تو آخرت کے سلطان اور حیات جاودانی اور سرور ابدی کے تقسیم کرنے والے ہونگے ② آپ ﷺ کو آخرت میں مقام محمود عطا کیا جائیگا جس پر انبیاء علیہم السلام بھی رشک کرینگے ③ آپ ﷺ کو تمام انبیاء کی سرداری حاصل ہوگی ④ آپ ﷺ کی سیادت کبریٰ اور سلطنت عظمیٰ کا ظہور آخرت ہی میں ہوگا، میدان محشر میں تاج کرامت آپ ﷺ کے سر پر رکھا جائیگا اور تمام انبیاء علیہم السلام' اولیاء' اولین و آخرین کی نگاہیں آپ ﷺ پر مرکوز ہونگی آپ ﷺ ہی شفاعت کرینگے آپ ﷺ اپنی امت کے گناہگاروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے رب کریم کے پاس لے جا کر بخشوائیں گے، جس طرح شفیق ماں اپنے گمشدہ بچوں کو ڈھونڈتی ہے آپ ﷺ کا حوض کوثر تشنگان کو سیراب کریگا آپ ﷺ کا سایہ امت کو جگہ دیگا۔

ولسوف یعطیك ربك فترضی: مقصد یہ ہے کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کو اتنی نعمتیں عطا کرینگے کہ آپ ﷺ راضی ہو جائینگے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے، اور بڑا وسیع وعدہ ہے اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہ نے یہ متعین نہیں فرمایا کہ کونسی نعمت عطا فرمائینگے اس سے اشارہ ہے عموم کی طرف کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی ہر مرغوب چیز اتنی دینگے کہ آپ ﷺ راضی ہو جائینگے آپ ﷺ کی مرغوب چیزوں میں مندرجہ ذیل چیزیں داخل ہیں۔

دین اسلام کی ترقی' دشمنوں پر فتح' اقتدار کامل' مومنوں کی کثرت' دین اسلام کا پوری دنیا میں پھیلنا' آخرت میں سفارش' کثرت ثواب اور اس کے علاوہ دیدار الٰہی والی نعمت وغیرہ۔

حدیث میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک میری امت کا ایک فرد بھی جہنم میں رہیگا میں راضی نہیں ہونگا الفاظ حدیث یہ ہیں **اذًا لا ارضی وواحد من امتی فی النار** ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائینگے حتی کہ فرمائینگے **ارضیت یامحمد** میں کہونگا **یارب رضیت** ایک مرتبہ

نبی کریم ﷺ نے دعاء کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے اور گریہ وزاری شروع کر دی اور بار بار فرماتے یارب امتی امتی حق تعالیٰ شانہ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جا کر دریافت کریں میرے محبوب کیوں روتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کی مغفرت چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ آپ ﷺ کو کہدو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں راضی کرینگے ناراض نہیں کرینگے۔ (معارف)

الم یجدك: **ربط:** گزشتہ آیات میں کفار مکہ کے طعنہ کے جواب میں نبی کریم ﷺ کو انعامات کثیرہ دینے کا وعدہ فرمایا گیا اب آپ ﷺ کی تسلی اور اطمینان قلبی کے لیے آپ ﷺ کو گزشتہ چند انعامات یاد دلائے جارہے ہیں کہ ذرا بچپن سے لیکر اب تک کے حالات کا جائزہ لیجیے ہم نے آپ ﷺ پر کتنے انعامات کیے ہیں آنحضور ﷺ کی زندگی کے تین حال ہیں یا تین حصے ہیں ① بچپن ② جوانی ③ عمر شریف کا وہ حصہ جس میں عیال داری، بچے وغیرہ ہوتے ہیں۔ الم یجدك یتیما میں بچپن کے انعامات کا ذکر ہے کہ کیا آپ ﷺ یتیم نہیں تھے پھر ہم نے آپ ﷺ کو کیسا ٹھکانا دیا'' آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے کہ آپ ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ عین شباب میں انتقال کر گئے اور کوئی مال و جائداد بھی نہ چھوڑی پھر حق سبحانہ نے آپ ﷺ کے جدامجد عبدالمطلب کو آپ ﷺ پر مہربان کر دیا کہ آپ ﷺ اپنی صلبی اولاد کو بھی بھول گئے۔ پھر آپ ﷺ ابھی بچے ہی تھے کہ والدہ ماجدہ بھی رخصت ہوگئیں۔ پھر عبدالمطلب کی بھی وفات ہوگئی مگر آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے انکی جگہ لے لی اور جب تک زندہ رہے خوب ساتھ نبھایا اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے۔ ووجدك ضآلا فهدیٰ اس میں جوانی کے انعام کا ذکر فرمایا کہ زمانہ شباب میں گمراہی اور بھٹکنے اور بے راہ روی کا امکان ہوتا ہے خصوصاً جبکہ ہر سو بت پرستی، ظلم، چوری، زنا کاری، شراب نوشی، یتیموں کا حق کھانا عام ہو تو گمراہی کا امکان قوی ہوتا ہے لیکن ہمارا کرم دیکھیے ہم نے آپ ﷺ کو زمانہ طفولیت ہی سے رئیس الموحدین بنا دیا خدا پرستی اور مکارم اخلاق آپ ﷺ کا شیوہ تھا پھر آپ ﷺ شریعت کے پورے احکام سے ناواقف تھے بے خبر تھے ہم نے آپ ﷺ کو ان احکام کی رہنمائی کی منصب نبوت پر فائز کر کے یہ کتنا بڑا انعام کیا ہے۔

فائدہ: ضلال کا معنی گمراہی بھی آتا ہے ناواقف اور بے خبر بھی، یہاں سے دوسرے معنی مراد ہیں پہلا معنی منصب نبوت کیخلاف ہے'' بعض مفسرین نے ضلال سے راستہ بھولنا مراد لیا ہے، آپ ﷺ شام کے سفر میں راستہ بھول گئے تھے بعض حضرات نے کہا حلیمہ سعدیہ رضی

اللہ عنہا کے ہاں ایک مرتبہ جنگل میں گم ہو گئے تھے وہ مراد ہے۔ (حقانی)

ووجدک عائلاً فاغنی: اس میں ازدواجی زندگی اور عیالداری کے زمانہ کے انعام کا بیان ہے کہ دیکھیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مفلس وفقیر تھے نہ تجارت، نہ زراعت، نہ کوئی ہنر، اللہ تعالی نے انعام فرمایا کہ مکہ مکرمہ کی ایک مالدار تاجرہ نیک سیرت خاتون کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ کردیا مکہ کے بڑے بڑے مالدار قریشی ان سے نکاح کے متمنی تھے، مگرانہوں نے سب کو ٹھکرا کر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام نکاح دیا اور سارا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا یہ بھی بڑا انعام ہے، خلاصہ اینکہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزشتہ عمر میں آپ پر بہت احسانات کیے ہیں اب آئندہ بھی بے شمار عطیات کا وعدہ کرتے ہیں جن کو پورا کرینگے۔

فاما الیتیم فلا تقھر : ربط: گزشتہ آیات میں تین انعامات کا ذکر تھا اب ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے تین چیزوں کا حکم صادر فرمارہے ہیں ① یتیم کو ضعیف، لاوارث، بے سہارا سمجھ کر اس پر ظلم نہ کرنا، سختی نہ کرنا، اس کے حقوق نہ دبانا، اس کے مال پر ناجائز قبضہ نہ کرنا، اس کو مارنا نہیں، بری نگاہ سے نہ دیکھنا، بلکہ اپنی یتیمی کے دور کو یاد کرنا، دراصل یہ امت کو سنانا مقصود ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بعید ہے کہ یتیم پر سختی کریں، لیکن لوگ ایسا کرتے تھے تو ان کو سنانا مقصود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے اچھا اور محبت والا سلوک کیا جاتا ہو، اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے برا سلوک کیا جاتا ہو ﴿عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا مَنْ سَطَحَ عَلٰی رَاْسِ یَتِیْمٍ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ تمر عَلَیْھَا یَدَہٗ نُوْرٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ﴾ ایک اور حدیث ہے جب یتیم روتا ہے تو عرش الٰہی کانپنے لگتا ہے اللہ فرماتے ہیں جو اس کو خاموش کرائیگا قیامت کے دن میں اس کو راضی کرونگا۔ (روح المعانی ص ۱۶۳ ج ۳)

واما السآئل فلا تنھر: ② دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر سائل سوال کرے تو اس کو جھڑکیے نہیں، اگر دینے کی قدرت ہو تو کچھ دیدیں، ورنہ نرمی سے عذر کردیں، اگر سائل جان نہ چھوڑے تو بضرورت سختی وزجر جائز ہے، سائل میں کسی مسئلہ کا سوال کرنے والا طالب علم بھی داخل ہے اس کو بھی جواب دینے میں سختی نہ کرنی چاہیے بلکہ نرمی سے جواب دینا چاہئے۔ (معارف)

واما بنعمۃ ربک فحدث: ③ تیسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ اپنے رب کی نعمت کو لوگوں میں بیان کیجیے کیونکہ محسن کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے اور محسن کے شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حدیث میں ہے مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ ایک اور

حدیث میں ہے جو تم پر احسان کرے اس کا بدلہ دو اگر مالی بدلہ نہیں دے سکتے تو لوگوں کے سامنے اسکی تعریف کر دیا کرو یہی احسان کا بدلہ ہو جائیگا۔

مسئلہ: سورۃ ضحیٰ سے لیکر آخر تک ہر سورۃ کیساتھ تکبیر کہنا سنت ہے، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے سورۃ کے ختم ہونے پر، علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر سورۃ کے شروع میں سنت کہا ہے، جو بھی صورت اختیار کی جائے سنت ادا ہو جائیگی تکبیر کے الفاظ یہ ہیں الا الـہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ یہ اس لیے سنت ہے کہ جب سورۃ ضحیٰ نازل ہوئی تو خوشی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تکبیر کہی تھی۔ (مظہری)

فضیلت: وظیفہ تلاش گمشدہ: سورۃ الضحیٰ کی مجرب خصوصیت یہ ہے کہ اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو سات مرتبہ اسکی تلاوت کی جائے اور شہادت کی انگلی اپنے سر کے چاروں طرف گھماتا رہے پھر اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللهِ وَاَمْسَيْتُ فِیْ جِوَارِ اللهِ اَمْسَيْتُ فِیْ اَمَانِ اللهِ وَاَصْبَحْتُ فِیْ جِوَارِ اللهِ سات مرتبہ پڑھ کر دستک دے تو گمشدہ چیز ان شاء اللہ مل جائیگی۔

سورۃ الم نشرح مکیہ

ایاتها ۸ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... **رکوعها ۱**

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِيْ أَنقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَإِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ○

ترجمہ: کیا نہیں کھولا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے سینے کو، اور اتارا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بوجھ کو، وہ جو کہ بوجھل کر دیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کو، اور بلند کر دیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو، بے شک تنگی کیساتھ آسانی ہے، بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، پھر جب فارغ ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پس محنت کیجیے اپنے رب کی طرف پس دل لگایئے (رغبت کیجیے)

حل المفردات: لم نشرح جمع متکلم نفی جحد، از (ف) کھولنا، صدر سینہ، ہر چیز کا ابتدائی حصہ، جمع صدور، وضعنا جمع متکلم، رکھنا، وزر پہاڑ، بوجھ، جمع اوزار، از (ض) بوجھ اٹھانا، انقض واحد مذکر غائب ماضی، (افعال) بوجھل کرنا، فرغت واحد مذکر حاضر، از (ن ف س) فارغ ہونا، فانصب واحد مذکر حاضر امر، از (س) کوشش کرنا، تھکنا، فارغب واحد مذکر حاضر امر، از (س) چاہنا، عاجزی کیساتھ مانگنا۔

حل الترکیب :الم نشرح لك صدرك٥ و وضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك ٥ورفعنا لك ذكرك: همزه استفہام تقریری، لم نشرح فعل بافاعل، لك جار مجرور ملکر متعلق، صدرك مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہٖ یہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہٗ واؤ عاطفہ، وضعنا فعل بافاعل، عنك جار مجرور ملکر متعلق، وزرك مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، الذی موصول،انقض فعل،ہوضمیر فاعل،ظهرك مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول، یہ جملہ صلہ ہوا موصول کا،موصول صلہ ملکر صفت وزرك کی، وزرك مفعول بہ، وضعنا کا، پھر یہ جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول،واؤ عاطفہ،رفعنا فعل بافاعل، لك متعلق،ذكرك مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، یہ جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی 'معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفین سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا : فا عاطفہ، ان حرف از حروف مشبہ بالفعل،مع العسر مضاف مضاف الیہ ملکر ثابت کے متعلق ہوکر اِنَّ کی خبر مقدم، یسرا اسم مؤخر، یہ جملہ اسمیہ ہوکر مؤکد،دوسرا ان مع العسر یسرا تاکید،مؤکد تاکید ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فاذا فرغت فانصب○والی ربك فارغب○فانتیجیہ 'اذا شرطیہ، فرغت فعل بافاعل جملہ ہوکر شرط،فاجزائیہ، انصب فعل بافاعل ہوکر معطوف علیہ،واؤ عاطفہ، الی ربك الی جار، ربك مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا، فارغب کے، فاجزائیہ، ارغب فعل یافاعل یہ جملہ انشائیہ ہوکر معطوف 'معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورہ الم نشرح' سورۃ انشراح۔

ربط: ① گزشتہ سورۃ کیساتھ گہرا تعلق ہے، حتی کہ بعض حضرات نے تو کہہ دیا کہ یہ پہلی سورۃ کا جزء ہے، مستقل سورۃ نہیں ہے، اگر چہ یہ قول غلط ہے۔② گزشتہ سورۃ میں بھی انعامات نبی ﷺ کا اور کچھ احکامات کا ذکر تھا،اس سورت میں بھی یہی مضامین ہیں۔

الم نشرح لك صدرك :اس سورت میں بھی تین انعامات کا ذکر ہے① شرح صدر، شرح کالغوی معنی کھولنا،شرح صدر کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں② یہ کہ ہم نے آپکا سینہ علوم و معارف کے لیے کھول دیا ہے وسیع کر دیا ہے،اور اس کو علم وحکمت سے بھر دیا ہے،جس کو بڑے عقلاء بھی نہ پاسکے، یا یہ کہ کفار کی ایذاء اور تکالیف برداشت کرنے کے لیے آپ کا سینہ فراخ کر دیا ہے اور آپ ﷺ کو بردبار وحلیم بنایا ہے۔② شرح صدر سے شق صدر مراد ہے(سینہ چاک کرنا)دو مرتبہ نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا،ایک مرتبہ بچپن میں نبی کریم ﷺ بچوں

کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے آپ ﷺ کو زمین پر لٹا کر سینہ چاک کیا، دل نکالا، اور اس سے خون کا سیاہ لوتھڑا کا ٹکڑا علیحدہ کر دیا، اور کہا یہ شیطان کا حصہ تھا، جسکو میں نے علیحدہ کر دیا ہے، پھر آب زمزم سے دھو کر دوبارہ سینہ مبارک میں رکھ کر سی دیا۔ دوسری مرتبہ لیلۃ المعراج میں شق صدر ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا جبرئیل نے میرا سینہ چاک کر کے دل نکال کر آب زمزم سے دھو کر علم و حکمت سے بھر کر دوبارہ میرے سینے میں رکھ دیا۔ (مظہری)

ووضعنا عنك وزرك: دوسرے انعام کا ذکر ہے، کہ ہم نے آپ ﷺ کا وہ بوجھ ہلکا کر دیا ہے جس نے آپ ﷺ کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ وزر سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں

(۱) نبی کریم ﷺ ہر وقت اسی پریشانی و غم میں مبتلا رہتے کہ سلسلہ وحی منقطع نہ ہو جائے، یہ توہم انقطاع وحی اور غم فراق آپ ﷺ پر بہت بھاری تھا، اسنے قوت صبر توڑ دی تھی۔ سورۃ والضحیٰ نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بوجھ اتار دیا آپ ﷺ دل کو قرار و سکون آ گیا اسی کو انعام قرار دیا گیا۔

(۲) یا وزر سے بار نبوت و شریعت مراد ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کفر و شرک کو مٹانے، مخلوق کو توحید پر جمع کرنے، اور پوری دنیا میں کلمہ حق پھیلانے کی، جو ذمہ داری ڈالی، یہ آپ ﷺ کے لیے بوجھ تھا، آپ ﷺ پریشان رہتے تھے کہ اس ذمہ داری کو کس طرح نبھاؤ نگا، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے شرح صدر فرما کر آپ ﷺ کا حوصلہ اتنا بلند کر دیا کہ بڑی سے بڑی مشکل آپ ﷺ کو آسان بلکہ محبوب و مرغوب نظر آنے لگی، شرعی تکالیف تو فطرت بن گئیں، اس لیے تو فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

(۳) بعض جائز کام رسول اللہ ﷺ نے کر لیے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مصلحت کیخلاف تھے، اس پر بہت پریشان ہوئے، اللہ تعالیٰ نے مؤاخذہ نہ کرنے کی خوشخبری دیکر اس بوجھ کو اتار دیا۔ **ورفعنا لك ذكرك** تیسرا انعام یہ فرمایا کہ ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا بخاری شریف میں ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ سے اس آیت کا مطلب پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہاں میرا ذکر ہوگا آپ ﷺ کا بھی ہوگا کلمہ میں، نماز میں، اذان میں، ملأ اعلیٰ میں فرشتوں میں، یہاں تک کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام و محمد عبدہ و رسولہ۔ (مظہری)

فائدہ: ان تینوں انعاموں میں کہیں لك فرمایا کہیں عنك اسمیں حضور ﷺ کی عظمت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب کام آپ ﷺ خاطر کئے گئے ہیں۔ (معارف)

فان مع العسر يسرًا ان مع العسر يسرًا: مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ نعمتیں

ویسے ہی نہیں عطا کی گئیں، بلکہ اس کے لیے آپ نے بڑی تنگی بڑی تکالیف برداشت کی ہیں ان تکالیف کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے یسر وسہولت عطا فرمائی، قاعدہ یہ ہے کہ جب معرف باللام کو دوبارہ معرف باللام بنا کر لوٹایا جائے تو دونوں سے ایک ہی شئ مراد ہوتی ہے، اور نکرہ کو دوبارہ نکرہ بنا کر لوٹایا جائے تو وہ پہلے نکرہ کا غیر ہوتا ہے، یہاں العسر کو دوبارہ معرفہ ذکر کیا گیا ہے تو اس سے ایک ہی تنگی مراد ہوگی، اور یسرا کو نکرہ ذکر کیا گیا ہے تو اس سے پہلے والی سہولت اور یسر مراد نہ ہوگی، بلکہ کوئی اور سہولت اور یسر مراد ہوگی، تو مقصد یہ ہوگا کہ اگر تمہارے اوپر ایک تنگی اور تکلیف آئیگی تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ دو آسانیاں عطا فرمائینگے یہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے لیے تسلی اور خوشخبری ہے کہ موجودہ تکالیف سے نہ گھبرائیں، یہ سب عارضی ہیں، عنقریب یسر اور آسانی کا دور آنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا فرمایا، پوری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ان تکالیف کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نعمتوں کی بارش کر دی۔

فاذا فرغت فانصب نعمتوں کے ذکر کرنے کے بعد دو چیزوں کا حکم دیا جا رہا ہے ① پہلا حکم یہ دیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ دعوت اور تبلیغ سے فارغ ہو جائیں تو دوسری عبادات نماز روزہ، ذکر اللہ، دعا اور استغفار کے لیے تیار ہو جائیں، فانصب نصب سے ہے، نصب کا معنی تھکان، اور محنت کے ہیں مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ اتنی عبادت کریں کہ تھکاوٹ محسوس ہونے لگے۔ **والی ربک فارغب** ② دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ تمام دنیا کو چھوڑ کر صرف اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جایئے اسی سے لو لگالیں جو چیز مانگنی ہو اسی سے مانگیں۔ (خازن، قرطبی)

سورة التين مكيه

اياتها ٨ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... **ركوعها ١**

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ○ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ○

ترجمہ: قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی، اور طور سینین کی، اور اس شہر امن والے کی، البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو سب سے زیادہ خوبصورت بناوٹ میں (ساخت میں

یا سانچے میں)، پھر لوٹا دیا ہم نے اسکو پستی والے لوگوں میں سے سب سے زیادہ پست، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک پس ان کے لیے ثواب ہے جو نہیں ہے ختم کیا ہوا، یا احسان لگایا ہوا، پس کیا چیز منکر بناتی ہے تجھ کو اس کے بعد بدلہ کے ساتھ، کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ حاکموں سے سب سے بڑا حاکم۔

حل المفردات: التین انجیر، الزیتون درخت زیتون، عند البعض دو پہاڑ، عند البعض دو شہر، طور پہاڑ، سینین اس مقام کا نام ہے جہاں کوہ طور ہے، تقویم مصدر، از (تفعیل) سیدھا کرنا، رددنا جمع متکلم، از (ن) لوٹانا، پھینکنا، احکم صیغہ اسم تفضیل، الحکمین جمع مذکر اسم فاعل، از (ن) فیصلہ کرنا، منع کرنا۔

حل الترکیب وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○ واؤ قسمیہ جارہ، التین معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الزیتون معطوف اول، واؤ عاطفہ، طور سینین مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، ھذا اسم اشارہ، البلد موصوف، الامین صفت، موصوف صفت ملکر مشار الیہ، اسم اشارہ مشار الیہ ملکر معطوف ثالث، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر مقسم بہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے، اقسم فعل فاعل ملکر جملہ ہوکر قسم، لام تاکیدیہ، قد برائے تحقیق، خلقنا فعل با فاعل، الانسان ذوالحال، فی جار، احسن تقویم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر کائنا کے متعلق ہوکر حال، ذوالحال حال ملکر مفعول بہ، فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔ ثم عاطفہ، رددنا فعل با فاعل، ہ ضمیر ذوالحال، اسفل مضاف، سافلین مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر حال ہوا ذوالحال کا، ذوالحال حال ملکر مستثنیٰ منہ، الا حرف استثنائیہ، الذین آمنوا عملو الصّٰلحت معطوف معطوف علیہ ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط، فا جزائیہ، لھم ظرف مستقر، متعلق ثابت کے ہوکر خبر مقدم، اجر موصوف، غیر ممنون مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر ہے الذین مبتدا کی، پھر وہ جملہ ہوکر مستثنیٰ ہے مستثنیٰ منہ کا، پھر وہ مفعول بہ ہے رددنا کا، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر جواب قسم، قسم جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: اسفل سٰفلین میں دو ترکیبی احتمال اور بھی ہیں ① اسفل صفت ہے موصوف

محذوف مکانا کی، پھر موصوف صفت ملکر رددنا کا مفعول فیہ ہے ② اسفل سافلین مفعول ثانی ہے رددنا کا۔(اعراب القرآن ص ۵۲۵)

فمایکذبك بعد بالدین: فا نتیجیہ یا فصیحہ، ما بمعنی ای شیٔ مبتدا، یکذب فعل، ھو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ، بعد ظرف مضاف، ھذا مضاف الیہ محذوف منوی مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ برائے یکذب بالدین جار مجرور ملکر متعلق ہوا یکذب کے، فعل فاعل اور مفعول بہ و فیہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

الیس اللہ باحکم الحکیمن: ھمزہ برائے استفہام، لیس فعل از افعال ناقصہ، لفظ اللہ اسم با جارہ، احکم مضاف، الحاکمین مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور با جارہ کا، جار مجرور ملکر خبر ہے لیس کی پھر یہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ التین۔ **ربط**: گزشتہ سورت میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت کا ذکر تھا، اس سورۃ میں مطلق انسان کی فضیلت، اسکی تخلیق پھر اہل سعادت وشقاوت کا حال بیان کیا جارہا ہے۔والتین والزیتون اللہ تعالیٰ آغاز سورۃ میں چار اشیاء کی قسم کھاکر جواب قسم کے مضمون کو پختہ فرمارہے ہیں ① تین کی قسم ② زیتون کی قسم۔ تین وزیتون سے کیا مراد ہے؟ اسمیں کئی اقوال ہیں، قول اول: تین سے انجیر کا درخت اور زیتون سے درخت زیتون مراد ہے۔

سوال: ان دو درختوں کی قسم کھانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ① یہ دونوں درخت کثیر البرکت ہیں، جس طرح کوہ طور اور شہر مکہ کثیر البرکتہ ہیں، ② یہ دونوں درخت کثیر المنافع ہیں، ان دونوں درختوں کے چند منافع یہ ہیں ① اس میں گٹھلی نہیں ہوتی ② اسکا چھلکا نہیں ہوتا ③ غذا کے لیے کام دیتا ہے ④ امراض کیلئے دوا بھی ہے ⑤ سریع الہضم ہے، بلغم کم کرتا ہے ⑥ بدن کو فربہ کرتا ہے ⑦ اس میں کانٹا نہیں ہوتا ⑧ بہت زیادہ اونچا بھی نہیں کہ پھل توڑنا مشکل ہوجائے ⑨ سال میں کئی بار پھل لاتا ہے ⑩ زیتون کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کا تیل بہت سے منافع دیتا ہے، اور اسکی روشنی بڑی صاف شفاف ہوتی ہے۔قول دوم: تین اور زیتون سے وہ جگہ مراد ہے جہاں یہ درخت بکثرت پیدا ہوتے ہیں، اور وہ ملک شام ہے چونکہ ملک شام اکثر انبیاء علیہم السلام کا وطن ومسکن ہے، اس لیے اسکی قسم کھائی۔قول سوم: ان سے دو شہر مراد، ہیں تین سے دمشق اور زیتون سے بیت المقدس قول چہارم: تین اور زیتون دو پہاڑوں کے نام ہیں۔(قرطبی، مظہری)

وطور سینین: تیسری قسم کا بیان ہے، طور کا معنی پہاڑ، سینین بروزن فعلیل ہے، اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں ① ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ نبطی لفظ ہے، اس کا معنی اچھا، اور خوبصورت ② مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کا معنی وہ پہاڑ جس پر پھلدار درخت ہوں، اسکو سینا بھی کہتے ہیں ③ بعض حضرات نے کہا کہ یہ سریانی لفظ ہے، اس کا معنی گھنے درخت ④ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا سینین کا معنی برکت والا، یعنی برکت والا پہاڑ' بہرحال اس سے وہی پہاڑ مراد ہے جس پر اللہ رب العزت موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوئے۔ **وھٰذا البلد الامین** چوتھی قسم اس بلد امین کی ہے، اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے، جو کہ پرامن شہر ہے، اسلام سے قبل بھی کفار کے دل میں اسکا بہت احترام تھا، کوئی اپنے دشمن کو بھی حرم پاک میں کچھ نہ کہتا، اسلام کے بعد تو اسکی حرمت و عظمت بڑھ گئی، اور تا قیامت اسکو امن والا شہر قرار دیا گیا، یہ چاروں مقامات چونکہ بابرکت تھے اس لیے ان کی قسم کھائی گئی۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم: یہ جواب قسم ہے، مقصد آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت' جبلت اور شکل کے اعتبار سے اپنی تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ حسین بنایا ہے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں انسان سے زیادہ کوئی چیز خوبصورت نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حیات کیساتھ ساتھ عالم' قادر' متکلم' سمیع' بصیر' مدبر' حکیم بھی بنایا ہے، اور یہ صفات درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا کچھ حصہ حضرت انسان کو بھی عطا فرمایا ہے، اور کسی عالم کا جو یہ مقولہ ہے **ان اللہ خلق آدم علی صورتہ** اسمیں بھی صورت سے صفات مراد ہیں، نہ کہ شکل، کیونکہ اللہ تعالیٰ شکل سے پاک و منزہ ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا جملہ کو بعض حضرات نے حدیث کہا ہے، حالانکہ یہ حدیث نہیں، بلکہ کسی عالم و حکیم کا مقولہ ہے۔ (معارف القرآن ص ۷۷۵م)

اسی بنا پر انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا گیا، انسان کے علاوہ دوسری چیزوں میں یہ صفات نہیں رکھیں، نیز خلقنا میں اپنی طرف نسبت کر کے بھی عظمت انسان کیطرف اشارہ ہے۔

؎ حق نے کھینچی ہے تری تصویر اپنے ہاتھ سے

واقعہ عجیبہ:

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی نے جو خلیفہ ابو جعفر منصور کا مقرب تھا اور اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت رکھتا تھا ایک مرتبہ چاندنی رات میں

اپنی بیوی سے کہدیا(دل لگی کرتے ہوئے) **انت طالق ثلاثاان لم تکونی احسن من القمر** اگر تو چاند سے زیادہ حسین نہ ہوتو تجھے تین طلاق، یہ سنتے ہی بیوی اٹھ کر پردہ میں چلی گئی، کہ آپ نے تو مجھے طلاق دیدی کیونکہ میں بہرحال چاند سے تو زیادہ خوبصورت نہیں ہوں، عیسیٰ بن موسیٰ نے ساری رات بے چینی اور رنج وغم میں گزاری، صبح کو خلیفہ ابوجعفر کے پاس پہنچ کر پورا قصہ بیان کیا، خلیفۂ وقت نے شہر کے تمام فقہاء کو جمع کیا، اور مسئلہ ان کے سامنے رکھا، سب نے یہی جواب دیا کہ طلاق ہوگئی، کیونکہ چاند سے زیادہ حسین ہونا ممکن ہی نہیں، لیکن ایک عالم جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے خاموش بیٹھے رہے، خلیفہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ التین تلاوت کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ ہم نے انسان کو سب سے زیادہ حسین بنایا ہے، خواہ چاند ہو، سورج ہو، اس لیے عیسیٰ نے سچ کہا ہے تمام علماء ان کے استدلال پر حیرت زدہ ہوگئے، اور سکوت اختیار کرلیا، خلیفہ نے حکم دیا طلاق نہیں ہوئی۔ اس سے یہی معلوم ہوا کہ انسان تمام مخلوق سے حسین ہے، ظاہر کے اعتبار سے بھی اور باطن کے اعتبار سے بھی، حسن و جمال کے اعتبار سے بھی، اور بدنی ساخت کے اعتبار سے بھی۔ (قرطبی ص۱۱۴ ج۲۰)

ثم رددنٰہ اسفل سٰفلین: اس آیت کے دو مقصد ہوسکتے ہیں ① یا تو مقصد یہ ہوگا کہ ہم نے تو انسان کو فطرت وجسمانی ساخت کے اعتبار سے سب سے زیادہ جمیل بنایا لیکن پھر جب یہ بڑا ہوا اس نے کفر اختیار کیا، تو اس کے برے کرتوتوں اور اسکی بداعمالیوں کیوجہ سے ہم نے اسکو جو درجہ کے اعتبار سے اس سے پست چیزیں تھیں، ان سے بھی زیادہ پست وذلیل کردیا، یہاں تک کہ خنزیر کتے سے بھی بدتر ہوجاتا ہے، ہاں البتہ جولوگ ایمان لائے نیک اعمال کیے وہ اس ذلت و پستی سے مستثنیٰ ہیں بلکہ ان کے لیے ثواب بے انتہا ہے، اس صورت میں **ثم رددناہ** میں کفار وفجار کا حال بیان کیا جارہا ہے، اور **الا الذین** میں مومنین کا استثناء ہے ② یا یہ مقصد ہوگا کہ انسان اپنی جوانی اور شباب میں تو احسن تقویم ہے، سب سے زیادہ حسین ہے، اور تمام حیوانات بلکہ جنات بحرو بر کی ہر چیز اسکی فرمانبردار ہوتی ہے، لیکن پھر آخر میں اس پر یہ حالت آتی ہے کہ وہ انتہائی پیرانہ سالی اور بدترین عمر اور کمزوری، بیماری کیوجہ سے، بچوں سے بھی نیچے درجہ میں چلا جاتا ہے۔ بدنی کمزوری، اور پیرفرتوت ہونے کیوجہ سے، دماغ اور بدن دونوں اعتبار سے، انتہائی پست درجہ میں چلا جاتا ہے، بڑھاپا اس کا روپ بالکل بدل ڈالتا ہے، بدہیئت و بدشکل نظر آنے لگتا ہے، اور دوسروں پر بار بن جاتا ہے، کسی کے کام نہیں آتا، برخلاف دوسرے جانوروں کے کہ وہ آخر زندگی تک اپنے کام میں لگے رہتے ہیں، ان سے دودھ، سواری، باربرداری کا کام لیا جاتا ہے، وہ ذبح

کردئے جائیں، یا مر جائیں تو بھی، انکی کھال، بال، ہڈیاں، جسم کا ریزہ ریزہ انسان کے کام آتا ہے۔ لیکن انسان جب بیمار اور بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ دنیاداری کے اعتبار سے کسی کام کا نہیں رہتا، مرنے کے بعد بھی اس کے کسی جزء سے کسی انسان یا حیوان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

اس تفسیر کے مطابق اسفل سافلین سے مراد اسکا جسمانی اور مادی اور شکل وصورت کے اعتبار سے نیچے چلا جانا ہے، اور الا الذین والے استثناء کا مقصد یہ ہوگا کہ جو لوگ مومن ہیں اور اعمال صالحہ میں اپنی جوانی کا زمانہ گزار دیا تو یہ بڑھاپا، کمزوری، جسمانی بیکاری، انکو کوئی نقصان نہیں دیگی، کیونکہ بڑھاپے اور کمزوری کیوجہ سے اگرچہ اعمال میں کمی آ گئی ہو، لیکن اس کے نامہ اعمال میں ان تمام اعمال کا ثواب اسے ملتا رہیگا، جو وہ جوانی کے زمانہ میں کرتا تھا، اور وہ اعمال لکھے جائینگے۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نامہ اعمال لکھنے والے فرشتہ کو حکم دیتے ہیں کہ جو نیک اعمال یہ اپنی تندرستی کی حالت میں کرتا تھا، وہ سب اس کے نامہ اعمال میں لکھتے رہو اسی لیے فرمایا گیا **فلھم اجر غیر ممنون** کہ ان کے لیے نہ ختم ہونے والا ثواب ہے۔

فما یکذبك بعد بالدین: گزشتہ آیات میں تخلیق انسانی کا ذکر تھا کہ کس طرح انسان کو احسن تقویم بنایا گیا اور پھر بڑھاپے کی طرف لے گئے، اس سے اب استدلال کیا جا رہا ہے بعث بعد الموت پر اے انسان تو ذرا اپنے وجود میں غور کر تیرے وجود میں ہماری قدرت کی دلیلیں موجود ہیں، کہ ہم نے تجھے ابتدا میں طاقتور بنایا، پھر کمزور کر دیا، پھر مردہ بنا دیا، تو کیا ہم دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں، آخر کس چیز نے تمہیں قیامت اور روز جزا کے انکار پر مجبور کر دیا ہے؟ کونسی دلیل ہے تمہارے پاس۔ **الیس اللہ باحکم الحکمین** مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی حاکم ذات ہے، لہٰذا وہ آخرت میں فیصلہ کر کے نیکوں کو ان کے اعمال کا ثواب، اور بروں کو سزا دینگے، جس طرح دنیا میں بادشاہ، حاکم اپنے نافرمانوں کو سزا دیتا ہے۔

مسئلہ: جب یہ سورت ختم کی جائے تو آخر میں **بلیٰ وانا علیٰ ذٰلک من الشاھدین** پڑھنا مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ (معارف)

سورة العلق مكية

اٰیاتھا ۱۹ ..... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ..... **رکوعھا ۱**

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○ كَلَّا اِنَّ

الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ○ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ○ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ○ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ○ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ○ أَرَأَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ○ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ ○ أَرَأَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ○ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ○ كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ○ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ○ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ○ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ○ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ○

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام کیساتھ وہ ذات جس نے پیدا کیا' پیدا کیا اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ اور تیرا رب سب سے بڑا کریم ہے، وہ ذات جس نے سکھلایا قلم کے ساتھ، سکھلائی اس نے انسان کو وہ چیز جو نہیں جانتا تھا۔ ہرگز نہیں بے شک انسان البتہ سرکشی کرتا ہے، اس وجہ سے کہ دیکھا ہے اس نے اپنے کو کہ بے پرواہ ہے وہ' بے شک تیرے رب کی طرف لوٹنا ہے، کیا دیکھا ہے تو نے اس شخص کو جو روکتا ہے، بندہ کو جب نماز پڑھے وہ۔ کیا دیکھا ہے تو نے اگر ہوتا وہ ہدایت پر، یا حکم کرتا وہ تقوی کیساتھ (تو کتنی اچھی بات ہوتی) کیا دیکھا ہے تو نے اگر جھٹلایا ہے اس نے اور منہ موڑ لیا ہے، کیا نہیں جانا اس نے بایں طور کہ بیشک اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے، ہرگز نہیں البتہ اگر نہ رکا وہ تو ضرور ضرور گھسیٹیں گے ہم پیشانی کے بال پکڑ کر، یعنی وہ پیشانی جو جھوٹی ہے، جو گنہگار ہے پس چاہیے بلاوے وہ اپنی مجلس (والوں) کو، عنقریب بلائیں گے ہم دوزخ کے پیادوں کو، ہرگز نہیں نہ اطاعت کیجیے اسکی اور سجدہ کیجیے اور نزدیک ہو جایے۔

حل المفردات: اقرأ واحد مذکر امر حاضر معروف، از (ف) پڑھنا۔ العلق: جما ہوا خون، **يَطْغَىٰ** اصل **يَطْغَيُ** تھا از (س) سرکشی کرنا۔ **يَنْهَىٰ** واحد مذکر غائب، اصل **يَنْهَيُ** تھا، از (ف) روکنا۔ لم **يَنْتَهِ** واحد مذکر غائب نفی جحد، دراصل لم **يَنْتَهِيْ** تھا، لم کیوجہ سے یا گر گئی، معنی رکنا، **لنسفعا** جمع متکلم، لام تاکید بانون خفیفہ، از (ف) پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچنا، **الناصية** پیشانی، جمع اسکی نواص، یا النواصی، **خاطئة** واحد مؤنث اسم فاعل، از (س) غلطی کرنا، **فَلْيَدْعُ** واحد مذکر امر غائب، اصل **لِيَدْعُوْ** تھا، از (ن) بلانا، **نادیہ** مجلس، جمع اندیۃ' نادی اس مجلس کو کہتے ہیں، کہ جب تک لوگ اس میں موجود رہیں، از (ن) جمع ہونا، مجلس میں حاضر ہونا، **الزبانية** جمع ہے اس کے مفرد میں کئی اقوال ہیں ① زابن ② زبنیۃ ③ زبانی ④ اسم جمع ہے، اسکا مفرد نہیں ہے، وہ فرشتے جو لوگوں کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جائینگے، از (ض)

دفع کرنا، لاتطعہ واحد مذکر حاضر نہی معروف، اصل لا تطیعہ، از (افعال) اطاعت کرنا۔ اسجد واحد مذکر امر حاضر، از (ن) سجدہ کرنا اقترب واحد مذکر امر حاضر، (افتعال) قریب ہونا۔

حل التركيب: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ○ اقرا فعل، انت فاعل، با حرف جارہ، اسم مضاف، رب مضاف، کاف ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، الذی موصول، خلق فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبدل منہ، یامؤکد، خلق فعل، ھو ضمیر فاعل، الانسان مفعول بہ، من علق جار مجرور ملکر متعلق ہوا خلق، فعل فاعل ومفعول بہ ومتعلق ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بدل یا تاکید مبدل منہ بدل سے یا تاکید مؤکد سے ملکر صلہ ہے الذی موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ہے ربك کی، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ ہے اسم مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہے با جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہے اقرأ کا، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر پھر مؤکد، اقرأ فعل، انت ضمیر ذوالحال، واؤ حالیہ، ربك مرکب اضافی ہوکر مبتدا، الاکرم موصوف، الذی موصول، علم فعل، ھو ضمیر فاعل، بالقلم جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل فاعل ومتعلق ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبدل منہ، یامؤکد، علم فعل، ھو ضمیر فاعل، الانسان مفعول بہ، ما موصولہ، لم یعلم فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ہے ما موصولہ کا، موصول صلہ ملکر مفعول ثانی ہے لم یعلم کا، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بدل یا تاکید ہے علم کی، مبدل منہ اپنے بدل یا مؤکد اپنی تاکید سے ملکر صلہ ہے الذی موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ہے الاکرم کی، موصوف صفت ملکر خبر، ربك مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال ہے ذوالحال انت ضمیر کا، حال ذوالحال ملکر فاعل ہے اقرا کا، فعل فاعل ملکر جملہ انشائیہ ہوکر تاکید، مؤکد تاکید ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

کلاان الانسان لیطغٰی ○ ان راٰہ استغنٰی ○ کلا حرف ردع، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الانسان اسم، لام تاکیدیہ، یطغی فعل، ھو ضمیر فاعل، اَنْ مصدریہ، راٰی فعل، ھو ضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول اول، استغنٰی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ ہوکر مفعول ثانی راٰی کا، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مفعول لہ ہوا یطغی کا، فعل فاعل ومفعول لہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

ان الٰی ربك الرجعٰی: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بفعل، الٰی ربك جار مجرور ملکر ظرف

مستقر ثابت کے متعلق ہوکر خبر مقدم، الرجع اسم مؤخر، یہ جملہ اسمیہ ہوا۔

ارء یت الذی ینھٰی ٥عبدا اذا صلّی ٥ھمزہ استفہامیہ، رئیت فعل بافاعل، الذی موصول، ینھی فعل، ھوضمیر فاعل، عبدا مفعول بہ، اذا ظرف مضاف، صلی فعل، ھوضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ ہوکر مضاف الیہ ہوا اذا مضاف کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ینھی کا، فعل فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ ملکر جملہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مفعول بہ ہوا، رئیت کا، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ارء یت ان کان علی الھدیٰ ٥او امر بالتقویٰ ٥ھمزہ استفہام، رئیت فعل بافاعل، اِنْ شرطیہ، کان فعل از افعال ناقصہ، ہوضمیر اسم، علی الھدی جار مجرور ملکر ثابتاً کے متعلق ہوکر خبر کان' کان اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ، او عاطفہ، امر فعل، ھو ضمیر فاعل، بالتقوی جار مجرور ملکر امر کے متعلق' یہ جملہ ہوکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا' معطوف معطوف علیہ ملکر شرط، جزا محذوف ہے، یعنی لعلم بان اللہ یراہٗ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر قائم مقام دو مفعولوں کے ہوا، رئیت کے لیے پھر یہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ارء یت ان کذب وتولّی ٥الم یعلم بان اللہ یریٰ ٥ھمزہ استفہامیہ، رئیت فعل بافاعل'ان شرطیہ، کذب فعل، ہوضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہٗ تولی فعل فاعل ملکر جملہ ہوکر معطوف' معطوف معطوف علیہ ملکر شرط۔ ھمزہ استفہامیہ، لم یعلم فعل، ھو ضمیر فاعل، با جارہ، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، اللہ اسم، یری فعل، ہوضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، محذوف' یہ جملہ ہوکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور ہوا باجارہ کا، جار مجرور ملکر یعلم کے متعلق' پھر یہ جملہ انشائیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر قائم مقام دو مفعولوں کے ہے ارئیت کے لیے۔

کلالئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ٥ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ ٥ کلا حرف ردع، لام تاکیدیہ، ان شرطیہ، لم ینتہ فعل، ہوضمیر فاعل' فعل فاعل ملکر شرط، لام تاکیدیہ، نسفعا فعل با فاعل۔ با حرف جارہ، الناصیۃ مبدل منہ، ناصیۃ موصوف، کاذبۃ صفت اول، خاطئۃ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر بدل ہوا مبدل منہ کا' مبدل منہ بدل ملکر مجرور با جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا نسفعا کے' فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

فلیدع نادیہ: فا فصیحہ، لیدع فعل، ہوضمیر فاعل، نادیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، یہ جملہ انشائیہ ہوا' **سندع الزبانیۃ:** سین برائے استقبال، ندع فعل بافاعل،

الزبانیة مفعول بہ، یہ جملہ فعلیہ ہوا۔

کلا لاتطعه واسجد واقترب ٥ کلا حرف ردع، لا تطع فعل بافاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، یہ جملہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اسجد فعل بافاعل، یہ جملہ انشائیہ ہوکر معطوف اول، اقترب فعل فاعل ہوکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ العلق **ربط:** ① گزشتہ سورت میں **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** اس میں **خلق الانسان من علق** ہے ② گزشتہ سورت میں انسان کی شکل وصورت کے اعتبار سے اسکی تخلیق کا ذکر تھا، اس سورت میں مادہ کے اعتبار سے تخلیق کا بیان ہے، ③ گزشتہ سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی نبی کریم ﷺ کی فضیلت وانعامات اور عطاء نبوت و تعلیم وحی کا بیان ہے، اور مخالفین کے لیے مذمت وردع کا بیان ہے۔

فائدہ: جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کا قول اور بخاری مسلم اور دوسری کتب احادیث کی روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلی وحی **اقرء** سے **مالم یعلم** تک پانچ آیات نازل ہوئیں، بعض حضرات کا قول ہے سورۃ المدثر کی پہلی آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں، یہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے بعض حضرات (حضرت علیؓ) سے روایت ہے سب سے پہلے سورۃ فاتحہ نازل ہوئی، تینوں روایات میں سے اول اصح ہے۔ اور جمع کی صورت بھی ہوسکتی ہے کہ سب سے پہلے اقرء کی پانچ آیات نازل ہوئیں، پھر کافی عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا جس سے نبی کریم ﷺ سخت پریشان ہوگئے۔ اس کو زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ پھر جبرئیلؑ سورۃ مدثر لیکر نازل ہوئے، چونکہ زمانہ فترت کے بعد سب سے پہلے سورہ مدثر نازل ہوئی اس لیے اس کو اول وحی قرار دیا گیا۔ حضرت علیؓ سے سورۃ فاتحہ کے بارے میں ہے کہ وہ سب سے پہلے نازل ہوئی تو اسکی تاویل یہ ہے کہ مکمل سورۃ سب سے پہلے سورۃ فاتحہ نازل ہوئی، اس سے پہلے متفرق آیات نازل ہوئیں۔ (معارف)

واقعہ نزول وحی:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ وحی کی ابتداء رؤیا صالحہ (سچے خوابوں) سے ہوئی آپ ﷺ جو بھی خواب میں دیکھتے بالکل اس کے مطابق واقعہ روز روشن کی طرح سامنے آجاتا پھر اس کے بعد آپ ﷺ کا قلب مبارک یکسوئی اور خلوت کی طرف مائل ہونے لگا اس

خلوت کے لیے آپ نے غار حرا کو منتخب فرمایا، یہ غار مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ سے کچھ آگے پہاڑ پر ہے، جسکو جبل النور کہا جاتا ہے، آپ ﷺ اس غار میں جا کر عبادت کرتے، کئی کئی راتیں وہاں مقیم رہتے، جب توشہ ختم ہو جاتا پھر واپس گھر آجاتے، حضرت خدیجہؓ سے مزید کچھ دنوں کا توشہ لیجاتے۔ آپ ﷺ اسی غار میں تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس وحی لیکر پہنچے اور فرمایا اقرأ آپ ﷺ نے فرمایا **ما انا بقارئ** (میں پڑھنے والا نہیں ہوں) کیونکہ آپ ﷺ امی تھے اس پر جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنی آغوش میں لیکر پوری قوت سے دبایا کہ آپ ﷺ کو تکلیف ہونے لگی پھر فرمایا اقرأ آپ ﷺ نے وہی جواب دیا **ما انا بقارئ** آپ علیہ السلام نے دوسری بار پھر دبایا پھر فرمایا اقرأ آپ ﷺ نے وہی جواب دیا **ما انا بقارئ** پھر تیسری مرتبہ دبایا اور چھوڑ دیا اور فرمایا **اقرأ باسم ربك الذی خلق الی قوله مالم یعلم** :یہ پانچ آیات لیکر آپ ﷺ اس حالت میں گھر تشریف لائے کہ آپ ﷺ پر کپکپی طاری تھی آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو فرمایا **زملونی زملونی** مجھے چادر اڑھاؤ، حضرت خدیجہؓ نے چادر ڈالی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنی غمگسار بیوی کو پورا قصہ سنایا اور یہ بھی فرمایا کہ میری ایسی حالت ہوگئی ہے کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے حضرت خدیجہؓ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ناکام نہیں ہونے دینگے کیونکہ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرتے ہیں، بے روزگار آدمی کو کسب پر لگا دیتے ہیں، اس طرح حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی پھر آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو بت پرستی سے تائب ہو کر نصرانی بن گئے تھے، (اس وقت دین حق یہی تھا) پڑھے لکھے آدمی تھے، عربی مادری زبان تھی، عبرانی زبان بھی جانتے تھے، اس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے، بینائی بھی چلی گئی تھی، حضرت خدیجہؓ نے فرمایا چچازاد بھائی ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنیں، ورقہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے آپ ﷺ نے سارا قصہ سنایا، ورقہ نے سنتے ہی کہا یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا، کاش میں آپ ﷺ کی نبوت کے زمانہ میں قوی ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا، جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو وطن سے نکال دیگی، آپ ﷺ نے تعجب سے پوچھا **او مخرجی هم** کیا وہ مجھے نکال دینگے؟ ورقہ نے کہا بالکل، کیونکہ جب بھی کوئی آدمی وہ دین حق لے کر آیا جو آپ ﷺ لائے ہیں تو ان کی قوم نے اسکو ستایا ہے، اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ ﷺ کی پر زور مدد کرونگا مگر زندگی نے وفا نہ کی کچھ روز بعد اسکا انتقال ہوگیا۔

چند سوالات:

① آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے لیے غار حرا کو کیوں منتخب کیا؟

جواب: اس زمانہ میں وہاں سے کعبۃ اللہ نظر آتا تھا۔

② غار حرا میں کتنا عرصہ رہے؟

جواب: اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کہتے ہیں چالیس یوم (ایک چلہ) صحیحین کی روایت ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا مہینہ معتکف رہے۔

③ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں کیا عبادت کرتے تھے اور کس شریعت کے مطابق کرتے تھے؟

جواب: اس میں کئی اقوال ہیں (۱) حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے مطابق (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مطابق۔ یہ اقوال کسی بھی روایت سے ثابت نہیں، نیز امی ہونے کیوجہ سے بھی یہ اقوال درست نہیں (۴) صحیح قول یہ ہے کہ یہ عبادت محض فکری تھی، اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ خاص اور مخلوق سے انقطاع، بس اسی کو عبادت کہا گیا ہے۔

④ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات ڈال دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روز روشن کی طرح یقین ہوگیا کہ یہ واقعی جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

⑤ حضرت جبرئیلؑ نے تین مرتبہ کیوں بھینچا؟

جواب: پہلی بار اس لیے بھینچا تاکہ دنیا کے اثرات ختم ہو جائیں، دوسری بار اس لیے تاکہ صلاحیت واستعداد وحی پیدا ہو جائے، تیسری بار اس لیے تاکہ انس پیدا ہو جائے۔

⑥ نزول وحی کس تاریخ میں ہوا؟

جواب: ۱۷ رمضان بروز پیر۔

⑦ خشیت علی نفسی کیوں فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف کیوجہ سے لرزہ کیوں ہوا؟

جواب: یہ خوف وڈر اس وجہ سے تھا کہ حضرت جبرائیلؑ کو پہلی مرتبہ اصلی شکل میں دیکھا، نیز بوقت وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بوجھ ہوتا تھا۔ اور پھر نبوت ورسالت کی ذمہ داری ڈال دی گئی، ان وجوہات کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اضطراری طور پر یہ کیفیت طاری ہوگئی جو کہ طبعی طور پر تھی۔

⑧ ان آیات کے نزول کے بعد وحی کیوں بند ہوگئی؟

جواب: ① تا کہ جو آیات نازل ہو چکی ہیں ان میں تدبر کیا جائے۔
② وحی کی گھبراہٹ ختم ہو جائے ③ تا کہ دوبارہ وحی کا شوق و ذوق بڑھ جائے۔
⑨ فترت وحی کا زمانہ کتنا ہے؟

جواب: بعض روایات میں اڑھائی سال اور بعض کے مطابق تین سال ہے۔
(معارف، عمدۃ القاری)

اقرأ باسم ربك الذی خلق: مختصر اینکہ آپ ﷺ کو سب سے پہلے قراءت کا ادب سکھلایا گیا کہ جب بھی آپ ﷺ پڑھیں تو اس ذات کا نام لیکر پڑھیں (یعنی بسم الله الرحمن الرحیم پڑھیں) جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اقرأ کا مفعول محذوف ہے ای مایوحی الیك جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہو۔ باسم باء میں متعدد احتمال ہیں ① باء مصاحبت کی ہو، مقصد یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی قراءت اپنے رب کے نام کے مصاحب ہو' ساتھ ہو ② باء استعانت کی ہو مقصد ہوگا اللہ کے نام کی مدد سے پڑھیے پھر اس میں نبی کریم ﷺ کے اس عذر کا جواب ہوگا کہ ما انا بقاریٔ گویا اللہ رب العزت فرما رہے ہیں آپ ﷺ اپنی موجودہ حالت اور امی ہونے کو نہ دیکھیں بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے نام کی مدد حاصل کرتے ہوئے پڑھیے آپ کا رب قادر ہے کہ وہ امی شخص کو اعلیٰ علوم اور خطابت وفصاحت و بلاغت کا وہ درجہ عطاء فرمائے جس کے سامنے پڑھے لکھے بھی عاجز ہو جائیں ③ باء برائے برکت معنی واضح ہے ④ باء زائدہ ہو تو مقصد ہوگا کہ اپنے رب کے نام کو پڑھیے۔ رب یہاں لفظ رب کو ذکر کرنے کی وجہ نبی کریم ﷺ کو تسلی دینا ہے کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھیے تو سہی، جس نے ابتداء آفرینش سے ہی آپ ﷺ کی تربیت و پرورش کی ہے اور آئندہ بھی ہر طرح کی تربیت کرتا رہیگا، اور امی ہونے کے باوجود آپ کو پڑھائیگا۔ الذی خلق ٥

سوال: صفت تخلیق کو خصوصیت سے کیوں ذکر فرمایا؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ انسان پر حق تعالیٰ کے جتنے انعامات واحسانات ہیں سب سے پہلا انعام اسکی تخلیق اور اس کو وجود عطاء کرنا ہے، اسی لیے اسکو ذکر فرمایا۔

فائدہ: خلق کا مفعول ذکر نہیں کیا گیا، اس میں اشارہ الی العموم ہے کہ ساری کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ خلق الانسان من علق ٥ الذی خلق میں تخلیق کائنات کا ذکر تھا، خلق الانسان میں تخلیق انسان کا ذکر ہے۔

سوال: تخلیق انسانی کو دوبارہ خصوصیت کیساتھ کیوں ذکر فرمایا؟

جواب: انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور پوری کائنات ومخلوقات کا خلاصہ ہے کیونکہ جہاں میں جو کچھ ہے اسکی نظائر انسان میں موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ انسان کو عالم اصغر کہا جاتا ہے، اسی بنا پر اس کو خصوصی طور پر ذکر کیا، نیز یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے نبوت ورسالت اور نزول قرآن سے مقصود احکام الٰہی کو نافذ کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے، اور یہ انسان کے ساتھ خاص ہیں، اس لیے انسان کو ذکر کیا۔ من علق اس کا معنی خون جامد (خون بستہ) لوتھڑا۔

سوال: انسان کو تو نطفہ سے پیدا کیا گیا یہاں علق کو کیوں ذکر کیا گیا؟

جواب: انسان کی تخلیق پر مختلف ادوار گزرتے ہیں، اسکی ابتداء مٹی سے ہوتی ہے، پھر نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، (گوشت) پھر ہڈیاں، ان تمام ادوار میں سے درمیانہ دور علق ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو ذکر کردیا، اس سے اس کے اول وآخر کی طرف بھی اشارہ ہوگیا۔

اقرأ: **سوال:** اقرأ کو مکرر کیوں لایا گیا؟

جواب: ① پہلے اقرأ کی تاکید کے لیے ② اول اقرأ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کا حکم دیا گیا دوسرے سے لوگوں کو پڑھانے کے لیے حکم دیا گیا و ربك الاکرم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بڑا کریم ہے، اکرم کی وصف ذکر کرنے کی دو وجہ ہوسکتی ہیں ① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عذر کا جواب ہے، اور اس کو رفع کیا جارہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ امی ہیں لکھنا پڑھنا نہیں جانتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بڑا کریم ہے جسے چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے عطاء کرتا ہے ② اور صفت اکرم میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تخلیق عالم وتخلیق انسانی میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع اور غرض نہیں ہے بلکہ صرف اس کا جود وکرم ہے۔

الذی علم بالقلم: گزشتہ آیات میں تخلیق انسان کا ذکر تھا، اس آیت میں تعلیم انسانی کا بیان ہے، تعلیم کو خصوصی طور پر اس لیے ذکر کیا گیا کہ اسی کے ذریعہ سے انسان حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے، یہی تعلیم انسان کو باقی مخلوق سے اعلیٰ واشرف بناتی ہے۔

بالقلم تعلیم کی دو صورتیں ہیں ① تعلیم باللسان ② تعلیم بالقلم والکتابۃ، اقرأ میں تعلیم باللسان کا حکم تھا، اس میں تعلیم بالقلم کا بیان ہے، تعلیم کا ایک اہم ذریعہ قلم اور کتابت ہے، اور یہی پہلا ذریعہ ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ۔ وَفِيْ حَدِيْثٍ آخَرَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهٗ اُكْتُبْ فَكَتَبَ مَا يَكُوْنُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الخ"

قلم: علماء نے فرمایا کہ قلم تین قسم پر ہیں ① سب سے پہلا وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور تقدیر کائنات لکھنے کا حکم دیا ② دوسرے فرشتوں کے قلم جس سے وہ ہونے والے واقعات اور انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں ③ انسانوں کے قلم جس سے وہ اپنا کلام لکھتے ہیں تو کتابت درحقیقت بیان کی ایک قسم ہے۔ امام تفسیر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو اپنے دست سے پیدا فرمایا اور باقی مخلوق کو کلمہ کن سے پیدا فرمایا چار چیزیں یہ ہیں قلم، عرش، جنت عدن، آدم علیہ السلام۔ (معارف)

فائدہ: علم کتابت سب سے پہلے کس کو دیا گیا؟ اس میں اختلاف ہے عند البعض ابوالبشر آدم علیہ السلام کو دیا گیا۔ عند البعض حضرت ادریس علیہ السلام کو فن کتابت سب سے پہلے دیا گیا۔

کتابت ایک نعمت: کتابت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، حضرت قتادہؒ نے فرمایا قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اگر یہ نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم رہتا، نہ دنیا کے کاروبار درست ہوتے، حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے، کہ اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا علم دیا جن کو وہ نہیں جانتے تھے، اور ان کو جہل کی اندھیری سے نور علم کی طرف نکالا، اور علم کتابت کی ترغیب دی، کیونکہ اس میں بے شمار اور بڑے منافع ہیں، جن کا اللہ کے سوا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا، تمام علوم کی تدوین اور اولین و آخرین کی تاریخ اور انکے حالات اور کتب منزلہ من اللہ سب قلم کے ذریعہ ہی لکھی گئیں۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کتابت کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب: وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم کتابت جانتے تو منکرین نبوت کو اشکال کا موقع مل جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنا کر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے حالات میں رکھا کہ ان حالات میں یہ تصور ہی نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص اپنی ذاتی کوشش سے کوئی کمال حاصل کرسکتا ہے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحراء عرب میں پیدا کیا گیا جو متمدن دنیا اور علم وحکمت کی جگہوں سے بالکل کٹا ہوا تھا، اور راستے اتنے دشوار گزار تھے کہ شام و عراق مصر وغیرہ کے شہروں سے کوئی جوڑ نہ تھا، اس لیے عرب کے لوگوں کو امی کہا جاتا تھا، ایسے ملک اور قبائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے پھر ولادت سے پہلے والد کا سایہ اٹھالینا، یتیمی کی حالت میں زندگی گزارنا، اس سے علم اور خط و کتابت کے دوسرے ذرائع بھی تقریباً ختم ہوگئے، اس کے بعد اچانک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا تاج پہنا کر علم وحکمت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی زبان مبارک پر جاری فرما دیا کہ بڑے بڑے شعراء فصحاء آپ ﷺ کی کلام کے سامنے عاجز آ گئے، یہ ایک ایسا کھلا معجزہ تھا کہ ہر شخص اسے دیکھ کر یقین کر لیتا کہ آپ ﷺ کے کمالات کسی انسانی کوشش وجد وجہد کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے غیبی عطیات ہیں اسی حکمت کے پیش نظر آپ ﷺ کو خط وکتابت کی تعلیم نہیں دی گئی۔ (معارف)

علم الانسان مالم یعلم : گزشتہ آیت میں تعلیم کا ایک خاص ذریعہ یعنی تعلیم بالقلم کا ذکر تھا، اس آیت میں دوسرے ذرائع کا بیان ہے، مقصد یہ ہے کہ اصل تعلیم دینے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اور اس کے ذرائع مختلف ہیں، قلم کے ساتھ خاص نہیں، اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علوم سکھلائے ہیں جن کو وہ جانتا نہ تھا، اس میں کسی ذریعہ تعلیم کا ذکر نہیں کیا، گیا اس میں اشارہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم ابتداء پیدائش سے ہی بغیر کسی ذریعہ کے جاری ہے، مثلاً انسان میں عقل رکھ دی جو سب سے بڑا ذریعہ علم ہے، انسان اپنی عقل سے خود بغیر کسی تعلیم کے بہت سی چیزیں سمجھتا ہے، پھر وحی الہام کے ذریعہ سے بہت سی چیزوں کا علم عطا فرمایا، اسی طرح بہت سی ضروری چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذہن میں خود پیدا فرما دیا ہے، جس میں کسی زبان یا قلم کی تعلیم کی مداخلت نہیں ہے، مثلاً ایک بے شعور بچہ کا ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی اپنی غذا کی جگہ یعنی ماں کی چھاتیوں کو پہچان لینا پھر چھاتیوں سے دودھ اتارنے کے لیے منہ کو دبانا، صرف اللہ تعالیٰ ہی کی تعلیم کیوجہ سے ہے، پھر پیدا ہوتے ہی اس کا رونا یہ ہنر بھی من جانب اللہ ہے، یہی بچے کا رونا اسکی تمام ضروریات زندگی پوری کرنے کا ذریعہ ہے، اس کے رونے کے سبب سے والدین فکر میں پڑ جاتے ہیں، کہ اس کو کیا تکلیف ہے، **مالم یعلم** اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس خداداد علم وہنر کو انسان اپنا ذاتی کمال نہ سمجھ بیٹھے، کیونکہ انسان ابتداء میں ایسا تھا کہ کچھ بھی نہ جانتا تھا، جیسا کہ فرمایا **واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا** تو معلوم ہوا کہ انسان کو جو بھی علم حاصل ہوا ہے وہ اس کا ذاتی کمال نہیں بلکہ عطیہ خداوندی ہے۔

کلاان الانسان لیطغی : **ربط** : گزشتہ آیات میں وحی کا ذکر تھا، آئندہ آیت میں صاحب نبوت کی مخالفت کی مذمت اور آپ ﷺ کے خاص مخالف ابوجہل کی گستاخی پر اس کو عذاب کی وعید ہے۔

شان نزول : نبی کریم ﷺ پر جب نماز فرض ہوئی آپ ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھتے تھے ابوجہل آپ ﷺ کو روکتا کہ نماز نہ پڑھا کرو، ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے

تھے اس نے آ کر کہا میں بار ہا آپ ﷺ کو اس سے منع کر چکا ہوں اگر آئندہ پھر دیکھا تو (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی گردن پر پاؤں رکھ کر کچل دونگا۔ نبی کریم ﷺ نے اسکو جھڑک دیا اور فرمایا اللہ سے ڈرو اگر وہ چاہیں تو تیری گردن کو توڑ سکتے ہیں، اس نے کہا میری گردن کون توڑ سکتا ہے؟ پورا شہر مکہ میرے ساتھ ہے اگر میں اپنی مجلس والوں کو بلاؤں تو اس وادی کو تیرے خلاف اعلی گھوڑوں کے سواروں اور نوجوان، پیادوں سے بھر دونگا۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل آپ ﷺ کو ایذاء دینے کے لیے آگے بڑھا، مگر قریب جا کر رک گیا اور پیچھے ہٹنے لگا، لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی، کہنے لگا، میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق حائل ہوگئی اور اسمیں پردار چیزیں مجھے نظر آنے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے تھے، اگر یہ آگے بڑھتا تو فرشتے اس کو بوٹی بوٹی کر کے نوچ ڈالتے، آخر تک اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور اس بد بخت کی مذمت ہے۔ **کلا ان الانسان** اگرچہ شان نزول کے اعتبار سے یہ آیات ابوجہل کیساتھ خاص ہیں، لیکن الفاظ میں عموم ہے تاکہ اس میں تمام مخالفین (گستاخ) نبوت داخل ہو جائیں، اور سب کے لیے وعید عام ہو جائے۔

ان راٰہ استغنٰی: اس آیت میں انسان کی ایک کمزوری کو ذکر کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ انسان جب تک دوسروں کا محتاج رہتا ہے، تو عاجزی کرتا ہے، سیدھا چلتا ہے، اور جب اسے یہ گمان ہو جائے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں رہا، مستغنی ہو گیا ہے، تو اس میں سرکشی اور تکبر آ جاتا ہے، اور دوسروں پر ظلم وستم کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے، جس طرح مالداروں اور صاحب اقتدار لوگوں میں دیکھا جاتا ہے کہ اپنی طاقت کے نشے میں مست ہو کر ظلم وستم کا بازار گرم کرتے ہیں، چونکہ ابوجہل کا بھی یہی حال تھا، مکہ مکرمہ کے متمول لوگوں میں سے تھا، پورے شہر کے لوگ اسکی بات مانتے، اس کا احترام کرتے، تو وہ غرور میں آ کر خرمستیاں کرنے لگا، اور سید الانبیاء واشرف الخلائق ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے لگا، **ان الی ربک الرجعی:** رُجعیٰ بشریٰ کی طرح مصدر ہے، معنی یہ ہے کہ سب کو اپنے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے، آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ① ظاہراً مقصد یہ ہے کہ مرنے کے بعد سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس گستاخ رسول ﷺ کو بھی اپنے اعمال پیش کرنے ہونگے، اور انکی سزا بھگتنی ہوگی۔ ② یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت میں متکبر انسان کو اس کے تکبر وغرور کا علاج بتلایا گیا ہو، کہ اے احمق، متکبر، تو اپنے آپ کو خود مختار و مستغنی سمجھتا ہے، حالانکہ اگر تو غور کرے تو اپنی ہر حالت، ہر حرکت و سکون میں، اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، پھر اپنے آپکو انسانوں سے بے نیاز سمجھنا یہ بھی

مغالطہ ہے، ورنہ انسان تو دوسرے انسانوں کا ہر وقت محتاج رہتا ہے، اکیلا انسان کا اپنی تمام ضروریات کو پورا کرنا اوران کا بندوبست کرنا ناممکن ہے، انسان اگر اپنے ایک لقمہ پر غور کرے تو اسے پتہ چلے گا کہ اس میں سینکڑوں انسانوں کی محنت کا دخل ہے، یہی حال اس کے لباس اور دوسری ضروریات کا ہے، انسان اکیلا ان کا انتظام نہیں کرسکتا۔

ارء یت الذی ینھی عبدا اذاصلّٰی: اس آیت میں ابوجہل کی اسی سرکشی کا ذکر ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو دھمکی دی تھی، کہ نماز پڑھی تو (نعوذ باللہ) گردن کچل دونگا۔ اللہ تعالیٰ بطور تعجب فرماتے ہیں کہ ذرا اس شخص کی سرکشی کو تو دیکھو کہ ایک اللہ کا بندہ نماز پڑھتا ہے اور یہ اسکو روکتا ہے اس سے زیادہ بری اور تعجب کی بات بھی کوئی ہوسکتی ہے۔

ارء یت ان کان علی الھدی: آیت کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں ① مقصد یہ ہوگا کہ ذرا بتلایئے اگر وہ بندۂ خدا خود بھی راہ ہدایت پر ہو، اور دوسروں کو بھی تقویٰ کا حکم کرتا ہو تو ایسے شخص کو نماز سے روکنا کتنا برا ہوگا، اور انجام کتنا خطرناک ہوگا، اس صورت میں کان اور امر کی ضمیر کا مرجع عبدا ہوگا۔ (معارف ومظہری)

② دوسرا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ شخص بجائے سرکشی کے اور نماز سے روکنے کے خود ہدایت پر ہوتا اور دوسروں کو بھی تقوی کا حکم دیتا تو یہ کتنی اچھی بات ہوتی۔ (حقانی)

ارء یت ان کذب: مقصد یہ ہے کہ اول تو یہ دیکھو کہ نماز سے روکنا بری بات ہے پھر بالخصوص جب منع کرنے والا خود گمراہ شخص ہو، دین حق کی تکذیب کرتا ہو، اور اس سے اعراض کرتا ہو، اور جس کو منع کیا جارہا ہے، وہ ہدایت کا اعلیٰ نمونہ ہو، تو یہ کتنی عجیب سی بات ہے۔ **الم یعلم بان اللہ یرٰی:** پھر ابوجہل کو وعید ہے کہ کیا وہ جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی سرکشی اسکی گستاخی، اور بداعمالیوں کو نہیں دیکھ رہا یقیناً دیکھ رہا ہے، اس لیے وہ اس کو سزا دیگا، سزا بھی بڑی خطرناک۔ **کلا لئن لم ینتہ:** یہاں پھر زجر و توبیخ ہے کہ اس شخص کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیا گر وہ اپنی گستاخیوں اور حرکتوں سے باز نہ آیا تو ہم اسکی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اس کو جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جائینگے، ناصیہ پیشانی کے اوپر والے سر کے اگلے بالوں کو کہا جاتا ہے۔ **ناصیة کاذبة خاطئة:** اس میں بھی اسکی مذمت ہے، ایسی پیشانی جو گنہگار جھوٹی ہے، مراد پیشانی والا ہے۔

فلیدع نادیہ ○سندع الزبانیة: اس میں ابوجہل کی دھمکی کا جواب ہے اگر اس کو اپنی مجلس پر گھمنڈ ہے تو انکو بلالے، اگر اس نے ایسا کیا تو ہم بھی دوزخ کے پیادوں اور جلادوں کو بلا لیں گے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ اپنی مجلس والوں کو بلاتا تو فرشتے لوگوں کے سامنے ابوجہل کو

گھسیٹ کر جہنم میں لے جاتے۔

کَلَّا سے پھر زجر ہے کہ اس بد بخت کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

لاتطعه واسجدواقترب: اس میں نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ آپ ﷺ اس کی اطاعت نہ کیجیے اور اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہیں، اپنے رب کو سجدہ کرتے رہیں، اور اس کا قرب حاصل کریں، کیونکہ نماز وسجدہ ہی قرب کا بہترین ذریعہ ہے، کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُمِنْ رَبِّهٖ وَهُوَسَاجِدٌفَاَکْثِرُواالدُّعَاءَ۔

سورة القدر مکیۃ

ایاتها ۵ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ...... رکوعها ۱

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ○ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○

ترجمہ: بے شک اتارا ہے ہم نے اس (قرآن) کو قدر کی رات، اور کیا پتہ آپ ﷺ کو کیا ہے قدر کی رات۔ قدر کی رات زیادہ بہتر ہے ایک ہزار مہینے سے، اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کی اجازت کیساتھ ہر حکم سے، وہ رات سلام ہے یا سلامتی والی ہے وہ رات فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

حل المفردات: انزلنا جمع متکلم، القدر شان' عظمت' اندازہ، از (ض) تدبیر کرنا' اندازہ کرنا' اَلْفٌ ہزار، جمع اسکی آلاف۔ شهر مہینہ، جمع شهور' اشہر، تَنَزَّلُ دراصل تَتَنَزَّلُ تھا، ایک تاء تفعل کو گرادیا گیا، واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع، امر تا الملئکۃ جمع ہے، مفرد مَلَكٌ، اُلروح، جمع اسکی ارواح، امر کام' حکم، جمع امور۔ سلم از (س) نجات پانا مطلع واحد مذکر اسم ظرف، از (ن) ستارہ وغیرہ کا نکلنا۔

حل التركيب: انآ انزلنه فی لیلة القدر: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسم انزلنه فی لیلة القدر فعل اپنے فاعل ومفعول ومتعلق سے ملکر جملہ ہوکر اِنَّ کی خبر، پھر یہ جملہ اسمیہ ہوا۔ وما ادراك ما لیلة القدر: واؤ عاطفہ، ما مبتدا، ادراك خبر، ما مبتدا، لیلة القدر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر ادری کا مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

لیلة القدر خیر من الف شهر :لیلة القدر مبتدا، خیر من الف شهر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ مفسَّرہ ہوا۔

تنزل الملٰئکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر :تنزل فعل، الملائکة معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الروح معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر فاعل، فیها جار مجرور ملکر تنزل کے متعلق، باذن ربهم با جار، اذن مضاف، رب مضاف، هم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر تنزل کے متعلق، من کل امر جار مجرور مضاف مضاف الیہ ملکر متعلق تنزل کے، فعل اپنے فاعل اور تینوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سلام هی حتی مطلع الفجر :اس جملہ کی دو ترکیبیں ہوسکتی ہیں ① سلام خبر ہے مبتدا محذوف هی کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، هی مبتدا، حتی جارہ، مطلع الفجر مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثابتۃ کے ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ② سلٰم خبر مقدم، هی مبتدا مؤخر، حتٰی مطلع الفجر جار مجرور ملکر متعلق سلام کے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ القدر۔ مکی مدنی ہونے میں اختلاف ہے، راجح قول یہ ہے کہ یہ مکی ہے۔

ربط: ① گزشتہ سورت میں وحی وصاحب وحی کی فضیلت وصداقت کا بیان تھا، اس سورت میں فضیلت وصداقت قرآن اور فضائل لیلۃ القدر کا بیان ہے ② گزشتہ سورت میں اقرأ سے قراءت قرآن کا حکم تھا، اس سورت میں فضیلت قرآن کا بیان ہے، گویا پڑھنے کی وجہ اور علت بیان کی گئی ہے ③ گذشتہ سورت میں نزول وحی اور مخالفین وحی کی سرزنش ووعید وعتاب کا ذکر تھا، اس میں نزول قرآن اور موافقین قرآن پر انعامات وعنایات کا بیان ہے۔

شان نزول: اس سورت کے متعدد شان نزول بیان کیے گئے ہیں ① بعض احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ اس بات پر بہت رنج ہوا کہ پہلی امتوں کی عمریں بہت لمبی تھیں اور میری امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں، اگر یہ نیک اعمال میں انکی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے، اس پر یہ سورت نازل کی گئی کہ اگر آپ ﷺ کی امت ایک رات عبادت کرے تو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ بہتر ہے ② نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک ہزار مہینے تک مسلسل مشغول جہاد رہا کبھی ہتھیار نہیں اتارے، صحابہ کرامؓ نے اسکی عبادت جہاد پر تعجب کیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی ③ ابن جریر نے بروایت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا دوسرا واقعہ ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ساری رات عبادت

میں مصروف رہتا، اور صبح ہوتے ہی جہاد پر چلا جاتا، دن بھر جہاد میں مصروف رہتا، ایک ہزار مہینے تک مسلسل وہ اسی طرح رہا، صحابہ کرام کو یہ واقعہ سنکر بڑا رشک آیا، اس پر یہ سورت نازل ہوئی ④ ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ، حضرت یوشع علیہ السلام، کہ یہ حضرات اَسّی اَسّی برس تک اللہ کی عبادت میں رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی، اس پر صحابہ کرامؓ کو حیرت ہوئی تو یہ سورت نازل ہوئی۔

فضائل لیلۃ القدر: یہ بڑی مہتم بالشان رات ہے، اس کے فضائل بے شمار ہیں: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَنْ قَامَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ: وَفِیْ رَوَایَۃٍ۔ وَمَنْ حَرَمَهَا فَقَدْ حَرَمَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ وَلَا یَحْرَمُ خَیْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ: لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات فرشتے زمین پر آتے ہیں، جو شخص بھی عبادت میں مشغول ہو، اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اور اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں عبادت کرنے والے کے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں وغیرہ۔

فائدہ: بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ لیلۃ القدر اس امت کی خصوصیت نہیں ہے، پہلی امتوں کو بھی یہ رات دی گئی، مگر راجح قول یہ ہے کہ یہ رات امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے، یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس کو ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ اس میں متعدد اقوال ہیں جو تقریباً چالیس تک پہنچ جاتے ہیں، چند اقوال حسب ذیل ہیں ① سال بھر میں کوئی نہ کوئی رات ② رمضان المبارک کے مہینہ میں کوئی نہ کوئی رات ہوتی ہے ③ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی کوئی رات ④ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ⑤ آخری عشرہ کی ستائیسویں رات، صحیح قول یہ ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی رات، وہ رات معین نہیں ہے، بلکہ بدلتی رہتی ہے، کبھی کوئی رات، کبھی کوئی رات۔ عدم تعیین کی حکمت یہ ذکر کی گئی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ عبادت میں مصروف رہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَحَرُّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر تلاش کرو) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاطْلُبُوْهَا فِی الْوِتْرِ مِنْهَا (طاق راتوں میں تلاش کرو) علامات لیلۃ القدر: احادیث میں لیلۃ القدر کی بعض نشانیاں ذکر کی گئی ہیں، ① یہ رات کھلی، صاف، شفاف، چمکدار، ہوتی ہے ② نہ زیادہ گرم، نہ زیادہ سرد، بلکہ معتدل ہوتی ہے ③ اس رات

میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے ④ اس رات کے بعد صبح کو آفتاب بغیر شعاؤں کے طلوع ہوتا ہے، ٹکیہ کی طرح گویا وہ چودھویں کا چاند ہے ⑤ اس رات سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے ⑥ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے یہاں تک کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں، پھر کھڑے ہو جاتے ہیں ⑦ بعض اہل کشف کو اس رات میں انوارات کا مشاہدہ ہوتا ہے، لیکن یہ ہر ایک کو نہیں ہوتا، اور اس کے مشاہدہ نہ ہونے سے ثواب میں کوئی فرق نہیں آتا، نہ یہ ضروری ہے۔

خاص دعا: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو اسمیں کیا دعا کروں آپ ﷺ نے یہ دعا ارشاد فرمائی:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ﴾

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر: مقصد یہ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

سوال: قرآن مجید صرف شب قدر میں تو نازل نہیں ہوا، بلکہ یہ تو دور نبوت میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں، **فماھو الجواب عن ھذا الاشکال۔**

جواب: ① اصل تو قرآن پاک لوح محفوظ میں تھا، پھر لیلۃ القدر میں وہاں سے لاکر آسمان دنیا میں ایک جگہ بیت العزت میں رکھ دیا گیا، اس کے بعد حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا ② یا یہ بھی جواب دیا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلی وحی قرآن پاک کی لیلۃ القدر میں نازل ہوئی پھر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا۔

فائدہ: قرآن مجید کے علاوہ باقی کتب آسمانی بھی اسی ماہ رمضان میں نازل کی گئیں، حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صحف ابراہیم علیہ السلام ۳ رمضان، توراۃ ۶ رمضان، انجیل ۱۳، اور زبور ۱۸ تاریخ کو نازل کی گئی، القدر قدر کے تین معانی ہوسکتے ہیں ① بمعنی عظمت وشان اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ اسکی عظمت وشان ہے یا یہ وجہ ہے کہ بے عمل آدمی جسکی اللہ کے ہاں کوئی شان نہیں تھی توبہ و استغفار کر کے صاحب قدر وشرف بن جاتا ہے ② دوسرا معنی تقدیر وحکم، پھر لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لیے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا وہ حصہ جو اس رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر کے لیے مامور ہیں، اس میں ہر انسان کی عمر، موت، رزق، بارش، اس سال حج کس کو نصیب ہوگا، یہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔

سوال: مشہور قول یہ ہے کہ امور تقدیر یہ کے فیصلے تو شب براءت میں کیے جاتے ہیں نہ کہ شب قدر میں۔شب براءت ۱۵ شعبان کو کہا جاتا ہے،**انا انزلنٰه فی لیلة مبارکة...... فیها یفرق کل امر حکیم** سے یہی رات (۱۵ شعبان) مراد ہے۔

جواب: اکثر مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ آیت **فی لیلة مبارکة** سے بھی شب قدر مراد ہے،اگر اس سے شب برأت مراد ہو تو پھر جواب یہ ہوگا کہ ابتدائی فیصلے امور تقدیر کے اجمالی طور پر تو شب براءت کو ہو جاتے ہیں، پھر ان کی تفصیلات شب قدر میں لکھ کر متعلقہ فرشتوں کے سپرد کردی جاتی ہیں ۲ قدر بمعنی تنگی کے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے **الله یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر** پھر لیلۃ القدر کو قدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات اتنی روحانیات ورحمتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔

وما ادرك ما لیلة القدر:یہ استفہام عظمت کے لیے اور زیادہ شوق دلانے کے لیے ہے۔**لیلة القدر خیر من الف شهر** : شب قدر کی شان کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ بہتر ہے، ہزار مہینے کے تراسی سال چار ماہ بنتے ہیں، پھر زیادتی کی بھی کوئی انتہا،کوئی حد نہیں۔

تنزل الملئکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر :دوسری فضیلت کا بیان ہے، مقصد یہ ہے کہ اس رات فرشتے اور روح القدس اپنے رب کی اجازت سے ہر امر لیکر زمین پر نازل ہوتے ہیں،امر سے یا تو حکم اور امر تقدیر مراد ہے، یا اس سے ہر امر خیر مراد ہے۔

سوال:الروح سے کیا مراد ہے؟

جواب: متعدد اقوال ہیں ۱ صحیح قول کے مطابق روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ السلام) مراد ہیں ۲ ایک بہت بڑا فرشتہ مراد ہے، تمام زمین وآسمان اس کے سامنے ایک لقمہ کے برابر ہیں ۳ فرشتوں کی ایک جماعت مخصوص مراد ہے جو اور فرشتوں کو بھی لیلۃ القدر میں نظر آتی ہے ۴ یہ اللہ کی کوئی خاص مخلوق ہے جو کھاتی ہے پیتی ہے مگر نہ فرشتوں میں سے ہے نہ انسانوں سے ۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو امت محمدیہ ﷺ کے کارنامے دیکھنے کے لیے ملائکہ کے ساتھ اترتے ہیں۔ ۶ اس سے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت مراد ہے جو صرف اسی رات نازل ہوتی ہے (تفسیر کبیر، قرطبی)

سلٰم اس کے دو مطلب ہیں ۱ یہ رات سلام ہے جس طرح کہ حدیث میں ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ہمراہ زمین پر نازل ہوتے ہیں اور جو شخص بھی قیام، قعود، ذکر وغیرہ

میں مشغول ہوتا ہے فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں ② یا مقصد یہ ہے کہ یہ رات سلامتی اور امن والی ہے، اس رات میں شیطان کے مکر وفریب سے امن رہتا ہے ھی حتی مطلع الفجر مقصد یہ ہے کہ لیلۃ القدر کی یہ برکات رات کے کسی حصہ کیساتھ مخصوص نہیں بلکہ شروع رات سے طلوع فجر تک رہتی ہیں۔ (معارف)

مسئلہ: جس شخص نے شب قدر میں عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھ لی اس نے بھی اس رات کا ثواب پالیا۔ (معارف)

سورۃ البینہ مدنیہ

ایاتہا ۸ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ...... رکوعہا ۱

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنفَكِّيْنَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْ صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَالِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أُوْلٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذَالِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ○

ترجمہ: نہیں تھے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب سے اور مشرکین سے باز رہنے والے یہاں تک کہ آ گئی ان کے پاس کھلی دلیل، یعنی رسول اللہ تعالیٰ سے جو تلاوت کرتا ہے پاک صحیفوں کو، ان میں مضامین ہیں مضبوط (درست ٹھیک ٹھاک) اور، نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جو دیے گئے کتاب کو مگر بعد اس کے کہ آ گئی ان کے پاس واضح دلیل، اور نہیں حکم کیے گئے وہ مگر تا کہ عبادت کریں وہ اللہ کی درانحالیکہ خالص کرنے والے ہوں اس کے لیے دین کو درانحالیکہ یکسو ہونے والے ہوں اور ادا کریں نماز اور دیں زکوۃ اور یہی مضبوط (لوگوں کا) دین (طریقہ) ہے، بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب اور مشرکین سے وہ جہنم میں ہونگے ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے

اس میں، یہ وہی بری مخلوق ہے۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک یہ وہی بہترین مخلوق ہے، انکی جزا ان کے رب کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں درانحالیکہ رہنے والے ہونگے اس میں ہمیشہ راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اللہ تعالیٰ سے یہ اس شخص کے لیے ہے جو ڈر گیا اپنے رب سے۔

حل المفردات : لم یَکُنْ اصل لم یَکُوْنُ تھا، مُنْفَکِّیْنَ جمع مذکر سالم اسم فاعل، اصل مُنْفَکِکِیْنَ تھا، از (انفعال) جدا ہونا' کھلنا' باز آنا' البینۃ کھلی بات' واضح دلیل' جمع بینات، یَتْلُوْا واحد مذکر غائب مضارع، اصل یَتْلُوُتھا، تلاوت کرنا (بقانون یدعُوْ یرمی) یتلو ہوا، قیمۃ: مضبوط' سیدھا' راست بازی۔ تفرق واحد مذکر غائب ماضی معروف، از (تفعل) جدا ہونا' متفرق ہونا' امروا جمع مذکر غائب ماضی مجہول، از (ن) حکم کرنا، لیعبدوا لام کیُ ہے، یعبدوا جمع مذکر غائب مضارع، از (ن) عبادت کرنا، مخلصین جمع مذکر سالم اسم فاعل، از (افعال) خالص کرنا۔ حنفاء جمع ہے حنیف کی، ادیان باطلہ کو چھوڑ کر دین حق کو اختیار کرنے والا، از (ض) جھکنا' ٹیڑھا ہونا، یُقِیْمُوْا جمع مذکر غائب مضارع معروف، اصل یُقْوِمُوْا تھا، (بقانون بیع ومیزان) یقیموا ہوا یُؤْتُوْا جمع مذکر غائب مضارع معروف، اصل یُؤْتِیُوْا تھا، یاء کا ضمہ تاء کو دیدیا، اجتماع ساکنین کیوجہ سے یاء گرگئی، از (افعال) دینا، خلدین جمع مذکر سالم اسم فاعل، از (ن) ہمیشہ رہنا۔ البریۃ مخلوق، جمع اسکی البرایا۔

حل الترکیب: لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنفَكِّیْنَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○ لم نفی برائے جحد، یکن فعل از افعال ناقصہ، الذین موصول، کفروا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، من جار، اہل مضاف، الکتب مضاف الیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، المشرکین معطوف' معطوف معطوف علیہ ملکر مضاف الیہ ہوا اہل کا، وہ مجرور ہوا من جارہ کا، جار مجرور ملکر کفروا کے متعلق، فعل فاعل و متعلق سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر اسم ہوا یکن کا، منفکین صیغہ اسم فاعل، ھم ضمیر فاعل، حتی جارہ، تأتی فعل، ھم ضمیر مفعول بہ، البینۃ مبدل منہ، رسول موصوف، من اللہ جار مجرور ملکر ظرف مستقر کائن کے متعلق ہو کر صفت اول، یتلوا فعل، ھو ضمیر فاعل، صحفا موصوف، مطھرۃ صفت اول، فیھا خبر مقدم، کتب قیمۃ موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، یہ جملہ صفت ثانی ہے صحفاً کی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مفعول بہ یتلوا کا، پھر یہ جملہ صفت ثانی رسول کی، پھر رسول بدل ہے مبدل

منہ کا' مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فاعل' فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور ہوا حتیٰ جارہ کا' جار مجرور ملکر منفکین کے متعلق ہوا، منفکین اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر کان کی خبر' لم یکن اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّامِنْ بَعْدِمَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ: واؤ استینافیہ، ما نافیہ، تفرق فعل، الذین موصول، اوتوا فعل، واؤ ضمیر بارز نائب فاعل، الکتٰب مفعول بہ، الا استثنائیہ زائدہ، من جارہ، بعد مضاف، ما مصدریہ، جاء ت فعل، ہم ضمیر مفعول بہ، البینۃ فاعل، یہ جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر مضاف الیہ ہوا بعد کا، پھر وہ مجرور ہوا من جار کا، جار مجرور ملکر اوتوا کے متعلق، اوتوا اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر فاعل ہوا تفرق کا، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وماآمروآالالیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویؤتو الزکوۃ: واؤ عاطفہ، ما نافیہ، امروا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، الا استثنائیہ زائدہ، لام کی' جارہ، یعبدوا فعل، واؤ ضمیر بارز ذوالحال، اللہ مفعول بہ، مخلصین صیغہ صفت، ہم ضمیر فاعل، لہ جار مجرور ملکر متعلق مخلصین کے، الدین مفعول بہ، صیغہ صفت کا اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر حال اول' حنفاء حال ثانی' ذوالحال اپنے دو حالوں سے ملکر فاعل یعبدوا کا' فعل فاعل ومفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، یقیموا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، الصلوۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول' ویؤتوا الزکوۃ فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی' معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مجرور ہے لام جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق' امروا فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وذلك دين القيمة: واؤ عاطفہ، ذلک مبتدا، دین القیمۃ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ان الذين كفروا من اهل الكتٰب والمشركين فى نار جهنم خٰلدين فيها اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین حسب ترکیب سابق ان کا اسم، فی جار نار جھنم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور' جار مجرور ملکر متعلق کائنون کے' کائنون صیغہ صفت، ہم ضمیر ذوالحال' خٰلدین حال، فیھا جار مجرور ملکر خٰلدین کے متعلق، ذوالحال اپنے حال سے ملکر کائنون کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ ہوکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ **اولٓئك هم شر البرية:** اولٓئک مبتدا، ہم مبتدا، شر البریۃ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر'

مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر ہے مبتدا اولٓئك کی مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحت اولٓئك هم خیر البریة: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الذین موصول، اٰمنوا جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وعملوا الصّٰلحٰت فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صلہ ہے موصول کا، موصول صلہ ملکر اِنَّ کا اسم، اولٓئك هم خیر البریة کی ترکیب مثل اولٓئك هم شر البریة کے ہے، پھر یہ جملہ اِنَّ کی خبر ہے اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جزآء هم عند ربهم جنّٰت عدن تجری من تحتها الانهٰر: جزاء هم مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، عند ربهم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ جزاء هم کا، جنّٰت عدن مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، تجری فعل، تحتها مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور من جار کا، جار مجرور ملکر تجری کے متعلق، الانهٰر فاعل، یہ جملہ فعلیہ ہوکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت ملکر خبر مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **خٰلدین فیهآ ابدا:** خٰلدین صیغہ صفت کا، ھم ضمیر فاعل، فیها جار مجرور ملکر خٰلدین کے متعلق ابداً مفعول فیہ، صیغہ صفت کا اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر یہ حال ہے ادخلوا فعل محذوف سے، پھر یہ جملہ فعلیہ ہوا۔

رضی الله عنهم ورضوا عنه: رضی فعل، الله فاعل، عنهم متعلق، یہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، ورضوا فعل با فاعل، عنه متعلق ہوکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ **ذالك لمن خشی ربه:** ذالك مبتدا، لام جارہ، من موصولہ، خشی فعل، ھو ضمیر فاعل، ربه مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر ثابت کے متعلق ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ البینہ، سورۃ القیامۃ، سورۃ البلد، سورۃ لم یکن، سورۃ منفکین، سورۃ البریہ

ربط: گزشتہ سورت میں نزول قرآن کا ذکر تھا، اس سورت میں ان لوگوں کے احوال کا بیان ہے جن کے لیے قرآن پاک اتارا گیا ہے۔ عند البعض یہ سورۃ مکی ہے، عند الاکثر مدنی ہے۔ **لم یکن الذین کفروا من اهل الکتٰب والمشرکین منفکین حتّٰی تاْتیهم البینة:** اس آیت کریمہ میں یہ بتلایا گیا کہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کافر ومشرک واہل کتاب کفر وشرک کے شدید مرض میں مبتلا تھے، رب العالمین کی رحمت وحکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ جب مرض شدید اور وباء عالمگیر ہے تو علاج کے لیے بھی بہت بڑا ماہر وحاذق معالج بھیجنا چاہیے اسی لیے نبی

کریم ﷺ جیسے ماہر معالج کو ان کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا البینۃ سے نبی کریم ﷺ مراد ہیں، جیسا کہ آگے رسول بدل بنا کر ذکر کیا گیا۔

رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ: اس آیت میں اوصاف رسول ﷺ کو بیان کیا جا رہا ہے، یتلو تلاوت سے ہے، پڑھنا، صحفا جمع ہے صحیفۃ کی، وہ کاغذ جس میں کوئی مضمون تحریر کیا گیا ہو، مطھرۃ بمعنی پاکیزہ، مقصد یہ ہے کہ وہ رسول ﷺ ایسے صحیفوں کی تلاوت کرتے ہیں جو پاکیزہ ہیں، یعنی جھوٹ سے، شک سے، گمراہی سے، شیاطین کے تصرف سے، باطل کی آمیزش سے۔ یا پاکیزہ کا مقصد یہ ہے کہ بے وضو اور ناپاک لوگ اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

فیھا کتب قیمۃ کتب کتاب کی جمع ہے، یا اس کا معنی لکھی ہوئی چیز، یا معنی حکم، قیمۃ بمعنی مستقیمۃ، درست، ٹھیک ٹھاک، راست، مضبوط، مقصد یہ ہوگا کہ ان صحیفوں میں مضبوط احکام الٰہی ہیں، جو قیامت تک قائم و دائم رہیں گے، یا درست و سچے احکام ہیں۔

وما تفرق الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جآء تھم البینۃ: تفرق سے اختلاف وانکار مراد ہے، مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت اور بعثت سے پہلے تمام اہل کتاب آپ کی نبوت پر متفق تھے، اور آپ ﷺ کی آمد کے شدت سے منتظر تھے، بلکہ جب کفار سے مقابلہ ہوتا تو نبی آخر الزمان ﷺ کا واسطہ دیکر خدا تعالیٰ سے فتح مانگتے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جب وہی نبی ﷺ جن کا تذکرہ یہ اپنی کتابوں میں پڑھ چکے تھے ان کے پاس آ گئے تو یہ متفرق ہو گئے، کچھ نے مانا اکثر نے انکار کر دیا، حالانکہ ان سب کو ماننا چاہیے تھا۔ (معارف)

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفآء ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ: مقصد یہ کہ جنہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کی ہے اہل کتاب میں سے وہ صرف حسد و عناد کیوجہ سے ہے، ورنہ آپ ﷺ نے بھی ان کو انہی باتوں کا حکم دیا ہے جو پہلے سے توراۃ اور انجیل میں موجود ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوص سے کریں کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، تمام ادیان باطلہ سے یکسو ہو کر صرف اسی کی عبادت کریں، اور نماز ادا کریں، اور زکوۃ دیں۔ تو مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (مظہری)

وذٰلک دین القیمۃ: القیمہ یا الکتب یا ملت محذوف کی صفت ہے مقصد یہ ہے کہ ان کو جو احکام دیے گئے عبادت، نماز، زکوۃ، تمام کتب قیمہ میں بھی یہی احکام مذکور ہیں اور سب کا یہی دین اور طریقہ ہے۔

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنم خٰلدین فیھا

اولٓئك هم شر البريه: اس آیت میں منکرین رسالت کے انجام بد کا ذکر ہے، کہ یہ کفار واہل کتاب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اور یہ بہت بری مخلوق ہے۔

ان الذين اٰمنوا وعملوا الصٰلحت اولٓئك هم خير البرية ٥ جزآء هم عند ربهم جنٰت عدن تجری من تحتها الانهٰر خٰلدين فيها ابدا رضی الله عنهم ورضوا عنه: اس آیت میں مومنین کی جزا کا بیان ہے، ان کے لیے جنت عدن ہے، ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے۔

ذلك لمن خشی ربه: اس آخری آیت میں تمام کمالات دینی اور اخروی نعمتوں کے مدار کا ذکر فرمایا، اور وہ ہے خشیت الٰہی، اور خشیت وہ خوف ہے جو کسی کی انتہائی عظمت وجلال کی وجہ سے پیدا ہو (معارف) مقصد یہ ہے کہ نعمتیں صرف اس شخص کو حاصل ہوتی ہیں جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

سورة الزلزال مدنيه

اٰیاتها ۸ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعها ۱

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ○ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ○ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ○ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحٰى لَهَا ○ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتاً لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ○ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ ○ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ ○

ترجمہ: جب ہلادی جائیگی زمین اپنے بھونچال سے، اور نکال دیگی زمین اپنے بوجھوں کو، اور کہے گا انسان کیا ہوگیا ہے اس زمین کے لیے اس دن بیان کریگی وہ (زمین) اپنی خبروں کو، بسبب اس کے کہ تیرے رب نے حکم دیا اس کے لیے اس دن واپس لوٹیں گے لوگ درانحالیکہ وہ طرح طرح پر ہونگے یا درانحالیکہ وہ مختلف گروہ ہونگے تاکہ دکھلائے جائیں وہ اپنے اعمال (بدلہ) کو، پس وہ شخص جو عمل کریگا ایک چیونٹی یا ذرہ کے برابر نیکی کا دیکھ لے گا وہ اس کو، اور وہ شخص جو عمل کریگا ذرہ کے برابر برائی کا دیکھ لے گا وہ اس کو۔

حل المفردات: زلزلت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی مجہول، از (فعللہ) بھونچال لے آنا، ہلانا، زلزلہ اسی باب سے ہے۔ اخرجت واحدہ مؤنثہ غائبہ، از (افعال) نکالنا، اثقال

جمع ہے، مفرد ثقل، معنی بوجھ، تحدث واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع، از (تفعیل) بات کرنا، بیان کرنا، اخبار جمع ہے، مفرد خبر ہے، اوحی واحد مذکر غائب ماضی، اصل اوحَیَ تھا، از (افعال) وحی بھیجنا، اشارہ کرنا، یصدر واحد مذکر غائب، از (ن) واپس لوٹنا، اشتاتا جمع ہے، مفرد شتت، معنی پراگندہ، ومتفرق، از (ض) متفرق وجدا ہونا، لیروا جمع مذکر غائب مضارع مجہول۔ اعمال عمل کی جمع ہے، مثقال کسی چیز کا وزن یا کسی چیز کی ترازو، جمع مثاقیل، ذرۃ چھوٹی چیونٹی، یا سورج کی شعاعوں میں چھوٹے چھوٹے ذرات ہوتے ہیں، اسکی جمع ذرات۔

حل الترکیب: اذا زلزلت الارض زلزالها ٥ واخرجت الارض اثقالها ٥ وقال الانسان مالها ٥ یومئذ تحدث اخبارها ٥ بان ربك اوحیٰ لها ٥

اذا شرطیہ۔ **فائدہ** : اذا شرطیہ، اوران شرطیہ میں فرق۔ اذا شرطیہ اوران شرطیہ میں یہ فرق ہے کہ اذا کا مدخول امر یقینی الوجود ہوتا ہے، ان شرطیہ کا مدخول احتمالی اور شکی چیز ہوتی ہے۔ زلزلت فعل، الارض نائب فاعل، زلزالها مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق، یہ جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اخرجت فعل، الارض فاعل، اثقالها مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، قال فعل، الانسان فاعل، فعل فاعل ملکر قول، ما استفہامیہ، مبتدا، لها خبر، یہ جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر شرط، یومئذ مضاف مضاف الیہ ملکر یا اذکروا محذوف کا مفعول فیہ ہے یا تحدث کا مفعول فیہ ہے، تحدث فعل ھی ضمیر فاعل، اخبارها مفعول بہ، باسببیہ جارہ، انَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ربك مضاف مضاف الیہ ملکر انَّ کا اسم، اوحیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل، لها جار مجرور ملکر متعلق اوحیٰ کے، پھر یہ جملہ فعلیہ ہوکر انَّ کی خبر، انَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ ہوکر مجرور ہوا با جارہ کا، جار مجرور ملکر تحدث کے متعلق، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب شرط، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالهم: یومئذ مضاف مضاف الیہ ملکر یا پہلے یومئذ سے بدل ہے، یا اذکروا کا مفعول فیہ ہے، یا یصدر کا مفعول فیہ ہے، یصدر فعل، الناس ذوالحال، اشتاتا حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، لام کَیْ یروا فعل، واؤ ضمیر بارز نائب فاعل، اعمالهم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، پھر یہ جملہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر مجرور ہوا لام جارہ کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا یصدر کے، پھر یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ: ف تفسیریہ، یا فصیحہ، من شرطیہ مبتدا، یعمل

فعل، ھو ضمیر فاعل، مثقال ذرۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہ، یا ممیز، خیراً بدل یا تمیز، مبدل منہ بدل یا ممیز تمیز ملکر مفعول بہ ہے یعمل کا، فعل فاعل و مفعول بہ ملکر شرط، یرہ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر ہے من مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ: آنے والے جملہ کی ترکیب بعینہ جملہ سابقہ کی طرح ہے،

تفسیر: نام سورۃ الزلزال، سورۃ اذا زلزلت، سورۃ الزلزلہ۔ عند البعض مکی ہے، عند الاکثر مدنی ہے۔ **ربط:** ① گزشتہ سورۃ میں کفار کی سزا کا بیان تھا، اس سورت میں وقت سزا کا بیان ہے ② گزشتہ سورۃ میں قیامت کے آخری حال کا بیان تھا، کہ کفار فی نار جہنم اور مومن فی جنت عدن ہونگے، اس سورۃ میں ابتدائی احوال کا بیان ہے۔

اذا زلزلت الارض زلزالھا: مقصد یہ ہے کہ زمین پر سخت زلزلہ آئیگا، کوئی پہاڑ، کوئی عمارت باقی نہیں رہی گی۔ یہ زلزلہ شدیدہ کب آئیگا، اسمیں مفسرین کے دو قول ہیں ① نفحہ اولی سے پہلے والا زلزلہ مراد ہے، جو علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے ② بعض مفسرین کے نزدیک زلزلہ سے نفخہ ثانیہ کے بعد کا زلزلہ مراد ہے، جب مردے دوبارہ زندہ ہونگے۔ ممکن ہے کہ زلزلے متعدد ہوں ایک نفخہ اولی کے وقت، دوسرا نفخہ ثانیہ کے بعد، یہاں سے نفخہ ثانیہ کے بعد کا زلزلہ مراد ہے، کیونکہ آگے قیامت کے احوال کا بیان ہے۔ (معارف)

واخرجت الارض اثقالھا: مقصد یہ کہ زمین اپنے بوجھ نکال دیگی، بوجھ سے مراد زمین کے اندر جو چیزیں مدفون ہیں، خزانے، کانیں، مردے، طرح طرح کے قیمتی پتھر وغیرہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زمین اپنے جگر کے ٹکڑے، سونے کی بڑی بڑی چٹانیں اگل دیگی، باہر پھینک دیگی، اس وقت وہ شخص جس نے مال حاصل کرنے کے لیے کسی کو قتل کیا تھا، کہے گا کہ یہی وہ مال ہے جس کے لیے میں نے اتنا بڑا جرم کیا تھا، چور کہے گا یہی وہ مال ہے جس کے لیے ہاتھ کٹوایا تھا، کوئی کہے گا یہی مال ہے جس کے لیے میں نے رشتہ داروں کو چھوڑا تھا، قطع رحمی کی تھی پھر کوئی بھی اس مال کی طرف توجہ نہیں کریگا، بلکہ اس کو چھوڑ کر چلا جائیگا۔ (مظہری)

وقال الانسان مالھا: مقصد یہ کہ انسان تعجب سے کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے کہ سب کچھ باہر نکال رہی ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ انسان سے مراد کافر آدمی ہے چونکہ قبروں سے اٹھنے کی امید ہی اس کو نہ ہوگی، اس لیے قبر سے اٹھنے کے وقت وہ یہ بات کہے گا، اور مومن کہے گا یہ وہی ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں علیہم السلام نے سچ کہا تھا۔ (مظہری)

یومئذ تحدث اخبارھا: مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین گواہی دیگی، اپنی خبریں بتلائیگی

فلاں شخص نے میرے اوپر فلاں گناہ کیا، فلاں نے فلاں نیکی کی۔ (ترمذی)

بان ربك اوحی لھا: مقصد یہ ہے کہ زمین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ بولو اپنی خبریں بتلاؤ، یہ نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا بالاتفاق۔ **یومئذ یّصدر الناس اشتاتا** مقصد یہ کہ جب لوگ حساب کی پیشی کے بعد مقام حساب سے متفرق طور پر لوٹیں گے کچھ دائیں سمت کو جنت کی طرف جائیں گے اور کچھ بائیں سمت کو دوزخ کی طرف۔ (مظہری)

فمن یّعمل مثقال ذرۃ خیرا یّرہ: مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے دنیا میں ایک ذرہ کے برابر یعنی حقیر سے حقیر نیکی بھی کی ہوگی تو آخرت میں اس کا بدلہ اور پھل ضرور حاصل کریگا، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ نیکی ایمان کے ساتھ ہو، ایمان کے بغیر کوئی نیکی خواہ وہ کتنی بڑی اور خلوص کیساتھ بھی کیوں نہیں کی ہو آخرت میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، کوئی بدلہ نہ ملیگا، اگرچہ دنیا میں اس کا بدل دیدیا جائے۔ اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ بالآخر جہنم سے نکل آئے گا، کیونکہ اور کوئی نیکی نہ ہو خود ایمان بھی تو ایک نیکی ہے اس کا پھل اور بدلہ بھی تو اسے ملنا ہے وہ تب ملیگا جب جہنم سے آزاد کردیا جائے۔

ومن یّعمل مثقال ذرۃ شرًا یّرہ: مقصد یہ کہ جس نے چھوٹا سا چھوٹا گناہ بھی دنیا میں کیا ہو آخرت میں اس کا بدلہ اور سزا ضرور پائیگا، بشرطیکہ توبہ نہ کرلی ہو، اگر توبہ کرلی تو وہ گناہ کالعدم ہے، گویا کیا ہی نہیں، اگر توبہ نہیں تو پھر ہر چھوٹے بڑے گناہ کا بدلہ پائیگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ایسے گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرو جن کو چھوٹا یا حقیر سمجھا جاتا ہے، کیونکہ ان کا بھی مؤاخذہ ہوگا۔ (مظہری) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ آیت قرآن پاک کی سب سے زیادہ مستحکم اور جامع آیت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **الفاذۃ الجامعۃ** یعنی یہ آیت منفرد و یکتا ہے اور جامع ہے۔ (معارف)

سورۃ العدیت مکیہ

آیاتہا ۱۱ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ○ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ○ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ○ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ○ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ○ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ○ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ○ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ○ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ○ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ○

ترجمہ: قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی ہانپ کر، پھر آگ نکالنے والے گھوڑوں کی ٹاپ مار کر۔ پھر غارت ڈالنے والے گھوڑوں کی صبح کے وقت پھر اڑاتے ہیں وہ اس (صبح) میں غبار کو، پھر گھس جاتے ہیں وہ اس (صبح) میں (دشمنوں کی) جماعت میں، بیشک انسان اپنے رب کے لیے ناشکری کرنے والا ہے، اور بیشک وہ اس پر البتہ گواہ ہے، اور بیشک وہ مال کی محبت کے لیے البتہ سخت ہے، کیا پس نہیں جانتا وہ (انسان) جب اکھیڑ دی جائیگی وہ چیز جو قبروں میں ہے، اور ظاہر کر دی جائیگی وہ چیز جو سینوں میں ہے، بیشک انکا رب ان کے ساتھ اس دن البتہ خبر رکھنے والا ہے۔

حل المفردات: والعٰدیات جمع مؤنث سالم، مفرد العادیۃ، معنی دوڑنے والے گھوڑے، از (ن) دوڑنا، ضبحا وہ آواز جو دوڑتے وقت گھوڑے کے سینے سے نکلتی ہے۔ از (ف) گھوڑے کا دوڑتے وقت آواز نکالنا جوف سے، (ہانپنا) الموریٰت صیغہ جمع مؤنث سالم اسم فاعل، مفرد الموریۃ، از (افعال) آگ نکالنا۔ قدحا از (ف) ٹاپ مارنا، فالمُغِیْرٰت جمع مؤنث سالم، اصل مُغْیِرَاتٌ تھا بقانون بیع یا کا کسرہ نقل کر کے غین کو دیدیا گیا، از (افعال) حملہ کرنا چھاپہ مارنا، فاَثَرْنَ جمع مؤنث غائب ماضی معروف، اصل اَثْوَرْنَ تھا (بقانون یقال اثارن ہوا، پھر الف اجتماع ساکنین کیوجہ سے گر گیا) از (افعال) غبار اڑانا نقعا غبار جمع نقاع نقوع، فوسطن جمع مؤنث غائبات ماضی معروف، از (ض) درمیان میں بیٹھنا۔ لکنود واحد مذکر اسم مبالغہ، ناشکرا، از (ن) نعمت کی ناشکری کرنا، بعثر واحد مذکر غائب ماضی مجہول، از (فعللہ) بکھیرنا الٹنا پلٹنا القبور جمع ہے قبر کی، حُصِّلَ واحد مذکر ماضی مجہول، ظاہر کرنا حاصل کرنا، از (تفعیل) الصدور جمع ہے صدر کی، سینہ، خبیر واحد مذکر صفت مشبہ، از (ک) واقف ہونا۔

حل الترکیب: والعٰدیٰت ضبحا ٥ فالموریٰت قدحا ٥ فالمغیرٰت صبحا ٥ فاثرن بہ نقعا ٥ فوسطن بہ جمعا ٥ ان الانسان لربہ لکنود ٥ وانہ علی ذٰلک لشھید ٥ وانہ لحب الخیر لشدید ٥ واؤ قسمیہ جارہ، العادیات صیغہ صفت معتمد بر موصول محذوف، (الخیل) ھن ضمیر ذوالحال، ضبحا مصدر بمعنی ضابحۃ ہو کر حال ذوالحال حال ملکر فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر صفت برائے موصوف محذوف (الخیل) موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، فاء عاطفہ، الموریات صیغہ صفت، قدحا مفعول، مطلق من غیر لفظہ یا یہ بھی حال ہے الموریات سے، پھر یہ معطوف اول فا عاطفہ، المغیرات صیغہ صفت، صبحا مفعول فیہ، پھر یہ معطوف ثانی فا عاطفہ، اثرن فعل، ھن ضمیر فاعل، بہ جار مجرور ملکر متعلق نقعا مفعول بہ، یہ

جملہ ہوکر معطوف ثالث فا عاطفہ، وسطن فعل ،ھن ضمیر فاعل، بہ متعلق جمعا مفعول بہ یہ جملہ ہوکر معطوف رابع معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر مجرور، واؤ قسمیہ جارہ کے جار مجرور ملکر متعلق ہوا اقسم کے اقسم فعل با فاعل جملہ ہوکر قسم اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الانسان اسم، لربہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا لکنود کے، لام تاکیدیہ، کنود خبر یہ جملہ معطوف علیہ واؤ عاطفہ اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہ ضمیر اسم، علی ذالک جار مجرور ملکر شھید کے متعلق، لام تاکیدیہ، شھید خبر، پھر یہ جملہ ہوکر معطوف اول واؤ عاطفہ اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ہ ضمیر اسم، لحب الخیر جار مجرور مضاف مضاف الیہ ملکر شدید کے متعلق لام تاکیدیہ، شدید خبر یہ جملہ معطوف ثانی معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر جواب قسم قسم جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوا۔

افلایعلم اذابعثر مافی القبور ٥ وحصل مافی الصدور ٥ ان ربھم بھم یومئذ لخبیر: ھمزہ استفہامیہ، فا عاطفہ، لانافیہ، یعلم فعل، ھو ضمیر فاعل، اذا شرطیہ، بعثر فعل، ما موصولہ، فی جار، القبور مجرور جار مجرور ملکر متعلق ثبت کے ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر نائب فاعل ہوا بعثر کا، فعل نائب فاعل ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ، حصل فعل مافی الصدور موصول صلہ ملکر نائب فاعل، پھر یہ جملہ ہوکر معطوف معطوف معطوف علیہ ملکر شرط اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ربھم مضاف مضاف الیہ ملکر اِنَّ کا اسم بھم جار مجرور ملکر متعلق خبیر کے یومئذ مفعول فیہ خبیر کے لیے لام تاکیدیہ، خبیر خبر اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ ہوکر جواب شرط شرط جواب شرط سے ملکر جملہ ہوکر بتاویل مفرد ہوکر مفعول بہ برائے یعلم پھر وہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف اسکا معطوف علیہ محذوف ہے وہ یفعل مایفعل من القبائح۔

تفسیر: نام سورۃ العادیات۔ عندالبعض ابن مسعودؓ جابرؓ حسن بصری مکی ہے۔ ابن عباسؓ انسؓ امام مالک دیک مدنی ہے، جنگی گھوڑوں کا ذکر اس کے مدنی ہونے پر دلالت کرتا ہے

ربط: لفظی: و اخرجت الارض اثقالھا میں بھی مردوں کے نکالنے کا ذکر تھا، اس سورۃ میں اذابعثر میں اسی بات کا ذکر ہے۔

معنوی ① گزشتہ سورۃ میں خیر اور شر کی جزا کا ذکر تھا، اس سورۃ میں شر اختیار کرنے والے کی مذمت اور وعید عذاب ہے ① گزشتہ سورۃ میں نیکی اور بدی کا انجام اس خوبی کیساتھ بیان فرمایا گیا کہ سلیم الطبع انسان کو سننے کے بعد اس کے قبول کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوتا، لیکن سرکش اور ہٹ دھرم کب مانتے ہیں ان کے لیے تو آسمانی کوڑا درکار ہے، اس سورت میں لشکر جہاد اور گھوڑوں کے اوصاف بیان کر کے اشارہ کیا کہ ایسے بدبخت کے لیے یہی ہے کہ صبح

کیوقت اس پر چڑھائی کر کے قتل کر دیا جائے۔

شان نزول : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لشکر کہیں جہاد کے لیے بھیجا ایک ماہ تک اسکی کوئی خبر نہ آئی منافقین و یہود کہنے لگے کہ وہ سب مارے گئے ہونگے، اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (مظہری)

والعدیت ضبحا: اللہ رب العزت جنگی گھوڑوں کی پانچ اوصاف کی قسم کھا کر جواب قسم کو مؤکد فرما رہے ہیں ① **والعدیات** یہ عدو سے مشتق ہے، اسکا معنی دوڑنا، **ضبحا** وہ خاص آواز جو گھوڑے کے دوڑتے وقت اس کے سینے سے نکلتی ہے جسے ہانپنا کہا جاتا ہے، یہ عموما اس وقت ہوتا ہے جب گھوڑے دوڑتے دوڑتے تھک کر ہانپنے لگتے ہیں۔

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہانپنے والے جانور تین ہیں ① لومڑی ② کتا ③ گھوڑا (مظہری) **فالموریٰت قدحا**: دوسری قسم ہے الموریات ایراء سے مشتق ہے، اس کا معنی آگ نکالنا، چقماق وغیرہ سے، قدحا کا معنی گھوڑے کا ٹاپ (سم) مارنا۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جنگی گھوڑوں کی قسم کھا رہے ہیں جو رات کو جہاد پر جانے کے لیے پہاڑی راستہ سے گزر رہے ہوں، اور تیز دوڑنے کیوجہ سے ان کے پاؤں (خصوصاً جبکہ ان پاؤں میں آہنی نعل لگے ہوں) پتھروں سے ٹکرا رہے ہوں اور ان سے آگ کے شرارے نکل رہے ہوں۔

فالمغیرات صبحا: تیسری قسم ہے مقصد یہ کہ یہ جنگی گھوڑے رات کو آگ کی چنگاریاں اڑاتے ہوئے عین صبح کے وقت دشمنان اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ صبح کا وقت اس لیے ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ عرب رات کے اندھیرے میں حملہ کرنے کو معیوب اور بزدلی تصور کرتے تھے، اس لیے وہ صبح کے وقت حملہ کرتے اظہار شجاعت کے۔ یے۔

فاثرن به نقعا: چوتھی قسم ہے۔ اثارۃ غبار اڑانا، نقعا غبار کو کہتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ یہ جنگی گھوڑے صبح کیوقت جب دشمنوں پر حملہ آور ہوتے ہیں تو اتنا تیز دوڑتے ہیں کہ ان کے سموں سے غبار اڑ کر چھا جاتا ہے، حالانکہ صبح کے وقت شبنم کیوجہ سے غبار نہیں اڑتا، تو اشارہ ہے گھوڑوں کے تیز دوڑنے کی طرف۔

فوسطن به جمعا: پانچویں قسم ہے۔ گھوڑوں کی بے جگری اور دلیری کا بیان ہے کہ وہ گھوڑے بلا خوف وخطر دشمنوں کی صفوں میں گھس جاتے ہیں۔ **ان الا نسان لربه لکنود**: یہ جواب قسم ہے، مقصد یہ ہے کہ انسان بڑا ناشکرا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ نہیں ادا کرتا۔

فائدہ: کنود کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں ① نعمتوں کا انکار کرنے والا ② **یذکر**

المصائب وینسی النعم مصائب وتکالیف کو یاد رکھے لیکن نعمتوں کو بھول جائے ③ خود کھائے مہمانوں کو نہ کھلائے ④ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اسکی نافرمانی میں خرچ کرے ⑤ حسد کرنیوالا ⑥ اخلاق رذیلہ کا مجموعہ۔ ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ نعمتوں کی ناشکری کرنے والا، یا اس وجہ سے کہ ان نعمتوں کو اپنی کوشش کی طرف منسوب کرتا ہے، یا اس وجہ سے کہ ان نعمتوں کو بے موقع صرف کرتا ہے، یا اس وجہ سے کہ اپنے محسن ومربی کی طرف نہیں جھکتا بلکہ لذات وشہوات میں مستغرق رہتا ہے۔ (قرطبی، عزیزی)

وانه علٰی ذٰلك لشهید: بذریعہ عطف یہ بھی جواب قسم ہے، مقصد یہ ہے کہ انسان کبھی ابتداء اور کبھی غور وفکر کرنے کے بعد خود بھی احساس کر لیتا ہے کہ میں ناشکرا ہوں۔ یا کبھی دوسرے کو کہہ دیتا ہے کہ اس نے فلاں نعمت کا شکریہ ادا نہیں کیا' حالانکہ خود بھی نہیں کیا ہوتا گویا اپنے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ **وانه لحب الخیر لشدید:** بذریعہ عطف تیسرا جواب قسم ہے، کہ انسان مال کی محبت میں سخت اور مضبوط ہے، بڑا لالچی ہے الخیر سے مال مراد ہے، کیونکہ عرب حضرات مال کو خیر کہتے تھے۔

سوال: قسم اور جواب قسم میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: مناسبت یہ ہے کہ اللہ رب العزت جنگی گھوڑوں کی فرمانبرداری اور جانثاری کو بیان کر کے انسان کی ناشکری کو واضح کرنا چاہتے ہیں، کہ اے ناشکرے انسان ذرا غور تو کر جنگی گھوڑا کس طرح اپنے مالک کا حکم مانتا ہے وہ اس کے اشارہ پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، سخت سے سخت خدمات سرانجام دیتا ہے، حالانکہ اس کا مالک صرف اس کو گھاس ڈال دیتا ہے، نہ ہی اسنے اسکو پیدا کیا، اور نہ ہی گھاس کو پیدا کیا، لیکن گھوڑا کتنا احسان شناس ہے، کہ جان اس کے حوالے کر دیتا ہے، اس کے ادنیٰ اشارہ پر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اس کے بالمقابل تو اپنے آپ کو دیکھ کہ ابتداء آفرینش سے ہی تیرے اوپر نعمتوں کی بارشیں برس رہی ہیں، تجھے ایک حقیر قطرہ سے پیدا کیا، عقل وشعور عطا فرمایا، قوت بخشی، تمام ضروریات کا انتظام فرمایا، لیکن ان اعلیٰ اور اکمل احسانات کے باوجود تو اللہ کا شکر گزار نہیں بنتا۔ یہ کتنی ناشکری ہے۔

سوال: جواب قسم میں دو چیزوں کیوجہ سے انسان کی مذمت بیان کی گئی ہے ① ایک ناشکری پر کہ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں کو یاد رکھتا ہے، نعمتوں اور احسانات کو بھول جاتا ہے۔ ② دوسرا یہ کہ اسکو مال کیساتھ شدید محبت ہے، ان میں سے اول چیز تو عقلاً وشرعاً قابل مذمت ہے، لیکن ثانی پر شبہ ہوتا ہے کہ مال انسانی ضروریات پوری کرنے کا ذریعہ ہے، اور شریعت نے اس کا حصول صرف حلال ہی نہیں بلکہ بقدر ضرورت فرض قرار دیا تو مال کو کس وجہ سے مذموم قرار دیا گیا؟۔

جواب: ① نفس مال کی محبت مذموم نہیں ہے بلکہ مال کی محبت میں اتنا مغلوب ہوجانا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے غافل ہوجائے۔ حلال وحرام کی تمیز نہ کرے یہ بات قابل مذمت ہے ② مال کو بقدر ضرورت جمع کرنا یہ مذموم نہیں بلکہ فرض ہے، لیکن اس کے ساتھ دل سے محبت رکھنا جائز نہیں، بلکہ مذموم ہے، جس طرح انسان ضرورت کے تحت دوا پی تو لیتا ہے لیکن اس کے ساتھ محبت نہیں رکھتا۔

افلایعلم اذابعثرما فی القبور: ان آیات میں ان دو خصلتوں پر آخرت کے عذاب کی وعید ہے مقصد یہ ہے کہ کیا اس غافل انسان کو یہ علم نہیں کہ جب مردے دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔ **وحصل مافی الصدور**: اور جب سینے کے راز ظاہر کردیے جائینگے۔

ان ربھم بھم یومئذ لخبیر: اور یہ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب حالات سے واقف ہیں، تو ان کے مطابق جزا اور سزا دینگے، اس لیے عقلمند آدمی کا کام یہ ہے کہ ناشکری نہ کرے، اور مال کی محبت میں مغلوب نہ ہو۔

فائدہ: اگر الانسان سے کافر مراد ہو تو اس کی محبت مال کیساتھ ظاہر ہے اگر مطلق انسان مراد ہو تو انبیاء صلحاء اس سے مستثنیٰ ہونگے کیونکہ ان میں مال کی محبت نہیں ہوتی یہ دونوں مذموم خصلتیں ہیں تو کافر کی لیکن اگر مسلمان میں بھی ہیں تو اس کو غور کرنا چاہیے۔ (معارف)

سورۃ القارعۃ مکیہ

ایاتھا ۱۱ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعھا ۱

اَلْقَارِعَةُ ○ مَا الْقَارِعَةُ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ○ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ○ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ ○ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ○ نَارٌ حَامِيَةٌ ○

ترجمہ: کھڑکھڑانے والی' کیا ہے کھڑکھڑانے والی' اور کیا پتہ آپ ﷺ کو کیا ہے کھڑکھڑانے والی۔ جس دن ہونگے لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح، اور ہونگے پہاڑ دھنی ہوئی رنگین روئی کی طرح' پس لیکن وہ شخص کہ بھاری ہوگئیں اس کی تولیں' پس وہ پسندیدہ آرام میں ہوگا، اور لیکن وہ شخص کہ ہلکی ہوگئیں اسکی تولیں، پس اسکا ٹھکانہ ھاویہ ہے اور کیا پتہ آپ ﷺ کو کیا ہے وہ (ہاویہ) وہ، آگ ہے انتہائی گرم۔

حل المفردات: القارعۃ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، کھڑکھڑانے والی، از (ف)

کھٹکھٹانا۔ الفراش پروانے ، مفرد الفراشۃ ، المبثوث واحد مذکر اسم مفعول، از (ض،ن) بکھیرنا، العھن رنگی ہوئی اون، جمع اسکی عھون، المنفوش واحد مذکر اسم مفعول، دھنی ہوئی، از (ن) روئی دھنا، ثقلت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (ک) بھاری ہونا، موازینہ جمع ہے، مفرد میزان یا موزون، ترازو تول، خفت واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، از (ض) ہلکا ہونا، امہ معنی اصل، اور ٹھکانا، ھاویہ جہنم کا نام ہے' لغوی معنی گرانے والی، صیغہ واحدہ مؤنثہ اسم فاعل، از (ض) اوپر سے نیچے گرنا۔

حل الترکیب: القارعۃ ٥ ما القارعۃ: القارعۃ مبتدا م ما استفہامیہ مبتدا، القارعۃ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر پھر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وما ادراك ما القارعۃ: واؤ عاطفہ، ما استفہامیہ مبتدا، ادری فعل، ھو ضمیر فاعل، کاف ضمیر مفعول بہ اول، ما القارعۃ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلا مرفوع خبر ہے مبتدا ما کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ **یوم یکون الناس کالفراش المبثوث ٥ وتکون الجبال کالعھن المنفوش:** یوم مضاف، یکون فعل از افعال ناقصہ، الناس اسم، کاف جارہ، الفراش موصوف، المبثوث صفت، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا کاف جارہ کا' جار مجرور ملکر متعلق کائنین کے ہوکر یکون کی خبر' یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ، تکون فعل از افعال ناقصہ، الجبال اسم، کاف جارہ، العھن موصوف، المنفوش صفت' موصوف صفت ملکر مجرور ہے کاف جارہ کا' جار مجرور ملکر متعلق کائنۃ کے ہوکر تکون کی خبر' تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر مضاف الیہ ہے یوم کا' مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے اذکروا فعل محذوف کا، یا تقرع فعل محذوف کا' فعل فاعل ومفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

فاما من ثقلت موازینہ ٥ فھو فی عیشۃ راضیۃ: فا نتیجیہ یا فصیحیہ، اما شرطیہ، من موصولہ، ثقلت فعل، موازینہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل' فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہے من موصولہ کا' موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط' فا جزائیہ، ھو ضمیر مبتدا، فی جارہ، عیشۃ راضیۃ موصوف صفت ملکر مجرور' جار مجرور ملکر ظرف مستقر کائن کے متعلق ہوکر خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر قائم مقام جزا ہوکر خبر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ' و اما من خفت موازینہ کی ترکیب مثل فاما من ثقلت موازینہ کے ہے، یہ جملہ مبتدا

متضمن معنی شرط ہے۔

فا مه هاوية: فا جزائیہ، امہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، هاوية خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قائم مقام جزا ہوکر مبتدا' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

وما ادراك کی ترکیب گزر چکی ہے۔ **ماهيه** ما استفھامیہ مبتدا، ھی ضمیر خبر (ھیہ کیساتھ دوسری ھا وقف کیوجہ سے ہے) مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر مفعول ثانی، ادری فعل فاعل دونوں مفعولوں سے ملکر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

نار حامية: نار موصوف، حامية صفت' موصوف صفت ملکر خبر ہے مبتدا محذوف کی، وہ ھی ہے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ القارعہ۔ یہ مکی سورۃ ہے **ربط**: گزشتہ سورت میں قبروں سے زندہ ہوکر اٹھنے کا ذکر تھا، اس سورت میں زندہ ہونے کے بعد میدان محشر میں جمع ہونے کے احوال کا تذکرہ ہے۔ **القارعة o ما القارعة o وما ادراك ما القارعة**: قارعہ قرع سے ہے، لغوی معنی کھٹکھٹانا، مراد قیامت ہے، کیونکہ وہ بھی دلوں کو گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت آواز سے کھڑکھڑائیگی۔ **یوم یکون الناس كالفراش المبثوث**: یہ وماادراك والے استفھام کا جواب ہے، اس میں القارعہ کے کچھ احوال کا ذکر ہے، مقصد یہ ہے قیامت کے دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہونگے۔ پروانوں کے ساتھ تشبیہ دینے کی کئی وجوہ ہیں، ① کثرت' کیونکہ اس دن اولین واخرین تمام انسان ایک میدان میں جمع ہوں گے، تو کثرت کے اعتبار سے پروانوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ② یا کمزور ہونے کے اعتبار سے پروانوں سے تشبیہ دی گئی کہ اس دن انسان پروانے کی طرح ضعیف وعاجز ہوگا۔ ③ یا تشبیہ بے چینی اور بے تابی کے اعتبار سے ہے کہ لوگ پروانوں کیطرح بے تاب ہونگے اور ادھر ادھر مارے مارے پھرینگے۔ (معارف خلاصہ تفسیر)

و تکون الجبال كالعهن المنفوش: دوسرا حال قیامت ہے' اس دن پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح اڑتے پھرینگے۔ رنگین اس لیے کہا گیا کیونکہ پہاڑ کے رنگ مختلف ہیں سفید' سیاہ' سرخ' وغیرہ تو جب یہ ریزہ ریزہ ہوکر اڑینگے تو مختلف رنگ کے ہونگے۔ (معارف)

فامامن ثقلت موازينه o فهو في عيشة راضية: تیسرا حال قیامت ہے کہ اس دن وزن اعمال کا ہوگا، جس شخص کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگیا تو وہ دل پسند آرام میں ہوگا اس

کوحیات جاودانی اورزندگانی یا کامرانی ملیگی۔

واما من خفت موازینه o فامه هاوية: اور جس شخص کا پلڑا ہلکا ہو گیا تو وہ ناکام ہوگا پھر اس کا ٹھکانا ھاویہ ہے۔ام کا معنی جڑ،اصل،ٹھکانا،اور ھاویہ گڑھے کو کہتے ہیں، یہاں سے جہنم مراد ہےاور یہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔**وما ادرك ما هيه** یہ استفہام ھاویہ کی شدت وہولناکی کو بیان کرنے کے لیے ہے،**نار حامية**:یہ سوال کا جواب ہے کہ وہ ھاویہ انتہائی تیزگرم آگ ہے۔

فائدہ: قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے گنے نہیں جائینگے، کیونکہ اعمال کا دارومدار خلوص پر ہے تو جس شخص کے اعمال ہیں تو کم مگر خلوص بہت زیادہ ہے تو اس شخص کا وزن اعمال اس شخص پر بھاری ہوگا جس کے اعمال گنتی میں زیادہ ہیں مگر خلوص میں کم ہیں۔(معارف)

سورة التكاثر مكيه

آیاتها ۸ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعها ۱

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ○ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ○

ترجمہ: غفلت میں ڈال دیا تم کو مال کی کثرت، نے یا کثرت مال پر فخر کرنے نے، یہاں تک کہ زیارت کی تم نے قبروں کی، ہرگز نہیں عنقریب جان لوگے، تم پھر ہرگز نہیں عنقریب جان لوگے تم، ہرگز نہیں اگر جان لیتے تم یقین کا جاننا (تو تمہیں کثرت مال غفلت میں نہ ڈالتی)، اللہ کی قسم ضرور دیکھو گے تم جہنم کو، پھر ضرور ضرور دیکھو گے اس جہنم کو یقین کی آنکھ سے، پھر ضرور ضرور سوال کیے جاؤ گے تم اس دن نعمت کے بارے میں۔

حل المفردات: الهٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف،از (افعال) غفلت میں ڈالنا،غافل کرنا۔**التکاثر** مصدر باب تفاعل کثیر ہونا، کثرت میں ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنا،**زُرْتُمْ** جمع مذکر حاضر ماضی معروف،اصل **زَوَرْتُمْ** تھا، بقاعدہ قال اور قلن زرتم ہو گیا، از (ن) زیارت کرنا،**المقابر** جمع ہے مفرد المقبرۃ، قبرستان، دفن ہونیکی جگہ،**لترون** صیغہ جمع مذکر حاضر لام تاکید بانون ثقیلہ۔

حل الترکیب: الهٰكم التكاثر o حتى زرتم المقابر: الهٰی فعل، کم ضمیر مفعول

بہ، التکاثر فاعل، حتی جارہ، زرتم فعل بافاعل، المقابر مفعول فیہ، یہ جملہ ہوکر محلا مجرور ہوا حتی جارہ کا' جار مجرور الھی کے متعلق' الھی اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کلا سوف تعلمون: کلا حرف ردع، سوف برائے استقبال، تعلمون فعل بافاعل، یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کلالو تعلمون علم الیقین: کلالو تعلمون کلا حرف ردع، لو شرطیہ، تعلمون فعل بافاعل، علم الیقین مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ' فعل فاعل ومفعول بہ ملکر شرط' جزا محذوف ہے وہ ہے **لماالھکم التکاثر**، لام تاکیدیہ، ما نافیہ، الھی فعل، کم مفعول بہ، التکاثر فاعل، یہ جملہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

لترون الجحیم o ثم لترونھا عین الیقین o ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم: لترون لام تاکیدیہ، ترون فعل بافاعل، **الجحیم** مفعول بہ، یہ جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ' ثم عاطفہ، لام تاکیدیہ، ترون فعل بافاعل، ھا ضمیر مفعول بہ اول، عین الیقین مضاف مضاف الیہ ہوکر مفعول بہ ثانی، پھر یہ جملہ معطوف اول' ثم عاطفہ، تسئلن فعل بافاعل، یومئذ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، عن النعیم جار مجرور ملکر تسئلن کے متعلق' یہ جملہ معطوف ثانی' معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر جواب قسم ہیں، قسم محذوف واللہ کے پھر یہ جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ التکاثر' سورۃ المقبرۃ۔ یہ سورۃ مکی ہے عند البعض مدنی۔

ربط: گزشتہ سورۃ میں قیامت کے احوال کا بیان کرکے انسان کو تنبیہ کی گئی تھی، اس سورۃ میں بھی احوال قیامت کا بیان کرکے انسان کو غفلت پر تنبیہ ہے۔

شان نزول: ① حضرت ابن بریدہؓ فرماتے ہیں یہ سورۃ انصار کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ,, بنی حارثہ' بنو الحارث'' دونوں نے اپنے مال کی کثرت اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کیا، زندہ لوگوں پر فخر کرنے کے بعد وہ قبرستان چلے گئے، وہاں جاکر قبروں کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے، کیا ہمارے اس شخص جیسا شخص تمہارے پاس ہے؟ ذرا دکھاؤ تو سہی، اس پر یہ سورت نازل ہوئی ② کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شان نزول بیان کیا ہے کہ دو قبیلے بنی عبد مناف' بنی سہم کے لوگ کسی مجلس میں اپنے مفاخر ذکر کرنے لگے، ایک نے کہا ہمارا قبیلہ مالدار ہے، اور آدمی بھی ہمارے زیادہ ہیں، سرداری بھی ہمارا حق ہے، دوسرے نے کہا ہمارے لوگ زیادہ بہادر ہیں [illegible] لیے جنگ میں وہی زیادہ مارے گئے ہیں، بات بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ یہ طے ہوا [illegible] چلیں قبریں شمار کریں، جس کی قبریں زیادہ ہونگی وہ سچا تو قبریں شمار کی گئیں تو بنی سہم کی

تعداد بڑھ گئی، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (مظہری)

الھٰکم التکاثر ○ حتٰی زرتم المقابر : اگر تکاثر کا معنی تفاخر ہو تو مقصد یہ ہوگا کہ تمہیں مال اولاد پر تفاخر نے اللہ کی عبادت سے غافل بنا دیا، اور تم تفاخر میں اس قدر بڑھ گئے کہ قبروں کو شمار کرنے کے لیے قبرستان پہنچ گئے، اس صورت میں زرتم کا معنی شمار کرنا ہوگا۔ اگر تکاثر کا معنی کثرت مال ہو تو پھر زرتم المقابر کا معنی موت ہوگا، جس طرح خود نبی کریم ﷺ نے اسکی تفسیر **حتٰی یاتیکم الموت** کیساتھ فرمائی ہے۔ مقصد یہ ہوگا کہ تم لوگوں کو مال و دولت کی بہتات اور کثرت نے اللہ کی عبادت سے غفلت میں ڈالے رکھا، اور تمہاری یہی غفلت کی حالت رہتی ہے، اپنے انجام اور آخرت کے حساب کی کوئی فکر نہیں ہوتی، یہاں تک تم قبرستان پہنچ جاتے ہو اور موت آجاتی ہے اور پھر وہاں عذاب میں پکڑے جاتے ہو۔

کلا سوف تعلمون : کلا ماقبل پر زجر و توبیخ کے لیے ہے مقصد یہ ہوگا کہ تمہارا یہ کثرت مال پر تفاخر اور آخرت سے غفلت ہرگز درست نہیں، عنقریب تم اس تفاخر و غفلت کا انجام جان لوگے۔ **ثم کلا سوف تعلمون** اس میں پھر وعید سابق کی تاکید فرمائی تو تکرار تاکید کے لیے ہوگا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ پہلے **کلا سوف تعلمون** : سے مراد ہے قبر میں یا موت کے وقت جان لوگے اور دوسرے **کلا** سے مراد ہے آخرت میں روز قیامت تم انجام غفلت جان لوگے۔

کلا لو تعلمون علم الیقین : کلا سے پھر تاکید در تاکید ہے۔ لو شرطیہ ہے، جزا محذوف ہے، مقصد یہ ہوگا کہ تمہیں حساب و کتاب کا یقین ہوتا اور دلائل صحیحہ میں غور و توجہ سے کام لیتے اور آخرت کی پیشی کا یقین کر لیتے تو پھر تم ان فضول کاموں میں نہ پڑتے، اور آخرت سے غافل نہ ہوتے۔ **لترون الجحیم** اللہ رب العزت فرماتے ہیں اب ہم تمہیں صاف بتلا رہے ہیں اور قسم کھا کر بتلا رہے ہیں کہ تم جہنم کو ضرور دیکھوگے۔ (مظہری ملخصا)

ثم لترونھا عین الیقین : سے پھر تاکید ہے کہ تم اس جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھوگے۔

فائدہ : عین الیقین وہ علم و یقین ہے جو کسی چیز کے مشاہدہ کے بعد حاصل ہوتا ہے اور یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا یقین ہوتا ہے۔ علم الیقین اس سے کم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لیس الخبر کالمعاینۃ** اللہ عزوجل نے جب موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ تمہاری قوم گوسالہ کی پرستش میں مشغول ہوگئی ہے تو موسیٰ علیہ السلام پر اس کا اثر زیادہ نہ ہوا جب خود مشاہدہ کیا تو بے اختیار ہوگئے اور تورات کی تختیاں پھینک دیں۔

ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم : مقصد یہ ہے کہ قیامت کے روز تم سے ہر نعمت کے

بارے میں سوال کیا جائیگا کہ اس کا کیا شکر یہ ادا کیا تھا، مثلاً تندرستی، کھانا، پینا، لباس، مکان، بیوی اور اولاد اور حکومت وعزت یہاں تک کہ ٹھنڈے پانی کے بارے میں بھی سوال کیا جائیگا، جس طرح کہ احادیث میں انکی تفصیل ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کوئی آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکے گا جب تک پانچ سوالوں کا جواب نہ دیگا ① عمر کن کاموں میں گزاری؟ ② جوانی کہاں خرچ کی؟ ③ مال کس طرح حاصل کیا تھا؟ جائز یا ناجائز طریقہ سے ④ مال کہاں خرچ کیا تھا؟ ⑤ جو علم اللہ نے دیا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟

سورة العصر مكيه

أياتها ۳ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... ركوعها ۱

وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

ترجمه : قسم ہے زمانہ کی، بیشک انسان گھاٹے میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور عمل کیے نیک اور وصیت کی انہوں نے حق کے ساتھ اور وصیت کی انہوں نے صبر کے ساتھ۔

حل المفردات: العصر زمانہ، جمع اسکی اعصار، اعصور، خسر از (س) نقصان اٹھانا، گھاٹا اٹھانا۔

حل التركيب: والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ الا الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ واؤ قسمیہ جارہ، العصر مجرور، جار مجرور ملکر اقسم کے متعلق ہوا، اقسم فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر قسم، اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، الانسان مستثنیٰ منہ، لام برائے تاکید، فی جارہ، خسر مجرور، جار مجرور ملکر کائن کے متعلق ہوکر اِنَّ کی خبر، اِلَّا حرف استثنائیہ، آمنوا فعل فاعل ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، عملوا فعل بافاعل، الصّٰلحٰت مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر معطوف اول، واؤ عاطفہ، تواصوا فعل بافاعل، بالحق جار مجرور ملکر متعلق، یہ جملہ معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، تواصوا فعل فاعل، بالصبر جار مجرور ملکر متعلق، یہ معطوف ثالث ہے، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر صلہ ہے الذین موصول کا، موصول صلہ ملکر مستثنیٰ الانسان کا، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر اِنَّ کا اسم، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، پھر یہ جملہ قسمیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ العصر **ربط**: ① گزشتہ سورۃ میں غفلت انسانی کا ذکر تھا، اس سورت میں خسران اور نقصان انسان کا ذکر ہے، اور اس غفلت اور نقصان سے بچنے کے طریقہ کا بیان ہے، کہ انسان طاعات اختیار کرے ② گزشتہ سورت میں غافلین کا ذکر تھا، اس سورت میں مؤمنین و عاملین کا ذکر ہے، جو غفلت کا شکار نہیں ہوتے بلکہ صحیح مقصد کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتے ہیں۔

فضائل سورۂ عصر:

الفاظ کے اعتبار سے مختصر ہے مگر مضامین کے اعتبار سے انتہائی جامع ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر لوگ صرف سورۂ عصر میں تدبر و تفکر کر لیتے تو یہی سورت ان کی دین و دنیا کی بھلائی کے لیے کافی ہے۔ **والعصر** عصر سے کیا مراد ہے؟ اس میں متعدد اقوال ہیں ① دن رات مراد ہیں ② حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول زوال سے غروب آفتاب تک ③ وقت عصر مراد ہے ④ نماز عصر مراد ہے ⑤ زمانہ مراد ہے۔ **ان الانسان لفی خسر**: جواب قسم ہے، اللہ تعالیٰ زمانہ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں یقیناً انسان خسارے میں ہے۔

سوال: قسم اور جواب قسم میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: اکثر مفسرین نے یہ مناسبت بیان فرمائی ہے کہ آگے **الا الذین** میں انسان کو خسارہ سے بچنے کے لیے جن اعمال کی ہدایت کی گئی ہے وہ اسی زمانہ کے لیل و نہار میں ہی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام حالات انسانی اس کا نشو و نما، اسکی حرکات و سکنات، اعمال، اخلاق سب زمانہ کے اندر ہوتے ہیں، اور زمانہ ہی انسان کے عروج و زوال، اس کے خسارہ اور نفع کا سبب ہے۔ اگر غور کیا جائے تو انسان کی عمر کا زمانہ اس کا قیمتی سرمایہ ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ بے بہا قیمتی سرمایہ دیکر انسان کو تجارت کا حکم دیا، ہے قرآن پاک کی نصوص بھی اسی مضمون کو ثابت کرتی ہیں، ارشاد باری ہے یآایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون الخ: اے مؤمنو میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں جو عذب الیم سے نجات دے دے، وہ یہ کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ، نیک اعمال کرو، نیز حدیث میں ہے **کل یغدو فبائع نفسہ فمعتقھا او موبقھا** یعنی ہر انسان جب اٹھتا ہے بوقت صبح تو اپنی جان کا سرمایہ تجارت پر لگا دیتا ہے، اپنے نفس کو بیچ دیتا ہے، پھر کوئی تو اپنے سرمایہ کو نقصان و خسارہ سے بچا لیتا ہے، تو کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے۔ تو قرآن و حدیث سے یہی بات ثابت ہو رہی

ہے کہ انسان کی زندگی اور اسکی عمر کے اوقات اس کا سرمایہ ہیں، اگر وہ اس سرمایہ کو نفع بخش کاموں میں لگائے گا تو دنیا وآخرت میں منافع عظیمہ وعجیبہ حاصل کریگا، وہ نفع بخش کام یہی ہیں جو اس سورۃ میں ذکر کیے گئے ہیں، یعنی ایمان، اعمال صالحہ، تواصی بالحق تواصی بالصبر اور اگر اس نے اس زندگی کے سرمایہ کو برے کاموں میں خرچ کیا تو پھر اسکی عمر کی پونجی ضائع ہو جائیگی اس کے لیے وبال بن جائیگی۔

حیاتك انفاس تعد فكلما :: مضى نفس منها انتقصت به جزأ

تیری زندگی چند سانس ہیں: جب ایک سانس گزرتا ہے تو ایک حصہ عمر کا کم ہو جاتا ہے:

چونکہ زمانہ ہی نفع ونقصان کا سبب ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسکی قسم کھائی ہے۔

الا الذين امنوا وعملوا الصّٰلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر: یہ ماقبل سے استثناء ہے، اس میں حق تعالیٰ نے خسارہ سے بچنے کا ایک نسخہ بیان فرمایا ہے، جو چار اجزاء پر مشتمل ہے ① ایمان ② اعمال صالحہ ③ تواصی بالحق ④ تواصی بالصبر۔ ان میں سے اول دو اپنی ذات کی اصلاح کے لیے اور آخری دو دوسرے مسلمانوں کی ہدایت واصلاح کے متعلق ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جو شخص ان چار کو اختیار کریگا اس کے لیے دنیا وآخرت میں کامیابی ہے۔

① **امنوا** ایمان لے آئے، یعنی دل سے اللہ رب العزت کے واحد ہونے کی تصدیق کرے، اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں علیہم السلام، فرشتوں، کتابوں اور قیامت وغیرہ پر ایمان لائے۔ ② **عملوا الصّٰلحت** میں تمام نیک اعمال آگئے ③ **تواصوا بالحق** تواصوا وصیت سے ہے، وصیت کا معنیٰ ہے کسی کو تاکید کیساتھ مؤثر انداز میں نصیحت کرنا۔ حق سے مراد ① عند البعض عقائد حقہ صحیحہ، اور اعمال صالحہ دونوں کا مجموعہ، جسکا حاصل امر بالمعروف ہوگا ② عند البعض حق سے مراد فقط عقائد حقہ ہیں۔ مقصد یہ ہوگا کہ وہ لوگ دوسروں کے عقائد اور اعمال کی بھی اصلاح کرتے ہوں، ان کو نیکی کی ہدایت کرتے ہوں ④ **تواصوا بالصبر**: صبر کا معنیٰ ہوتا ہے نفس کو روکنا، اور پابند بنانا۔ اگر حق سے مراد اعتقادات اور اعمال صالحہ دونوں ہوں تو صبر سے مراد صرف گناہ اور برے کام ہونگے، جسکا حاصل نہی عن المنکر ہوگا۔ اگر حق سے فقط عقائد مراد ہوں تو صبر سے نیک اعمال اور بد اعمال دونوں مراد ہونگے، مقصد ہوگا وہ انسان کامیاب ہے جو لوگوں کو برے اعمال سے روکے۔ جو آدمی یہ چار کام کریگا اسکی تجارت بڑی نافع ہوگی دنیا وآخرت میں اسکو منافع عظیمہ حاصل ہونگے۔ (معارف ملخصا)

فائدہ: اس سورۃ میں انسان کو ایک بڑی ہدایت دی گئی ہے کہ انسان کے لیے جہاں یہ

ضروری ہے کہ اپنی اصلاح کی فکر کرے، وہاں یہ بھی ضروری ہے، دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان وعمل کی دعوت دے، اور حتی المقدور انکی اصلاح کی کوشش کرے، ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لیے کافی نہ ہوگا، خصوصاً اپنے اہل وعیال واحباب کی اصلاح کی فکر کرنا تو بہت ضروری ہے، احادیث میں ترک امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر بڑی وعیدیں آئی ہیں حدیث ہے:

مَنْ رَأ ى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانُ۔قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْب: قَرَأْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (والعصر) ثُمَّ قُلْتُ: مَاتَفْسِيْرُهَايَانَبِيَّ اللهِ؟ قَالَ: (والعصر) قَسَمٌ مِنَ اللهِ أَقْسَمَ رَبُّكُمْ بِآخِرِ النَّهَارِ (إِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ) أَبُوْجَهْلٍ (إِلَّاالَّذِيْنَ آمَنُوْا) أَبُوْبَكْرٍ (وَعَمِلُوْاالصَّالِحَاتِ) عُمَرَ (تَوَاصَوْابِالْحَقِّ) عُثْمَان (وَتَوَاصَوْابِالصَّبْرِ) عَلِيٌّ" رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ۔ (قرطبی)

سورۃ الھمزہ مکیہ

ایاتھا۹ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعھا ۱

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ○ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهٗ أَخْلَدَهٗ ○ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ○ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ○ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ○ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ○ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ○

ترجمہ: ہلاکت ہے ہر عیب چننے والے کے لیے طعنہ مارنے والے کے لیے، وہ جس نے جمع کیا مال کو اور گن گن کر رکھا اس کو، گمان کرتا ہے وہ انسان بے شک اس کا مال ہمیشہ رکھے گا اسکو یا ہمیشہ رہیگا اس کے ساتھ، ہرگز نہیں (اللہ کی قسم) ضرور ضرور پھینکا جائیگا وہ حطمہ میں، اور کیا پتہ آپ ﷺ کو کیا ہے حطمہ، وہ اللہ کی آگ ہے جو بھڑکائی ہوئی ہے، وہ جو چڑھ آئیگی دلوں پر بیشک، وہ (آگ) ان پر بند کی گئی ہے، لمبے لمبے ستونوں میں۔

حل المفردات: هُمَزَةٌ بروزن فُعَلَةٌ اس وزن میں عادت والا معنی ہے، جیسے ضحکتہ وہ شخص جو ہنسنے کی عادت بنالے، هُمَـــزَةٌ کا معنی غیبت کرنے والا، از (ض،ن) غیبت کرنا، چبھونا، توڑنا، لمزۃ روبرو کسی کا عیب نکالنے والا۔ بعض نے برعکس معنی کیا ہے، از (ن،ض) عیب لگانا۔ عــدد واحد مذکر غائب ماضی، از (تفعیل) شمار کرنا، اخــلــد واحد مذکر غائب ماضی،

(افعال) ہمیشہ رہنا، یا ہمیشہ رکھنا۔ لینبذن واحد مذکر غائب لام تاکید با نون ثقیلہ مجہول، از (ض) پھینکنا، **الحطمۃ** جہنم کے ناموں میں سے ایک نام، معنی توڑنے والی، کیونکہ جہنم کی آگ بھی ہر چیز کو توڑ پھوڑ دیگی، از (ض) توڑنا، **الموقدۃ** واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، از (افعال) آگ جلانا 'بھڑکانا **تطّلع** واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع معروف، دراصل **تطتلع** تھا، تا کو طاء کر کے ادغام کیا گیا، از (افتعال) پہنچنا' چڑھنا' جھانکنا' خبردار کرنا' خبردار ہونا، **الافئدۃ** جمع ہے مفرد فؤاد، معنی دل **عمد** جمع ہے مفرد عمود' عماد' ستون **ممددۃ** واحدہ مؤنثہ اسم مفعول، از (تفعیل) کھینچنا، لمبا کرنا۔

حل التركيب: **ويل لكل همزة لمزة ○ الذى جمع مالا وعدده ○ يحسب ان ماله اخلده**: ویل مبتدا، لام جارہ، کل مضاف، انسان موصوف محذوف، **ھمزۃ** صفت اول، لمزۃ صفت دوم، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہے کل کا' مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہ الذی موصول، جمع فعل، ھو ضمیر فاعل، مالاً مفعول بہ' یہ جملہ ہوکر معطوف علیہ' واو عاطفہ، عدد فعل، ھو ضمیر ذوالحال، ہ ضمیر مفعول بہ، یحسب فعل، ھو ضمیر فاعل، انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، مالہ مضاف مضاف الیہ ملکر انّ کا اسم' اخلدہ فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہو کر انّ کی خبر' ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر محلا منصوب مفعول بہ ہے یحسب کا' فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر محلا منصوب حال ہے عددہ کی ضمیر مستتر سے' ذوالحال حال ملکر فاعل' فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر صلہ ہے الذی کا' موصول صلہ ملکر بدل ہے کل کا' مبدل منہ بدل ملکر مجرور ہے لام جارہ کا' جار مجرور ملکر ثابت کے متعلق ہوکر خبر ہے مبتدا ویل کی' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

كلا لينبذن فى الحطمة: کلا حرف ردع، لام مؤکد للقسم، ینبذن فعل، ھو ضمیر نائب فاعل، فی الحطمۃ جار مجرور ملکر متعلق' یہ جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم ہے برائے قسم محذوف واللہ کے لیے' قسم جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوا۔ **وما ادرك ماالحطمة**: کی ترکیب **وما ادراك ماالقارعه** کی طرح ہے۔ **نار الله الموقدة التى تطلع على الافئدة**: نار اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، الموقدۃ صفت اول، التی موصولہ، تطلع فعل، ھی ضمیر فاعل، علی الافئدۃ جار مجرور ملکر متعلق' پھر یہ جملہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت دوم' موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر ہے مبتدا محذوف ھی کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ **نار الله الحطمة** سے بدل یا عطف بیان ہو۔ **انها عليهم مؤصدة**: انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھا ضمیر اسم، علیھم جار مجرور ملکر مؤصدۃ کے متعلق' مؤصدۃ صیغہ

صفت، ہی ضمیر نائب فاعل۔ فی عمد ممددۃ: ① فی جار، عمد موصوف، ممددۃ صفت' موصوف صفت ملکر مجرور، فی جار کا' جار مجرور ملکر مؤصدۃ کے متعلق' صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر انَّ کی خبر ہو کر جملہ اسمیہ ہوا ② یا فی عمد جار مجرور ملکر کائنین یا موثقین (باندھے ہوئے) کے متعلق ہو کر حال ہے علیھم کی ھم ضمیر سے ③ یا فی عمد جار مجرور خبر ہے مبتدا محذوف ھم کی ④ یا فی عمد جار مجرور ملکر مؤصدۃ کی صفت ہے (املاء ما من بہ الرحمن ص ۲۹۴)

تفسیر: نام سورۃ الھمزہ' سورۃ الحطمہ، **ربط**: گزشتہ سورۃ میں انسان کے خسارہ کا بیان تھا، اس سورۃ میں سبب اور وجہ خسارہ کا بیان ہے، وہ ہے بڑے گناہوں کا ارتکاب۔

شان نزول: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن عمرؓ نے کہا ہم برابر سنا کرتے تھے کہ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ کا نزول ابی بن خلف کے بارے میں ہوا تھا۔ ابن ابی حاتم سدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اخنس بن شریق بن وہب ثقفی کے حق میں اس آیت کا نزول ہوا۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے رقہ کے باشندوں میں سے ایک شخص کے حوالہ سے بیان کیا کہ جمیل بن عامر کے حق میں اس کا نزول ہوا۔ ابن المنذر نے ابن اسحاق کے حوالہ سے بیان کیا کہ امیہ بن خلف حمجی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب چینی اور طنز کے ساتھ دیکھا تھا اس کے بارہ میں یہ پوری سورت اللہ نے اتاری۔ مقاتل نے کہا کہ ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کرتا اور روز در روز طنز کرتا تھا اس کے متعلق اس سورت کا نزول ہوا۔ (مظہری)

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ: اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ تین بڑے گناہوں کا ذکر کر کے ان پر عذاب کی وعید شدید اور پھر عذاب کی شدت کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ تین گناہ یہ ہیں ① ہمزہ ② لمزہ ③ جمع مال۔ ہمزہ لمزہ کے معنی اور مصداق میں متعدد اقوال ہیں ① ہمزہ کسی کے عیب نکالنے والا، لمزہ روبرو کسی کو طعنہ مارنے والا ② اسکے برعکس ③ ہمزہ چغلخوری کرنے والا، لمزہ طعن کرنے والا۔ ④ ہمزہ اپنے وجود میں نکتہ چینی، لمزہ دوسروں میں طعن ⑤ ہمزہ ہاتھ سے برائی کرے، لمزہ زبان سے برائی کرے وغیرہ (مظہری' قرطبی) ہمزہ اور لمزہ دونوں بڑے گناہ ہیں، خصوصاً ہمزہ (غیبت) کی وعیدیں قرآن وحدیث میں بہت زیادہ ہیں۔ قرآن پاک میں غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مثل کہا گیا ہے۔ حدیث میں ہے الغیبۃ اشد من الزنا وغیرہ پھر یہ گناہ ایسا ہے کہ انسان اس میں بڑھتا چڑھتا ہی جاتا ہے، کوئی سامنے دفاع کرنے والا نہیں ہوتا، جواب دینے والا کوئی نہیں ہوتا علاوہ ازیں کسی کے پس پشت اسکی عیب جوئی کرنا اس لیے بھی بڑا ظلم ہے کہ اسکو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ اس پر کیا الزام لگایا جارہا ہے تاکہ وہ

اس کا جواب دے سکے۔اسی طرح لمزہ (کسی کے سامنے اس کا عیب بیان کرنا) یہ بھی بڑا گناہ ہے کیونکہ اس میں اسکی توہین وتذلیل مقصود ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو چغلخوری کرتے ہیں' دوستوں کے درمیان فساد ڈلواتے ہیں اور بے گناہ لوگوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔ (معارف)

الذی جمع مالا وعدده: تیسری بری خصلت الذی جمع میں بیان کی گئی ہے کہ اسے مال سے بہت زیادہ محبت ہے' حرص ہے اس لیے مال کو جمع کرتا ہے، اور پھر فخر کیوجہ سے بار بار اس کو گنتا ہے اور اس مال سے اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتا۔

یحسب ان ماله اخلده: مقصد یہ ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ اسکا مال اس کو دنیا میں ہمیشہ رکھے گا، دولت مند ہونیکی وجہ سے کبھی نہیں مریگا، حالانکہ اس کا یہ خیال بالکل غلط ہے، کیونکہ دائمی زندگی مال کیوجہ سے حاصل نہیں ہوگی۔ بلکہ ایمان اور عمل صالح کیوجہ سے حاصل ہوگی۔ **کلا لینبذن فی الحطمة**: برائے زجر ہے یعنی ہرگز نہیں یہ مال اسکو ہمیشہ نہیں رکھے گا، اس سے دائمی زندگی حاصل نہ ہوگی۔ **لینبذن فی الحطمة** اللہ کی قسم یہ شخص حطمہ میں ڈالا جائیگا، حطمہ کا معنی توڑنا پھوڑنا، جہنم میں جو چیز ڈالی جائیگی، جہنم کی آگ اس کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیگی، اس لیے اس کا نام حطمہ رکھا گیا۔ **وما ادرٰك ما الحطمة**: اس استفہام سے جہنم کی ہولناکی کو ظاہر کرنا مقصود ہے، یعنی تم شدت جہنم کو نہیں جانتے اسکی، شدت ناقابل تصور ہے۔ **نار الله الموقدة**: وہ اللہ کی آگ ہے، اللہ کی طرف نسبت کر کے اسکی مزید شدت کو بیان کیا گیا ہے، پھر اور زیادہ شدت کو بیان کرنے کے لیے فرمایا **الموقدة** کہ وہ آگ جہنم خوب بھڑکائی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آگ جہنم سو برس تک بھڑکائی گئی، یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر سو برس تک بھڑکائی گئی تو سفید ہوگئی، پھر سو برس تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی، اب وہ سیاہ ہے۔ **التی تطلع علی الافئدة**: یہ بھی نار کی صفت ہے اس سے مزید شدت کا اظہار ہے کہ وہ جہنم کی آگ دلوں تک پہنچ جائیگی اور دلوں کو جلائیگی۔ (مظہری ملخصاً)

سوال: یہ تو ہر آگ میں ہوتا ہے کہ وہ دلوں تک پہنچ جاتی ہے، جب کوئی چیز آگ میں چلی جائے گی تو آگ تو اس کے تمام اجزاء کو جلا ڈالتی ہے، تو پھر نار جہنم کے ساتھ خصوصی طور پر اسکو کیوں ذکر کیا؟

جواب: دنیا کی آگ جب انسان کے بدن کو لگتی ہے تو دل تک پہنچنے سے پہلے ہی انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن آخرت میں موت تو آئیگی نہیں تو وہاں حالت حیات

میں آگ اس کے دل کو جلائیگی اور وہ خود اسکی تکلیف اور اذیت کو محسوس کریگا۔ انہا علیہم مؤصدۃ وہ آگ ان پر بند کر دی جائیگی یعنی جہنم کے دروازے بند ہونگے اور آگ کے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا جس کی وجہ سے اسکی حرارت اور تیزی میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ فی عمد ممددۃ مقصد یہ ہے کہ ان جہنمیوں کو لمبے لمبے ستونوں کیساتھ جکڑ دیا جائیگا تا کہ ادھر ادھر بھاگ نہ سکیں وہ ستون یا لوہے کے ہونگے یا آگ کے۔ (مظہری) اعاذنا اللہ منہا۔

سورۃ الفیل مکیہ

ایاتہا ۵......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○......رکوعہا ۱

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيْلِ ○ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيْلٍ ○ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيْلَ ○ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ○ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ○

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا تو نے کیسے کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ۔ کیا نہیں بنا دیا اس (اللہ) نے ان کے مکر (تدبیر، داؤ) کو غلطی میں۔ اور بھیجا اس اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندوں کو غول کے غول (گروہ گروہ، ٹکڑیاں ٹکڑیاں) مارتے تھے وہ ان کو پتھروں کے ساتھ جو کنکر سے تھے، پس بنا دیا (اللہ تعالیٰ) نے ان کو کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح۔

حل المفردات: الفیل ہاتھی جمع اسکی افیال، فیول، تضلیل مصدر، از (تفعیل) گمراہ کرنا، طیرا پرندہ، جمع اسکی طیور، ایک قول کے مطابق طیر خود جمع ہے۔ ابابیل اس لفظ کے بارے میں اہل لغت کے متعدد اقوال ہیں۔ ① فراء نحوی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے یہ جمع ہے لیکن لا واحد لہ من لفظہ معنی پرندوں کے غول درغول، گروہ در گروہ، جھنڈ کے جھنڈ، ٹکڑیاں ٹکڑیاں ② ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے یہ جمع ہے اس کا مفرد ابالتہ ہے جس کا معنی بڑا گٹھا۔

③ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ اس کا مفرد ابول ہے۔ ④ عند البعض مفرد ابیل ہے۔ ⑤ عند البعض مفرد ابل ہے، ترمی واحدہ مؤنثہ غائبہ مضارع، از (ض) پھینکنا۔ (مظہری) حجارۃ جمع ہے اس کا مفرد حجر ہے، معنی پتھر، سجیل معنی کنکر، ٹھیکری، وہ مٹی جسکو آگ میں پکایا جائے، تو وہ پختہ اور پتھر کی طرح ہو جاتی ہے، عصف کھیت کے پتے، یہاں بھوسہ مراد ہے، مأکول واحد مذکر اسم مفعول، از (ن) کھانا۔

حل الترکیب: الم تر کیف فعل ربك باصحب الفیل: ہمزہ برائے

استفہام، لم تر فعل بافاعل، کیف مفعول فیہ، برائے فعل، فعل فعل ربک مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، با حرف جار، اصحٰب مضاف، الفیل مضاف الیہ پھر یہ ملکر متعلق فعل کے، پھر یہ جملہ بن کر محلا منصوب مفعول بہ ہے لم تر کا' پھر یہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

الم یجعل کیدھم فی تضلیل ○ وارسل علیھم طیرا ابابیل ○ ترمیھم بحجارۃ من سجیل: ھمزہ برائے استفہام 'لم یجعل فعل، ہو ضمیر فاعل، کیدھم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فی تضلیل جار مجرور ملکر کائنا کے متعلق ہو کر مفعول ثانی 'فعل فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ، ارسل فعل ھو ضمیر فاعل، علیھم جار مجرور ملکر متعلق ارسل کے' طیرا موصوف، ابابیل صفت اول، ترمی فعل، ھی ضمیر فاعل، ھم ضمیر مفعول بہ، با جارہ، حجارۃ موصوف، من جارہ، سجیل مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر کائنۃ کے متعلق ہو کر صفت ہے برائے حجارۃ، موصوف صفت ملکر مجرور جار کا' جار مجرور ملکر متعلق ترمی کے' پھر یہ جملہ فعلیہ ہو کر صفت ثانی ہے طیرا کی، یا حال ہے' پھر موصوف صفت ملکر مفعول بہ ہے ارسل کا، پھر یہ جملہ ہو کر معطوف 'معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ انشائیہ ہوا۔

فجعلھم کعصف ماکول: فا عاطفہ، یا نتیجیہ جعل فعل، ہو ضمیر فاعل، ھم ضمیر مفعول اول، کاف جارہ، عصف موصوف، ماکول صفت، پھر یہ مفعول دوم برائے جعل، یا متعلق' پھر یہ جملہ فعلیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الفیل **ربط:** گزشتہ سورۃ میں انسان کے چند اخلاق رذیلہ کا ذکر کر کے ان کی اخروی سزا کا ذکر تھا، اس سو ت میں دنیوی سزا کا بیان ہے کہ کبھی دنیا میں بھی سزا دیجاتی ہے جیسا کہ ابرہہ کو دی گئی ہے۔

شان نزول: اس سورت میں اصحاب الفیل کا مختصر واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

واقعہ: یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی ولادت سے کچھ روز پہلے پیش آیا، بعض حضرات کے قول کے مطابق پچاس روز' بعض کے نزدیک پچپن روز' بعض کے نزدیک چالیس روز، اور بعض کے نزدیک ایک ماہ ولادت سے پہلے یہ واقعہ پیش آیا، تفسیر حقانی والے لکھتے ہیں یہ واقعہ جس سال گزرا ہے اسی سال میں ایک مہینہ پچیس روز کے بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ (حقانی ص ۲۴۷ ج ۸)

حضرات محدثین نے اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے شمار کیا ہے، مگر چونکہ معجزہ کا قانون یہ ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی نبوت کے بعد اسکی تصدیق کے لیے ظاہر کیا جاتا ہے،

نبوت سے پہلے یا نبی علیہ السلام کی ولادت سے پہلے بعض اوقات جو واقعات اور نشانیاں خلاف عادت ظاہر ہوتی ہیں وہ بعینہ معجزہ نہیں ہوتا، بلکہ معجزہ کی طرح ہوتی ہیں محدثین کی اصطلاح میں اسکو ارہاص کہا جاتا ہے، ارہاص راہص سے مشتق ہے، اس کا معنی سنگ بنیاد کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ بھی ارہاصات میں سے ہے۔

اسکی تفصیل علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح نقل فرمائی ہے کہ ملک یمن پر ملوک حمیر کا قبضہ تھا، یہ مشرک لوگ تھے، ان کا آخری بادشاہ ذونواس تھا، جو بڑا ظالم تھا، اس نے اس وقت کے نصاری جو اہل حق تھے صرف خدا کی عبادت کرتے تھے ان پر بڑا ظلم کیا اسی نے طویل و عریض خندق کھدوا کر اس میں آگ بھر کر اہل حق نصرانیوں کو جو بت پرستی کے خلاف تھے، اس میں ڈال کر جلا دیا، جنکی تعداد تقریباً بیس ہزار کے قریب تھی، اسکا واقعہ سورۂ بروج میں گزر چکا ہے، اس میں سے دو آدمی دو تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے، وہ قیصر ملک شام کے پاس گئے اور فریاد کی، ذونواس کے مظالم بیان کیے اس نے بادشاہ حبشہ کو خط لکھا کہ تم اس ظالم سے ظلم کا انتقام لو، اس نے اپنا عظیم لشکر دو کمانڈر ارباط اور ابرہہ کی قیادت میں یمن روانہ کیا، اس نے بھرپور حملہ کر کے یمن کو قوم حمیر کے قبضہ سے آزاد کرالیا ذونواس بھاگ کر دریا میں کود گیا، اور گھوڑے سمیت غرق ہو گیا پھر ارباط یار باطہ اور ابرہہ کی باہمی جنگ شروع ہو گئی، ارباط قتل ہو گیا، ابرہہ ملک یمن کا گورنر بن گیا، جب اسے معلوم ہوا کہ یمن کے لوگ حج کرنے کے لیے بیت اللہ جاتے ہیں، اور بیت اللہ کا بڑا احترام ہے، تو اس نے دارالحکومت صنعاء میں ایک بہت بڑا عالیشان کنیسہ (گرجا) بنایا، جسکی بلندی اتنی زیادہ تھی کہ اسکی چوٹی پر نیچے کھڑا ہوا آدمی نظر نہیں ڈال سکتا تھا، پھر اسکو سونا، چاندی، جواہرات کیساتھ مرصع کیا، اس کنیسہ کی نظیر دنیا میں نہ تھی، یہ اس نے اس لیے تعمیر کیا تا کہ عرب لوگ اسکی شان شوکت سے مرعوب ہو کر کعبہ کی بجائے اسکی طرف متوجہ ہو جائیں، اور اسی کا طواف کریں، لیکن عرب میں اگرچہ بت پرستی اور شرک غالب آ گئے تھے، مگر اس کے باوجود ان کے دلوں میں دین ابراہیم علیہ السلام اور کعبۃ اللہ کی عظمت و محبت پیوست تھی، اس لیے جب انہوں نے اس ابرہہ کی شرارت کے بارے میں سنا تو قبائل عرب عدنان' قحطان' قریش میں غصہ کی لہر دوڑ گئی، یہاں تک ان میں سے کسی نے رات کیوقت جا کر اس کنیسہ میں پیشاب کر دیا، اور گندگی سے آلودہ کر دیا، بعض روایات کے مطابق کوئی مسافر قبیلہ رات کے وقت اس کنیسہ کے پاس آ کر ٹھہرا اور آگ جلائی اور آگ کنیسہ میں لگ گئی، جس سے اسکو سخت نقصان پہنچا، ابرہہ کو اطلاع دی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا کہ یہ

کام کسی قریشی نے کیا ہے، تو وہ آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے قسم کھائی کہ میں بدلہ لونگا اور بدلہ بھی اس طرح کہ ان کے کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگا، ابرہہ نے تیاری شروع کر دی اور اپنے بادشاہ حبشہ سے اجازت مانگی۔ اسنے نہ صرف اجازت دی بلکہ اپنا خاص ہاتھی عظیم الشان، جسکی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی تھی، جس کا نام محمود تھا، وہ بھی ابرہہ کے حوالہ کیا، تا کہ اس پر سوار ہو کر کعبۃ اللہ پر حملہ کرے، نیز اس کے علاوہ آٹھ ہاتھی اور بھی روانہ کیے تا کہ کعبۃ اللہ کے گرانے میں ان سے مدد لی جائے، اور منصوبہ یہ تھا، کہ بیت اللہ کے ستونوں میں لوہے کی مضبوط اور طویل زنجیریں باندھ کر ان زنجیروں کو ہاتھیوں کی گردنوں میں ڈال دیا جائے، پھر ہاتھیوں کو دوڑایا جائے، تو (نعوذ باللہ) سارا کعبہ فوراً ہی زمین پر آ گریگا۔ عرب میں جب اس حملہ کی خبر پہنچی تو سارا عرب مشتعل ہو گیا اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا خود یمن میں رہنے والے عرب حضرات، ذونفر نامی شخص کی قیادت میں مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے اور اس کے لشکر سے جنگ کی مگر شکست کھا گئے، ذونفر خود قید ہو گیا، پھر آگے روانہ ہوا تو قبیلہ خثعم کے لوگ اپنے سردار نفیل بن حبیب کی قیادت میں مقابلہ پر آ گئے، وہ بھی شکست کھا گئے نفیل کو بھی قید کر لیا گیا۔

جب یہ لشکر طائف کے قریب پہنچا تو قبیلہ ثقیف نے مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا، کیونکہ وہ ابرہہ کی فتح کے واقعات سن چکے تھے، انہوں نے ابرہہ سے طے کر لیا کہ آپ ہمارے بت خانہ کو نہ چھیڑیں، ہم آپ کا تعاون کرینگے بلکہ تمہاری رہنمائی کے لیے اپنا ایک سردار ابو رغال تمہارے ساتھ بھیج دیتے ہیں، ابرہہ اس پر راضی ہو گیا، یہ لشکر چلتا ہوا مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام مغمس پر پہنچ گیا، وہاں جا کر اس نے پڑاؤ کیا، وہاں قریش مکہ کے اونٹ چر رہے تھے، ابرہہ کے لشکر نے سب سے پہلے ان پر حملہ کر کے ان کو پکڑ لیا، ان میں سے دو سو اونٹ قریش کے سردار رسول اللہ ﷺ کے جد امجد خواجہ عبدالمطلب کے تھے۔ اس کے بعد ابرہہ نے اپنا ایک سفیر (نمائندہ) حناطہ حمیری شہر مکہ بھیجا کہ وہ قریش کے سرداروں کو کہے کہ ہم جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے، بلکہ ہمارا مقصد کعبہ کو گرانا ہے، اگر آپ رکاوٹ نہ بنے تو ہم تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائینگے، حناطہ جب شہر میں داخل ہوا تو سب نے اس کو عبدالمطلب کے پاس جانے کا مشورہ دیا، کہ ہمارے بڑے سردار وہی ہیں۔ حناطہ عبدالمطلب کے پاس پہنچا، اور ابرہہ کا پیغام دیا، عبدالمطلب نے یہ جواب دیا کہ ہم بھی ابرہہ سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے، اور نہ ہمارے پاس اس کے مقابلہ کرنے کی طاقت ہے، البتہ میں یہ بات بتا دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا گھر اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے، وہ خود اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے، اور گر تم اللہ سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو بیشک کر لو، پھر دیکھ لینا خدا تمہارے ساتھ کیا

معاملہ کرتا ہے۔ حناطہ نے عبدالمطلب سے کہا تو آپ میرے ساتھ چلیں میں ابرہہ سے آپ کی ملاقات کرادیتا ہوں، عبدالمطلب جب ابرہہ کے پاس پہنچے، چونکہ عبدالمطلب بڑے قد آور اور نہایت خوبرو نوجوان تھے، تو ابرہہ آپ کو دیکھتے ہی اپنے تخت سے نیچے اتر کر بیٹھ گیا، اور عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھایا، پھر اپنے ترجمان کے ذریعہ سے پوچھا کہ کس غرض سے آئے ہو۔ آپ نے کہا میری ضرورت تو صرف اتنی ہے کہ میرے اونٹ واپس کر دیں۔

ابرہہ نے کہا جب اولاً میں نے آپکو دیکھا تو میرے دل میں آپ کا بڑا احترام اور عزت ہوئی مگر آپ کی یہ گفتگو سنکر سارا احترام ختم ہو گیا، وجہ یہ ہے کہ میں آپ کا کعبہ جو تمہارا مرکز ہے گرانے کیلئے آیا ہوں، آپنے اسکے متعلق کوئی گفتگو نہیں فرمائی، بس اپنے اونٹوں کے متعلق بات کی ہے، خواجہ عبدالمطلب نے عجیب جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ اونٹوں کا مالک تو ہوں میں اس لیے مجھے ان کی فکر ہوئی ان کا مطالبہ کیا، باقی رہا، کعبۃ اللہ، اسکا میں مالک نہیں ہوں، نہ ہی مجھے اس کی فکر ہے، اسکی مالک ایک عظیم ہستی ہے، وہ اپنے گھر کی خوب حفاظت کر سکتا ہے، ابرہہ نے کہا (نعوذ باللہ) تمہارا خدا اسکو میرے ہاتھ سے نہ بچا سکے گا، عبدالمطلب نے کہا پھر تمہیں اختیار ہے جو چاہو سو کرو، ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیے، وہ اونٹ لیکر واپس آئے، اور قریش کی ایک بڑی جماعت کو لے کر کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے، اور بڑی آہ و زاری کے ساتھ بیت اللہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑ کر دعا کی، اور اشعار پڑھے اور کہا کہ یا اللہ ہم اس ظالم کا مقابلہ نہیں کر سکتے، تو ہی خود اپنے گھر کی حفاظت کا انتظام فرمادے، دعا کرنے کے بعد عبدالمطلب اہل مکہ کو لے کر مختلف پہاڑوں پر چلے گئے۔ کیونکہ ان کو یقین تھا کہ ابرہہ کے لشکر پر کوئی عذاب ضرور نازل ہوگا، صبح ہوئی تو ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تیاری کی اور اپنے ہاتھی محمود نامی کو آگے چلنے کے لیے کہا، نفیل بن حبیب جس کو راستہ سے پکڑ کر لایا گیا تھا، اس نے آگے بڑھ کر ہاتھی کے کان میں کہا، تو جہاں سے آیا ہے تو وہیں صحیح سالم چلا جا، کیونکہ تو اللہ کے بلد امین میں ہے، یہ کہہ کر اس کا کان چھوڑ دیا، ہاتھی یہ سنتے ہی بیٹھ گیا، ہاتھی بانوں نے اس کو اٹھانا، چلانا، چاہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا، اس کو بڑے بڑے آہنی ہتھیاروں سے مارا گیا، ناک میں لوہے کا آنکڑا ڈالا گیا، لیکن تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں، اس کو یمن کی طرف چلایا گیا، تو چلنے لگا، شام کی طرف بھی، باقی ہر طرف چلتا تھا، لیکن بیت اللہ کی طرف نہ جاتا تھا' ایک تو قدرت کا یہ کرشمہ ظاہر ہوا۔ دوسرا یہ ہوا کہ سمندر (جدہ) کی طرف سے کچھ قطاریں پرندوں کی آتی دکھائی دیں، جن کے پاس تین کنکریاں تھیں، جو چنے یا مسور کے برابر تھیں،

ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں، آتے ہی وہ پورے لشکر پر چھا گئے، اور یہ کنکریاں ان پر گرانا شروع کر دیں، ایک ایک کنکری نے وہ کام کیا جو کلاشنکوف کی گولی بھی نہیں کر سکتی' ان کنکریوں میں زہر کا بارود تھا، جس کو لگتی اس کے جسم پر آبلے پڑ جاتے، جسم میں زہر سرایت کر جاتا، جس کو لگتی سر سے گزرتی ہوئی سرین سے نکل کر زمین میں گھس جاتی، یہ عذاب دیکھ کر سب ہاتھی ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے' پورا لشکر ادھر ادھر بھاگنا شروع ہوا، کسی کو پتہ نہیں تھا کس طرف جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے سارے لشکر کو موقع پر ہلاک نہیں کیا، بلکہ یہ راستہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتے رہے، مرتے رہے، ابرہہ کو چونکہ سخت سزا دینا تھی اس لیے فوراً ہلاک نہیں ہوا، بلکہ زہر اس کے جسم میں سرایت کر گیا، اور اس کا ایک ایک جوڑ گل سڑ کر گرنے لگا۔ بعض مفسرین کے مطابق راستہ میں مقام خثعم پر جا کر ہلاک ہو گیا، اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق اس کو ملک یمن لایا گیا، لیکن اسکا حال (جسم) ایسا ہو گیا تھا جیسے چوزا ہوتا ہے، اسکا سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہہ گیا، اور وہ مر گیا۔ بعض حضرات نے تحریر کیا ہے محمود ہاتھی زندہ بچ گیا تھا، اسکے دو ہاتھی بان جو اس کو اٹھانا چاہتے تھے، وہ بھی مکہ مکرمہ رہ گئے تھے، مگر دونوں اندھے اور اپاہج ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ و حضرت اسماؓ دونوں فرماتی ہیں کہ ہم نے ان دونوں کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا، اسطرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا نظارہ کراتے ہوئے چھوٹے پرندوں کے ذریعہ سے ایک بڑے لشکر کو تباہ کر دیا۔

تاریخ وقوع:

یہ واقعہ بروایت ابن عباسؓ بائیس محرم بروز اتوار کو پیش آیا۔ (مظہری)

الم تر کیف فعل ربك باصحب الفیل :استفہام تقریری ہے، معنی یہ ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا برا سلوک کیا۔

سوال :یہ واقعہ تو آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے پیش آیا تو اللہ تعالی کیسے فرما رہے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے دیکھا؟

جواب: ① الم تر بمعنی الم تعلم کے ہے، رؤیت علمی مراد ہے، یعنی آپ ﷺ اس واقعہ کو جانتے ہیں۔ ② کبھی ایک واقعہ بہت زیادہ مشہور ہوتا ہے، اور عام لوگوں نے اسکا مشاہدہ کیا ہوتا ہے، چونکہ وہ واقعہ یقینی ہوتا ہے اس لیے اس کو رؤیت (دیکھنے) کیساتھ تعبیر کر لیا جاتا ہے ③ یا حقیقت پر محمول ہے، کیونکہ آپ نے کچھ اصحاب الفیل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا

تھا، جیسا کہ گزرا ہے اندھا اور اپاہج کو دیکھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آثار دیکھے تھے۔ (معارف)

الم یجعل کیدھم فی تضلیل: یہ جملہ کیف فعل کی تفسیر ہے، مقصد یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و تدبیر داؤ کو غلط نہیں کر دیا، یقیناً کر دیا، کہ جو انہوں نے منصوبہ بنایا تھا، جو ان کے دلوں میں تھا، وہ حسرت ہی رہا، وہ اس کو ساتھ لیے جہنم واصل ہوئے۔

وارسل علیھم طیرا ابابیل: یہ بھی کیف فعل کی تفسیر ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دینے کے لیے پرندوں کو (جو خاص قسم کے تھے) بھیج دیا، جو ٹکڑیوں کی صورت میں گروہ گروہ بن کر آتے تھے۔ تنبیہ اس جگہ ابابیل کا معنی ہے غول کے غول' گروہ در گروہ' ٹکڑیاں' ابابیل سے وہ پرندہ مراد نہیں ہے جو اردو زبان میں مشہور ہے، جو چڑیا کی طرح ہوتا ہے، بلکہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے یہ پرندے عجیب طرح کے تھے، جو اس سے پہلے نہیں دیکھے گئے، اور جسم میں کسی قدر کبوتر سے چھوٹے تھے، اور کوئی ایسی جنس تھی جو پہلے کبھی نہ دیکھی گئی۔ (معارف)

ترمیھم بحجارۃ من سجیل: وہ پرندے ان پر پتھریاں پھینکتے تھے، جو پختہ تھیں، ٹھیکری کی طرح۔

فائدہ: لفظ سجیل کے بارے میں متعدد اقوال ہیں ① یہ معرب ہے سنگ گل سے سنگ معنی پتھر، گل کا معنی مٹی، تو مقصد ہوگا مٹی کا پتھر، یعنی وہ مٹی جسکو آگ میں پکا کر پختہ کیا جائے، تو اس میں اشارہ ہوگا کہ یہ کنکریاں کوئی زیادہ مضبوط نہ تھیں، صرف معمولی گارے اور آگ سے بنی ہوئی تھیں ② سجیل اصل میں سجین تھا، نون لام سے بدل گیا' سجین وہ جگہ جہاں کفار کے ارواح ہیں، تو پھر مقصد یہ ہوگا کہ یہ کنکر کوئی معمولی نہ تھے، بلکہ سجین سے لائے گئے تھے، جہاں کفار کی ارواح کو عذاب دیا جاتا ہے ③ سجیل سجل سے مشتق ہے، جس کا معنی لکھنا، یا لکھی ہوئی چیز، یا دفتر، پھر مقصد یہ ہوگا کہ وہ کنکریاں ایسی تھیں، جو ازل میں ان بدبختوں کے لیے لکھ دی گئی تھیں، ہر کنکری پر لکھا ہوا تھا کہ یہ فلاں بن فلاں کے لیے ہے۔ (حقانی)

فجعلھم کعصف ماکول: مقصد یہ کہ اللہ رب العزت نے اس لشکر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تباہ کر دیا، جس طرح کھایا ہوا بھوسہ بالکل ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، اس آیت میں انکی شدت ہلاکت کا بیان ہے، اول تو خود بھوسہ ٹکڑوں کی شکل میں منتشر ہوتا ہے، پھر جب جانور اس کو چبا لے پھر تو بالکل ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، انکی صورت بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ ان کے جوڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو کر گر گئے تنکوں کی طرح۔ (معارف)

فائدہ: اصحاب فیل کی ہلاکت کے بعد پورے عرب میں قریش کی عظمت بڑھ گئی،

لوگوں کے دلوں میں ان کا احترام پیدا ہو گیا، اور سب کہنے لگے یہ اللہ والے لوگ ہیں، اللہ نے ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا، یہی وجہ ہے جب یہ تجارت کرنے کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کرتے تو راستہ میں ان کو کوئی شخص لوٹنے' نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرتا۔

سورة القريش مكيه

اياتها ۴......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○......ركوعها ۱

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ○ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ○ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ○ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○

ترجمہ: (ہم نے ہلاک کیا ہاتھی والوں کو) واسطے محبت ڈالنے قریش کے، (لوگوں کے دلوں میں) یعنی محبت ڈالنا انکی سردی اور گرمی کے سفر میں، پس چاہیے عبادت کریں وہ اس گھر کے رب کی، وہ ذات جس نے کھلایا ان کو بھوک سے، اور امن دیا ان کو خوف سے۔

حل المفردات: اِیْلٰف مصدر، از (افعال) باہم محبت وانس کیساتھ رہنا، اصل اِءْ لَاف تھا، بقانون ایمان، ایلاف ہوا، قریش تصغیر ہے قرش کی، از (ض) ادھر ادھر سے اکٹھا کرنا' جمع کرنا' قریش عرب کا مشہور قبیلہ ہے، جس کے بارے میں گزشتہ سورت میں کچھ گزر چکا ہے، اسکی وجہ تسمیہ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں ① قریش سمندر کا ایک سخت بہادر جانور ہے، چونکہ قریش بھی بہادر تھے اس لیے وہ قریش کہلاتے ہیں ② قرش کا معنی جمع کرنا، چونکہ قصی بن کلاب نے اقوام مختلفہ کو مکہ مکرمہ میں جمع کیا تھا، اور ان میں اتفاق بنسبت دوسری اقوام کے زیادہ تھا، اس لیے اس کا نام قریش رکھا گیا ③ قریش کا معنی کسب' کمائی یہ قریش بھی خود کماتے تھے، لوٹ مار کم کرتے تھے اس لیے ان کا نام قریش رکھا گیا۔ رحلة سفر الشّتاء سردی جمع اسکی اشتیة، الصیف گرمی جمع اسکی اصیاف، فلیعبدوا جمع مذکر امر غائب معروف، از (ن) جوع از (ن) بھوکا ہونا۔

حل التركيب: لايلف قريش ○ الفهم رحلة الشتاء والصيف: لام جارہ، ایلف مضاف، قریش مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہ' ایلف مصدر مضاف، ھم ضمیر مضاف الیہ' رحلة مضاف، الشتاء معطوف علیہ، واو عاطفہ، الصیف معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا رحلة کا' وہ مفعول بہ ہے ایلف کا' وہ بدل ہے پہلے ایلف سے' بدل مبدل منہ ملکر مجرور ہوا لام جارہ کا' جار مجرور ملکر یا تو متعلق ہے گزشتہ سورة میں فجعلہم کیساتھ یا متعلق ہے اعجبو افعل محذوف کے، یا اھلکنا اصحب الفیل کے،

یا متعلق ہے مابعد فلیعبدوا کے۔

فلیعبدوا ربّ ھذا البیت○الذیٓ اطعمھم من جوع وأمنھم من خوف○

فا تفریعیہ، لیعبدوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، ربّ مضاف، ھذا موصوف، البیت صفت 'موصوف صفت ملکر مضاف الیہ رب کا' مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف' الذی موصول، اطعم فعل، ھو ضمیر فاعل، ھم مفعول بہ، من جوع جار مجرور ملکر متعلق' یہ جملہ ہوکر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' امنھم من خوف فعل فاعل مفعول و جار مجرور ملکر معطوف' پھر معطوف معطوف علیہ ملکر صلہ ہوا موصول کا' موصول صلہ ملکر صفت ہے رب کی' موصوف صفت ملکر مفعول بہ ہے فلیعبدوا کا، پھر یہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ قریش ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ مکی ہے، عند البعض مدنی ہے، **ربط:** گزشتہ سورۃ میں قریش پر ایک انعام کا ذکر تھا کہ ہم نے تمہارے دشمن کو جو تمہارے گھر پہنچ چکا تھا، اپنی قدرت سے ہلاک کر دیا، اس سورۃ میں اسی انعام کا ذکر فرما کر قریش کو شکریہ ادا کرنے کا حکم دے رہے ہیں، کہ شکریہ کے طور پر اپنے رب کی عبادت کرو۔ اگر غور کیا جائے تو مضمون کے اعتبار سے اس سورۃ کا سابقہ سورۃ کے ساتھ گہرا ربط ہے، کیونکہ اس سورۃ میں اصحاب الفیل کی ہلاکت کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا جا رہا ہے، کہ ان کی ہلاکت کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورے ممالک عرب میں قریشیوں کی عظمت کو چار چاند لگ گئے، لوگ ان سے محبت کرنے لگے، کہنے لگے یہ اللہ والے لوگ ہیں، اللہ کے گھر کے خادم ہیں، اسی گہرے ربط کیوجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس کو ایک ہی سورت شمار کرنے لگے مگر حضرت عثمانؓ نے جب اپنے زمانہ میں تمام مصاحف قرآن کو جمع کر کے ایک نسخہ تیار فرمایا، اس میں ان دونوں کو علیحدہ لکھا، درمیان میں بسم اللہ لکھی۔ (معارف)

لایلف قریش: مقصد یہ ہے کہ ہم نے قریش کو محبت اور انس کے لیے کہ لوگوں کے دل انکی طرف مائل ہو جائیں، ان سے محبت کرنے لگیں، اصحاب الفیل کو ہلاک کر دیا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ قریش قبیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام قبائل عرب سے زیادہ محبوب و مقبول ہے، اسکی مقبولیت کی وجہ یہ ہے کہ اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہیں، پھر اسی سے سید الانبیاء ﷺ کو پیدا کیا گیا، نیز کفر و شرک و جہالت کے دور میں بھی ان کے بعض اخلاق و عادات نہایت اعلیٰ تھے، اور ان میں حق قبول کرنے کی استعداد بہت کامل تھی، اسی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی زیادہ تعداد اور اکثریت قریش سے تعلق رکھتی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ

نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو منتخب کیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام آدمی خیر وشر میں قریش کے تابع ہیں۔ (مظہری)

ایلٰفهم رحلة الشتآء والصیف: یہ ماقبل سے بدل ہے اور اسی گزشتہ آیت کی تفسیر ہے، کہ اسی اصحاب فیل کی ہلاکت کی وجہ سے قریش کے وہ دو سفر جو وہ گرمی اور سردی میں کرتے تھے آسان ہو گئے، اب بلا خوف وخطر وہ سفر تجارت اختیار کرتے، یہ تو معروف بات ہے کہ مکہ مکرمہ ایک ایسے مقام پر ہے جہاں نہ زراعت ہو سکتی ہے نہ کاشتکاری نہ باغات' بے آب وگیاہ پہاڑوں میں گھرا ہوا شہر ہے، اسی لیے تو بانی بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے یہ دعا فرمائی تھی **وارزق اهله من الثمرات** یا اللہ اس شہر والوں کو رزق دے پھلوں سے۔ **یجبی الیه ثمرات کل شیء** باہر سے ہر قسم کے پھل یہاں لائے جائیں، اسی وجہ سے شہر مکہ والے اس پر مجبور تھے کہ اپنی معاش کے لیے دوسرے ملکوں کا سفر کریں، ان کے ساتھ تجارت کریں اور اپنی ضروریات کا دوسرے ملکوں سے انتظام فرمائیں۔ اسی بات کو حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ مکہ والے بڑے افلاس اور تنگی میں تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہاشم نے قریش کو اس پر آمادہ کرلیا، کہ وہ دوسرے ملکوں کیساتھ تجارت کریں، چنانچہ قریش تیار ہو گئے، یہ سال میں دو سفر کرتے تھے، سردی کے زمانہ میں یمن کا، اور گرمی کے زمانہ میں ملک شام، کا کیونکہ وہ ٹھنڈا ملک تھا، اور دونوں سفر میں خوب تجارتی منافع حاصل کرتے، چونکہ یہ لوگ بیت اللہ کے خادم تھے، اسی بناء پر لوگ دل وجان سے انکا احترام اور قدر کرتے تھے، اور یہ ہر خطرے سے محفوظ رہتے۔ پھر مزید اللہ تعالیٰ کا احسان یہ ہوا کہ مکہ مکرمہ کے قریبی علاقے تبالہ اور جرش کو اتنا زرخیز وسرسبز بنا دیا کہ وہ لوگ اپنے بچے ہوئے غلات جدہ میں لاکر فروخت کرنے لگے، اب قریش یہیں سے غلہ خرید لے جاتے، یمن اور شام کے سفر کی زحمت بھی ختم ہو گئی، اللہ تعالیٰ اس آیت میں قریش کو یہی انعامات یاد دلا رہے ہیں۔ (معارف)

فلیعبدوا ربّ هذا البیت: انعامات ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کا شکر ادا کرنے کے لیے قریش کو خصوصی خطاب کیساتھ یہ ہدایت فرما رہے ہیں، کہ جس بیت اللہ کیوجہ سے پوری دنیا میں تمہاری شان وعظمت ہے اسی بیت اللہ کے مالک ورب کی عبادت کیا کرو اور کسی کے سامنے نہ جھکا کرو۔

الذیٓ اطعمهم من جوع وامنهم من خوف: آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ پھر دو خصوصی نعمتوں کو ذکر کرکے قریش کو عبادت کی طرف متوجہ فرما رہے ہیں ① اطعام: یعنی یہ اللہ

تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ کھانے پینے کی تمام ضروریات تمہیں مہیا فرمادیں۔

⑦ امن: اللہ تعالیٰ نے تمہارے شہر مکہ کو امن کا گہوارہ بنادیا، کوئی شخص یہاں فساد وقتال کی جرأت نہیں کرسکتا، اور پرسکون خوش عیش زندگی گزارنے کے لیے یہ دونوں چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا جو شخص اللہ کی عبادت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو دونوں نعمتوں سے نوازیں گے اگر انحراف کردیگا تو رزق وامن دونوں سلب کرلے گا جس طرح **وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت امنۃ ٥الی قولہ فکفرت بانعم اللہ فاذا قھا اللہ لباس الجوع والخوف** یہ آیت اسی مضمون پر دلالت کررہی ہے۔

فائدہ عظیمہ: ابوالحسن قزوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو دشمن یا کسی اور مصیبت کا خطرہ ہو، وہ سورۃ ایلف پڑھ لے یہ اس کے لیے امان ہے علما کرام نے اس کو مجرب بتلایا ہے۔ (معارف)

سورۃ الماعون مکیہ

ایاتھا۷ ..... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ..... رکوعھا ۱

أَرَأَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ○ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ○ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ○ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَاءُوْنَ ○ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○

ترجمہ: کیا تو نے دیکھا ہے اس شخص کو جو جھٹلاتا ہے بدلے کو، پس یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو، اور نہیں ترغیب دیتا مسکین کے کھلانے پر، پس ہلاکت ہے نماز پڑھنے والوں کے لیے، وہ جو اپنی نماز سے غافل ہونے والے ہیں، وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں، اور روکتے ہیں تھوڑی سی چیز (یا زکوٰۃ) کو۔

حل المفردات یَدُعُّ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع، از (ن) قوت سے دھکا دینا، ولا یحضُّ واحد مذکر غائب مضارع منفی، از (ن) برانگیختہ کرنا' ترغیب دینا، سَاھُوْنَ جمع مذکر اسم فاعل، اصل سَاھِیُوْنَ تھا، از (ن) غافل ہونا' بھولنا۔ یُرَآءُوْنَ جمع مذکر غائب مضارع معروف، اصل یُرَائِیُوْنَ تھا، یا کا ضمہ نقل کرکے ہمزہ کو دیدیا، یا اجتماع ساکنین کیوجہ سے گرگئی، از (مفاعلہ) ریاکاری کرنا۔ الماعون الشیٔ القلیل تھوڑی سی چیز' گھر کی وہ چیز جس سے خود بھی نفع اٹھایا جائے اور دوسرے کو بھی عاریت پردیدی جائے، جیسے دیگچی' چمچہ' چھری وغیرہ، زکوٰۃ

کے معنی میں بھی آتا ہے۔

حل الترکیب: ارء یت الذی یکذب بالدین: ھمزہ برائے استفہام، رء یت فعل بافاعل، الذی موصول، یکذب فعل، ھوضمیر فاعل، بالدین جار مجرور ملکر متعلق، پھر یہ جملہ صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر مفعول بہ ہوا رء یت کا، پھر یہ جملہ انشائیہ ہوا۔

فذٰلك الذی یدعّ الیتیمo ولا یحضّ علیٰ طعام المسکین: فا جزائیہ، اور شرط محذوف ہوگی، ان تاملتہ ذٰلك اسم اشارہ مبتدا، الذی موصولم یدعُّ فعل، ھوضمیر فاعل، الیتیم مفعول بہ، پھر یہ جملہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لَایَحُضّ فعل، ھوضمیر فاعل، علی طعام جار مجرور و مضاف مضاف الیہ ملکر متعلق لایحض کے، پھر یہ جملہ معطوف ہوا معطوف علیہ کا پھر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا ہے شرط محذوف کی،

فویل للمصلّینo الّذین ھم عن صلاتھم ساھونo الّذین ھم یرآء ونo ویمنعون الماعون: فا فصیحیہ، یا نتیجیہ، ویل مبتدا، لام جارہ، المصلین مجرور ہو کر موصوف، یا مبیَّن، الذین موصول، ھم ضمیر مبتدا، عن صلاتھم جار مجرور و مضاف مضاف الیہ ملکر ساھون کے متعلق، ساھون صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر خبر مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت اوّل، یا بیان اول، الذین موصول، ھم مبتدا، یراء ون فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، یمنعون فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، الماعون مفعول بہ، پھر جملہ ہو کر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف معطوف علیہ ملکر خبر ہے مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر صفت ثانی یا بیان ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور لام جارہ کا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر ثابت کے متعلق ہو کر خبر برائے مبتدا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الماعون، سورۃ ارء یت، سورۃ الدین، سورۃ التکذیب، سورۃ الیتیم۔

ربط: گزشتہ سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام یاد دلا کر قریش کو اپنے احکام اور اپنی عبادت کی ترغیب دی تھی، اس سورۃ میں قریش کی ان امراض روحانیہ اور اخلاق رذیلہ کا بیان ہے جو عبادت خداوندی کے لیے رکاوٹ ہیں اور مہلک ہیں۔

شان نزول: متعدد اقوال ہیں ① عامر بن وائل سہمی کے بارے میں نازل ہوئی ② ولید بن مغیرہ ③ عمرو بن عامر مخزومی کے بارے میں۔ ممکن ہے سب کے بارے میں نازل ہوئی ہو، الفاظ کے اعتبار سے عموم ہے، اس میں کفار و منافقین کے چند افعال قبیحہ کا بیان ہے۔ (مظہری)

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ سب سے پہلی بری وصف روز جزا اور بدلے کا اعتقاد نہ رکھنا، یہ بدعقیدہ تمام گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے، کیونکہ جب یہ عقیدہ ہو کہ میرے اعمال کی باز پرس کرنے والا کوئی نہیں، میرے اعمال کا کوئی حساب نہیں ہوگا، کوئی بدلہ نہیں ہوگا، تو پھر انسان دل کھول کر گناہ کرتا ہے، اسی لیے فرمایا بھلا آپ ﷺ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو بدلے کو جھٹلاتا ہے، حالانکہ یہ بات یقینی ہے کہ انسان کو نیک و بداعمال کی سزا ملے گی، خدائے عادل انسان سے ضرور باز پرس کریگا۔

فذٰلك الذی یدعُّ الیتیم: اس میں کافر انسان کی اخلاقی پستی کا بیان ہے، کہ یہ ایسا سنگدل ہے کہ یتیم کو دھکے دیتا ہے، وہ یتیم جس کا سرتاج جس کے سر کا سایہ مشفق باپ اٹھ گیا ہے، یہ بچہ پیار و شفقتوں کا محتاج ہے، یہ بدبخت اس کو دھکے دیتا ہے۔

ولا یحض علی طعام المسکین: اس آیت میں بھی اسکی ایک ناپاک ورذیل خصلت کا بیان ہے، اگر انسان میں خود اچھا سلوک کرنے کی ہمت نہ ہو تو کم از کم زبان سے دوسروں ہی کو ترغیب دلائے، لیکن اس میں یہ ادنیٰ درجہ بھی نہیں ہے، دوسروں کو بھی مسکینوں اور محتاجوں کی امداد کی ترغیب نہیں دیتا۔

فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون: گزشتہ آیات میں بندوں کے حق کو ضائع کرنے کا ذکر تھا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کرنے کا بیان ہے، اور اس پر وعید ہے، وہ ہے نماز سے غافل ہونا، اس لیے ارشاد فرمایا گیا ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں جسم اور روح دونوں شریک ہیں، یہ ایسی عبادت ہے کہ اگر بحضور قلب ہو تو روح کو ایسی روشنی عطا کرتی ہے کہ انسان کو ہر قسم کے گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے، اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد ہے **ان الصلوة تنهٰی عن الفحشآء والمنكر** یہ بدبخت لوگ ایسی عبادت میں غفلت کرتے ہیں۔

فائدہ: ایک ہے نماز سے سہو، دوسرا ہے نماز میں سہو' ان دونوں میں فرق ہے۔

نماز سے سہو یہ ہے کہ اسمیں غفلت کی جائے مثلاً ① مرضی آئے پڑھ لی مرضی آئے نہ پڑھی۔ ② نماز میں سستی کرنا ③ وقت پر ادا نہ کرنا ④ توجہ کیساتھ اور شرائط کی رعایت کرتے ہوئے ادا نہ کرنا۔ اس آیت میں یہی معنی مراد ہے۔

نماز میں سہو یعنی نماز کے اندر بھول جانا، سہو و نسیان ہو جانا یہ، کوئی گناہ نہیں ہے، بلکہ معاف ہے، اگر سجدہ سہو کر لیا تو نماز بھی درست ہو جائیگی، اس آیت میں یہ معنی مراد نہیں ہے، یہ

قابل وعید نہیں ہے، بلکہ احادیث سے ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی متعدد مرتبہ نماز میں بھول گئے تھے، آیت میں پہلا معنی مراد ہے، سستی وغفلت جو کہ منافقین کی عادت تھی۔ (معارف)

الذین ھم یراء ون: مقصد یہ کہ منافق اول تو نماز پڑھتے ہی نہیں، اور اگر کبھی پھنس جائیں تو پھر ریاکاری کرتے ہیں، دکھلاوے کی نیت سے پڑھتے ہیں، اور خلوص ورضاء الٰہی کے لیے نہیں پڑھتے، **ویمنعون الماعون** بلفظ ماعون (بروزن فاعولٌ) کے معنی میں متعدد اقوال ہیں۔ ① **الشیئ القلیل والحقیر**: تھوڑی سی چیز ② وہ استعمالی اشیاء جو عادۃً ایک دوسرے کو عاریۃً دیدی جاتی ہیں، اور ان کا نہ دینے والا انتہائی بخیل اور کنجوس، کمینہ سمجھا جاتا ہے مثلاً نمک، مرچ، پانی، ہانڈی، آگ، ماچس کی تیلی وغیرہ ③ زکوۃ۔ اگر اول دو معنی مراد ہوں تو پھر اس میں انکی پستی، کنجوسی، اور خست کو بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ ایسے کمینے اور کنجوس لوگ ہیں کہ حقیر اور تھوڑی سی عام استعمال کی چیز دینے کے لیے بھی تیار نہیں۔ اگر تیسرا معنی مراد ہو (زکوۃ) تو پھر مقصد ہوگا کہ یہ زکوۃ کا فریضہ نہیں ادا کرتے، زکوۃ کو ماعون اس لیے کہا گیا، کیونکہ وہ بھی مقدار کے اعتبار سے انتہائی قلیل ہوتی ہے، مفسرین نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے، کیونکہ عذاب جہنم کی دھمکی زکوۃ چھوڑنے پر ہی ہو سکتی ہے۔ (قرطبی ص ۲۱۳ ج ۲)

سورۃ الکوثر مکیہ

ایاتہا ۳ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ○

ترجمہ: بیشک دی ہے ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوثر، پس نماز پڑھیے اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجیے بیشک تیرا دشمن وہی دم کٹا ہے۔

حل المفردات: **اعطینا** جمع متکلم ماضی، از (افعال) دینا **الکوثر** (فَوْعَلْ) کثرت سے مشتق ہے، مبالغہ کے لیے ہے، عرب ہر شئی کثیر کو کوثر کہتے ہیں، **فَصَلِّ** واحد مذکر امر حاضر، اصل صَلِّیْ تھا، یا وقف کیوجہ سے گر گئی، **وانحر** واحد مذکر امر حاضر، از (ف) ذبح کرنا، قربانی کرنا، **شانئك** واحد مذکر اسم فاعل، از (ف س) بغض رکھنا، دشمنی کرنا، **ابتر** واحد مذکر اسم تفضیل، دم بریدہ، (مقطوع النسل) از (ن) کاٹنا، (س) کٹ جانا۔

حل الترکیب: **انآ اعطینك الکوثر**: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسم، اعطینا فعل بافاعل، کاف ضمیر مفعول اول، الکوثر مفعول دوم، پھر یہ جملہ اِنَّ کی خبر، اِنَّ

اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **فصل لربك وانحر** : فا عاطفہ، یا نتیجیہ ، صلِّ فعل بافاعل، لام جارہ، رب مضاف، کاف ضمیر مضاف الیہ پھر یہ جار مجرور ملکر صل کے متعلق ہوا صل جملہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ، انحر فعل بافاعل، پھر یہ جملہ انشائیہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ **انّ شانئك هو الابتر** اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، شانئك مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا الابتر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر اِنَّ کی خبر، پھر یہ جملہ اسمیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الکوثر سورۃ النحر۔ جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ مکی ہے، بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ مدنی ہے۔

ربط : گزشتہ سورۃ میں اخلاق رذیلہ کا بیان کر کے اس کا انجام ویل کو بیان فرمایا، اس سورت میں اخلاق حسنہ اور اوصاف جمیلہ کے حامل انسان کے انعامات کا ذکر ہے، کہ کچھ ایسے بھی خوش نصیب ہیں جن کو ہر قسم کے انعامات اور خیر کثیر عطاء کیے گئے ہیں۔

شان نزول: ① جس شخص کی مذکر اولاد مر جاتی عرب اس کو ابتر کہتے، یعنی مقطوع النسل، جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم علیہ السلام یا ابراہیم علیہ السلام کا بچپن میں انتقال ہوگیا تو کفار مکہ آپ ﷺ کو ابتر کہہ کر طعنہ مارنے لگے، جن میں سے عاص بن وائل نمایاں تھا، جب اس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا، تو وہ کہتا اس کو چھوڑ و اسکی فکر نہ کرو وہ تو ابتر ہے اسکی اولاد تو ہے نہیں (نعوذ باللہ) جب وہ خود مر جائیگا تو اس کا کوئی نام لینے والا بھی نہ ہوگا، اس پر آپ ﷺ کی تسلی کے لیے یہ سورۃ نازل ہوئی ② بعض روایات میں ہے، کعب بن اشرف یہودی مکہ مکرمہ آیا قریش مکہ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے آپ اس نوجوان (رسول اللہ ﷺ) کو نہیں دیکھتے، یہ کہتا ہے میں تم سب سے دین میں بہتر ہوں، حالانکہ ہم حجاج کی خدمت کرتے ہیں، لوگوں کو پانی پلاتے ہیں کعبۃ اللہ کی حفاظت کرتے ہیں، تو کعب یہودی بولا نہیں تم اس سے بہتر ہو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

انا اعطینك الکوثر :اس آیت میں فضیلۃ النبی ﷺ کو بیان کیا گیا ہے، کہ اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کی ہے' **ماهو الكوثر** کوثر سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں ① کوثر سے خیر کثیر مراد ہے، مقصد یہ ہوا ہم نے آپ ﷺ کو بہت زیادہ خیر و بھلائی عطا کی ہے، اس میں دنیا و آخرت کی ہر قسم کی بھلائی آجائیگی، دین اسلام کی بقاء، اور ترقی، آخرت میں جنت کے درجات، سب خیر کثیر میں داخل ہیں ② کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو آپ ﷺ کو شب معراج دکھلائی گئی، جسکے کنارے پر موتیوں کے خیمے تھے، آپ ﷺ نے اس کے پانی کو دیکھا تو وہ مشک سے زیادہ خوشبودار تھا، آپ ﷺ نے جبرائیل

سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ وہی کوثر ہے جو آپ ﷺ کو دی گئی ہے ③ کوثر سے حوض کوثر مراد ہے، جو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائینگے، اسکی چوڑائی اور لمبائی مشرق اور مغرب کے برابر ہوگی، (روح) اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، اس روز کے پیاسے وہاں آئینگے، جو سعید و نیک بخت ہونگے، وہ پی جائینگے، بدبخت محروم ہوجائینگے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانی پینے کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہونگے آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حوض کوثر میں دو پرنالے ہونگے، نہر کوثر کا پانی ان میں گریگا، پھر وہ پرنالے حوض کو اس پانی سے بھر دینگے ④ کوثر سے اولاد کی کثرت مراد ہے، کہ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کی یعنی کثیر اولاد۔ اولاد کی دو قسمیں ہیں جسمانی، روحانی، آپ ﷺ کی روحانی اولاد تو بہت ہے، جسمانی اولاد بھی بکثرت ہے، اگرچہ پسری نہیں ہے، مگر دختری اولاد بکثرت ہے، اور تا قیامت رہے گی۔ ⑤ قرآن مجید مراد ہے ⑥ کوثر سے دین اسلام مراد ہے ⑦ آپ ﷺ کو جو علوم عطا کیے گئے وہ کوثر ہیں ⑧ کوثر سے آپ ﷺ کا خلق عظیم مراد ہے ⑨ کوثر سے یہی سورۃ مراد ہے ⑩ مقام محمود مراد ہے۔ (رازی، حقانی)

فصل لربك وانحر اس میں نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا جارہا ہے ① پہلا حکم یہ ہے کہ نماز پڑھیے چونکہ بہت بڑی نعمت ہے، تو اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے بھی بڑی عبادت ہونی چاہیے اور وہ نماز ہے، نیز نماز کو کمال مناسبت ہے کوثر کے ساتھ اس لیے کہ اسمیں اپنے خالق سے مناجات و گفتگو شہد سے زیادہ میٹھی ہے، اور جو اس میں انوارات چمکتے ہیں وہ دودھ سے زیادہ سفید ہیں، اور دل کو جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے، اور نماز کے سنن وآداب ان سرسبز درختوں اور جواہر کی طرح ہیں جو حوض کوثر کے کناروں پر ہیں ② دوسرا حکم یہ ہے کہ قربانی کیجیے پہلی عبادت بدنی تھی، اب عبادت مالی کا حکم ہے۔ نحر کے دو معانی کیے گئے ہیں۔

① مطلق کسی جانور کو ذبح کرنا ② اونٹ کو ذبح کرنا، جس کا مسنون طریقہ یہ ہے اس کا پاؤں باندھ کر حلقوم پر چھری پھیرنا، یا نیزہ مارنا، عرب میں عموماً چونکہ اونٹ کی قربانی ہوتی تھی اس لیے وانحر کا لفظ استعمال کیا گیا۔

عام طور پر نماز کیساتھ زکوٰۃ کو ذکر کیا جاتا ہے، یہاں نحر کو ذکر کیا گیا، کیونکہ اللہ کے نام پر قربانی کرنا بت پرستی کیخلاف ایک قسم کا جہاد ہے، کیونکہ ان کی قربانی بتوں کے نام پر ہوتی تھی۔

ان شانئك هو الابتر : یہ آیت ان کفار کے جواب میں نازل ہوئی جو آپ ﷺ کو ابتر ہونے کا طعنہ دیتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیغمبر تیرے دشمن ہی ابتر اور مقطوع النسل

ہیں، آپ ﷺ کی نسل روحانی بھی تا قیامت باقی رہے گی، اور جسمانی بھی باقی رہے گی، اگرچہ پسری اولاد نہیں دختری اولاد تو تا قیامت باقی رہی گی۔ غور کیجیے آج کہاں ہے اسکی اولاد ان کا نام و نشان بھی مٹ گیا ہے، لیکن رسول مقبول ﷺ کے ذکر کو حق تعالیٰ نے کیسی عظمت و رفعت عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ سے لیکر آج تک پوری دنیا کے چپہ چپہ پر آپ ﷺ کا نام مبارک پانچ وقت اللہ کے نام کیساتھ میناروں پر پکارا جاتا ہے'' (مظہری، معارف ملخصا)

سورة الكفرون مكيه

ایاتها٦ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ رکوعها١

قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ○ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ○ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ○

ترجمہ: کہہ دیجیے اے کافرو نہیں عبادت کرتا میں اس چیز کی جسکی تم عبادت کرتے ہو، اور نہیں ہو تم عبادت کرنے والے اس چیز کی جسکی میں عبات کرتا ہوں، اور نہیں ہوں میں عبادت کرنے والا اس چیز کی جس کو تم نے پوجا، اور نہیں ہو تم عبادت کرنے والے اس چیز کی جسکی میں عبادت کرتا ہوں تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔

حل المفردات: الکٰفرون جمع مذکر سالم، لا اعبد از (ن) واحد متکلم، تعبدون جمع مذکر حاضر، عابدون جمع مذکر اسم فاعل، عبدتم جمع مذکر حاضر ماضی۔

حل الترکیب: قل یاایھا الکٰفرون ○ لآ اعبد ما تعبدون ○ ولآ انتم عٰبدون ما اعبد ○ ولآ انا عابد ما عبدتم ○ ولآ انتم عٰبدون مآ اعبد : قل فعل بافاعل ملکر قول 'یا حرف نداء 'ایھا مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف' الکافرون صفت' موصوف صفت ملکر منادی' لا نافیہ، اعبد فعل بافاعل، ما موصولہ، تعبدون فعل بافاعل جملہ ہوکر صلہ' موصول صلہ ملکر مفعول بہ اعبد کا' فعل فاعل ومفعول بہ ملکر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ، لا نافیہ، انتم مبتدا، عابدون صیغہ صفت کا، ھم ضمیر فاعل، ما موصولہ، اعبد جملہ صلہ' موصول صلہ ملکر عابدون کا مفعول بہ' وہ خبر ہے انتم کی، پھر یہ جملہ معطوف اول' واؤ عاطفہ، لا نافیہ، انا مبتدا، عابد خبر، ما موصولہ، عبدتم جملہ ہوکر صلہ' موصول صلہ ملکر مفعول عابد کا' پھر یہ جملہ ہوکر معطوف ثانی' واؤ عاطفہ، لا نافیہ، انتم مبتدا، عابدون خبر، ما اعبد موصول صلہ ملکر عابدون کا مفعول بہ' پھر یہ جملہ معطوف ثالث' معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مقصود بالنداء'

منادی مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا' قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لکم دینکم ولی دین: لکم جار مجرور ثابت کے متعلق ہوکر خبر مقدم، دینکم مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ، لی جار مجرور ملکر خبر مقدم' **دین**: مضاف یا ضمیر متکلم مضاف الیہ محذوف پھر یہ مبتدا مؤخر' مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الکافرون' سورۃ العبادۃ' سورۃ الاخلاص' سورۃ المقشقشہ، قشقش کا معنی ہوتا ہے بیمار کا تندرست ہونا، تو مقشقشہ کا معنی ہوگا شرک سے بری کرنے والی۔ جمہور مفسرین کے نزدیک مکی ہے، بعض کے نزدیک مدنی ہے۔

ربط: سورۂ کوثر میں خیر کثیر کا وعدہ دیا گیا جس میں ہر قسم کی دینی ترقی شامل ہے، اس سورۃ میں آپ ﷺ کو علی الاعلان توحید کی تبلیغ اور شرک سے براءت کے اعلان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

شان نزول: کفار قریش کی جماعت ابو جہل' عاص بن وائل' ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث' اسود بن عبد المطلب' نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا آپ ﷺ کو اگر سلطنت کی خواہش ہے تو ہم آپ ﷺ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں، اگر مال کی ضرورت ہے تو اتنا مال دیتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ مالدار بن جائینگے، اگر عورت کی خواہش ہے تو عرب کی حسین وجمیل عورت سے آپ ﷺ کا نکاح کر دیتے ہیں، آپ ﷺ صرف ہماری یہ بات مان لیں کہ ہمارے معبودوں کو برا نہ کہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان چیزوں میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچو اور راہ راست اختیار کرلو۔ اسکے بعد پھر یہ پیشکش کی کہ ایک سال آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی پرستش کریں، ایک سال ہم آپ (ﷺ) کے معبود کی عبادت کرینگے، انہوں نے بار بار اصرار کیا ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (معارف)

فضائل: ① صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہمیں کوئی دعا بتا دیجیے جو سونے سے پہلے پڑھیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قل یا ایھا الکافرون پڑھا کرو یہ شرک سے براءت ہے ② جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو جب سفر میں جاؤ تو اپنے تمام ساتھیوں سے زیادہ خوشحال اور بامراد ہو اور تمہارا سامان زیادہ ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں بیشک، آپ ﷺ نے فرمایا قل یا ایھا الکافرون سے آخر تک پانچ سورتیں پڑھا کرو ہر سورۃ کو بسم اللہ پر ختم کرو، جبیرؓ فرماتے ہیں کہ پہلے میں خستہ حال ہوتا تھا جب اس وظیفہ کو پڑھا تو سب سے بہتر حال ہو گیا ③ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا آپ ﷺ نے

پانی اور نمک منگوایا اس کو کاٹنے کی جگہ پر لگاتے اور **قل یا ایھا الکفرون** پڑھتے جاتے، ساتھ **قل اعوذ برب الفلق**: **قل اعوذ برب الناس**: بھی پڑھتے۔ (معارف)

قل یا ایھا الکفرون: قل سے اشارہ ہے کہ میں اپنی طرف سے تمہیں کافر نہیں کہتا، نہ تمہارے معبودوں کو برا کہتا ہوں، بلکہ میں مامور ہوں مجبور ہوں اللہ کے حکم سے ایسا کرتا ہوں، **ایھا الکفرون** کہا **ایھا القوم** نہ کہا اشارہ کیا کہ تم کفر جیسی مہلک مرض میں مبتلا ہو اور بجائے علاج کرانے کے الٹا حکیم اور معالج کو بھی اس مرض میں شریک کرنا چاہتے ہو۔

لا اعبد ما تعبدون: مقصد یہ کہ میں ان جھوٹے معبودوں کی عبادت نہیں کرسکتا جنکی تم عبادت کرتے ہو اور نہ ہی تم سے کوئی ایسے آثار دکھائی دیتے ہیں کہ تم صرف میرے معبود کی عبادت کرو۔ **ولا انا عابد ما عبدتم** اور نہ آئندہ توقع رکھو کہ میں تمہارے بتوں کی پرستش کرونگا۔

سوال: لا اعبد والے جملے کو تکرار کیساتھ کیوں ذکر کیا؟ تکرار تو فصاحت وبلاغت کے خلاف ہے۔

جواب: ① بعض مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ تکرار محض تاکید کے لیے ہے، بلاغت کا اصول یہ ہے کہ مخاطب کے حال کے مطابق کلام کیا جائے چونکہ کفار کی طرف سے بار بار تکرار کے ساتھ یہ مطالبہ تھا کہ ایک سال آپ ﷺ ہمارے بتوں کی عبادت کریں ایک سال ہم کرینگے، تو ان کے جواب میں اللہ تعالی نے اسکی تردید میں بھی تکرار کیا ہے تو یہ عین بلاغت ہے، ② امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مفسرین سے یہ جواب نقل کیا ہے کہ اول دو کلمے زمانہ حال کے لیے، آخری دو استقبال کے لیے ہیں، یا اس کا برعکس، مقصد یہ ہوگا **لا اعبد** کا کہ فی الحال ایسا نہیں کرتا اور **ولا انا عابد** کا مقصد ہوگا کہ مستقبل میں بھی ایسا نہ ہوگا، تو اب تکرار والا اشکال نہ ہوگا ③ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا کہ اول جملہ میں ما موصولہ ہے اور اس سے مراد معبود ہیں، مقصود یہ ہوگا کہ نہ تم میرے معبود کی عبادت کر سکتے ہو اور نہ میں تمہارے معبود کی عبادت کرسکتا ہوں، اور دوسرے جملے میں ما مصدریہ ہے یہ فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیگا، معنی یہ ہوگا **ولا انا عابد عبادتکم' ولا انتم عابدون عبادتی**: یعنی نہ تم میرے جیسی عبادت کر سکتے ہو اور نہ میں تمہاری عبادت کی طرح عبادت کرسکتا ہوں، ہماری عبادت کے طریقے ہی جدا جدا ہیں، طرز عبادت بھی مختلف ہیں، تو اول جملے میں معبودوں کا اختلاف بتلایا گیا، ثانی میں عبادت کے طرز اور طریقہ کے اختلاف کو ذکر کیا گیا، اس لیے کوئی تکرار نہیں۔

لکم دینکم ولی دین: مقصد یہ ہے کہ تم اگر توحید والا اور میرے والا راستہ نہیں اختیار

کرتے تو تم جانو کہ تمہارا دین تمہیں اپنے اعمال کا بدلہ ملیگا، مجھے اپنے عمل کا بدلہ ملیگا، جیسا کرو گے ویسا بھرو گے' مقصد آیت یہی نکلے گا۔

فائدہ: اس سورۃ میں کافروں نے جو صلح کی پیشکش کی تھی اللہ تعالی نے اس کو یکسر مسترد کر دیا ہے، کیونکہ اس میں تو شرک کرنا تھا ایسی صلح تو حرام ہے، نا جائز ہے، البتہ کفار جب خود جھکیں صلح کرنا چاہیں تو ان کیساتھ ایسی صلح جائز ہے، جس سے اسلام کے کسی حکم پر زد نہ آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کفار کیساتھ صلح کے معاہدے ثابت ہیں۔ (معارف)

سورۃ النصر مدنیہ

آیاتہا ۳ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○

ترجمہ: جب آ جائے یا آ چکی ہے اللہ کی مدد اور فتح، اور دیکھ لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیکھ لیا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کو داخل ہوتے ہیں وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج، پس پاکی بیان کیجیے اپنے رب کی تعریف کیساتھ اور بخشش مانگیے اس سے بیشک وہ ذات ہے معاف کرنے والی۔

حل المفردات: استغفر واحد مذکر امر حاضر معروف، از (استفعال) بخشش چاہنا، تو ابا صیغہ مبالغہ، از (ن) لوٹنا، رجوع کرنا۔

حل الترکیب: اذا جآء نصر اللہ والفتح ○ ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا: اذا شرطیہ، جآء فعل، نصر اللہ والفتح معطوف علیہ ومعطوف ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، رءیت فعل بافاعل، الناس ذوالحال، ید خلون فعل، واؤ ضمیر بارز ذوالحال، فی جار، دین اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق یدخلون کے، افواجا حال، ذوالحال حال ملکر یدخلون کا فاعل، فعل فاعل و متعلق ملکر جملہ ہوکر پھر یہ الناس سے حال ہے، ذوالحال حال ملکر مفعول بہ رءیت کا، پھر وہ معطوف ہے معطوف علیہ جاء کا، پھر معطوف معطوف علیہ ملکر شرط۔ فسبّح بحمد ربك واستغفرہ: فا جزائیہ، سبح فعل بافاعل، بحمد ربك جار مجرور و مضاف مضاف الیہ ملکر متعلق سبح کے، پھر یہ جملہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، استغفرہ فعل بافاعل و مفعول بہ ہوکر معطوف، پھر معطوف معطوف علیہ ملکر جزاء، شرط

جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

انہٗ کان توّابا: ہٗ ضمیر اِنّ کا اسم، کان فعل ناقصہ، ھو ضمیر اسم، توابا خبر یہ، جملہ ہو کر اِنّ کی خبر، پھر وہ جملہ اسمیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ النصر، سورۃ اذا جاء، سورۃ التودیع، تودیع وداع سے ہے، جس کا معنی کسی کو رخصت کرنا، اس سورۃ میں بھی نبی کریم ﷺ کی اس دنیا سے رخصتی کی طرف اشارہ ہے اس لیے اس کا نام سورۃ التودیع بھی ہے۔

ربط: گزشتہ سورۃ میں توحید کے اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اس سورۃ میں آپ ﷺ کی تسلی کے لیے دین اسلام کے غلبہ اور فتح مکہ کی پیشینگوئی اور کفار کی شکست کی خبر دی جا رہی ہے، یہ سورۃ باجماع مدنی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سورۂ نصر قرآن پاک کی آخری سورۃ ہے، مقصد یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی مکمل سورت نازل نہیں ہوئی، اس کے بعد چند متفرق آیات نازل ہوئیں، جیسا کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں اسکی تفصیل موجود ہے، وہ فرماتے ہیں یہ سورت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی، اس کے بعد آیت **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** نازل ہوئی، ان دونوں کے نزول کے بعد آپ ﷺ اسّی روز زندہ رہے، اسکے بعد آیت کلالہ (**یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ**) نازل ہوئی، اسوقت آپ ﷺ کی عمر شریف کے پچاس روز باقی تھے، اس کے بعد **لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ** نازل ہوئی، اس وقت آپ ﷺ کی عمر کے پینتیس روز باقی تھے، اس کے بعد **وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ** نازل ہوئی اسکے بعد اکیس دن اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں صرف سات روز زندہ رہے۔ (معارف)

اذا جآء نصر اللہ و الفتح: اس آیت میں آپ ﷺ کو اللہ کی مدد اور فتح کی خوشخبری دی جا رہی ہے۔ نصر کا معنی ہوتا ہے مطلوب و مقصود حاصل کرانے میں مدد دینا، اور فتح کا معنی ہوتا ہے مطلوب حاصل کر لینا۔ فتح سے کونسی فتح مراد ہے؟ حقانی نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں ① فتح خیبر ② جمیع فتوحات ③ فتح مکہ مراد ہے اور یہی قول راجح ہے تقریباً اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے، البتہ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی یا بعد میں؟ بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ سورۃ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی، لیکن اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی **اذا جآء** کا لفظ بھی اسی پر دال ہے فتح مکہ ۸ھ رمضان المبارک میں ہوئی۔ **ورءیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا:** آپ ﷺ لوگوں کو جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتا دیکھیں، یہ بھی فتح مکہ کے وقت ہوا، فتح مکہ سے پہلے ہی بہت سے

لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا یقین ہو چکا تھا، لیکن قریش کی مخالفت اور ڈر کی وجہ سے وہ اسلام نہیں لا رہے تھے، فتح مکہ نے وہ رکاوٹ دور کر دی لوگ پھر فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہر روز سینکڑوں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہوتے۔

فسبح بحمد ربك واستغفره: اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب نصرت فتح آ جائے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح اور تحمید اور استغفار میں زیادہ مشغول ہو جائیں اور یہ سمجھ لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے "سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں اس سورت کے نازل ہونے کے بعد اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے ہر وقت یہ دعا پڑھتے تھے "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" (معارف)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیح کا حکم دیا گیا ہے وہ بھی حمد سے ملا کر یعنی سبحان اللہ وبحمدہ کہنا۔ تسبیح کی حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تمام عیب والی چیزوں سے پاکی بیان کرنا مثلاً وہ فانی نہیں، وہ حادث نہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ سوتا نہیں، وہ بیمار نہیں ہوتا، وغیرہ اس کے لیے لفظ مشہور ہے، سبحان اللہ۔

فائدہ: متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اس سورۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر دی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اسلام کی ترقی اور فتوحات کو دیکھیں تو پھر سمجھ لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصتی کا وقت آ گیا ہے اب تسبیح اور استغفار میں مشغول ہو جائیں، جب یہ سورت نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو سنائی تو باقی صحابہ رضی اللہ عنہم تو فتح کی خوشخبری سن کر خوش ہو گئے، لیکن حضرت عباسؓ (معارف) حضرت ابوبکرؓ (حقانی) رونے لگے، ان سے پوچھا گیا کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی۔ (مظہری، معارف)

سورۃ اللھب مکیہ

ایاتہا ۵ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ○ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ○ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ○

ترجمہ: ہلاک ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ، (اور ہلاک ہو گئے) نہ کام آیا اس کو

اس کا مال اور وہ چیز جو اس نے کمائی، عنقریب داخل ہوگا وہ آگ میں جو شعلہ والی ہے، اور اسکی بیوی درانحالیکہ اٹھانے والی ہے وہ لکڑیوں کو، اسکی گردن میں رسی ہے مونج سے۔

حل المفردات: تبّتْ واحدہ مؤنثہ غائبہ ماضی معروف، اصل تببتْ تھا، از (ن) ہلاک ہونا۔ لھب از (س) شعلہ بھڑکنا۔ سَیَصْلٰی اصل یَصْلَیُ تھا۔ الحطب لکڑیاں، جمع احطاب، از (ض) لکڑیاں چننا۔ جید گردن جمع اجیاد۔ حبل رسی جمع اسکی حبال، احبال، حبول۔ مسد مونج، جمع اسکی امساد، مساد، از (ن) رسی بٹنا۔

حل الترکیب: تبت یدآ ابی لھب وتبّ: تبت فعل، ید مضاف، ابی لھب مضاف الیہ پھر یہ تبت کا فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، و تب فعل فاعل ملکر معطوف، پھر معطوف معطوف علیہ ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ مآ اغنٰی عنہ مالہٗ وما کسب: ما نافیہ، اغنی فعل، عنہ جار مجرور ملکر متعلق، مالہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ما موصولہ یا مصدریہ، کسب فعل فاعل ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف معطوف علیہ ملکر اغنی کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

سیصلی نارا ذات لھب ○ وّامرأتہٗ حمّالۃ الحطب: سیصلی فعل، ہو ضمیر معطوف علیہ، نارًا موصوف، ذات لھب مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر مفعول بہ یصلی کا، واؤ عاطفہ، امرء تہ مضاف مضاف الیہ ملکر ذوالحال، حمالۃ الحطب مضاف مضاف الیہ ملکر حال، ذوالحال حال ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف معطوف علیہ ملکر یصلی کا فاعل، فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ فی جیدھا حبل من مسد: فی جار، جیدھا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر خبر مقدم، حبل موصوف، من مسد جار مجرور ملکر کائن کے متعلق ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ اللھب، سورۃ المسد۔

ربط: گزشتہ سورت میں لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کا ذکر تھا، اس سورت میں اسلام میں داخل نہ ہونے والے ایک شخص کے عذاب کو بیان کیا جا رہا ہے، اور اس کے انجام بد کا بیان ہے۔ گزشتہ سورت میں مسلمانوں کیساتھ وعدہ فتح ونصرت تھا، اس سورۃ میں کافر کے لیے وعید ہے۔

شان نزول: بخاری ومسلم میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر آیت و انذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایے، تو رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور یا صبا حاہ کہا، پھر اپنے قبیلہ قریش کو نام لیکر پکارا، یا بنی عبد مناف، یا بنی

ھاشم 'یا بنی عبدالمطلب :وغیرہ چونکہ اسطرح بلانا خطرہ کی علامت سمجھا جاتا تھا، اس لیے سارے بھاگتے ہوئے آ گئے، جب سب جمع ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بتلاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تمہارے اوپر حملہ کرنے کے لیے تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا ہاں بالکل کرینگے، کیونکہ آپ ﷺ سچے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں میری بات پر یقین ہے تو پھر میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں جو شرک اور کفر کیوجہ سے تم پر واقع ہوگا، اگر نجات کا راستہ چاہتے ہو تو ایک خدا کے ہو جاؤ شرک چھوڑ دو، اس پر قوم بگڑ گئی اور ابولہب جو آپ ﷺ کا چچا تھا کہنے لگا "**تَبًّا لَّكَ يَامُحَمَّدُ الِهٰذَا جَمَعْتَنَا**" (نعوذ باللہ) اور پتھر اٹھا کر آپ ﷺ پر پھینکا اور گالیاں دیں، پھر تو یہ نبی کریم ﷺ کی مخالفت اور دشمنی پر کمر بستہ ہو گیا۔ جب نبی کریم ﷺ لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لیے تشریف لے جاتے، یہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتا، آپ کو پتھر مارتا اور کہتا لوگو میرے بھتیجے کو جنون ہو گیا ہے، اس کی بات پر اعتبار نہ کرنا، تو اللہ رب العزت نے اسکی مذمت کے لیے یہ سورت نازل فرمائی۔ (معارف)

تبت یدا ابی لھب وتب :ٹوٹ جائیں ہلاک ہو جائیں ابولہب کے ہاتھ۔ تبت تباب سے مشتق ہے جسکا معنی ہلاکت و بربادی ہے۔ یدا تثنیہ ہے اصل یدان تھا، اضافت کیوجہ سے نون گر گیا ہے کبھی ید کا لفظ ذکر کر کے، اس سے انسان کی پوری ذات مراد ہوتی ہے، کیونکہ انسان کے تمام کاموں میں ہاتھوں کو بڑا دخل ہوتا ہے یہاں بھی یدا سے ابولہب کی ذات مراد ہے۔ ابولہب یہ کنیت ہے، لھب کا معنی ہوتا ہے آگ کا شعلہ چونکہ ابولہب بہت خوبصورت سرخ رنگ کا تھا اس لیے اسکی یہ کنیت ہو گئی، اصل نام عبدالعزیٰ تھا۔

سوال: نام کیوں نہیں ذکر کیا گیا؟

جواب : ① کنیت زیادہ مشہور تھی، نام مشہور نہ تھا ② شرکیہ نام تھا، کیونکہ عزیٰ بت کا نام تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ذکر کرنا پسند نہیں فرمایا ③ لہب آگ کے شعلہ کو کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرما کر اس کے جہنمی ہونے کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ (حقانی)

تبت یدا والا جملہ بددعائیہ ہے، یہ بددعاء اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا دل ٹھنڈا کرنے کے لیے دی، کیونکہ ابولہب نے جب رسول اللہ ﷺ کو بددعا دی تھی تو مسلمانوں کی خواہش تھی کہ وہ بھی اس کے لیے بددعا کریں، گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی بات خود فرما دی، **وتب** اللہ رب العزت فرماتے ہیں اور وہ ہلاک ہو گیا، مقصد یہ کہ ہم نے جو بددعا کی ہے اس کا اثر ظاہر بھی ہو گیا

ہے، اور وہ ہلاک ہوگیا ہے، چنانچہ اسی بددعا کا اثر ہوا کہ واقعہ بدر کے سات دن بعد اس کو طاعون کی گلٹی نکلی، جس کو عربی میں عدسہ کہتے ہیں گھر والوں نے اس خوف سے کہ یہ بیماری ہمیں نہ لگ جائے اس کو گھر سے الگ کسی جگہ پر ڈالدیا کوئی بھی اسکے قریب نہ جاتا تھا، چہرہ بگڑ گیا کتوں جیسی آوازیں نکالتا تھا، اسی بے کسی کی حالت میں تڑپ تڑپ کر مرگیا، تین دن تک لاش پڑی رہی، جب بدبو اٹھی، تب گھر والوں کو اسکی موت کا پتہ چلا، مزدور بلوا کر اٹھوایا، انہوں نے گڑھا کھود کر اس میں پھینک دیا، اوپر پتھر بھر دیے یہ ہوا انجام دشمن رسول ﷺ کا۔ (معارف)

ما اغنی عنہ مالہ وما کسب: یعنی مال اور اسکی کمائی اس کو اس عبرتناک انجام سے نہ بچاسکی، **مالہ وما کسب** کی دو تفسیریں کی گئی ہیں ① مالہ سے اصل مال اور ماکسب سے مراد منافع ② مالہ سے مال اور ماکسب سے مراد اولاد ہے۔ حضرت عائشہؓ۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی مراد لیا ہے۔ ابولہب کثیر المال بھی تھا کثیر الاولاد بھی اس لیے فرمایا نہ مال کام آیا نہ اولاد۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جس وقت رسول اللہ ﷺ نے قوم کو عذاب سے ڈرایا تو ابولہب نے کہا اگر یہ سچ ہے جو میرا بھتیجا کہتا ہے تو میرے پاس مال اور اولاد بہت زیادہ ہے تو میں اس کو دیکر اپنے آپ کو بچالونگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، **سیصلی نارا ذات لھب** پہلے دنیا کا حال بیان کیا، اب آخرت کے انجام بد کا بیان ہے، کہ عنقریب مرنے کے فوراً بعد سیدھا آگ میں جائیگا، اور آگ بھی بھڑکنے والی شعلے مارنے والی ہوگی۔

وامرء تہ حمالۃ الحطب: ابولہب کے انجام کا ذکر کرنے کے بعد اسکی بیوی کے انجام بد کا بیان ہے، یہ بھی ابولہب کی طرح نبی کریم ﷺ کی جانی دشمن تھی، آپ ﷺ کو ایذاء دیتی تھی، ایذاء رسانی، دشمنی، مخالفت میں اپنے خاوند کا پورا پورا ساتھ دیتی، اس کا نام اروی بنت حرب بن امیہ تھا۔ (ابن کثیر ص ۵۹۴ ج ۴) کنیت ام جمیل تھی یہ ابوسفیان کی بہن تھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بھی جہنم میں جلے گی، **حمالۃ الحطب** یہ اس عورت کا حال بیان کیا گیا ہے، اس کا لغوی معنی تو ہے آگ جلانے کے لیے لکڑی جمع کر کے اٹھانے والی۔ یہاں حمالۃ الحطب سے کیا مراد ہے؟ اس میں تین احتمال ہیں ① اس سے مراد اس کا حقیقی معنی ہے، یعنی لکڑیاں جمع کرنے والی، کیونکہ یہ عورت جنگل سے خاردار لکڑیاں جمع کر کے لاتی اور رات کو رسول اللہ ﷺ کے راستہ میں بچھادیتی، تاکہ صبح گزرتے ہوئے آپ ﷺ کو تکلیف ہو، اسکی اس ذلیل و خسیس حرکت کو بیان کرنے کے لیے یہ لفظ ذکر کیا گیا ② بعض مفسرین نے کہا یہ اسکا جہنم کا حال بیان کیا جارہا ہے، کہ جہنم میں وہ زقوم وغیرہ سے لکڑیاں اکٹھی کر کے اپنے شوہر پر ڈالے گی، تاکہ اسکی آگ اور

بھڑکے، جس طرح دنیا میں اس کے کفر وظلم کو بڑھاتی تھی ۲آخرت میں اس کے عذاب کو بڑھائیگی۔ ۳ حمالۃ الحطب سے چغل خوری مراد ہے، کیونکہ اس کو چغل خوری کی عادت تھی، چغل خوری کیوجہ سے بھی افراد اور خاندانوں میں فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اس لیے اس کو عرب میں حمالۃ الحطب کہا جاتا ہے۔

فی جیدھا حبل من مسد: مسد سین کے سکون کے ساتھ، مصدر ہے، اس کے معنی رسی بٹنے یا ڈور بٹنے یا تار پر تار چڑھا کر مضبوط کرنے کے ہیں۔ اور مسد سین کے فتحہ کیساتھ رسی یا ڈور کو کہتے ہیں جو مضبوط بنائی گئی ہو، خواہ وہ کسی چیز کی ہو کھجور کی، ناریل کی، یا آہنی تاروں کی، ہر طرح کی مضبوط رسی اسمیں داخل ہے۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں ① اس آیت میں ابولہب کی بیوی کا جہنم کا حال بیان کیا جا رہا ہے، اور مسد سے مراد لوہے کی تاروں سے بٹا ہوا رسا (طوق) ہے، مقصد یہ ہیکہ جہنم میں اسکی گردن میں لوہے کی تاروں سے بٹا ہوا مضبوط طوق ہوگا، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ **من مسد** کی تفسیر کرتے ہیں، ای **من حدید** اور یہی حضرت ابن عباسؓ اور عروہ بن زبیرؒ کا قول ہے۔ ② شعبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کو دنیا کا حال قرار دیا ہے، اور مسد سے کھجور کی رسی مراد لی ہے، اور فرمایا کہ اگر چہ ابولہب اور اسکی بیوی مالدار اور غنی قوم کے سردار مانے جاتے تھے، مگر اسکی بیوی اپنی خست طبیعت کیوجہ سے اپنی کنجوسی کی بدولت جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے لاتی اور رسی کو اپنے گلے میں ڈالتی تاکہ لکڑیوں کا گٹھا گر نہ جائے، ایک دن حسب معمول لکڑیاں لا رہی تھی گٹھڑی بڑی تھی تھک گئی گٹھڑی سر سے گرگئی، گلے میں جو رسی تھی اسکی وجہ سے گلا دب اور گھٹ گیا اسی میں وہ مرگئی۔ اول کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ ابولہب کی بیوی سے ایسا کرنا ذرا بعید از عقل ہے، اسی بناء پر اکثر مفسرین نے پہلی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ (مظہری ملخصاً)

سورۃ الاخلاص مکیہ

آیاتہا ۴ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ...... رکوعہا ۱

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: کہہ دیجیے وہ یعنی اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہیں جنا اس نے اور نہیں جنا گیا، وہ اور نہیں ہے اس کے لیے ہم جیسا یا برابر کوئی ایک۔

حل المفردات :الصمد بے نیاز،از (ن،ض) ارادہ کرنا۔لم یَلِدْ واحد مذکر غائب نفی حجد،اصل لم یَوْلِدْ تھا،(بقانون یعد یلد ہوا) از (ض) جننا،لم یُوْلَدْ مجہول نفی حجد کفواً: مثل نظیر،اصل کُفُؤٌ تھا،(سوال والے قانون کے تحت کفواً ہوا) از (ف) نظیر ومثل ہونا۔

حل الترکیب: **قل ھو اللہ احد**:قل فعل فاعل ہوکر قول ① ھو ضمیر شان مبہم مفسر، اللہ مبتدا، احد خبر، پھر یہ جملہ تفسیریہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا،قول مقولہ ملکر جملہ ہوا ② ھو ضمیر راجع بسوئے رب مبتدا، اللہ پھر مبتدا احد خبر، پھر یہ جملہ ماقبل کی خبر ③ ھو مبتدا، اللہ خبر اول، احد خبر ثانی، ④ ھو مبدل منہ، اللہ احد جملہ ہوکر بدل۔ **اللہ الصمد**: اللہ مبتدا، الصمد خبر۔

لم یلد ولم یولد:لم یلد فعل بافاعل جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ولم یولد فعل ونائب فاعل ملکر جملہ ہوکر معطوف اول،واؤ عاطفہ۔**ولم یکن لہ کفوا احد**: ①لم یکن فعل از افعال ناقصہ، لہ جار مجرور ملکر لم یکن کے متعلق، کفوا خبر، احد اسم مؤخر،پھر یہ جملہ ہوکر معطوف ثانی،معطوف علیہ دونوں معطوفین سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا ② واؤ عاطفہ، لم یکن فعل ناقصہ، لہ جار مجرور ملکر ثابتا کے متعلق ہوکر لم یکن کی خبر، کفواً حال مقدم،احد ذوالحال مؤخر،ذوالحال حال ملکر لم یکن کا اسم مؤخر پھر یہ جملہ ہوا۔

تفسیر:نام ① سورۃ الاخلاص ② سورۃ الاساس ③ قل ھو اللہ احد ④ سورۃ المقشقشہ ⑤ سورۃ التوحید ⑥ سورۃ التفرید ⑦ سورۃ التجرید ⑧ سورۃ النجاۃ ⑨ سورۃ الولایہ ⑩ سورۃ المعرفہ ⑪ سورۃ الجمال ⑫ سورۃ الصمد ⑬ سورۃ النسبہ ⑭ سورۃ المعوذہ ⑮ سورۃ المانعہ ⑯ سورۃ المحضر ⑰ سورۃ المنفردۃ ⑱ سورۃ البراءۃ ⑲ سورۃ المذکرہ ⑳ سورۃ النور ㉑ سورۃ الایمان۔(روح المعانی جلد ۳۰ ص ۳۰۶،۳۰۷)

جمہور مفسرین کا قول ہے یہ سورۃ مکی ہے،بعض مفسرین کا قول ہے یہ مدنی ہے۔

ربط : گزشتہ سورت میں منکر توحید کی مذمت تھی،اس سورۃ میں توحید خالص کا بیان ہے کہ خدا وحدہ لاشریک لہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

فضائل : ① اس سورت میں عقیدہ توحید جو کہ ایمان کی بنیاد ہے کو پوری قوت سے بیان کیا گیا ہے اور شرک کی تمام صورتوں کی نفی کر دی گئی ہے ② ایک شخص نے کہا مجھے سورۃ اخلاص سے محبت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔③ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب جمع ہو جاؤ میں تمہیں تہائی قرآن سناؤنگا، سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ اخلاص تلاوت فرمائی اور فرمایا یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

④ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو صبح اور شام قل ھو اللہ اور معوذتین پڑھ لے یہ اس کے لیے کافی ہے، ایک روایت میں ہے اس کو ہر بلا سے بچانے کے لیے کافی ہے ⑤ عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم کو تین سورتیں بتلاتا ہوں سونے سے پہلے ان کو ضرور پڑھ لیا کرو وہ قل ھو اللہ اور معوذتین ہیں۔

شان نزول: ① مشرکین مکہ نے سوال کیا تھا کہ آپ ﷺ کے خدا کا نسب کیا ہے، اس کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی ② بعض روایات میں یہ ہے کہ مشرکین نے سوال کیا تمہارا معبود کس چیز کا بنا ہوا ہے، سونے کا چاندی کا، یا کسی اور چیز کا، اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ **قل ھو اللہ احد:** قل سے اشارہ ہے آپ ﷺ کی نبوت کی طرف کہ از خود نہیں بلکہ ہماری طرف سے کہہ دیجیے کہ اللہ ایک ہے، اللہ یہ علم ذاتی ہے، اس ذات کا جو مجتمع ہے جمیع صفات کمالیہ کو، اور تمام عیوب ونقائص سے پاک ومنزہ ہے۔ احد لفظ احد اور واحد دونوں کا معنی ایک ہے مگر مفہوم کے اعتبار سے لفظ احد خاص ہے احد اس ذات کو کہا جاتا ہے جو ترکیب (جوڑ) تجزیہ (جزء) تعدد، مشابہت، مشاکلت سے پاک ہو۔ ہر اعتبار سے یکتا ہو۔ اس آیت میں ان لوگوں کا جواب ہے جو پوچھتے تھے تمہارا خدا سونے کا ہے یا چاندی کا، جواب دیا گیا وہ یکتا ہے اس جیسا کوئی نہیں۔

اللہ الصمد: اللہ بے نیاز ہے۔ صمد کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں ① نڈر جسکو کوئی خوف نہ ہو ② وہ ذات جو نہ کھائے نہ پیئے ③ سردار جسکی سرداری اپنے عروج پر ہو ④ وہ ذات جو تمام صفات وافعال میں کامل ہو ⑤ وہ ذات جو ہر حاجت میں مقصود ہو ⑥ مخلوق کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والے کو صمد کہتے ہیں ⑦ وہ ذات جس پر کوئی مصیبت نہ آسکے ⑧ تمام اقوال کا نچوڑ اور خلاصہ یہ کہ صمد وہ ذات جو خود کسی کی محتاج نہ ہو اور باقی تمام چیزیں اسکی محتاج ہوں جسکی طرف اپنی حاجات اور ضروریات میں لوگ رجوع کریں۔ (حقانی، مظہری)

لم یلد و لم یولد: نہ والد ہے نہ مولود، ورنہ پھر اس کا ہم جنس ثابت ہو جائیگا، احدیت صمدیت ختم ہو کر رہ جائیگی، یہ ان مشرکین کا جواب ہو گیا جو کہتے تھے خدا تعالیٰ کا نسب نامہ کیا ہے۔

ولم یکن لہ کفواً احد: مقصد یہ ہے کہ اس جیسا کوئی بھی نہیں، اسکی مثال، اسکا ہمسر، اسکا مشابہ یا ہمشکل کوئی بھی نہیں۔

فائدہ: سورۃ اخلاص نے ہر طرح کے مشرکانہ خیالات کی نفی کر کے مکمل درس توحید دیا ہے، **اللہ احد** میں تعدد الٰہ والے شرک کی نفی کی۔ **اللہ الصمد** میں ان مشرکین کی تردید ہے جو غیر سے اپنی ضروریات، حاجات مانگتے ہیں۔ **لم یلد ولم یولد** میں ان مشرکین کی تردید ہو گئی جو کہ خدا

کیلیے بیٹے بیٹیوں کے قائل ہیں وغیرہ۔

سورۃ الفلق مکیہ

ایاتہا۵...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ رکوعہا۱

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ○ وَمِن شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ○

ترجمہ : کہہ دیجیے پناہ لیتا ہوں میں صبح (کو پھٹنے) کے رب کیساتھ، اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی، اور اندھیری رات کے شر سے جب سمٹ آئے، وہ (پھیل جائے) اور گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے، اور حسد کرنے والے کے شر سے جب حسد کرے وہ۔

حل المفردات: اَعُوْذُ واحد متکلم مضارع، اصل اَعْوُذُ تھا، (بقانون یقول) از (ن) پناہ لینا، الفلق از (ض) پھاڑنا' رات کی تاریکی دور کرنا، اور صبح کو ظاہر کرنا۔

غاسق واحد مذکر اسم فاعل، از (ض) رات کا تاریک ہونا۔ وقب از (ض) رات کی تاریکی کا پھیلنا۔ النفّٰثٰت جمع ہے نفّاثة کی، صیغہ مبالغہ، پھونک مارنے والی، از (ن) منہ سے تھوکنا' پھونک مارنا۔ العقد جمع ہے مفرد عقدۃ ہے، گرہ، از (ض) گرہ لگانا۔ حاسد اسم فاعل، از (ن' ض) زوال نعمت کی تمنا کرنا (دوسروں سے)۔

حل الترکیب: قل اعوذ برب الفلق ○ من شر ما خلق ○ ومن شر غاسق اذا وقب ○ ومن شر النفّٰثٰت فی العقد ○ ومن شر حاسد اذا حسد:

قل فعل فاعل ملکر قول' اعوذ فعل با فاعل، با جارہ، رب الفلق مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور' جار مجرور ملکر اعوذ کے متعلق' من جارہ، شر مضاف، ما موصولہ، خلق فعل فاعل ملکر صلہ' موصول صلہ ملکر مجرور' جار مجرور ملکر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ، شر مضاف، غاسق صیغہ صفت، اذا ظرفیہ مضاف، وقب فعل فاعل یہ جملہ ہوکر مضاف الیہ ہوا اذا کا' پھر وہ مفعول فیہ غاسق کا' وہ مضاف الیہ شر کا' وہ مجرور من جارہ' پھر یہ معطوف اول' واؤ عاطفہ، من جارہ، شر مضاف، النفثٰت صیغہ مبالغہ، فی جارہ، العقد مجرور، یہ متعلق النفثٰت کے، وہ مضاف الیہ شر کا، وہ مجرور ہے من جارہ کا' جار مجرور ملکر معطوف ثانی' واؤ عاطفہ، شر مضاف، حاسد صیغہ صفت، اذا ظرفیہ، مضاف حسد فعل، ہو ضمیر فاعل، پھر یہ جملہ ہوکر مضاف الیہ ہوا اذا کا' وہ مفعول فیہ ہے

حاسد کا، وہ مضاف الیہ شر کا' وہ مجرور من کا' پھر یہ معطوف ثالث' معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر اعوذ کے متعلق' پھر وہ جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ ہے قول کا' قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الفلق۔ مکی مدنی ہونے میں اختلاف ہے، بعض مکی کہتے ہیں، بعض مدنی، صاحب روح المعانی نے ان دونوں سورتوں کے مدنی ہونے کو ترجیح دی ہے، کیونکہ ان میں سحر کا ذکر ہے اور سحر مدینہ کے ایک منافق یہودی نے کیا تھا۔

ربط: گزشتہ سورت میں عقیدہ توحید کا بیان تھا جو انسان کی نجات کا مدار ہے، اسی سے آخرت کی کامرانی اور سرور ابدی حاصل ہوگا، اس سورۃ میں اور بعد میں آنے والی سورۃ میں ان چیزوں کا ذکر ہے، جو اس عقیدہ توحید میں خلل انداز ہوتی ہیں، اور ان سے پناہ مانگنے کا حکم اور تعلیم دی جارہی ہے۔

فضائل: ان دونوں سورتوں کو معوذتین کہا جاتا ہے، اور یہ دونوں اکٹھی نازل ہوئیں، ان کا شان نزول بھی ایک ہے، ان کے فضائل و منافع' برکات' ان کی ضرورت و حاجت ایسی ہے کہ کوئی انسان ان سے مستغنی نہیں ہوسکتا، یہ دونوں سورتیں دفع سحر اور نظر بد اور دیگر امراض روحانی جسمانی کے دور کرنے کے لیے اکسیر اعظم ہیں۔ یہ تو ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ دنیا اور آخرت کا ہر نفع اور نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے، اسکی مشیت کے بغیر کوئی کسی کو ذرہ بھر نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا، تو دنیا اور آخرت کی تمام آفات سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے دے، ان دونوں سورتوں میں اسی بات کی تعلیم دی جارہی ہے۔ سورۃ فلق میں دنیاوی آفات سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم ہے، اور سورۃ الناس میں اخروی آفات سے بچنے کی تعلیم دی جارہی ہے۔

② حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج میرے اوپر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ ان کی مثل نہیں۔ وفی روایۃ انکی مثل نہ قرآن میں' نہ توراۃ میں' نہ زبور میں' نہ انجیل میں ہے۔ ایک روایت میں سوتے وقت اور اٹھتے وقت ان کو پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب بھی آپ ﷺ بیمار ہوتے تو یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے پورے بدن پر پھیر لیتے، پھر جب مرض وفات میں آپ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ ﷺ کے ہاتھوں پر دم کر دیتی تھی، اور آپ ﷺ ان کو تمام بدن پر پھیر لیا کرتے۔ حضرت عبداللہ بن حبیبؓ فرماتے ہیں ایک رات بارش اور سخت اندھیری تھی ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے نکلے جب آپ ﷺ کو پالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو میں

نے عرض کیا کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا قل ھو اللہ اور معوذتین پڑھو، جب صبح ہو اور شام ہو تین مرتبہ پڑھنا تمہارے لیے ہر تکلیف سے امن ہوگا۔

شان نزول: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بیمار ہو گئے، اور تقریباً چھ ماہ بیمار رہے، حضرت عائشہؓ کی روایت بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ پر ایک یہودی منافق نے سحر کر دیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ بعض مرتبہ ایک کام نہیں کیا ہوتا تھا، لیکن ایسا محسوس کرتے کہ کر لیا ہے، پھر ایک دن آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا ہے کہ میری بیماری کیا ہے، اور فرمایا خواب میں دو شخص آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا، ایک پاؤں کی طرف، سرہانے والے نے دوسرے سے سوال کیا ان کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو ہے؟ پھر اس نے سوال کیا کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے جواب دیا لبید بن اعصم جو یہودی منافق ہے اس نے؟ پھر سوال کیا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ایک کنگھے اور اس کے دندانوں میں؟ (یہ اس نے اس لڑکے کو ورغلا کر حاصل کیے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا) پھر اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ کھجور کے غلاف (گابھے) میں بند کر کے بیر ذروان (کنواں ہے) میں ایک پتھر کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بیدار ہونے کے بعد آپ ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے، اس کنویں کا پانی مہندی کی طرح ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے وہاں سے اس کو نکالا اور کھولا تو اس میں ایک تانت کی تار تھی، جس میں گیارہ گرہ لگی ہوئی تھیں، ہر گرہ میں ایک سوئی لگی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں، ان کی کل گیارہ آیات ہیں، آپ ﷺ ایک آیت پڑھ کر ایک گرہ کھول دیتے تھے، جب تمام گرہیں کھل گئیں تو آپ ﷺ کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بڑا بوجھ آپ ﷺ سے اتر گیا ہو۔

قل اعوذ برب الفلق: فلق کا معنی پھٹنا، یہاں سے مراد رات کی پو پھٹنا اور صبح کا نمودار ہونا، یہاں یہ صفت اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ رات کی تاریکی اکثر شرور اور آفات و مصائب کا سبب بنتی ہے، اور صبح کی روشنی اس کو دور کر دیتی ہے، اس صفت سے اشارہ کیا جو بھی اللہ کی پناہ مانگے گا اللہ تعالیٰ اسکی تمام آفات دور کر دیگا۔

من شر ما خلق: اس آیت میں تمام مخلوق کے ہر قسم کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی۔ پھر شر کی دو قسمیں ہیں، روحانی، جسمانی، روحانی عقائد کا شر۔ بری باتوں کیطرف میلان' جسمانی شر مثلاً خسارہ مال۔ امراض۔ اعداء کا غلبہ وغیرہ یہ سب لفظ شر میں داخل ہیں۔

ومن شر غاسق اذا وقب میں تمام مخلوق کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دینے کے بعد تین

چیزوں کا ذکر کر کے خصوصی طور پر ان کے شرور سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جارہا ہے، کیونکہ اکثر آفات ومصائب کا سبب یہی چیزیں بنتی ہیں۔ غاسق غسق سے ہے معنی اندھیرے کا پھیل جانا' چھاجانا وقوب کا معنی اندھیرے کا پوری طرح بڑھ جانا، مقصد یہ ہوگا کہ میں رات سے پناہ مانگتا ہوں، جب اس کا اندھیرا پوری طرح چھا جائے۔ رات کے اندھیرے سے اس لیے خصوصی طور پر پناہ مانگی گئی ہے کیونکہ یہ وقت جنات وشیاطین' موذی جانور' حشرات الارض' چوروں' ڈاکوؤں کے پھیلنے اور دشمنوں کے حملہ کرنے کا وقت ہوتا ہے، اور جادو کی تاثیر بھی رات میں زیادہ ہوتی ہے، دن میں یہ چیزیں ختم ہوجاتی ہیں۔

ومن شر النفثت فی العقد: دوسری چیز جس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ ہے جادو اور سحر کیونکہ یہ بھی بڑی خطرناک چیز ہے، النفثت یا تو نفوس کی صفت ہے، نفس کا لفظ مذکر ومؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے، یا النفثت سے عورتیں مراد ہیں، پھر عورتوں کو خصوصی طور پر ذکر کرنے کی دو وجہ ہوسکتی ہیں ① آپ ﷺ پر جادو کرنے والی لبید کی لڑکیاں تھیں، اس لیے نفثت کو مؤنث ذکر کیا ② چونکہ جادو کی وجہ کم عقلی' دنائت طبع اور حسد ہوتا ہے، اور یہ چیزیں عورتوں میں زیادہ ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جادو زیادہ تر عورتیں کرتی ہیں، اسی لیے نفثت مؤنث کا صیغہ ذکر کیا گیا۔

جادو سے پناہ مانگنے کو خصوصی طور پر ذکر کرنے کی دو وجہ ہوسکتی ہیں ① ایک وجہ تو یہ ہے کہ سورۃ کے نزول کا سبب یہی ہے ② اس کا شر اور ضرر بہت زیادہ ہے، کیونکہ انسان کو اسکی خبر بھی نہیں ہوتی، وہ بے خبری میں بیماری سمجھ کر علاج کرتا رہتا ہے اور تکلیف بڑھتی جاتی ہے۔

ومن شر حاسد اذا حسد: تیسری چیز جس سے پناہ مانگنے کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے، وہ حسد ہے، اس کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر جادو اسی حسد کی بناء پر کیا جاتا ہے، اور آپ ﷺ پر بھی جادو حسد کی وجہ سے کیا گیا، یہود ومنافقین آپ ﷺ کی اور مسلمانوں کی ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے، اور ظاہری طور پر جنگ وقتال کر کے بھی غلبہ حاصل نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے آپ ﷺ پر جادو کر کے اس حسد کی آگ کو بجھانا چاہا، آپ ﷺ کے حاسد بیشمار تھے، اس لیے خصوصی طور پر حسد سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا۔ نیز حاسد کا حسد اس کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا، وہ ہر وقت اس کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے اس لیے یہ ضرر بھی شدید ہے۔ حسد کہتے ہیں کسی کی نعمت وراحت کو دیکھ کر جلنا، اور یہ چاہنا کہ یہ نعمت اس سے زائل ہوجائے، چاہے اس کو بھی حاصل نہ ہو۔ یہ حسد گناہ کبیرہ اور حرام ہے، یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان پر کیا گیا، اور سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین پر کیا گیا، آسمان پر ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا زمین پر

قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے حسد کرتے ہوئے ان کو قتل کر دیا۔

سورۃ الناس مکیہ

أیاتھا۶ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ رکوعھا۱

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلٰهِ النَّاسِ ○ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

ترجمہ: کہہ دیجیے پناہ لیتا ہوں میں لوگوں کے رب کے ساتھ، یعنی لوگوں کے بادشاہ کے ساتھ، یعنی لوگوں کے معبود کیساتھ، وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے ہٹنے والا ہے، یا جو چھپنے والا ہے، وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں، جنوں میں سے اور انسانوں سے۔

حل المفردات: اِلٰہٌ اسکی جمع اٰلِھَۃٌ از (ف) پرستش کرنا' بندگی کرنا، از (س) حیران ہونا۔ الخناس واحد مذکر اسم مبالغہ، از (ن'ض) پیچھے ہونا' چھپنا۔ یوسوس واحد مذکر غائب مضارع، از (فعللہ) وسوسہ ڈالنا۔ الجنّۃ جن، الجَنّہ باغ، الجُنّۃ پردہ' ڈھال۔

حل الترکیب: قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلٰهِ النَّاسِ ○ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ قل فعل بافاعل ملکر قول، اعوذ فعل بافاعل، با جارہ، رب مضاف، الناس مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر متبوع' ملك الناس مضاف مضاف الیہ ملکر عطف بیان اول' اله الناس مضاف مضاف الیہ ملکر عطف بیان دوم' متبوع دونوں عطف بیان سے ملکر مجرور با جارہ کا' جار مجرور ملکر اعوذ کے متعلق' من جار، شر مضاف، الوسواس موصوف، الخناس صفت اول، الذی موصول، یوسوس فعل، ھو ضمیر فاعل، فی جار، صدور مضاف، الناس مضاف الیہ، پھر یہ یوسوس کے متعلق ہے، من الجنۃ والناس معطوف معطوف علیہ ملکر جار مجرور متعلق یوسوس کے' یا متعلق کائنا کے ہو کر حال ہے یوسوس کی ضمیر سے' پھر وہ صلہ ہے موصول کا' موصول صلہ ملکر صفت ثانی' موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا شر کا' وہ مجرور ہوا من جارہ کا' جار مجرور ملکر اعوذ کے متعلق' اعوذ اپنے فاعل اور دونوں متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہے قل کا' قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تفسیر: نام سورۃ الناس **ربط**: گزشتہ سورۃ میں بھی آفات سے بچنے کا حکم ہے، اس

سورت میں بھی ایسی آفات وشرور سے پناہ مانگنے کا حکم ہے، جو انسان کے قلب تک پہنچ جاتی ہیں، اور ایمان کو زائل کر دیتی ہیں۔ نیز سورت سابقہ میں دنیوی آفات ومصائب سے پناہ مانگنے کی تعلیم تھی، اس سورۃ میں اخروی آفات سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ نیز اس سورۃ میں ایسے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جا رہا ہے، جو تمام گناہوں کی جڑ اور سبب ہے وہ ہے وسوسۂ شیطانی۔

پہلے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ دونوں سورتوں کا گہرا ربط ہے، الفاظ بھی ایک جیسے، شان نزول بھی ایک ہے، معنوی ربط بھی ہے، کہ دونوں میں آفات وشرور سے پناہ مانگی گئی ہے۔ **قل اعوذ برب الناس** رب کا معنی ہر چیز کو اس کے مزاج کے مطابق روزی دینے والا۔

سوال: پہلی سورۃ میں رب کی اضافت فلق کی طرف، اور اس سورت میں الناس کی طرف کی گئی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ گزشتہ سورۃ میں ظاہری اور جسمانی آفات سے پناہ مانگنے کا ذکر تھا، وہ انسان کیساتھ مخصوص نہیں، جانوروں کو بھی جسمانی تکالیف اور آفات پہنچتی ہیں، لیکن اس صورت میں جس آفت وشر کا بیان ہے وہ انسان کے ساتھ مخصوص ہے، اس کا نقصان صرف انسان کو ہوتا ہے، اس لیے یہاں خصوصی طور پر رب کی اضافت الناس کی طرف کی گئی ہے۔ **ملك الناس** یعنی جو لوگوں کا بادشاہ ہے، **اِلٰهِ الناس** جو معبود ہے۔

سوال: ان تین صفتوں کو ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ① تینوں صفتوں کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ تینوں کا مجموعہ صرف اللہ تعالیٰ میں پایا جاتا ہے، اگر صرف برب الناس کہا جاتا تو ذہن کسی غیر کی طرف بھی متوجہ ہو سکتا تھا، کیونکہ رب کی اضافت غیر اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے، جیسے رب البیت، رب المال ② ان تین صفتوں کے ذکر کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ تینوں حفاظت کی داعی ہیں، کیونکہ ہر مالک اپنی مملوکہ کی حفاظت کرتا ہے، ہر بادشاہ اپنی رعایا کی حفاظت کرتا ہے۔ معبود اپنی عبادت کرنے والے کی حفاظت کرتا ہے۔

سوال: لفظ الناس کا بار بار تکرار کیوں کیا گیا ہے؟ اگر اسکی جگہ ضمیر ذکر کر کے مَلِكِهِمْ اِلٰهِهِمْ کہا جاتا تو تکرار لازم نہ آتا۔

جواب: ① یہ مقام دعاء اور مدح وثناء ہے اور اس میں تکرار ہی بہتر ہوتا ہے۔

② بعض مفسرین نے لفظ الناس کے تکرار میں نکتہ بیان کیا ہے، پہلے الناس سے بچے مراد ہیں، لفظ رب قرینہ ہے کیونکہ پرورش کی زیادہ ضرورت بچوں کو ہوتی ہے۔ دوسرے الناس سے

نوجوان مراد ہیں، لفظ ملک اس پر قرینہ ہے، کیونکہ نوجوان کی نگرانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ تیسرے الناس سے بوڑھے مراد ہیں، لفظ الٰہ اس پر قرینہ ہے، کیونکہ بڑھاپے میں آدمی عبادت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ چوتھے الناس سے صالحین مراد ہیں، کیونکہ شیطان انہی کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ پانچویں الناس سے فسادی لوگ مراد ہیں، کیونکہ پناہ انہی فسادیوں سے مانگی جاتی ہے۔ (معارف)

مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ یہ مصدر بمعنی الوسوسہ ہے، وسوسہ کا معنی ہے خفیہ کلام کے ذریعہ شیطان کا اپنی طرف بلانا، ایسی کلام کہ اسکا مفہوم دل میں آجائے، لیکن کوئی آواز سنائی نہ دے۔ خناس خنس سے مشتق ہے، جس کا معنی پیچھے لوٹنا، شیطان کو اس لیے خناس کہا جاتا ہے کہ اسکی عادت ہے کہ جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے بھاگ جاتا ہے، اور جب انسان غافل ہوتا ہے تو یہ پھر آ جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر انسان کے دل میں دو گھر ہیں ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے میں شیطان' فرشتہ اس کو نیک کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور شیطان برے کاموں کی' پھر جب شیطان اللہ کا ذکر سنتا ہے تو فوراً پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکر اللہ میں مشغول نہیں ہوتا تو شیطان اپنی چونچ اس کے دل پر رکھ دیتا ہے اور وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

من الجنة و الناس: من بیانیہ ہے، یہ وسواس کا بیان ہے، مقصد یہ ہوگا کہ وسوسہ ڈالنے والے جنات میں سے بھی ہوتے ہیں، اور انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں، جو کسی دوسرے انسان کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

فائدہ: اس آخری سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تین صفتوں کو ذکر کر کے وسوسہ شیطانی سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وسوسہ شیطانی بہت بڑی آفت و شر ہے، کیونکہ ہر انسان کیساتھ ایک شیطان ہے جو قدم قدم پر اس کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اول تو اس کو گناہوں کی طرف آمادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، اگر اس میں کامیاب نہ ہو تو پھر انسان کی عبادت خراب کرنے کی کوشش کریگا، مثلاً ریا' نمود' تکبر' خود پسندی' وسوسہ کے ذریعہ ڈالے گا۔ تو ثابت ہوا کہ شیطان کا اثر اس کا شر تمام آفات سے بڑھا ہوا ہے، نیز باقی آفات و مصائب کا اثر جسم پر ہوتا ہے، اور دنیاوی امور پر ہوتا ہے، بخلاف شیطان کے کہ یہ انسان کی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کرنے کی فکر میں رہتا ہے، اس لیے اس کا ضرر شدید ہوتا ہے۔ نیز وہ نظر بھی نہیں آتا اس اعتبار سے بھی اس کا حملہ شدید ہوتا ہے۔

انسان کے دو ہی دشمن ہیں ① شیطان ② انسان: انسانی دشمن کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ

نے دو طریقہ بتلائے ہیں ① اول تو حسن خلق، مدارات، ترک انتقام اور صبر سے اس کو رام کرنے کی کوشش کرو ② اگر یہ تدبیر نہ چلے تو پھر جدال و جہاد وقتال کا حکم دیا ہے۔ شیطان دشمن کے علاج اور مقابلہ کے لیے اللہ نے ایک ہی طریقہ بتلایا ہے وہ ہے استعاذہ۔ اللہ کی پناہ میں آ جانا۔

فائدہ : قرآن پاک کی پہلی سورۃ فاتحہ اور آخری سورۃ میں بھی مناسبت ہے سورۃ فاتحہ میں اللہ کی حمد وثنا کے بعد اس سے استعانت اور صراط مستقیم کی توفیق مانگی گئی، اور یہی دو چیزیں ہیں جس پر انسان کے دنیوی واخروی مقاصد کی کامیابی کا مدار ہے، لیکن ان چیزوں کے حاصل کرنے کے بعد ان کے استعمال میں ہر وقت شیطان لعین کے مکر وفریب اور وسوسوں کا جال بچھا رہتا ہے، اس آخری سورۃ میں اس جال سے بچنے کا طریقہ اور تدبیر بتلائی گئی ہے، وہ ہے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا (الاستعاذۃ)

تمت بالخیر
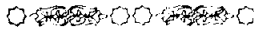
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اغلاط سے پاک

اضافہ جدیدہ

وفاق المدارس کے دس سالہ حل شدہ پرچہ جات

نظر ثانی

مولانا حافظ محمد رمضان صاحب مدظلہ ○ فاضل خیر المدارس ملتان

E.mail:darulmutaliah@yahoo.com

﴿نوٹ﴾: بعض سوالات ایسے ہیں جو متعدد پرچوں میں بار بار آئے ہیں تکرار سے بچنے کے لیے اِن کو ایک ہی مرتبہ لکھ دیا ہے۔

سوال ۱: والسمآء والطارق ○وما ادرٰك ماالطارق ○النجم الثاقب○ان كل نفس لما عليها حافظ ○ فلينظر الانسان مم خلق○ خلق من مآء دافق○يخرج من بين الصلب والترآئب○انه على رجعه لقادر○ بنات ۱۴۱۵ھ

حل سوال: اِس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں ﴿۱﴾: ترجمہ ﴿۲﴾ یخرج من بین الصلب والترائب کی ترکیب ﴿۳﴾ صلب اور ترائب سے مراد (صلب سے مراد وہ نطفہ جو مرد کی پشت سے نکلتا ہے اور ترائب وہ نطفہ جو عورت کی چھاتی سے نکلتا ہے۔)

❶...... **ترجمہ**: قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنیوالے کی، اور کیا پتہ ہے آپ ﷺ کو کیا ہے رات کو آنیوالا، وہ ستارہ ہے چمکنے والا، نہیں ہے ہر نفس مگر اس پر ایک نگران ہے، پس چاہیے کہ دیکھے انسان کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، وہ پیدا کیا گیا ہے پانی سے جو ٹپک کر گرنیوالا ہے، جو نکلتا ہے پیٹھ اور چھاتی کے درمیان سے، بیشک وہ اللہ اس انسان کے لوٹانے پر البتہ قادر ہے۔

❷...... یخرج من بین الصلب والترائب کی ترکیب۔ یخرج فعل، ھو ضمیر فاعل، من حرف جار، بین مضاف، الصلب معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الترائب معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ ہوا مضاف کا، مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا من جار کا، جار مجرور مل کر متعلق یخرج کے، یخرج فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ثانی ماء کی۔

سوال ۲: افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ○والی السمآء کیف رفعت○والی الجبال کیف نصبت○والی الارض کیف سطحت○ ۱۴۱۵ھ

حل سوال: اس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② ربط

❶...... **ترجمہ**: کیا پس نہیں دیکھتے (وہ کافر) اُونٹ کی طرف کیسے پیدا کیا گیا ہے، وہ اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کیا گیا ہے وہ، اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے گاڑ دیے گئے ہیں وہ، اور زمین کی طرف کہ کیسے بچھا دی گئی ہے وہ۔

❷...... **ربط**: گذشتہ سورۃ میں آخرت کی تیاری کا حکم تھا، اس سورت میں تیاری کرنے اور نہ کرنے والوں کی جزا و سزا کا بیان ہے۔

السوال ۳: لایلف قریش ○الفھم رحلة الشتآء والصیف ○فلیعبدوا رب ھذا البیت ○الذی اطعمھم من جوع وّامنھم من خوف○ ۱۴۱۵ھ

حل سوال: اس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں ① رحلۃ الشتاء والصیف سے کیا مراد ہے؟ (صفحہ نمبر ۲۸۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

② **ترجمہ**: (ہم نے ہلاک کیا ہاتھی والوں کو) واسطے محبت ڈالنے قریش کے (لوگوں کے دلوں میں) یعنی محبت ڈالنا انکی سردی اور گرمی کے سفر میں، پس چاہیے کہ عبادت کریں وہ اس گھر کے رب کی، وہ ذات جس نے کھلایا ان کو بھوک سے اور امن دیا ان کو خوف سے۔

السوال ٤: الم تر کیف فعل ربك باصحٰب الفیل ○الم یجعل کیدھم فی تضلیل ○وارسل علیھم طیرا ابابیل ○ترمیھم بحجارۃ من سجیل ○فجعلھم کعصف ماکول○ بنات ۱۴۱۶ھ

حل سوال: اِس سوال میں تین باتیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② اصحاب فیل کون تھے۔ ③ ان کا قصہ کیا ہے؟ (صفحہ نمبر ۲۷۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

①...... **ترجمہ**: کیا نہیں دیکھا تو نے کیسے کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کیساتھ' کیا نہیں بنا دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کو غلطی میں' اور بھیجا ان پر پرندوں کو غول کے غول' مارتے تھے وہ انکو پتھروں کے ساتھ جو کنکر سے تھے' پس بنا دیا اللہ تعالیٰ نے انکو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح۔

②...... اصحاب فیل کون تھے؟ جواب: یہ لوگ ملک یمن کے رہنے والے تھے، مذہباً نصاریٰ تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے متبع تھے، اپنے بادشاہ ابرھہ کی قیادت میں کعبۃ اللہ کو گرانے کا ناپاک منصوبہ بنا کر آئے تھے۔ فیل کا معنیٰ ہاتھی ہے' چونکہ ان کے ساتھ چند ہاتھی تھے، اس لیے ان کو اصحاب فیل (ہاتھی والے) کہا گیا ہے۔

السوال ٥: اِقرا باسم ربك الذی خلق○خلق الانسان من علق○ اقرا وربك الاکرم ○ الذی علم بالقلم ○علم الانسان مالم یعلم○ ۱۴۱۷ھ

حل سوال: اِس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں:: ① ترجمہ ②: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتابت کی تعلیم دی گئی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں (صفحہ نمبر ۲۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

① **ترجمہ**: پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ وہ ذات جس نے پیدا کیا' پیدا کیا اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ اور تیرا رب سب سے بڑا کریم ہے، وہ ذات جس نے سکھلایا قلم کے ساتھ، سکھلایا اس نے انسان کو وہ چیز جو نہیں جانتا تھا۔

السوال ٦: یوم یقوم الناس لرب العالمین ○ کلاانّ کتاب الفجار لفی سجین ○وماادرٰك ماسجین○ کتٰب مرقوم ○ویل یومئذ للمکذبین ○ ۱۴۱۸ھ

حل سوال: اِس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۲۱ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ سجین کا مطلب (صفحہ نمبر ۱۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

① **ترجمہ**: جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کی لیے ہرگزنہیں بیشک بدکاروں کا نامہ اعمال البتہ سجین میں ہے، اور کیا پتہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہ کیا ہے سجین؟ وہ دفتر ہے لکھا ہوا، ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

السوال ۷: وسیجنبها الاتقی ○ الذی یئوتی ماله یتزکیٰ ○ ومالاحد عنده من نعمة تجزیٰ ○ الا ابتغآء وجه ربه الاعلٰی ○ ولسوف یرضٰی ○ ۱۴۱۸ھ

حل سوال: اِس سوال میں پانچ باتیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② تشریح (صفحہ نمبر ۲۱۰ تا ۲۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ شان نزول (صفحہ نمبر ۲۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں) ④: **الاتقیٰ** کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ⑤: صیغے **سیجنب**: واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول، از باب تفعیل' یتزکی' واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم، از باب تفعل، ابتغاء: مصدر باب افتعال۔

① **ترجمہ**: اور عنقریب بچایا جائیگا اس آگ سے ڈرنے والا، وہ جو دیتا ہے اپنے مال کو درانحالیکہ پاک ہوتا ہے، اور نہیں ہے کسی ایک کے لیے اس کے پاس کوئی احسان کہ بدلہ دیا جائے، مگر چاہنا اپنے رب کی رضا کو اور البتہ عنقریب راضی ہو جائیگا وہ شخص۔

السوال ۸: ویل لکل همزة لمزة ○ ن الذی جمع مالا وعدده ○ یحسب ان ماله اخلده ○ بنات ۱۴۱۸ھ

حل سوال: اِس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں:: ① ترجمہ ②: همزه 'لمزه' جمع مال کی وضاحت (صفحہ نمبر ۲۷۳ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

① **ترجمہ**: ہلاکت ہے ہر عیب چننے والے کے لیے طعنہ مارنے والے کے لیے وہ جس نے جمع کیا مال اور گن گن کر رکھا اس کو، گمان کرتا ہے وہ انسان بیشک اسکا مال ہمیشہ رکھے گا اس کو یا ہمیشہ رہے گا اس کے ساتھ۔

السوال ۹: والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ الاالذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت وتواصوابالحق وتواصوابالصبر ○ بنات ۱۴۱۸ھ

حل سوال: اِس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں ① ترجمہ: ② تفسیر (صفحہ نمبر ۲۶۸ تا ۲۶۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

① **ترجمہ**: قسم ہے زمانہ کی، بیشک انسان گھاٹے میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لے آئے

اور عمل کیے نیک اور وصیت کی اُنہوں نے حق کے ساتھ اور وصیت کی اُنہوں نے صبر کے ساتھ۔

السوال ۱۰ :الم نجعل الارض مھادا ○والجبال اوتادا○وخلقنا کم ازواجا○وجعلنانو مکم سباتا○للبنات ۱۴۱۹ھ للبنات ۱۴۲۱ھ

حل سوال :اِس سوال میں دو چیزیں پوچھی گئی ہیں ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

① **ترجمہ**: کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو بچھونا، اور پہاڑوں کو میخیں، اور پیدا کیا ہم نے تم کو جوڑے جوڑے، اور بنا دیا ہم نے تمہاری نیند کو راحت کی چیز۔

السوال ۱۱ :اِنا اعطینٰك الکوثر ○فصلِّ لربك وانحر ○اِن شانئك ھو الابتر○ ۱۴۱۹ھ ۱۴۲۰ھ ۱۴۲۱ھ ۱۴۲۲ھ ۱۴۲۳ھ

حل سوال :اِس سوال میں پانچ چیزیں پوچھی گئی ہیں ① ترجمہ ② شانِ نزول (صفحہ نمبر ۲۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ تفسیر (صفحہ نمبر ۲۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں) ④ کوثر کی مراد (صفحہ نمبر ۲۹۰ پر ملاحظہ فرمائیں) ⑤: پوری سورۃ کی ترکیب۔

① **ترجمہ**: بیشک دی ہے ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوثر پس نماز پڑھیے اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجیے بیشک تیرا دشمن وہی دم کٹا ہے۔

⑤ **ترکیب**: **انآاعطینٰك الکوثر** :اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسم، اعطینا فعل بافاعل، کاف ضمیر مفعول اول، الکوثر مفعول دوم، پھر یہ جملہ اِنّ کی خبر، اِنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **فصل لربك وانحر** فا عاطفہ یا نتیجیہ صل فعل بافاعل، لام جارہ، رب مضاف، کاف ضمیر مضاف الیہٗ پھر یہ جار مجرور ملکر صل کے متعلق ہوا' صل جملہ ہوکر معطوف علیہٗ واؤ عاطفہ، انحر فعل بافاعل، پھر یہ جملہ انشائیہ ہوکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ **ان شانئك ھو الابتر** :اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، شانئك مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا' الابتر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر اِنَّ کی خبر، پھر یہ جملہ اسمیہ ہوا۔

السوال ۱۲ :والیل اذا یغشیٰ ○والنھار اذا تجلیٰ ○وما خلق الذکر والانثیٰ○ان سعیکم لشتیٰ○ ۱۴۲۰ھ

حل سوال :اِس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ: ② تفسیر (صفحہ نمبر ۲۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ خلق کے فاعل کی تعیین: ④ قسم اور جواب قسم کی تعیین۔

① **ترجمہ**: قسم ہے رات کی جب چھا جائے، اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو جائے،

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا مرد اور عورت کو، بیشک تمہاری کوششیں البتہ جدا جدا ہیں۔

۳: خلق کا فاعل ھو ضمیر راجع بسوئے ما' ما سے مراد اللہ کی ذات ہے۔

(۴): والیل اذا یغشیٰ والنھار اذا تجلیٰ یہ قسم ہے ان سعیکم لشتیٰ یہ جواب قسم ہے۔

السوال ۱۳: فلااقسم بالخنس ○الجوار الکنس ○والیل اذا عسعس○ والصبح اذا تنفس○انہ لقول رسول کریم ○ذی قوۃعند ذی العرش مکین ○مطاع ثم امین ○ ۱۴۱۷ھ ۱۴۲۰ھ ۱۴۲۳ھ

حل سوال: اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں:: ① ترجمہ: ② رسول امین کی مراد اور صفات (صفحہ نمبر ۱۰۵ پر ملاحظہ فرمائیں) (۳) الخنس الکنس۔عسعس 'الجوار کی صرفی اور لغوی تحقیق۔

① **ترجمہ**: پس قسم کھاتا ہوں میں پیچھے ہٹنے والے ستاروں کے ساتھ، جو سیدھے چلنے والے ہیں جو چھپنے والے ہیں، اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے، اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو جائے، بیشک وہ قرآن مجید البتہ بات ہے ایک بھیجے ہوئے (فرشتے) کی جو معزز ہے، جو قوت والا ہے عرش والے کے نزدیک مرتبے والا ہے، جو فرمانبرداری کیا ہوا ہے وہاں (آسمانوں میں) جو امانتدار ہے۔

③: الخنس جمع مکسر، مفرد خانس، یا خانسۃ، از باب (ض ن) پیچھے ہونا۔علیحدہ ہونا۔ سکڑنا۔الکنس جمع مکسر، مفرد کانس، یا کانسۃ چھپنے والی۔غروب ہونیوالی، از باب (ض) ہرن کا جائے پناہ میں داخل ہونا، چھپنا۔جوار جمع ہے جاریۃ کی، معنیٰ چلنے والی۔عسعس باب فعللہ رات کا گذرنا' رات کا تاریک ہونا'

السوال ۱٤: ماودعك ربك وماقلی○ووضعنا عنك وزرك○ الذی انقض ظهرك○ لنسفعاً بالناصیة ○سندعُ الزبانیة○ویل لكل همزة ○إنها علیهم موصدة○فی عمد ممددہ○ بنات ۱۴۲۰ھ

حل سوال: اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں:: ① ترجمہ ② : ماودعك ربك وماقلیٰ۔شان نزول (صفحہ نمبر ۲۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں) لنسفعًا بالناصیة۔سندع الزبانیة○ کے شانِ نزول کے لیے (صفحہ نمبر ۲۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

③: آخری دو آیتوں کی ترکیب: انها علیهم موصدة: اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، ھا ضمیر اسم، علیھم جار مجرور ملکر موصدۃ کے متعلق' موصدۃ صیغہ صفت ھی ضمیر نائب فاعل۔فی

عمد ممددة:(ا)فی جار، عمد موصوف، ممددة صفت‘موصوف صفت ملکر اِنَّ کی خبر ہوکر جملہ اسمیہ ہوا: ⑵یافی عمد جارمجرور کائنین یا موثقین (باندھے ہوئے) کے متعلق ہوکر حال ہے علیھم کی ھم ضمیر سے ⑶یافی عمد جارمجرور خبر ہے مبتدا محذوف ھم کی ⑷یا فی عمد جار مجرور ملکر مئوصدۃ کی صفت ہے۔

①**ترجمہ**: نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہیں ناراض ہوا وہ ⑵ اور اُتارا ہم نے آپ (ﷺ) سے آپ (ﷺ) کے بوجھ کو ⑶ وہ جو کہ بوجھل کردیا اُس نے آپ (ﷺ) کی پیٹھ کو ⑷ تو ضرور ضرور گھسیٹیں گے ہم پیشانی کے بال پکڑ کر ⑸ پس چاہیے کہ بلائے وہ اپنی مجلس والوں کو ⑹: ہلاکت ہے ہر عیب چننے والے کے لیے طعنہ مارنے والے کے لیے ⑺: بیشک وہ (آگ) بند کی گئی ہے لمبے لمبے ستونوں میں۔

السوال ۱۵: ء انتم اشد خلقا ام السمآء بنها ○ رفع سمکها فسوها ○ واغطش لیلها واخرج ضحها ○ والارض بعد ذلك دحها ○ اخرج منها ماءها ومرعها ○ والجبال ارسها ○ متاعالکم ولانعامکم ○ للبنات ۱۴۲۰ھ ۱۴۲۱ھ

حل سوال: اِس میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② مطلب (صفحہ ۷۵ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ پہلی آیت کی ترکیب ④: متاعا ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے۔ ⑤ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔

① **ترجمہ**: کیا تم زیادہ مشکل ہو باعتبار پیدا کرنے کے یا آسمان‘ بنایا اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کو بلند کیا اسکی چھت کو پھر برابر کیا اس آسمان کو، اور تاریک بنایا اسکی رات کو اور نکالا اسکی روشنی کو، اور زمین کو اس کے بعد بچھایا اس زمین کو، نکالا اس زمین سے اس کے پانی کو، اور اس کے چارے کو، اور پہاڑوں کو گاڑ دیا ان پہاڑوں کو، واسطے نفع کے تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے۔

③: پہلی آیت کی ترکیب: ھمزہ استفھامیہ، انتم مبتدا، اشد اسم تفضیل ،ھو ضمیر مبہم ممیز، خلقا تمیز‘ ممیز تمیز مل کر فاعل، اشد اسم تفضیل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ، ام عاطفہ، السماء مبتدا، اشد خلقا خبر محذوف‘ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف‘ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ بنها فعل، ھو ضمیر راجع بسوئے اللہ فاعل، ھا ضمیر راجع بسوئے السماء مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبدل منہ۔

④: متاعا میں ترکیبی احتمال دو ہیں۔ ① متاعا مفعول مطلق ہے متعنا کم کا، ای متعنا کم تمتعاً

④: متاعاً مفعول لہ ہے فعل محذوف کا، یعنی فعل ذالک متاعاً لکم۔

⑤: خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق: بنٰھا از باب ضرب۔ بنانا۔ تعمیر کرنا۔ سمکھا بمعنی چھت، از باب نصر۔ معنی بلند کرنا۔ بلند ہونا۔ فسوّٰھا۔ از باب تفعیل۔ برابر کرنا۔ درست کرنا۔ اغطش از افعال۔ تاریک کرنا۔ لیلھا۔ رات۔ دحٰھا از باب فتح۔ پھیلانا۔ مرعٰھا چراگاہ، از باب فتح جانور کا گھاس چرنا۔ ارسٰھا از باب افعال۔ گاڑنا۔ ٹھہرنا۔

السوال ۱۶: یوم تبلی السرآئر ○ فماله من قوة ولا ناصر ○ والسمآء ذات الرجع ○ والارض ذات الصدع ○ انه لقول فصل ○ وما هو بالهزل ○ انهم یکیدون کیدا ○ واکید کیدا ○ فمهل الکافرین امهلهم رویدا ○ بنات ۱۴۲۰ھ

حل سوال: اِس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں:: ① ترجمہ: ② مطلب (صفحہ نمبر ۱۶۳ پر ملاحظہ فرمائیں) ③: انهم یکیدون کیداً○ واکید کیدا کی ترکیب۔

① **ترجمہ**: جس دن ظاہر کردیے جائیں گے راز، پس نہیں ہوگی اس کے لیے کوئی قوت اور نہ کوئی مدد کرنیوالا، قسم ہے آسمان کی جو چکر مارنیوالا ہے، اور قسم ہے زمین کی جو پھٹ جانیوالی ہے، بیشک وہ قرآن البتہ بات ہے دوٹوک، (فیصلہ کرنیوالی) اور نہیں ہے وہ مذاق، بیشک وہ کافر مکر کرتے ہیں مکر کرنا، اور میں مکر کرتا ہوں مکر کرنا، پس مہلت دیجیے کافروں کو یعنی مہلت دیجیے انکو مہلت دینا یا مہلت دیجیے انکو تھوڑی سی مہلت۔

③: **ترکیب**: اِنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ھم ضمیر اسم۔ یکیدون فعل، ھم ضمیر فاعل، کیداً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل و مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر اِنّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اکیدُ فعل بافاعل، کیداً مفعول علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

السوال ۱۷: اذا زلزلت الارض زلزالها ○ واخرجت الارض اثقالها ○ وقال الانسان مالها ○ یومئذ تحدث اخبار ها ○ بان ربك اوحیٰ لها ○ یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالهم ○ فمن یعمل مثقال ذرة خیر ایره ○ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره ○ ۱۴۲۱ھ

حل سوال: اِس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں:: ① ترجمہ: ② مطلب (صفحہ نمبر ۲۵۷ پر ملاحظہ فرمائیں): ③ اشتاتاً کی مراد: جب لوگ حساب کتاب کی پیشی کے بعد مقام حساب سے متفرق طور پر لوٹیں گے کچھ دائیں سمت کو جنت کی طرف جائیں گے اور کچھ بائیں سمت کو دوزخ

کی طرف جائیں گے۔

④:لیـــــروا میں لام کا تعلق کس سے ہے؟ اور یہ کونسا صیغہ ہے؟ یہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول ہے لام کا تعلق **یصدرُ** سے ہے۔

① **ترجمہ**: جب ہلادی جائے گی زمین اپنے بھونچال سے، اور نکال دے گی زمین اپنے بوجھوں کو، اور کہے گا انسان کیا ہوگیا ہے، اس زمین کے لیے اس دن بیان کرے گی وہ (زمین) اپنی خبروں کو، بسبب اس کے کہ تیرے رب نے حکم دیا اس کے لیئے اس دن واپس لوٹیں گے۔لوگ درانحالیکہ وہ طرح طرح پر ہونگے یا درانحالیکہ وہ مختلف گروہ ہونگے تاکہ دکھلائے جائیں وہ اپنے اعمال (بدلہ) کو، پس وہ شخص جو عمل کریگا ایک چیونٹی یا ذرہ کے برابر نیکی کا دیکھ لےگا وہ اس کو، اور وہ شخص جو عمل کرےگا ذرہ کے برابر برائی کا دیکھ لےگا وہ اس کو۔

السوال۱۸: انآ انزلنٰه فی لیلة القدر ○وما ادرٰك مالیلة القدر ○ لیلة القدر خیر من الف شهر ○تنزل الملآئکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر ○سلم هی حتٰی مطلع الفجر○ ۱۴۱۸ھ ۱۴۲۰ھ ۱۴۲۱ھ ۱۴۲۲ھ ۱۴۲۳ھ ۱۴۲۴ھ۔

حل سوال: اِس سوال میں تین باتیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ ② مطلب: ③ نزول قرآن کے سلسلے میں وضاحت کریں کہ شب قدر میں نزول سے کیا مراد ہے؟ شب قدر کے متعلق یہ بھی بتائیں کہ وہ کب ہوتی ہے؟ (صفحہ نمبر ۲۴۵ سےلیکر ۲۴۶ تک پر ملاحظہ فرمائیں)

① **ترجمہ**: بےشک اُتارا ہے ہم نے اس (قرآن) کو قدر کی رات، اور کیا پتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہے قدر کی رات۔قدر کی رات زیادہ بہتر ہے ایک ہزار مہینے سے، اُترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کی اِجازت کیساتھ ہر حکم سے، وہ رات سلام ہے یا سلامتی والی ہے وہ رات فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

السوال۱۹: ارءیت الذی یکذب بالدین ○فذٰلك الذی یدع الیتیم ○ولا یحض علیٰ طعام المسکین ○فویل للمصلین ○الذین هم عن صلاتهم ساهون○ الذین هم یرآءون ○ ویمنعون الماعون○ بنات ۱۴۲۰ھ۔

حل سوال: اِس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② مطلب ③ **الذی یکذب هم عن صلاتهم ساهون** میں کون کونسی صورتیں داخل ہیں؟ (صفحہ نمبر ۲۸۷ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

① **ترجمہ**: کیا تو نے دیکھا ہے اِس شخص کو جو جھٹلاتا ہے بدلے کو، پس یہ وہی ہے جو

دھکے دیتا ہے یتیم کو، اور نہیں ترغیب دیتا مسکین کے کھلانے پر، پس ہلاکت ہے نماز پڑھنے والوں کے لیے وہ جو اپنی نماز سے غافل ہونے والے ہیں، وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں، اور روکتے ہیں تھوڑی سی چیز (یا زکوٰۃ) کو۔

السوال ۲۰:قل اعوذ برب الناس ٥ملك الناس ٥الٰه الناس ٥من شر الوسواس الخناس ٥الذی یوسوس فی صدور الناس ٥من الجنة والناس ٥ ۱۴۲۰ھ

حل سوال:اِس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② مطلب اور اللہ کی ربوبیت اور بادشاہت ساری مخلوق کے لیے ہے تو پھر انسانوں کا خاص طور پر کیوں ذکر ہوا ہے۔ (صفحہ نمبر ۳۰۸ تا ۳۰۹ پر ملاحظہ فرمائیں)۔ ③:من الجنة والناس ترکیب میں کیا ہے۔ (جار مجرور ملکر متعلق یوسوس کے)

① **ترجمہ**: کہ دیجیے پناہ لیتا ہوں میں لوگوں کے رب کے ساتھ یعنی لوگوں کے بادشاہ کے ساتھ، یعنی لوگوں کے معبود کے ساتھ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے ہٹنے والا ہے یا جو چھپنے والا ہے، وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں جنوں میں سے اور انسانوں سے۔

السوال ۲۱ :هل اتٰك حديث الغاشية ٥وجوه يّومئذ خاشعة ٥عاملة ناصبة ٥تصلٰى نارا حامية ٥تسقٰى من عين اٰنية ٥ليس لهم طعام الا من ضريع ٥ لا يسمن ولا يغنى من جوع ٥ ۱۴۲۱ھ ۱۴۲۴ھ

حل سوال: اِس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۷۴ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ حديث الغاشيه (اس کے بارے میں دو قول ہیں) ① قیامت مراد ہے ② بعض نے کہا کہ غاشیة سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ :④ خط کشیدہ الفاظ کی صیغوی تحقیق۔

① **ترجمہ**: کیا آئی ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ڈھانپنے والی کی خبر، کئی چہرے اس دن ذلیل ہونے والے ہوں گے، محنت کرنیوالے ہوں گے تھکنے والے ہونگے، داخل ہوں گے وہ انتہائی گرم آگ میں، پلائے جائیں گے وہ کھولنے والے چشمے سے نہیں ہوگا، ان کے لیے کھانا مگر کانٹے دار جھاڑ سے، جو نہ موٹا کریگا اور نہ دور کرے گا بھوک کو۔

④:اَتٰی ۔ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، از باب ضرب۔ الغاشیه ۔ واحد مئونثہ اسم فاعل، از باب سمع ۔ تصلٰی ۔ واحدہ مئونثہ غائبہ، فعل مضارع معلوم ۔ از باب سمع ۔ تسقٰی واحد مئونثہ غائبہ مضارع مجہول، از باب سمع ۔ لایسمن ۔ واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معلوم۔ از باب افعال ۔ لایغنی ۔ واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معلوم، از باب افعال۔

السوال ۲۲ :لااقسم بھٰذاالبلد oوانت حل بھٰذا البلد oووالدوّماولد oلقد خلقنا الانسان فی کبد oایحسب ان لن یّقدر علیہ احد oیقول اھلکت مالا لبدا oایحسب ان لم یرہ احدo بنات ۱۴۲۱ھ

حل سوال :اِس سوال میں چار باتیں مطلوب ہیں① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۹۸ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ قسم اور جواب قسم کی تعیین لا اقسم بھٰذا البلد۔وانت حل بھٰذا البلد۔ووالدوماولد۔قسم اور جواب قسم یہ ہے لقد خلقنا الانسان فی کبد۔④ بلد سے کونسا شہر مراد ہے؟ (مکہ)

① **ترجمہ**:قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کیساتھ،درانحالیکہ آپ (ﷺ) اُترنے والے ہیں (یا حلال ہونے والے ہیں) اس شہر میں،قسم کھاتا ہوں والد کی اور اس چیز کی جو اس نے جنی،البتہ پیدا کیا ہم نے انسان کو مشقت میں،کیا گمان کرتا ہے وہ انسان یہ کہ ہرگز نہیں قادر ہوگا اس پر کوئی ایک،کہتا ہے میں نے خرچ کر دیا ہے بہت مال کو،کیا گمان کرتا ہے وہ کہ نہیں دیکھا اس کو کسی ایک نے۔

السوال ۲۳ :اذاالسمآء انشقت oواذنت لربھا وحقت oواذا الارض مدت oوالقت ما فیھا وتخلت oو اذنت لربھاو حقت oیآایھا الانسان انك کادح الی ربك کدحا فملقیہo بنین ۱۴۲۱ھ،۱۴۲۳ھ

حل سوال:اِس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں:① ترجمہ:② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں) ③:خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق ④:فملقیہ۔صیغہ اور ضمیر مجرور کی تعیین (واحد مذکر اسم فاعل ہ،ضمیر راجع بسوئے اللہ)۔

① **ترجمہ**:جب آسمان پھٹ جائیگا،اور سن لے گا وہ آسمان اپنے رب کے حکم کو،اور لائق ہے وہ آسمان،(کہ اپنے رب کا حکم مانے) اور جب زمین پھیلا دی جائے گی،اور ڈال دے گی اس چیز کو جو اس میں ہے،اور خالی ہوجائے گی اور سن لے گی اپنے رب کا حکم اور لائق ہے وہ،اے انسان تو تکلیف اُٹھانے والا ہے اپنے رب کی طرف تکلیف اُٹھانا پھر ملاقات کرنے والا ہے اس سے۔

③:انشقت۔از باب انفعال۔پھٹ جانا۔اذِنت باب سمع۔سننا۔حُقت۔از باب نصر،ثابت ہونا۔واجب ہونا۔مدت۔از باب نصر کھینچنا۔القت۔از افعال۔ڈالنا تخلت از باب تفعل۔کسی کام کیلئے فارغ ہونا کادِح از باب فتح۔مشقت اُٹھانا۔کوشش کرنا۔

السوال ۲٤ :کلاان الانسان لیطغیٰoان راہ استغنی oان الی ربك الرجعی oارء یت الذی ینھٰی oعبدااذاصلّٰی oارء یت ان کان علی الھدٰیoاو

امر باالتقوٰی ٥ارء یت ان کذب وتولّٰی ٥الم یعلم بان اللہ یرٰی ٥ کلالئن لم ینته لنسفعا بالنا صیة ٥ ناصیة کاذبة خاطئة٥ ۱۴۲۱ھ ۱۴۲۲ھ ۱۴۲۴ھ

حل سوال :اس سوال میں چھ باتیں مطلوب ہیں:① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۲۴۱ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ ان الانسان میں انسان کا مصداق (ابوجہل) ④ عبداً کا مصداق (حضورﷺ) ⑤ لنسفعا کونسا صیغہ ہے؟ (جمع متکلم لام تاکید بانون خفیفہ) ⑥ ناصیۃ کی ترکیب (بدل)

① **ترجمہ**: ہرگزنہیں بے شک انسان البتہ سرکشی کرتا ہے، اس وجہ سے کہ دیکھا ہے اس نے اپنے کو کہ بے پرواہ ہے وہ، بیشک تیرے رب کی طرف لوٹنا ہے، کیا دیکھا ہے تو نے اس شخص کو جو روکتا ہے، بندوں کو جب وہ نماز پڑھیں وہ، کیا دیکھا ہے تو نے اگر ہوتا وہ ہدایت پر، یا حکم کرتا وہ تقویٰ کے ساتھ، (تو کتنی اچھی بات ہوتی) کیا دیکھا ہے تو نے اگر جھٹلایا ہے اس نے اور منہ موڑلیا ہے، کیا نہیں جانا اس نے بایں طور کہ بیشک اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے، ہرگز نہیں البتہ اگر نہ رکا وہ تو ضرور ضرور گھسیٹیں گے ہم پیشانی کے بال پکڑ کر یعنی وہ پیشانی جو جھوٹی ہے جو گناہ گار ہے۔

السوال ۲۵ :کذبت ثمود بطغوٰھا ٥اذانبعث اشقٰھا ٥فقال لهم رسول اللہ ناقة اللہ وسقیٰها٥فکذبوہ فعقروھا٥ بنین ۱۴۲۲ھ

حل سوال :اس سوال میں چھ باتیں مطلوب ہیں① ترجمہ ② واقعہ (صفحہ نمبر ۲۰۸ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ بطغوٰھا٥ اور فکذبوہ اور فعقروھا. میں ضمیر کا مرجع۔ بطغوٰھا ضمیر کا مرجع قوم ثمود ہے؟ فکذبوہ ضمیر مرجع حضرت صالح علیہ السلام، اور فعقروھا ضمیر کا مرجع اونٹنی۔ ④ رسول اللہ علیہ السلام کی مراد (حضرت صالح علیہ السلام) ⑤ اشقٰھا سے مراد قدار بن سالف ⑥ خط کشیدہ آیت کی ترکیب کذبت ثمود بطغوٰھا ٥ 'کذبت فعل، ثمود فاعل، با حرف جار، طغوی مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، ہوا با حرف جار کا جار مجرور ملکر متعلق کذبت کے۔ فکذبوہ فعقروھا فا عاطفہ، کذبوا فعل، ہم ضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر معطوف ثانی، فا عاطفہ، عقروفعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، ھا ضمیر مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر معطوف ثالث۔

① **ترجمہ** : جھٹلایا قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے، جب اٹھ کھڑا ہوا ان کا ایک سب سے بڑا بدبخت، پس کہا ان کے لیے اللہ کے رسول علیہ السلام نے (چھوڑو) اللہ کی اونٹنی کو اور اس کے پانی پینے کو پس جھٹلایا انہوں نے (اس نبی علیہ السلام کو) پس ذبح کر دیا انہوں نے (پاؤں کاٹ دیئے) اُس اونٹنی کو۔

السوال ۲۶ :هل اتٰك حديث موسىٰ ٥اذناداه ربه بالواد المقدس طوى٥اذهب الى فرعون انه طغى ٥ فقل هل لك الى ان تزكّٰى ٥واهديك الى ربك فتخشٰى ٥فاراه الاية الكبرىٰ٥فكذب وعصى٥ثم ادبر يسعٰى ٥فحشر فنادىٰ ٥فقال انا ربكم الاعلىٰ ٥ بنات ۱۴۲۲ھ ۱۴۳۲ھ

حل سوال :اس سوال میں چار باتیں مطلوب ہیں ① : ترجمہ ② آیت الکبریٰ سے مراد (اژدھا) : ③ اذهب کا مخاطب (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ④ هل لك کا مخاطب (فرعون) ۔

① **ترجمہ**: کیا آیا ہے آپکے پاس موسیٰ علیہ السلام کا قصہ، جب پکارا اس (موسیٰ علیہ السلام) کو اس کے رب نے پاک وادی یعنی طوٰی میں، (فرمایا اللہ تعالیٰ نے) جا فرعون کی طرف بیشک وہ سرکش ہو گیا ہے، پس کہہ تو کیا تیرے لیے رغبت ہے طرف اس بات کے یہ کہ تو پاک ہو جائے، اور رہنمائی کروں میں تیری تیرے رب کی طرف پس تو ڈر جائے، پس دکھلائی موسیٰ علیہ السلام نے بڑی نشانی اس فرعون کو، پس جھٹلایا اس فرعون نے اور نافرمانی کی، (ماننے سے انکار کیا) پھر پیٹھ پھیری اس حال میں کہ کوشش کرتا تھا، (موسیٰ علیہ السلام کے خلاف) پس اکٹھا کیا (لوگوں) کو پھر تقریر کی، پس کہا میں تمہارا رب ہوں بلند۔

السوال ۲۷ :القارعة ٥ماالقارعة ٥وما ادرٰك ماالقارعة٥يوم يكون الناس كالفراش المبثوث ٥وتكون الجبال كالعهن المنفوش ٥فاما من ثقلت موازينه٥ فهو عيشة راضية٥واما من خفت موازينه٥فامه هاوية٥ ۱۴۲۳ھ

حل سوال :اس سوال میں تین باتیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② قارعۃ' فراش' مثبوث' عھن 'منفوش کا لفظی ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ مرادی معنی نیچے ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

① **ترجمہ**: کھڑکھڑانے والی' کیا ہے کھڑکھڑانے والی' اور کیا پتہ آپ ﷺ کو کیا ہے کھڑکھڑانے والی۔ جس دن ہونگے لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح، اور ہونگے پہاڑ دھنی ہوئی رنگین روئی کی طرح' پس وہ شخص کہ بھاری ہوگئیں اس کی تولیں' پس وہ پسندیدہ آرام میں ہوگا، اور لیکن وہ شخص کہ ہلکی ہوگئیں اسکی تولیں پس اس کا ٹھکانہ ھاویہ ہے۔

السوال ۲۸ :والضحى ٥واليل اذاسجى ٥ماودعك ربك وما قلىٰ٥ وللآخرة خير لك من الاولىٰ٥ ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ٥

۱۴۱۷ھ ۱۴۲۲ھ ۱۴۲۳ھ

حل سوال: اس سوال میں چار باتیں مطلوب ہیں:① ترجمہ: ② شان نزول (صفحہ نمبر ۲۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں): ③ آخری آیت کا مقصد (صفحہ نمبر ۲۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں) ④: تفسیر (صفحہ نمبر ۲۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

① **ترجمہ**: قسم ہے روشنی کی یا قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی، اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے وہ، یا جب قرار پکڑے وہ، نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہیں ناراض ہوا وہ، البتہ آخرت زیادہ بہتر ہے تیرے لیے دنیا سے، اور البتہ عنقریب دے گا تجھ کو تیرا رب پس راضی ہو جائے گا تو۔

السوال ۲۹: سبح اسم ربك الاعلیٰ o الذی خلق فسوٰی o والذی قدر فھدٰی o والذی اخرج المرعیٰ o فجعله غثآءً احوٰی o سنقرئك فلاتنسٰی o الاماشاء الله انه یعلم الجھر وما یخفٰی o ونیسرك للیسرٰی o بنات ۱۴۲۳ھ

حل سوال: اِس سوال میں چار باتیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۶۷ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ الا ماشاء اللہ میں استثنا کا مفہوم (صفحہ نمبر ۱۶۹ اور ۱۷۰ پر ملاحظہ فرمائیں) ④ یسریٰ کی مراد) شریعت مطہرہ کو آپ ﷺ کے لیے آسان بنادیں گے اس پر چلنا عمل کرنا آپ ﷺ کی طبیعت بن جائے گی۔ کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی)

① **ترجمہ**: پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے زیادہ بلند ہے وہ ذات جس نے پیدا کیا پھر درست کیا، اور وہ ذات جس نے اندازہ کیا پھر اس نے ہدایت دی اور وہ ذات جس نے نکالا چارہ کو پھر بنا دیا اس کو سیاہ کوڑا، عنقریب پڑھائیں گے ہم تجھ کو پس نہیں بھولیں گے آپ (ﷺ)، مگر اس چیز کو جو چاہے اللہ تعالیٰ بیشک وہ اللہ جانتا ہے ظاہر کو اور اس چیز کو جو پوشیدہ ہوتی ہے، اور سہولت دیں گے ہم آپ (ﷺ) کو آسانی کے لیے۔

السوال ۳۰: تبت ید آ ابی لھب وتب o مآ اغنی عنه ماله وما کسب o سیصلیٰ نارا ذات لھب o وامرآته حمالة الحطب o فی جیدھا حبل من مسد o ۱۴۲۲ھ

حل سوال: اس سوال میں چار باتیں مطلوب ہیں: ①: ترجمہ: ② تفسیر (صفحہ نمبر ۲۹۷ پر ملاحظہ فرمائیں): ③ شان نزول (صفحہ نمبر ۲۹۷ پر ملاحظہ فرمائیں): ④ خط کشیدہ الفاظ کے معنی (تبت) ہلاک ہونا، (لھب) شعلہ بھڑکنا، (حمالة) اُٹھانے والی، (حطب) لکڑیاں، (جید) گردن، (مسد) مونج۔

① **ترجمہ**: ہلاک ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ، (اور ہلاک ہو گئے) نہ کام آیا اس کو اس کا مال اور وہ چیز جو اس نے کمائی، عنقریب داخل ہوگا وہ آگ میں جو شعلہ والی ہے، اور اسکی بیوی درانحالیکہ اُٹھانے والی ہے وہ لکڑیوں کو، اس کی گردن میں رسی ہے مونج والی سے۔

السوال ۳۱: والیل اذا یغشیٰ ٥ والنھار اذا تجلّی ٥ وما خلق الذکر والانثی ٥ ان سعیکم لشتّیٰ ٥ فاما من اعطی واتقی ٥ وصدق بالحسنی ٥ فسنیسرہ للیسریٰ ٥ ۱۴۲۴ھ

① **ترجمہ**: قسم ہے رات کی جب چھا جائے، اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو جائے، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا مرد اور عورت کو بے شک تمہاری کوشش البتہ جدا جدا ہے، پس لیکن وہ شخص جس نے دیا اور ڈر گیا، اور سچا جانا اس نے نیکی کی بات کو، تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لیے سامان دے دیں گے۔

السوال ۳۲: **ان یوم الفصل کان میقاتا ٥ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا ٥ وفتحت السمآء فکانت ابوابا ٥ وسیرت الجبال فکانت سرابا ٥ ان جھنم کانت مرصادا ٥ للطٰغین مابا ٥ لٰبثین فیھا احقابا ٥** بنین ضمنی ۱۴۲۲ھ

حل سوال: اس سوال میں تین باتیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۴۸ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ خط کشیدہ الفاظ کے معنی میقاتا وقت معلوم کرنے کا آلہ۔ افواجا جمع فوج کی بمعنی گروہ۔ جبال پہاڑ، سرابا وہ چٹیل میدان جو عین دوپہر کے وقت پانی محسوس ہو، حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہ ہو، احقابا یہ جمع ہے اس کا مفرد حقبہ یا حقب بمعنیٰ زمانہ دراز سالہا سال۔

① **ترجمہ**: بیشک فیصلے کا دن ہے ایک وقت مقرر، یعنی جس دن پھونک ماری جائے گی صور میں پس آؤ گے تم فوج درفوج، کھول دیا جائے گا آسمان پس ہو جائیگا وہ آسمان کئی دروازے، اور چلائے جائیں گے پہاڑ پس ہو جائیں گے وہ چمکدار ریت، بیشک جہنم ہے تاک یا گھات کی جگہ، سرکشوں کیلئے ٹھکانا ہے، ٹھہرنے والے ہونگے وہ سرکش اس جہنم میں سالہا سال۔

السوال ۳۳: **قتل الانسان ما اکفرہ ٥ من ای شئی خلقہ ٥ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ٥ ثم السبیل یسرہ ٥ ثم اماتہ فاقبرہ ٥ اذا شآء انشرہ ٥ کلا لما یقض ما امرہ ٥** بنین ضمنی ۱۴۲۴ھ

حل سوال: اس سوال میں چار باتیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں): ③ ما اکفرہ کونسا صیغہ ہے؟ (واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب افعال)

④:ثم السبیل یسرہ میں سبیل سے کیا مراد ہے؟(بطنِ مادر)۔

① **ترجمہ**: قتل کیا جائے انسان کیسا ناشکرا ہے وہ انسان، کس چیز سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو، نطفے سے پیدا کیا پھر اندازے سے بنایا اس کو، پھر راستہ کو آسان کر دیا، پھر موت دی اس کو پھر قبر میں لے گیا اس کو، پھر جب چاہے گا وہ اللہ تعالیٰ زندہ کر دے گا اسکو، ہرگز نہیں (انسان نے شکر یہ ادا نہیں کیا) ابھی تک نہیں پورا کیا اس انسان نے اس چیز کو جو حکم کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو۔

السوال ٣٤ : کلا اذا دکت الارض دکا دکا ٥ وجآء ربك والملك صفا صفا ٥ وجآئ یومئذ بجهنم یومئذ یتذکر الانسان وانٰی له الذکری ٥ یقول یٰلیتنی قدمت لحیاتی ٥ فیومئذ لایعذب عذابه احد ٥ ولا یوثق وثاقه احد ٥ بنین ضمنی ۱۴۲۴ھ

حل سوال :اس سوال میں تین باتیں مطلوب ہیں:① ترجمہ:② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۹۴ پر ملاحظہ فرمائیں):③ دکّا دکّا صفًا صفًا کیوں منصوب ہیں؟ دکّا دکّا مفعول مطلق ہے۔ صفًا صفًا یہ حال ہے۔

① **ترجمہ**: ہرگز نہیں جب ریزہ ریزہ کر دی جائے گی زمین ریزہ ریزہ کرنا، اور آئیگا تیرا رب اور فرشتے درانحالیکہ صف باندھنے والے ہوں گے، اور لائی چلائے گی جہنم اس دن' اس دن سوچے گا انسان اور کہاں ہوگا (نفع دیگا) اس کی لیے سوچنا، کہے گا اے کاش میں آگے بھیجتا اپنی زندگی (آخرت) کے لیے) یا اپنی زندگی میں، اگر لام فی کے معنی میں ہو) پس اس دن نہیں عذاب دیگا۔ اس (اللہ) کے عذاب جیسا کوئی اور، نہیں جکڑے گا اس کے جکڑنے جیسا کوئی اور۔

السوال ٣٥ : عبس وتولّٰی ٥ان جآءہ الاعمٰی ٥وما یدریك لعله یزکّٰی ٥ اویذکر فتنفعه الذکریٰ ٥امامن استغنٰی ٥ فانت له تصدّٰی ٥ وماعلیك الایزکّٰی ٥واما من جآءك یسعٰی ٥وهو یخشٰی ٥فانت عنه تلهّٰی ٥

۱۴۱۵ھ ۱۴۱۶ھ ۱۴۱۹ھ ۱۴۲۱ھ

حل سوال :اس سوال میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں:① ترجمہ:② شان نزول (صفحہ نمبر ۸۵ پر ملاحظہ فرمائیں)③ الاعمٰی کا مصداق (عبداللہ بن اُم مکتوم)④ تفسیر (صفحہ نمبر ۸۴ پر ملاحظہ فرمائیں)⑤ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق۔

① **ترجمہ**: ترش رو ہوئے وہ نبی (ﷺ) اور منہ موڑ لیا، اس وجہ سے کہ آیا انکے پاس نابینا، اور کیا پتا آپ (ﷺ) کو شاید وہ پاک ہو جاتا، یا نصیحت کرتا پس نفع دیتی اسکو نصیحت، لیکن وہ

شخص جو بے پرواہ ہے، پس اسکے درپے ہیں، (پیچھے پڑے ہوئے ہیں) اورنہیں ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پرکوئی گناہ یہ کہ وہ پاک نہ ہوئے وہ شخص، اورلیکن وہ شخص جوآیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس درانحالیکہ وہ دوڑتا ہے، اورڈرتا ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غافل ہوجاتے ہیں (ایسا نہ کیجیے)۔

⑤ عبس واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔از (ض)۔ترش روئی کرنا۔تولیٰ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔از باب تفعل اعراض کرنا۔چھوڑ دینا۔یدریك واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب افعال۔جتلانا۔آگاہ کرنا۔یزکیٰ واحد مذکر غائب معلوم، از باب تفعل، پاک ہونا۔سنور جانا۔یذکر۔واحد مذکر غائب مضارع معروف، از باب تفعل۔سوچنا۔یاد کرنا۔نصیحت حاصل کرنا۔فتنفعہ واحدہ مونث غائبہ مضارع معلوم۔از باب فتح۔نفع دینا۔تصدیٰ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از باب تفعل۔درپے ہونا۔تلھّٰی واحد مذکر حاضر مضارع معلوم، از باب تفعل۔بھول جانا۔غافل ہونا۔بے پرواہی کرنا۔

السوال ۳۶: فلینظر الانسان الی طعامه ○انا صببنا الماء صبا○ ثم شققنا الارض شقا ○فانبتنا فیها حبا ○ وعنبا وقضبا○ وزیتونا ونخلا○ وحدائق غلبا○ وفاکهة وابا○متاعا لکم ولا نعامکم○ ۱۴۱۶ھ ۱۴۱۷ھ ۱۴۲۲ھ

حل سوال: اِس سوال میں دو چیزیں پوچھی گئی ہیں: ①: ترجمہ: ② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی، صرفی، نحوی تحقیق۔

① **ترجمہ**: پس چاہیے کہ دیکھے انسان اپنے کھانے کی طرف، بیشک ڈالا ہم نے پانی ڈالنا پھر چیرا ہم نے زمین کو چیرنا، پس اگایا ہم نے اس میں سے دانے کو، اورانگور اورترکاری کو، اورزیتون کواورکھجورکو، اورگنجان باغات، اورمیوے کواورگھاس کو، واسطے نفع کے تمہارے لیے اورتمہارے جانوروں کے لیے۔

② صبًّا از باب نصر، پانی اُنڈیلنا، مفعول مطلق، شقًّا چیرنا، پھاڑنا، مصدر از باب نصر، دُشوار ہونا۔مشقت میں ڈالنا، مفعول مطلق، قضبًا مصدر، ترکاری۔ساگ از باب ضرب، کاٹنا۔سبزی کوقضب کہا گیا ہے کیونکہ وہ بھی کاٹ کر پکائی اورکھائی جاتی ہے، مفعول بہ۔غلبًا گنجان، یہ جمع ہے اس کا مفرد غلباء، از باب ضرب، غالب ہونا۔صفت واقع ہورہا ہے حدائق موصوف کی، ابًّا خشک یا ترگھاس، اورچارہ، از باب ن، مشتاق ہونا۔مفعول بہ۔

السوال ۳۷: ویل للمطففین ○الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون○ واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون ○الا یظن اولئك انهم مبعوثون○ لیوم عظیم○

یوم یقوم النّاس لرب العلمین○ ۱۴۱۶ھ ۱۴۲۱ھ ۱۴۲۳ھ

حل سوال: اس سوال میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② خط کشیدہ الفاظ کی صیغوی تحقیق ③ تفسیر (صفحہ نمبر ۱۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں) ④ شان نزول (صفحہ نمبر ۱۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں ⑤ پہلی دو آیتوں کی ترکیب۔

① **ترجمہ**: ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی لیے، وہ لوگ کہ جب تول کر لیتے ہیں لوگوں سے تو پورا پورا تول لیتے ہیں، اور جب تول کر دیتے ہیں انکو یا وزن کر کے دیتے ہیں انکو تو گھٹا کر دیتے ہیں، کیا نہیں گمان کرتے وہ لوگ کہ بے شک وہ اٹھائے جائیں گے، بڑے دن کے لیے جس دن کھڑے ہونگے رب العلمین کیلیے۔ (۲): **مطففین** جمع مذکر سالم اسم فاعل، از تفعیل۔ اکتالوا جمع مذکر غائب ماضی معلوم، از افتعال۔ یستوتون جمع مذکر غائب مضارع معلوم، از استفعال۔ کالوا جمع مذکر غائب ماضی معلوم از ضرب۔ **یسخرون** جمع مذکر غائب مضارع معلوم از افعال۔ (۵): ویل مبتدا، لام جارہ، المطففین موصوف، الذی اسم موصول، اذا شرطیہ، اکتالوا فعل، علی حرف جار، بمعنیٰ من الناس مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اکتالوا کے فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر شرط، یستوفون فعل با فاعل فعل فاعل ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف علیہ۔

السوال ۳۸: قل هو الله احد ○ الله الصمد ○ لم یلد ولم یولد ○ ولم یکن له کفوا احد ○ بنات ۱۴۱۷ھ

حل سوال: اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ: ② شان نزول (صفحہ نمبر ۳۰۲ پر ملاحظہ فرمائیں: ③ خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب: : لم یکن فعل از افعال ناقصہ، لہ جار مجرور لم یکن کے متعلق، کفوًا خبر، احد اسم مؤخر، (۴): لم یلد اور لم یکن کی صیغوی تحقیق لم یلد واحد مذکر غائب فعل نفی جحد معلوم، لم یکن واحد مذکر غائب فعل نفی جحد معلوم۔

① **ترجمہ**: کہہ دیجیے وہ یعنی اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہیں جنا اس نے اور نہیں جنا گیا وہ، اور نہیں ہے اس کے لیے ہم جیسا یا برابر کوئی ایک۔

السوال ۳۹: والنّزعت غرقا ○ والنّشطت نشطا ○ والسّبحت سبحا ○ فالسّبقت سبقا ○ فالمدبرات امرا ○ یوم ترجف الراجفة ○ تتبعها الرادفة ○ قلوب یّومئذ واجفة ○ ابصارها خاشعة ○ یقولون ء انا لمردودون فی الحافرة ○

۱۴۱۵ھ ۱۴۱۷ھ ۱۴۲۲ھ ۱۴۲۴ھ

حل سوال: اس سوال میں چار چیزیں پوچھی گئیں ہیں ① ترجمہ ② نازعات، ناشطات ۔سابحات ۔سابقات کالغوی معنیٰ ③ خط کشیدہ ٹکڑے کی ترکیب (صفحہ نمبر ۶۰ اور ۶۳ پر ملاحظہ فرمائیں) ④ ابصارھا میں ضمیر کا مرجع (اصحاب قلوب)۔

① **ترجمہ**: قسم ہے(روح) کھینچے والوں کی غوطہ لگا کر، (گھس کر) اور بند کھولنے والوں کی بند کھولنا، اور تیرنے والوں کی تیرنا، پھر آگے بڑھنے والوں کی دوڑ کر، پھر انتظام کرنے والوں کی حکم کا، (تم ضرور زندہ کیے جاؤ گے یا بیشک قیامت آنیوالی ہے) جس دن کانپے گی کانپنے والی، پیچھے آئے گی اس کے پیچھے آنیوالی، کتنے دل اس دن دھڑکنے والے ہونگے 'ان (دلوالوں) آنکھیں جھکنے والی ہوں گی، کہتے ہیں یہ کافر کہ کیا بے شک ہم البتہ لوٹائے جائیں گے پہلی حالت میں۔

② نازعات لغوی معنی کھینچے والی۔ازباب ضرب کھینچنا۔نکالنا۔مرادی معنی وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روح نکالتے ہیں۔ناشطات لغوی معنیٰ ناشطۃ گرہ، اور بند کھولنے والی، ازباب ضرب سختی کے ساتھ کھینچنا، ازباب سمع میں ہشاش بشاش ہونا۔مرادی معنی وہ فرشتے ہیں جو مومن کی روح نکالتے ہیں۔سابحات سابحۃ بمعنی تیرنے والی، ازباب فتح، تیرنا۔مرادی معنی اس سے وہ فرشتے مراد لیتے ہیں جو کفار اور مومنین کی روح قبض کرنے کے بعد تیزی سے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔سابقات آگے بڑھنے والی۔تیز دوڑنے والی۔

السول ٤٠: والسمآء ذات البروج ○ والیوم الموعود ○ وشاهد وّمشهود ○ قتل اصحٰب الاخدود ○ النار ذات الوقود ○ اذهم علیها قعود ○ وهم علٰی مایفعلون بالمئومنین شهود ○ وما نقموا منهم الا ان یّئومنوا باللہ العزیز الحمید ○ ۱۴۱۵ھ ۱۴۱۹ھ ۱۴۲۲ھ ۱۴۲۳ھ

حل سوال: اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ اصحاب الاخدود کون تھے؟ (صفحہ نمبر ۱۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں) ④ یوم موعود شاھد ومشھود کی مراد (صفحہ نمبر ۱۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

① **ترجمہ**: قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے اور دن کی جو وعدہ کیا ہوا ہے اور قسم ہے حاضر ہونیوالی اور حاضر کیے ہوئے کی، قتل کیے گئے خندقوں والے، یعنی آگ والے جو ایندھن والے ہیں، جب وہ اس (آگ) پر بیٹھنے والے تھے، اور وہ پر اس چیز کے جو کرتے تھے وہ مومنوں کے ساتھ حاضر ہونے والے تھے، اور نہیں بدلہ لیا ان (اصحاب الاخدود) نے ان مومنین سے مگر اس

وجہ سے کہ ایمان لے آئے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو غالب ہے جو تعریف کرنے والا ہے۔

السوال ٤١: والعدیت ضبحا ০ فالموریٰت قدحا ০فالمغیرات صبحا ০فاثرن به نقعا ০ فوسطن به جمعا ০ ان الانسان لربه لکنود ০ ۱۴۱۷ھ ۱۴۱۹ھ

حل سوال: اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ: ② تفسیر (صفحہ نمبر ۲۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں ③ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق۔

① **ترجمہ**: قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی ہانپ کر، پھر آگ نکالنے والے گھوڑوں کی ٹاپ مارکر۔ پھر غارت ڈالنے والے گھوڑوں کی صبح کیوقت، پھر اڑاتے ہیں وہ اس (صبح) میں غبار کو، پھر گھس جاتے ہیں وہ اس (صبح) میں (دشمنوں کی) جماعت میں، بیشک انسان اپنے رب کی لیے ناشکری کرنے والا ہے۔ ③: **العادیات** دوڑنے والے گھوڑے۔ **ضبحًا** وہ آواز جو دوڑتے وقت گھوڑے کے سینے سے نکلتی ہے۔ **الموریات** آگ نکالنا۔ **قدحا** ٹاپ مارنا۔ اَثَرْنَ غبار اڑانا۔ وسطن درمیان میں بیٹھنا۔ **لکنود** ناشکرا۔

السوال ٤٢: والسمآء ذات الرجع ০ والارض ذات الصدع ০ انه لقول فصل ০ وماهو بالهزل ০ انهم یکیدون کیدا ০ واکید کیدا ০فمهل الکفرین امهلهم رویدا ০ ۱۴۱۹ھ ۱۴۲۴ھ

حل سوال: اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۶۰ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ انه اور ماهو میں ضمیر کا مرجع (④): خط کشیدہ کلمات کی صرفی اور معنوی تحقیق۔

① **ترجمہ**: قسم ہے آسمان کی جو چکر مارنے والا ہے اور قسم ہے زمین کی جو پھٹ جانے والی ہے، بیشک وہ قرآن البتہ بات ہے دوٹوک، (فیصلہ کرنیوالی) اور نہیں ہے وہ مذاق، بیشک وہ کافر مکر کرتے ہیں مکر کرنا، اور میں مکر کرتا ہوں مکر کرنا، پس مہلت دیجیے کافروں کو یعنی مہلت دیجیے انکو مہلت دینا یا مہلت دیجیے ان کو تھوڑی سی مہلت: ③ دونوں ضمیروں کا مرجع قرآن ہے۔
④ **هزل** یہ مصدر ہے، از باب ضرب، معنیٰ ٹھٹھہ کرنا۔ **مهل** واحد مذکر امر حاضر، از باب تفعیل، معنیٰ، مہلت دینا۔ **امهل** واحد مذکر امر حاضر، از باب افعال، معنیٰ، مہلت دینا۔

السوال ٤٣: یوم یقوم الروح والملٰئکة صفا لایتکلمون الا من اذن له الرحمٰن وقال صوابا ০ذالك الیوم الحق فمن شآء اتخذ الی ربه مابا ০ انا انذرنکم عذابا قریبا یوم ینظر المرء ماقدمت یداه ویقول الکفر یلیتنی کنت ترابا

حل سوال: اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ: ② تشریح (صفحہ نمبر ۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں ③ یوم ۔روح کی مراد (یوم سے مراد قیامت کا دن ۔روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام، یا اللہ کا عظیم الشان لشکر جو فرشتوں کے علاوہ ہے) ④ خط کشیدہ حصے کی ترکیب۔

① **ترجمہ**: جس دن کھڑے ہونگے جبرائیل علیہ السلام اور تمام فرشتے درانحالیکہ صف باندھنے والے ہوں گے نہیں بات کرسکیں گے مگر وہ شخص کہ اجازت دے اسکے لیے رحمٰن اور کہے وہ شخص درست بات، یہ دن حق ہے پس جو شخص چاہے بنالے اپنے رب کی طرف ٹھکانا، بیشک ہم نے ڈرایا ہے تم کو عذاب سے جو کہ نزدیک ہے جس دن دیکھے گا آدمی اس چیز کو کہ آگے بھیجا اسکے دونوں ہاتھوں نے اور کہے گا کافر اے کاش کہ ہوجاتا میں مٹی ④ یقول فعل، الکفر فاعل، فعل فاعل ملکر قول، یا برائے تنبیہ، یــا تاسفیہ حرف ندا، لیــت حرف از حروف مشبہ بالفعل، نون وقایہ، ی ضمیر متکلم، لیت کا اسم، کنت فعل از افعال ناقصہ، تا ضمیر بارز اسم، ترابا خبر، کنت اپنے اسم وخبر سے ملکر خبر لیت' لیت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر مقولہ' قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔

السوال ٤٤: والفجر ○ ولیال عشر ○ والشفع والوتر ○ والیل اذا یسر ○ هل فی ذلك قسم لذی حجر ○ الم تر کیف فعل ربك بعاد ○ ارم ذات العماد ○ التی لم یخلق مثلها فی البلاد ○ ۱۴۱۷ھ ۱۴۱۹ھ ۱۴۲۱ھ

حل سوال: اس سوال میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں: ① ترجمہ ② فجر، لیال عشر، شفع، وتر اور لیل سے مراد (صفحہ نمبر ۱۸۲ تا ۱۸۴ پر ملاحظہ فرمائیں) ③ خط کشیدہ لفظ کی صرفی تحقیق ④ تفسیر (صفحہ نمبر ۱۸۲ پر ملاحظہ فرمائیں) ⑤ **ارم ذات العماد** ترکیب میں کیا ہے؟ (بدل ہے)

① **ترجمہ**: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی، اور رات کی جب وہ چلنے لگے، (گزرنے لگے یا ڈھلنے لگے) کیا ان چیزوں میں قسم (کافی) ہے عقل والے کے لیے، کیا نہیں دیکھا تو نے کیسے کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ، یعنی ارم کے ساتھ جو بڑے ستونوں والے تھے، وہ جو نہیں پیدا کی گئی ان جیسی (مخلوق) شہروں میں ③ یسر اصل میں یسری تھا ی کو سجع بندی کے لیے اور دوسری آیت کے ساتھ مناسب پیدا کرنے کے لیے گرادیا۔ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم، از باب ضرب۔

السوال ٤٥: الهکم التکاثر ○ حتی زرتم المقابر ○ کلا سوف تعلمون ○ ثم کلا سوف تعلمون ○ ۱۴۲۳ھ

حل سوال: اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں:: ① ترجمہ: ② تفسیر (صفحہ نمبر

۲۶۶ پر ملاحظہ فرمائیں)④ خط کشیدہ الفاظ کا وزن ہفت اقسام صیغہ اور قانون بتایئے؟

① **ترجمہ:** غفلت میں ڈال دیا تم کو مال کی کثرت نے، یا کثرت نے، یا کثرت مال پر فخر کرنے نے، یہاں تک کہ زیارت کی تم نے قبروں کی، ہرگز نہیں عنقریب جان لوگے تم، پھر ہرگز نہیں عنقریب جان لوگے۔ ④ **الھی** افعل۔ مھموز الفاء ناقص یائی، واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، قانون قال والا۔ **زرتم** فعلتم اجوف واوی جمع مذکر مخاطب، فعل ماضی معلوم قانون قال والا۔ التقائے ساکنین۔ قلن طلن۔ **مقابر** مفاعل صحیح جمع مذکر مکسر اسم ظرف۔

السوال ٤٦: انه لقول فصل ○ و ما هو بالهزل ○ انهم يكيدون كيدا ○ و اكيد كيدا ○ فمهل الكفرين امهلهم رويدا ○ ۱۴۱۹ھ

حل سوال: اس سوال میں چھ چیزیں مطلوب ہیں ① ترجمہ ② تفسیر (صفحہ نمبر ۱۶۰ پر ملاحظہ فرمائیں ③ قول فصل کی مراد (قرآن پاک): ④ یکیدون کی اصل (اصل میں یَکْیِدُوْنَ تھا بقانون یبیع یکیدون ہوگیا۔ ⑤ **مھل** کی صیغوی تحقیق (واحد مذکر حاضر، فعل امر حاضر معلوم، ⑥ **مھل** آخر میں مکسور کیوں ہے (**مھل** میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے لام کو کسرہ دیا گیا)۔

① **ترجمہ**: بیشک وہ قرآن البتہ بات ہے دوٹوک، (فیصلہ کرنیوالی) اور نہیں ہے وہ مذاق، بیشک وہ کافر مکر کرتے ہیں، مکر کرنا اور میں مکر کرتا ہوں مکر کرنا، پس مہلت دیجیے کافروں کو یعنی مہلت دینا یا مہلت دیجیے ان کو تھوڑی سی مہلت۔

❀❀ ❀ ❀ ❀❀

شعبہ تحقیق و تصنیف دار المطالعہ حاصل پور

اسلاف کے حیرت انگیز واقعات
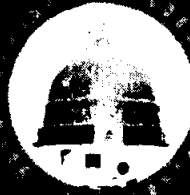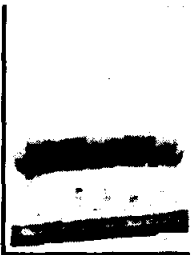
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہم

ملنے کے دیگر پتے

مکتبہ عائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37360541
مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37224228
مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور	042-37228196
ادارہ اسلامیات انار کلی بازار لاہور	042-37353255
مکتبۃ الفقیر سنت پورہ فیصل آباد	041-2618003
مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد	041-8715856
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان	061-4544965
ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان	061-4540513
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	062-2874815
کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	051-5771798
مکتبہ رشدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	081-662263
مکتبہ دار القرآن اردو بازار کراچی	021-32211998
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	021-32213768
مکتبہ علمیہ بنوری ٹاؤن کراچی	021-34918946
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	021-34914596
دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور	091-2567539
بیت الکتب گلشن اقبال کراچی	021-34975024

اس کے علاوہ ملک بھر کے اہم کتب خانوں سے طلب فرمائیں